

مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (آل عمران)

احمدی دوستو!

تمہیں اسلام بلا تائے

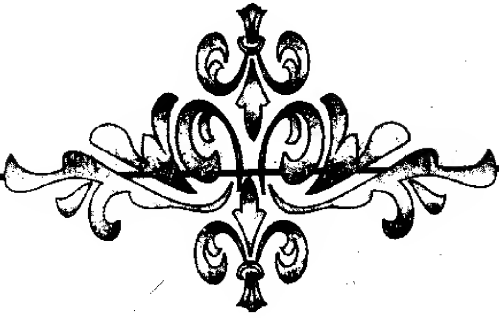
حق کے متلاشی احمدی دوستوں کی مکمل خیر خواہی کے پیش نظر
سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی فکر انگیز اور توجہ طلب تحریر

محمد تقی عابد



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

احمدی دوستو!
میں سلامِ بِلَاتَاہے



آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن اور ٹھنڈے دل کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراطِ مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: "العقل اصل دینی" عقل دین کی جڑ ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "حکمت کو اخذ کر لو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔" مزید ارشاد فرمایا: "عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور گھمنڈ سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔" قرآن مجید میں ہے: "یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانوروں کو نکتے بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔" اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔" براہِ کرم جماعت احمدیہ کے عقائد سے صدق نیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامنِ شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ شانِ کریمی آپ کے آنسو موتی سمجھ کر چن لے گی۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاعِ گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بدستقی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت کو "اسلام" سمجھ کر اس کے دامِ فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمتِ خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آجائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شخصے "جو شخص سچائی کی حفاظت کے لیے قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔" انسان تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا ایمان ضائع کر دے تو کیا فائدہ؟ ایمان دونوں جہاں میں فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر اپنی ہدایت کی دعا مانگیں۔ اس کے حضور کرم کا سمندر غیر محدود ہے۔ ان شاء اللہ اس کی رحمت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

احمدی دوستو!

تہیں اللہ بلائے

حق کے متلاشی احمدی دوستوں کی مکمل خیر خواہی کے پیش نظر
سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی فکر انگیز اور توجہ طلب تحریر

مختار خاں

علم و فن پبلشرز

34۔ اردو بازار، لاہور، فون: 7352332-7232336-8405100

غیر جانبداری، خالی ذہن اور ٹھنڈے دل کے ساتھ مرزا غلام
اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور
غیر کی آواز کے مطابق صراطِ مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و
اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔
اصل دینی "عقل دین کی جڑ ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا
ت کو اخذ کر لو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔"
سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور سمجھنا سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔"
دینا خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ گوشتے بہرے لوگ ہیں
۔" اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا
بائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔" براہ کرم جماعت احمدیہ
یت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ للعالمین حضرت محمد
جماعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے
۔ شان کریں آپ کے آنسو موتی سمجھ کر چن لے گی۔ اسلام ہی
دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاعِ کم شدہ
شام کو گمراہیں آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بد قسمتی
یت کو "اسلام" سمجھ کر اس کے دامِ فریب میں آگئے۔ لیکن
خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ دنیاوی زندگی
نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ
دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید
نہیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول فضی "جو شخص
قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔" انسان تمام دنیا کو
ن ضائع کر دے تو کیا فائدہ؟ ایمان دونوں جہاں میں صلاح و
س لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ
یت کی دعا مانگیں۔ اس کے خود کرم کا سمندر غیر محدود ہے۔
پ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو
ب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

انتساب!

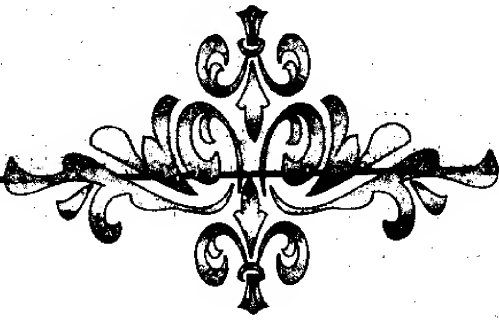
احمدیت میں 50 سال گزارنے والے، جماعت احمدیہ کے انتہائی محرم راز درون خانہ

مکرم و محترم احمد کریم شیخ صاحب (کینیڈا)

کے نام

جو جرات و ہمت کا بلند مینارہ، استقامت و استقلال کا کوہ گراں اور اخلاص و محبت کا پیکر
ہیں۔ انٹرنیٹ پر ان کی شبانہ روز مسلسل اور غلصانہ کاوشوں سے بے شمار احمدی دوست اپنے
عقائد پر نظر ثانی کر کے اسلام کی آغوش میں آ رہے ہیں۔ اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہوٹے!

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قد



جملہ حقوق محفوظ

احمدی دوستو!
تمہیں اللہ تعالیٰ

محمد متین خالد

علم و فن پبلشرز

محمد نوید شاہین ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

جوہر رحمانیہ پرنٹرز لاہور

رفاقت علی

تاج کپورنگ سنٹر، لاہور

2008ء

250 روپے

ملنے کا پتہ

فنانس پبلشرز

لاہور، فون: 7352332-7232336-8405100
www.ilmoktanpublishers.com. E-mail: ilmoktanpubl



تتو

ال

دعوت و فکر پر مبنی اہم دستاویز

خاکسار سے جب محترم محمد متین خالد نے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ راقم ان کی کتاب کا دیباچہ لکھے تو اک ٹونہ احساس مسرت و انبساط کے ساتھ اپنی کوتاہیوں اور برادر م متین خالد کے حسن ظن پر نگاہ مئی تو اپنی کم مائیگی وہ چند ہو گئی اور دل سے دعا نکلی کہ یا اللہ میری کجیاں کو اپنی رحمت سے دور کر اور مجھے ان نیک لوگوں کے حسن ظن پر پورا اترنے کی توفیق ارزانی فرما، آمین۔

ختم نبوت کے منکرین تو رسول کریم ﷺ کے دور ہی میں پیدا ہو گئے تھے، ان کی سرکوبی کا کام بھی آنحضور ﷺ کے ہاتھوں سے شروع ہو گیا تھا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے امت کے لیے ایک مثال قائم کر وادی کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد جب بھی کوئی مدعی نبوت سراٹھائے گا، اُسے کو اس کا سد باب کرنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔ آنحضور ﷺ کی احادیث مقدسہ کے مطابق کئی جموں نے مدعیان نبوت پیدا ہوئے اور امت مسلمہ نے ہر محاذ پر ان کا مقابلہ کیا۔ بعض کی نبوت کا سلسلہ دوسو برس سے بھی زیادہ چلا۔ علماء حق کے مسلسل تعاقب اور احتساب کی وجہ سے آج سابقہ جموں نے مدعیان نبوت کے پیروکاروں کا کہیں نشان بھی نہیں ملتا۔

پچھلی صدی ہجری میں قادیان (بھارت) کے مرزا غلام احمد صاحب نے دعویٰ نبوت کیا۔ پوری امت مسلمہ کو یقین ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ خلاف قرآن و شریعت اور خلاف احادیث مقدسہ ہے۔ یہ یقین بے بنیاد نہیں کیونکہ مرزا صاحب کے مختلف دعاوی جات سامنے آتے ہی جید علمائے کرام، دانشور حضرات اور محققین نے ان کی تحریروں اور ان کی عملی زندگی کا مختلف جہتوں سے جائزہ لے کر یہ فیصلہ دیا۔

آج کی نسل نوی میں سے بھی خدا تعالیٰ نے کئی نوجوانوں کو توفیق دی کہ وہ مرزا صاحب کے دعویٰ اور تحریروں کا تجزیہ اور محاکمہ کریں۔ ستاروں کی طرح روشن ان ناموں کے جھرمٹ میں ایک نام چاند کی طرح چمکتا ہے اور وہ نام ہے محمد متین خالد۔ برادر محترم محمد متین خالد صاحب نے اپنی درجنوں تصنیفات میں مرزا صاحب کے دعاوی و اعمال اور ان

کے جانشینوں کے قول اور فعل کے تضادات، مرزا صاحب کی اپنی تحریروں سے انحراف اور تناقض وغیرہ کو جس طرح دلائل اور ثبوت کے ساتھ پیش کیا ہے، ان کا رد کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ محترم متین خالد صاحب کا نام ختم نبوت کے موضوع پر لکھنے والوں میں ایک ثقہ اور معتبر نام کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

اس بار انھوں نے نئی جہت سے اُن لوگوں کو بڑے سلیقے قرینے سے مخاطب کیا ہے جو خود کو احمدی کہلاتے ہیں۔ ان کا دعویٰ انداز درد و سوز آرزو مندی سے مالا مال ہے۔ یہ حضرات اس کتاب کو ایک بار پڑھ لیں اور اس میں دیے گئے مواد کو پروپیگنڈہ سمجھنے کی بجائے اپنی جماعت کے لٹریچر سے موازنہ کر لیں تو مجھے یقین ہے کہ احمدی کہلانے والے دوست یقیناً سوچیں گے کہ وہ کہاں کھڑے ہیں اور کیوں؟ اس لیے کہ وہ اس کتاب میں دیے گئے حقائق کو برحق پائیں گے۔

میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کتاب کو اُن محنت لوگوں کی رہنمائی کا ذریعہ بنائے اور برادر محترم محمد متین خالد جس خلوص و لگن کے ساتھ دین اسلام اور بالخصوص مسئلہ ختم نبوت پر علمی کام کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو قبول کرے اور اس کے نتیجے میں نہ صرف ان کو اور ان کے اہل و عیال کو، بلکہ ان کی بے شمار نسلوں کو بھی اپنے فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنائے۔ آمین

سہیل باوا

فاضل بخاری ٹاؤن، کراچی
ناظم اعلیٰ، ختم نبوت اکیڈمی
قاریسٹ گیٹ، ملندن



دا

میں یہ بات پورے دُوق اور
کی کمی نہیں جنہیں بانی جماعت احمدیہ م
پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا جو عرصہ دراز سے
ان کی کم علمی اور سادگی ہے کہ وہ محض چند
گفتگو کا دھارا بدل جائے تو بے حد پر
حضرات بالخصوص نوجوانوں کو لطیف دل
کرتے بلکہ مزید تجسس اور تشکی کا اظہار
مجھے کئی دفعہ احمدی حضرات
(بعض دفعہ یہ گفتگو ہلکے ہلکے مناظر
اور شائستگی کا دامن کبھی ہاتھ سے
بالحکمة والموعظة الحسنہ و
اس کے باوجود جب کوئی احمدی دوسر
کلامی پر اتر آتا۔ میں سمجھتا ہوں ر
میں سب سے پہلے سچائی کا گلا گھونٹنا
سقاط نے کہا تھا: ”لا جوا
کے جذبہ سے خوش اخلاقی کے مان
نہیں۔ دلیل اور اخلاق کے ہتھیار
میں نے یہ کتاب ای
ترے دل میں مری بات“ میری
فرمائیں۔ ان شاء اللہ وہ ان معر

مل کے تضادات، مرزا صاحب کی اپنی تحریروں سے انحراف اور
دلائل اور ثبوت کے ساتھ پیش کیا ہے، ان کا رد کرنا مشکل ہی نہیں
صاحب کا نام ختم نبوت کے موضوع پر لکھنے والوں میں ایک ثقہ
جاتا ہے۔

مئی جہت سے اُن لوگوں کو بڑے سلیقے قرینے سے مخاطب کیا ہے
ان کا دعویٰ اندازِ درد و سوزِ آرزو و مندی سے مالا مال ہے۔ یہ
پڑھ لیں اور اس میں دیے گئے مواد کو پروپیگنڈہ سمجھنے کی بجائے
زندہ کر لیں تو مجھے یقین ہے کہ احمدی کہلانے والے دوست یقیناً
ہیں اور کیوں؟ اس لیے کہ وہ اس کتاب میں دیے گئے حقائق کو

مائی اس کتاب کو اُن گنت لوگوں کی رہنمائی کا ذریعہ بنائے اور
لوگوں کے ساتھ دین اسلام اور بالخصوص مسئلہ ختم نبوت پر علمی
قبول کرے اور اس کے نتیجہ میں نہ صرف ان کو اور ان کے اہل
کو بھی اپنے فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنائے۔ آمین

سہیل بادا

فاضل بنوری ٹاؤن، کراچی
ناظم اعلیٰ، ختم نبوت اکیڈمی
فاریسٹ گیٹ، لندن

دل کی بات

میں یہ بات پورے وثوق اور یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جماعت احمدیہ میں ایسے لوگوں
کی کمی نہیں جنہیں بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے متعلقین کی وہ تحریروں
پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا جو عرصہ دراز سے مسلمانوں اور احمدیوں کے درمیان جھڑپیں ہیں۔ یہ
ان کی کم علمی اور سادگی ہے کہ وہ محض چند رٹے رٹائے مخصوص مسائل پر بات کرتے ہیں اور اگر
گفتگو کا دھارا بدل جائے تو بے حد پریشان ہو جاتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ پڑھے لکھے احمدی
حضرات بالخصوص نوجوانوں کو لطیف دلائل و براہین سے بات سمجھائیں تو وہ نہ صرف اسے قبول
کرتے بلکہ مزید تجسس اور تحقیق کا اظہار کرتے ہیں۔

مجھے کئی دفعہ احمدی حضرات سے ان کے عقائد و نظریات پر گفتگو کرنے کا موقع ملا
(بعض دفعہ یہ گفتگو ہلکے پھلکے مناظرے کی شکل اختیار کر لیتی ہے) دورانِ گفتگو میں نے اخلاق
اور شائستگی کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا بلکہ قرآنی آیت ادع الیٰ مسیل ربک
بالحکمة و الموعظة الحسنة و جادلہم بالتي هي احسن ہمیشہ میرے پیش نظر رہی۔
اس کے باوجود جب کوئی احمدی دوست میرے دلائل اور ثبوت سے زچ ہو جاتا تو بے اختیار تلخ
کلامی پر اتر آتا۔ میں سمجھتا ہوں تلخ کلامی اور دشنام طرازی کمزور استدلال کی دلیل ہے جس
میں سب سے پہلے سچائی کا گھاگھوٹا جاتا ہے۔

سقراط نے کہا تھا: ”اگر جواب کرنا اچھا ہے اور قائل کرنا اس سے بھی اچھا“ دعوت حق
کے جذبہ سے خوش اخلاقی کے ماحول میں پیش کیے گئے دلائل و براہین قاطع کا کوئی جواب
نہیں۔ دلیل اور اخلاق کے ہتھیار سے آپ سب کچھ فتح کر سکتے ہیں۔

میں نے یہ کتاب اسی جذبے اور سوچ کے تحت تحریر کی ہے۔ ”شاید کہ اتر جائے
ترے دل میں مری بات“ میری شدید خواہش ہے کہ احمدی دوست بنظر غائر اس کا مطالعہ
فرمائیں۔ ان شاء اللہ وہ ان معروضات سے مکمل اتفاق فرمائیں گے۔ شکریہ

محمد تقی عثمانی

تتو

ال

شکریہ!!!

- حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ
- جناب پروفیسر محمد اقبال جاوید صاحب
- جناب پرنس الحسنی صاحب
- جناب پروفیسر جمیل احمد عدیل صاحب
- جناب پروفیسر میر ملک صاحب
- جناب وقار احمد صاحب
- جناب عامر خورشید صاحب
- جناب مولانا عزیز الرحمن رحمانی صاحب
- جناب محمد ناصر صاحب
- جناب محمد ذیشان اقبال صاحب
- جناب عبداللہ صاحب
- جناب حافظ عبدالقیوم صاحب
- جناب محمد ہاشم صاحب
- جناب عمر شاہ صاحب

کا جنسوں نے اس کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے
 نہ صرف بہترین مشوروں سے نوازا بلکہ ہر مرحلہ پر بے حد تعاون فرمایا۔
 اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

محمد مرتبین خمالر

تتو

ال

فہرست نامثل کتب

242	سنن الدار القطنی	□
95	ازالہ اوہام (مرزا غلام احمد صاحب)	□
98	جماعت البشری (مرزا غلام احمد صاحب)	□
100	مجموعہ اشتہارات (جلد اول) (مرزا غلام احمد صاحب)	□
103	مجموعہ اشتہارات (جلد دوم) (مرزا غلام احمد صاحب)	□
105	تذکرہ، وحی مقدس و مجموعہ الہامات طبع چہارم (مرزا غلام احمد صاحب)	□
107	دافع البلاء (مرزا غلام احمد صاحب)	□
109	اسلامی قربانی (قاضی یار محمد صاحب)	□
111	ایک غلطی کا ازالہ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
114	حقیقت الوحی (مرزا غلام احمد صاحب)	□
116	تزیین القلوب (مرزا غلام احمد صاحب)	□
118	ریح پو آف ریٹینج، کلمت الفصل (مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)	□
129	سیرت المہدی (جلد دوم) (مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)	□
131	اربعین (مرزا غلام احمد صاحب)	□
141	سیرت المہدی (حصہ سوئم) (مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)	□
144	سیرت المہدی (جلد اول) (مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)	□
153	نسیم دعوت (مرزا غلام احمد صاحب)	□
162	کتوبات احمدیہ (جلد پنجم) (مرزا غلام احمد صاحب)	□
164	کتوبات احمدیہ (جلد دوم) (مرزا غلام احمد صاحب)	□
166	چشمہ معرفت (مرزا غلام احمد صاحب)	□
168	انجام آتھم (مرزا غلام احمد صاحب)	□

171	مفوعات (جلد چہارم) (مرزا غلام احمد صاحب)
173	کشتی نوح (مرزا غلام احمد صاحب)
175	سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب (مرزا غلام احمد صاحب)
177	تذکرۃ الشہداء و قہن (مرزا غلام احمد صاحب)
180	چشمہ مسکینی (مرزا غلام احمد صاحب)
182	برائین احمدیہ (مرزا غلام احمد صاحب)
184	تقدیر قیصریہ (مرزا غلام احمد صاحب)
186	کشف الغطاء (مرزا غلام احمد صاحب)
189	اعجاز احمدی (مرزا غلام احمد صاحب)
191	نزول اسحٰ (مرزا غلام احمد صاحب)
196	ملفوظات (جلد اول) (مرزا غلام احمد صاحب)
199	قول الحق (مرزا بشیر الدین محمود صاحب)
206	حقیقت الہدی (مرزا غلام احمد صاحب)
208	حقیقت الروایہ (مرزا بشیر الدین محمود صاحب)
217	نور الحق (مرزا غلام احمد صاحب)
219	مواہب الرحمن (مرزا غلام احمد صاحب)
222	برائین احمدیہ مجملہ (مرزا غلام احمد صاحب)
224	تقدیر کوڑوہ (مرزا غلام احمد صاحب)
229	اقام الحجہ (مرزا غلام احمد صاحب)
232	ملفوظات (جلد 8) (مرزا غلام احمد صاحب)
234	الہدی (مرزا غلام احمد صاحب)
237	عسل مصفی (مرزا خدا بخش صاحب)
248	آئینہ صداقت (مرزا بشیر الدین محمود صاحب)
250	احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ (مرزا غلام احمد صاحب)
252	انوار خلافت (مرزا بشیر الدین محمود صاحب)
256	پیغام صلح (از مرزا غلام احمد صاحب)

ایام صلح (از مرزا غلام احمد صاحب)
کتاب البریہ (مرزا غلام احمد صاحب)
آریہ دھرم (مرزا غلام احمد صاحب)
شہادت القرآن (مرزا غلام احمد صاحب)
تحدۃ الندودہ (مرزا غلام احمد صاحب)
مجموعہ اشتہارات (جلد سوئم) (مرزا غلام احمد صاحب)
ملفوظات (جلد 9) (مرزا غلام احمد صاحب)
ست بچن (مرزا غلام احمد صاحب)
آئینہ کمالات اسلام (مرزا غلام احمد صاحب)
انوار اسلام (مرزا غلام احمد صاحب)
قادیان کے آریہ اور ہم (مرزا غلام احمد صاحب)
دعوت الایمیر (مرزا بشیر الدین محمود صاحب)
ستارہ قیصرہ (مرزا غلام احمد صاحب)
thly Review-August, 1993



260	ایام صلح (از مرزا غلام احمد صاحب)	□
262	کتاب البریہ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
265	آریہ دھرم (مرزا غلام احمد صاحب)	□
267	شہادت القرآن (مرزا غلام احمد صاحب)	□
269	تحدۃ الندوہ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
275	مجموعہ اشتہارات (جلد سوئم) (مرزا غلام احمد صاحب)	□
279	ملفوظات (جلد 9) (مرزا غلام احمد صاحب)	□
288	ست بچن (مرزا غلام احمد صاحب)	□
311	آئینہ کمالات اسلام (مرزا غلام احمد صاحب)	□
313	انوار اسلام (مرزا غلام احمد صاحب)	□
330	قادیان کے آریہ اور ہم (مرزا غلام احمد صاحب)	□
344	دعوت الائمہ (مرزا بشیر الدین محمود صاحب)	□
360	ستارہ قیصرہ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
378	The Supreme Court Monthly Review-August, 1993 □	



171	پارم (مرزا غلام احمد صاحب)
173	غلام احمد صاحب
175	کی کے چار سوالوں کا جواب (مرزا غلام احمد صاحب)
177	(مرزا غلام احمد صاحب)
180	ام احمد صاحب
182	غلام احمد صاحب
184	ام احمد صاحب
186	غلام احمد صاحب
189	ام احمد صاحب
191	ام احمد صاحب
196	(مرزا غلام احمد صاحب)
199	مدین محمود صاحب
206	غلام احمد صاحب
208	بشیر الدین محمود صاحب
217	صاحب
219	غلام احمد صاحب
222	غلام احمد صاحب
224	محمد صاحب
229	صاحب
232	غلام احمد صاحب
234	صاحب
237	صاحب
248	بشیر الدین محمود صاحب
250	کیا فرق ہے؟ (مرزا غلام احمد صاحب)
252	مدین محمود صاحب
256	صاحب

توجہ فرمائیں!

• اس کتاب میں درج تمام حوالہ جات کو نمبر شمار لگا کر ایک ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔

• پھر اس کتاب کے آخر میں اسی ترتیب کے ساتھ اصل کتب کے عکسی فوٹو دے دیے گئے ہیں۔

• اصل کتابوں کے ٹائٹل کا عکسی فوٹو ہر حوالہ کے ساتھ بار بار دینے کے بجائے صرف ایک دفعہ دیا گیا ہے، اس کے لیے دیکھئے صفحہ نمبر 12 تا 14۔

• متعلقہ حوالہ جات کو نمایاں کرنے کے لیے ان کے نیچے آؤٹ لائن لگا دی گئی ہے۔

• احمدیہ کتب سے پورے صفحے کا عکسی فوٹو دینے سے احمدی حضرات کا یہ اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے کہ ان کی متنازعہ عبارات سیاق و سباق سے ہٹ کر بیان کی جاتی ہیں۔

توجہ فرمائیں!

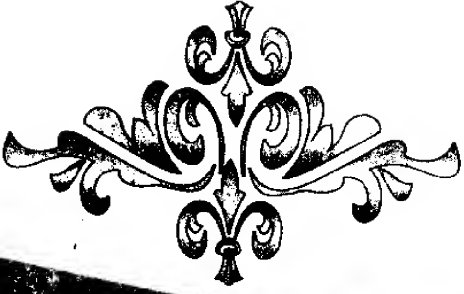
ج تمام حوالہ جات کو نمبر شمار لگا کر ایک ترتیب سے درج کیا

آخر میں اسی ترتیب کے ساتھ اصل کتب کے عکسی فوٹو دے

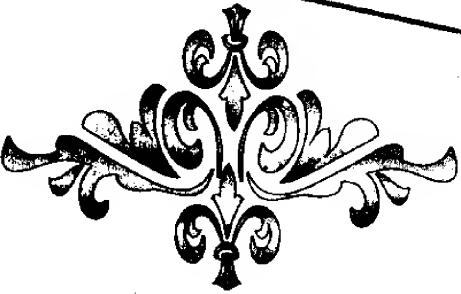
نٹل کا عکسی فوٹو ہر حوالہ کے ساتھ بار بار دینے کے بجائے
گیا ہے، اس کے لیے دیکھئے صفحہ نمبر 12 تا 14۔

و نمایاں کرنے کے لیے ان کے نیچے آؤٹ لائن لگا دی

ے صفحے کا عکسی فوٹو دینے سے احمدی حضرات کا یہ اعتراض
ان کی متنازعہ عبارات سیاق و سباق سے ہٹ کر بیان کی



احمدی دوستو!
تمہیں اسلام ملاتا ہے



تتمة

ال

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے
”الدین النصیحة“ یعنی دین نصیحت (بھلائی) ہی کا نام ہے۔ دوسروں کی خیر خواہی اور بھلائی
چاہنے کا دوسرا نام نصیحت ہے۔ دعوت دین سے متعلق اللہ تعالیٰ کے تمام برحق حضرات انبیاء علیہم
السلام یوں فرماتے تھے:

ابلاغکم رسلت الی والنصح لکم (اعراف: 62)

میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی چاہتا ہوں۔
انسانیت کا سب سے بڑا خیر خواہ وہ ہے جو ان میں ہدایت تقسیم کرنے والا اور انہیں گمراہی
سے بچانے کی فکر کرنے والا ہو۔ ہر انسان کی بھلائی اس میں ہے کہ وہ خیر کثیر کا وارث، خسران بین
سے بچتا اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہو۔ باب العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول زریں ہے: ”یہ نہ دیکھو
کون کہتا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کیا کہتا ہے۔“ اس مبارک قول کی روشنی میں، میں احمدی دوستوں کی
خدمت میں نہایت خلوص، ہمدردی اور درود و سوز مندی کے ساتھ چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔
امید ہے کہ ان معروضات پر وہ انتہائی غیر جانبداری اور شہنشاہی کے ساتھ غور و فکر فرمائیں گے۔
احمدی دوستو!

ایمان مذہبی زندگی کی وہ اساس اور بنیاد ہے جس پر تمام عقائد اور اعمال کی بلند قامت
عمارت کھڑی ہے۔ ایمان جاننے نہیں، ماننے کا نام ہے جس کی تصدیق قلب، زبان اور اعمال کریں،
حقیقی ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔ ایمان کی پہنچکی اور اس پر خاتمہ ہی ایک مسلمان کا اصل اثاثہ، اصل
میراث اور اصل سرمایہ ہے۔ یہی وہ عظیم نعمت ہے جس سے ایمان اور کفر کے راستے جدا جدا ہو جاتے
ہیں۔ مومن اپنے ایمان کی بدولت جنت میں کبھی نہ کبھی ضرور داخل ہو جائے گا جبکہ ایمان سے محروم کو
یہ نعمت عظمیٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”انسان میں شرم و

حیا ایمان سے پیدا ہوتا ہے اور ایمان کا نتیجہ جنت ہے۔ "ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروقؓ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "خطاب کے بیٹے! جاؤ، لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ جنت میں صرف ایمان والے ہی داخل ہوں گے۔"

یاد رکھیے! ایمان ایک ایسی چیز ہے جو نہ کسی دوکان سے ملتا ہے نہ جاگیر سے حاصل ہوتا ہے نہ حکومت سے ملتا ہے نہ منصب یا عہدہ سے۔ ایمان اگر دولت سے ملتا تو قارون بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ خدائی سے ملتا تو نمرود بے ایمان نہ ہوتا۔ اگر یہ طاقت سے ملتا تو فرعون بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ رشتہ داری سے ملتا تو نوح کا بیٹا بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ سرداری سے ملتا تو ابو جہل بے ایمان نہ ہوتا۔ اگر یہ خونی رشتہ سے ملتا تو ابولہب بے ایمان نہ ہوتا۔ ایمان محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی بے حد اہمیت اور قدر و قیمت ہے۔ لہذا ہر شخص کو اس کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کرنی چاہیے کیونکہ یہی توشہ آخرت ہے۔

ایمان اور ہدایت کائنات کی سب سے بڑی نعمت اور دولت ہے جس کے مقابلے میں دنیا کی ہر چیز بچ ہے۔ یہ متاع عزیز جسے نصیب ہو جائے، وہ دنیا کا خوش قسمت ترین شخص کہلواتا ہے۔ اگر خدا نخواستہ لاعلمی، کوتاہی یا لاپرواہی کی وجہ سے یہ گرانقدر دولت خطرے میں پڑ جائے یا ضائع ہو جائے تو کسی حیل و حجت اور تاویل کے بغیر فوراً اس کی تلافی کی فکر میں لگ جانا چاہیے کہ تا پائیدار زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، کب یہ ختم ہو جائے۔ اللہ کی رحمت کا سچا امیدوار وہی ہے جو ایک حقیقت پسند کا شکار کی طرح ایمان خالص کا بیج اپنے قلب کی سرزمین میں بوئے اور اس کی حفاظت کرے۔ اگر کوئی مسلمان کسی بھی وجہ سے راہ ہدایت سے بھٹک جائے تو ایمان ایک ایسا پناہ گاہ ہے جس کی روشنی میں وہ واپس صراط مستقیم پر آ جاتا ہے۔ اس کی پیشانی سے شرمندگی اور ندامت کے قطرے ٹپکنے لگتے ہیں جس سے اس کے دل کی جلا مزید بڑھ جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے غلط عقائد پر اڑا رہے، من گھڑت تاویلات سے اسے صحیح ثابت کرنے کی باغیانہ کوشش کرتا رہے اور اپنے بے جا شکوک پر اصرار کرتا رہے تو پھر ایمان معدوم ہو جاتا ہے اور گمراہی اس کا مقدر ہو کر رہتی ہے۔ دیدہ و دانستہ اپنے غلط عقائد پر جیسے رہتا اور اس پر تاویلات کے پردے ڈالتے رہتا دانشمندی نہیں، جہالت ہے۔ اعمال کی کمی کے بارے میں روزِ محشر یہ قوی امید رکھی جاسکتی ہے کہ اس کوتاہی پر اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و رحمت سے درگزر کا معاملہ فرماتے ہوئے معاف فرمادیں (انشاء اللہ تعالیٰ) لیکن محرومی ایمان ایک ایسی بدبختی ہے کہ جس کی کوئی معافی نہیں۔ جس طرح ماں کے پیٹ سے کوئی معذور بچہ پیدا ہوتا تو دنیا بھر کے بڑے سے بڑے ڈاکٹر اسے ٹھیک نہیں کر سکتے۔ بالکل اسی طرح ایمان کی دولت سے محروم کوئی

محض روز قیامت معافی کا مستحق نہیں
ختم نبوت اسلام کی اس
اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا
ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف
امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔
بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق
آخری حلیم کرنا ایمان و ہدایت کی
کریم کی تقریباً دو سو دس احادیث
تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں
سکتی۔ صحابہ کرامؓ سے لے کر آج
محض ہو سکتا ہے جو حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا
میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو
رسالت، نبوت اور دعوت ہمارے
ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
اس ختم نبوت میں شک ہو، اس
صدیوں کے مجددین (جن کے
بعد ہر قسم کی نبوت (ظلی، بروز
بزرگ بھی ایسا نہیں جواز ہے
موقف رکھتا ہو۔

شروع میں جب
کی حیثیت سے منظر عام پر
طرح حضور نبی کریم صلی
مندرجہ ذیل تحریریں قابل توجہ
(1) "قرآن کریم
نیا رسول ہو یا

اور ایمان کا نتیجہ جنت ہے۔“ ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”خطاب کے بیٹے! جاؤ، لوگوں میں یہ اعلان ن والے ہی داخل ہوں گے۔“

ایک ایسی چیز ہے جو نہ کسی دوکان سے ملتا ہے نہ جاگیر سے حاصل ہوتا منصب یا عہدہ سے۔ ایمان اگر دولت سے ملتا تو قارون بے ایمان نہ رہتا، اگر یہ طاقت سے ملتا تو فرعون بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ مال سے ملتا تو ابوجہل بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ سرداری سے ملتا تو ابوجہل بے ایمان نہ ہوتا، ایمان محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم اس کی بے حد اہمیت اور قدر و قیمت ہے۔ لہذا ہر شخص کو اس کی حفاظت کیونکہ یہی توشہ آخرت ہے۔

فنا کی سب سے بڑی نعمت اور دولت ہے جس کے مقابلے میں دنیا جیسے نصیب ہو جائے، وہ دنیا کا خوش قسمت ترین شخص کہلاتا ہے۔ پر دانی کی وجہ سے یہ اگر اندر دولت خطرے میں پڑ جائے یا ضائع ہو جائے بغیر فوراً اس کی تلافی کی فکر میں لگ جاتا چاہیے کہ تاپائیدار زندگی ہو جائے۔ اللہ کی رحمت کا سچا امیدوار وہی ہے جو ایک حقیقت پسند سچ اپنے قلب کی سرزمین میں بوئے اور اس کی حفاظت کرے۔ اگر ایمان سے بھٹک جائے تو ایمان ایک ایسا تیارہ نور ہے جس کی روشنی ہے۔ اس کی پیشانی سے شرمندگی اور ندامت کے قطرے چھپنے لگتے مزید بڑھ جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے غلط عقائد پر اڑا رہے، من کرنے کی باغیانہ کوشش کرتا رہے اور اپنے بے جا شکوک پر اصرار کرتا رہے اور گمراہی اس کا مقدر ہو کر رہتی ہے۔ دیدہ و دانستہ اپنے غلط فہمی کے پردے ڈالتے رہتا دانشمندی نہیں، جہالت ہے۔ اعمال کی امید رکھی جاسکتی ہے کہ اس کو تباہی پر اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و دے معاف فرمادیں (انشاء اللہ تعالیٰ) لیکن محرومی ایمان ایک نہیں۔ جس طرح ماں کے پیٹ سے کوئی معذور بچہ پیدا ہوتا دنیا ٹھیک نہیں کر سکتے۔ بالکل اسی طرح ایمان کی دولت سے محروم کوئی

فحش روز قیامت معافی کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

ختم نبوت اسلام کی اساس اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اس میں شکوک و شبہات کا ذرا سا بھی رخ نہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاع ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ ایمان و ہدایت محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا جاننے کا نام نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق و مصدق سمجھنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کو آخری تسلیم کرنا ایمان و ہدایت کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم کی تقریباً دو سو احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس سے انکار یقیناً کفر و ارتداد ہے جس سے کوئی تاویل نہیں بچا سکتی۔ صحابہ کرام سے لے کر آج تک امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا منکروہی فحش ہو سکتا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان نہ رکھتا ہو کیونکہ اگر یہ فحش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل ہوتا تو جن چیزوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے، ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا سمجھتا۔ جن دلائل اور طریق تواتر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت، نبوت اور دعوت ہمارے لیے ثابت ہوئی ہے، ٹھیک اسی درجہ کے تواتر سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہ ہوگا اور جس شخص کو اس ختم نبوت میں شک ہو، اسے خود رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی شک ہوگا۔ گزشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین (جن کے ناموں پر ہم اور آپ متفق ہیں) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت (ظلی، مروزی، تشریحی، غیر تشریحی وغیرہ) کو بند سمجھتے ہیں۔ ان میں کوئی ایک بزرگ بھی ایسا نہیں جو اجرائے نبوت کا قائل، یا امت مسلمہ کے اس متفقہ عقیدہ کے خلاف اپنا علیحدہ موقف رکھتا ہو۔

شروع میں جب جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب ایک عالم اور مناظر کی حیثیت سے منظر عام پر آئے تو اس وقت وہ ختم نبوت کے قائل تھے اور عام مسلمانوں کی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے تھے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل تحریریں قابل توجہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(1) ”قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا، خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین جو سطح جبرائیل ملتا ہے اور

باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔“

(ازالہ ادہام صفحہ 762 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 511 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 96 پر)

(2) ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ و خاتم النبیین“ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔“

(ازالہ ادہام صفحہ 614 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 431 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 97 پر)

(3) ترجمہ: ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ و خاتم النبیین“ (یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔) کیا تو نہیں جانتا کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبی کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور آنحضرتؐ نے لانی بعدی سے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور اگر ہم آنحضرتؐ کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے جو بالبداہت باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر محضی نہیں اور ہمارے رسولؐ کے بعد کوئی نبی آ کیسے سکتا ہے جبکہ آپؐ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی ہے اور اللہ نے آپؐ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔“

(حماۃ البشریٰ صفحہ 34 روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 200 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 99 پر)

(4) ”میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر، بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں، جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰؐ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ سے شروع ہوئی اور

511 از مرزا غلام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 96 پر)
 جالکم ولكن رسول الله و خاتم
 میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ
 نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر
 دے کہ کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے

43 از مرزا غلام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 97 پر)
 جالکم ولكن رسول الله و
 میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں
 لے ہیں۔) کیا تو نہیں جانتا کہ فضل
 کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء
 لہوں کے لیے بیان واضح ہے اس
 اور اگر ہم آنحضرتؐ کے بعد کسی نبی
 کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد
 باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر
 نبی آئیے سکتا ہے جبکہ آپ کی
 نے آپ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ

200 از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 99 پر)
 ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے
 ملائی عقائد میں داخل ہیں۔ اور
 باتوں کو مانتا ہوں، جو قرآن
 تا مولانا حضرت محمد مصطفیٰؐ ختم
 رسالت کو کاذب اور کافر جانتا
 م معنی اللہ سے شروع ہوئی اور

جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰؐ پر ختم ہو گئی۔“
 (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 230 تا 231 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 101، 102 پر)
 (5) ”ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا
 اللہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم
 نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 297 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 104 پر)
 مسلمانان عالم کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر اجماع اور عقیدہ جہاد
 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد اسلام دشمن طاقتوں بالخصوص انگریزوں کے لیے سوہان روح بنا ہوا تھا اور
 ہے۔ ان کی شدید خواہش تھی اور ہے کہ کسی طرح کوئی ایسا اہتمام ہو جائے کہ مسلمانوں کے دل سے حضور
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت اور جہاد کی روح دونوں ختم ہو جائیں، اب چونکہ ایک نبی کے
 حکم میں ترمیم و تنسیخ دوسرے نبی کے ذریعے ہی سے ہوتی ہے۔ اس لیے برطانیہ ہی کی شد پر جماعت
 احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب نے پہلے خود کو عیسائیت اور ہندو مخالف مناظر کی حیثیت سے
 متعارف کروایا اور مسلمانوں کی جذباتی اور نفسیاتی ہمدردیاں حاصل کیں۔ پھر مرزا صاحب مجدد، محدث،
 اتنی نبی، ظلی نبی، بروزی نبی، مثیل مسیح اور مسیح موعود کا دعویٰ کرتے ہوئے انجام کار باقاعدہ امر و نہی کے
 حامل ایک صاحب شریعت نبی ہونے کے ادعا تک جا پہنچے۔ یعنی باقاعدہ نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا حتیٰ
 کہ اعلان کیا کہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں (نحوذ باللہ) جماعت احمدیہ کے ذمہ داران بڑی ہوشیاری کے
 ساتھ مرزا غلام احمد صاحب کی ان تصانیف سے منتخب اقتباسات شائع کر کے لوگوں کو اور غلاتے ہیں جو ان
 کے دعویٰ نبوت سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں۔ مرزا صاحب اور ان کے رفقاء کی کتب میں بعض ایسی روح
 فرسا تحریریں ہیں جو عقائد کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان تحریروں کو پڑھ کر کبچا سمجھنے کو آتا، دل کلڑے کلڑے ہوتا،
 آنکھیں خون کے آنسو روتیں، سینہ جھلٹی ہوتا، ہاتھ پاؤں شل ہوتے، روح میں زہر آلود نشتر چبھتے اور دماغ
 مفلوج ہوتا محسوس ہوتا ہے۔ آئیے جو جمل دل کے ساتھ ان دل آزار تحریروں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کے متعلق لکھتے ہیں:

(6) ”ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا“ اپنے وعدہ کے موافق۔“

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 358 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 106 پر)

مزید کہا:

(7) ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دافع البلاء صفحہ 11 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 231 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 108 پر)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ سچے خدا کی نشانی صرف یہ ہے کہ اس نے مرزا صاحب کو قادیان میں رسول بنا کر بھیجا ہے اور اگر مرزا صاحب رسول نہیں ہے تو پھر خدا کی سچائی مشکوک ہے۔ (نعوذ باللہ) مرزا صاحب کے ایک عقیدت مند مرید اپنی کتاب میں مرزا صاحب کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

(8) ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔“

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34 صفحہ 12 از قاضی یار محمد) (حوالہ صفحہ 110 پر) مرزا صاحب نے اپنی کئی تحریروں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی نہایت توہین آمیز خیالات کا اظہار کیا جو ایک عام اور بے عمل مسلمان کے لیے بھی ناقابل برداشت ہے۔ مفکر پاکستان حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

” (مرزا غلام احمد صاحب نے) بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ بعد میں (جماعت احمدیہ سے میری) یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی جب میں نے تحریک (احمدیہ) کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔“

(علامہ اقبالؒ کا خط، سن رائز کے جواب میں، مطبوعہ حرف اقبال از لطیف احمد شیرانی صفحہ 123)

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا اپنا بیان ہے:

(9) ”پھر اسی کتاب میں اسی مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔“

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 3 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 207 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 112 پر) وہ مزید لکھتے ہیں:

(10) ”میں بارہا بتا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منهم لما

یہ حقو بہم بروزی طور پر
برس پہلے براہین احمدیہ میں
وجود قرار دیا ہے۔ پس اس
میری نبوت سے کوئی تزلزلہ
(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 8 روحانی خزائن)
ایک اور موقع پر لکھتے ہیں
(11) ”میں آدم ہوں، میں نوح
یعقوب ہوں، میں اسماعیل
ہوں، ابن مریم ہوں، میں
(تسمیہ حقیقت الوحی صفحہ 85 روحانی خزائن)
مرزا صاحب نے اپنے
(12) ”منہم مسیح زمان و
یعنی میں مسیح زمان ہوں
(تزیان القلوب صفحہ 6 روحانی خزائن)
مرزا صاحب کے صاحب
کہ وہ ”محمد رسول اللہ“ ہیں، بد
بیان کیا ہے۔ احمدی دوستوں سے
کسی بھی احمدیہ لائبریری سے حاصل
اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ مرزا
بلکہ یہ بات بڑی شدت کے ساتھ
دوست اس عقیدہ سے لاعلم یا بے
بعد اس عقیدہ کے بارے میں کوئی
احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں:
(13) ”اور چونکہ مشابہت
میں کوئی دوئی باقی نہیں
ہیں جیسا کہ خود مسیح

یہ ہوا کہ سچے خدا کی نشانی صرف یہ ہے کہ اس نے مرزا صاحب کو قادیان
میں مرزا صاحب رسول نہیں ہے تو پھر خدا کی سچائی مشکوک ہے۔ (نعوذ باللہ)
کے ایک عقیدت مند مرید اپنی کتاب میں مرزا صاحب کا اللہ تعالیٰ سے تعلق
ہیں:

موجود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے
الت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں،
نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لیے

سلائی قربانی ٹریکٹ نمبر 34 صفحہ 12 از قاضی یار محمد (حوالہ صفحہ 110 پر)
نے اپنی کئی تحریروں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں
ات کا اظہار کیا جو ایک عام اور بے عمل مسلمان کے لیے بھی ناقابل
حسرت علامہ اقبال فرماتے ہیں:

مرزا صاحب نے (بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا اور تمام
میں (جماعت احمدیہ سے میری) یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی جب
ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا
سے نہیں، پھل سے پچھانا جاتا ہے۔

راتر کے جواب میں، مطبوعہ حرف اقبال از لطیف احمد شیرانی صفحہ 123
ٹی ہے کہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا اپنا بیان ہے:
اس اسی مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول
احشاء علی الکفار رحماء بینہم اس وحی الہی میں
یا رسول بھی۔

مائی خزانہ جلد 18 صفحہ 207 از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 112 پر)

کا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منهم لما

بلحقوہم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے نہیں
برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے اور مجھے آنحضرتؐ کا ہی
وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرتؐ کے خاتم الانبیاء ہونے میں
میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ عل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 8 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 212 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 113 پر)
ایک اور موقع پر لکھتے ہیں:

(11) ”میں آدمؑ ہوں، میں نوحؑ ہوں، میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں
یعقوبؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں موسیٰؑ ہوں، میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰؑ
ہوں، ابن مریمؑ ہوں، میں محمدؐ ہوں۔“

(تمہ حقیقت الوحی صفحہ 85 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 521 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 115 پر)
مرزا صاحب نے اپنے متعلق مزید لکھا:

(12) ”میں مسیح زمان و میں کلیم خدا میں محمدؐ و احمدؐ کہ بھتیجی باشند“
”یعنی میں مسیح زمان ہوں، میں کلیم خدا، یعنی موسیٰؑ ہوں، میں محمدؐ ہوں، میں احمدؐ بھتیجی ہوں۔“

(ترباق القلوب صفحہ 6 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 134 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 117 پر)
مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے نے مرزا صاحب کے اس دعویٰ کو
کہ وہ ”محمد رسول اللہ“ ہیں، بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ اپنی کتاب ”کلمۃ الفصل“ میں
بیان کیا ہے۔ احمدی دوستوں سے التماس ہے کہ وہ ان حوالہ جات کو بغیر غائر پڑھیں اور یہ کتاب
کسی بھی احمدیہ لائبریری سے حاصل کر کے اس کا خالی الذہن ہو کر ضرور مطالعہ کریں، آپ خود بخود
اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ مرزا صاحب نے نہ صرف خود ”محمد رسول اللہ“ ہونے کا دعویٰ کیا ہے
بلکہ یہ بات بڑی شدت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے بنیادی عقائد میں بھی شامل کی ہے۔ کوئی احمدی
دوست اس عقیدہ سے لاعلم یا بے خبر ہے، تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ مندرجہ ذیل تحریریں پڑھ لینے کے
بعد اس عقیدہ کے بارے میں کسی احمدی کو اب مزید کسی شک کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ مرزا بشیر
احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں:

(13) ”اور چونکہ مشابہت نامہ کی وجہ سے مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) اور نبی کریمؐ
میں کوئی دوئی باقی نہیں کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے
ہیں جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا کہ صبار وجودی و جودہ (دیکھو خطبہ

الہامیہ صفحہ 171) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) میری قبر میں دفن کیا جائے گا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا تاکہ اشاعت اسلام کا کام پورا کرے اور ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچا دے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمدؐ کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے آخرین منہم لم یلحقواہم میں فرمایا تھا۔“

(کلمۃ الفصل صفحہ 14، 15 مندرجہ ریو آف ریلیجنز مارچ و اپریل 1915ء)

صفحہ 104، 105 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 119، 120 پر)

چونکہ مسلمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قادیان میں دوبارہ آنے کے قائل نہیں اور مرزا غلام احمد کو محمد رسول اللہ تسلیم نہیں کرتے، اس لیے احمدیوں کے نزدیک وہ نئے کلمہ کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں:

(14) ”اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریمؐ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے، کیونکہ مسیح موعود نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریمؐ کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپؐ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول مسیح موعود آپؐ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشہد ہے، آپؐ کا انکار کفر نہ ہو۔“

(کلمۃ الفصل صفحہ 56، 57 مندرجہ ریو آف ریلیجنز مارچ و اپریل 1915ء)

صفحہ 146، 147 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 121، 122 پر)

بہر مزید بڑھتے ہوئے لکھتے ہیں:

(15) ”ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے، کسی کو بہت، کسی کو کم۔ مگر مسیح موعود کو تو توبہ نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے

تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے (کلمۃ الفصل)

احمدی دوست کہتے ہیں کہ جس مراد محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے ہیں، جبکہ حقیقت اس کے، لا علمی کا نتیجہ ہے۔ ”مرزا غلام احمد“ ہیں۔ کیونکہ مرزا احمدیوں کا یہی عقیدہ مسلمانوں کے لیے صاحبزادے مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے۔

(16)

”ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت (صاحب) نبی کریمؐ سے کوئی ان وجودی وجودہ نیز من ماری اور یہ اس لیے ہے کہ کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔“ پس مسیح موعود خود محمدؐ دوبارہ دنیا میں تشریف ضرورت نہیں۔ ہاں اگر پیش آتی۔“ (کلمۃ الفصل)

مرزا صاحب کے ایک عقیدہ مذکورہ بالا عقیدہ کو شاعری میں ڈھالا۔

(17)

”امام اپنا غلام احمد“

حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا کہ نبی میری قبر میں دفن کیا جائے گا جس سے یہی مراد یعنی مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریمؐ سے الگ کوئی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا تاکہ پورا کرے اور ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و علی الدین کلمہ کے فرمان کے مطابق تمام ادیان کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچا دے تو اس صورت کی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے آخرین منہم لم

نصل صفحہ 14، 15 مندرجہ ریو آف ریلیجنز مارچ و اپریل 1915ء 104، 105 از مرزا بشیر احمد ایم اے (حوالہ صفحہ 119، 120 پر) علی اللہ علیہ وسلم کے قادیان میں دوبارہ آنے کے قائل نہیں اور کرتے، اس لیے احمدیوں کے نزدیک وہ نئے کلمہ کے منکر ہونے والے ہیں۔ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں: اگر نبی کریمؐ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا غلام فرہونہا چاہیے، کیونکہ مسیح موعود نبی کریمؐ سے الگ ہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ! کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو مری بعثت میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی آمد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔“

صفحہ 56، 57 مندرجہ ریو آف ریلیجنز مارچ و اپریل 1915ء 147، 148 از مرزا بشیر احمد ایم اے (حوالہ صفحہ 121، 122 پر) ہیں:

اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے، کسی کو کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے

تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ غلطی نبی کہلائے پھر غلطی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔“

(کلمۃ الفصل صفحہ 23، مندرجہ ریو آف ریلیجنز مارچ و اپریل 1915ء)

صفحہ 113، از مرزا بشیر احمد ایم اے (حوالہ صفحہ 123 پر)

احمدی دوست کہتے ہیں کہ جب وہ کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو اس میں لفظ ”محمد“ سے ان کی مراد محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے ہیں۔ یہ احمدی دوستوں کی سادگی اور اپنے عقائد سے غالباً لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ احمدیہ عقیدہ کے مطابق کلمہ طیبہ میں لفظ ”محمد“ سے مراد ”مرزا غلام احمد“ ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں۔ احمدیوں کا یہی عقیدہ مسلمانوں کے لیے سوہان روح بنا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے! مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے اس سلسلہ میں مزید کیا فرماتے ہیں؟

(16) ”ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ صابر و جود و وجود نیز من فرق بینی و بین المصطفیٰ لما عرفنی و ماری اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منہم سے ظاہر ہے۔“ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔“

(کلمۃ الفصل صفحہ 68، مندرجہ ریو آف ریلیجنز مارچ و اپریل 1915ء)

صفحہ 158، از مرزا بشیر احمد ایم اے (حوالہ صفحہ 124 پر)

مرزا صاحب کے ایک عقیدت مند اور نہایت مخلص احمدی قاضی ظہور الدین اکمل نے مذکورہ بالا عقیدہ کو شاعری میں ڈھالا۔ ملاحظہ فرمائیں:

(17) ”امام اپنا عزیز اس زماں میں
غلام احمد ہوا دارالامان میں

غلام احمد ہے عرش رب اکرم
مکان اس کا ہے گویا لا مکان میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد ﷺ دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں“

(اخبار بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء) (حوالہ صفحہ 125 پر)

(18) جب اس دلخیز قصیدہ پر اعتراض ہوا تو احمدیہ قیادت نے جلتی پرتیل کے مصداق جواب دیا:
”وہ اس نظم کا ایک حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور
میں پڑھی گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور اسے
اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ پھر یہ نظم اخبار بدر 25 اکتوبر 1906ء میں چھپی اور
شائع ہوئی..... اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شرف سماعت حاصل
کرنے اور جزاکم اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے
کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا تھا کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان و
قلت عرفان کا ثبوت دیتا۔“

(اخبار روزنامہ ”الفضل“ 23 اگست 1944ء صفحہ 4) (حوالہ صفحہ 126 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود،
مرزا غلام احمد صاحب کا رتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر بتاتے ہیں۔ ان کے یہ الفاظ غور
سے ملاحظہ فرمائیں اور خود سوچیں کہ آپ کہاں کھڑے ہیں؟ لکھتے ہیں:

(19) ”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا
ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“

(مرزا بشیر الدین محمود کی ڈائری، اخبار الفضل قادیان 5 جلد 10، 17 جولائی 1922ء) (حوالہ صفحہ 127 پر)

مرزا غلام احمد صاحب اپنے ایک مکتوب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس
میں توہین کرتے ہوئے بڑی دیدہ دلیری سے لکھتے ہیں:

(20) ”آنحضرتؐ اور آ

حالا نکہ مشہور تھا کہ

(مرزا غلام احمد صاحب کا

مرزا بشیر احمد ایم ا

واقعہ لکھتے ہیں:

(21) ”حافظ محمد ابراہیم

میں ایک دن مسجد

عبدالکریم صاحب

صاحب (بھی تشریف

امروہی بھی آگئے،

صاحب خلیفہ اول

پر مولوی عبدالکریم

کے خلاف آوازیں

حضرت اقدس نے

اے مومنو! اپنی آوا

سننے ہی مولوی عبد

صاحب تھوڑی دیر

وہاں سے اٹھ کر ظہر

(سیرت ا

اہل علم جانتے ہیں کہ

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

میں مرزا غلام احمد صاحب کی شخصیت

مرزا صاحب اپنے اد

(22) ”مجھے اپنی وحی پرایا

(اربعین نمبر 4 صفحہ 112 روحا

مرزا صاحب کا دعویٰ

دوبارہ ان پر نازل کی ہیں۔ حالانکہ

عرش رب اکرم
ہے گویا لامکاں میں
اللہ ہے برحق
انس و جاں میں
آئے ہیں ہم میں
بڑھ کر اپنی شاں میں
ہوں جس نے اکل
دیکھے قادیان میں

بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء (حوالہ صفحہ 125 پر)
تو احمدیہ قیادت نے جلتی پر تیل کے مصداق جواب دیا:
رسالت موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور
قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور اے
اخبار بدر 25 اکتوبر 1906ء میں چھپی اور
موعود علیہ السلام کا شرف سماعت حاصل
ملہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے
اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان و

ضل 23 اگست 1944ء صفحہ 4 (حوالہ صفحہ 126 پر)
احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود،
یہ وسلم سے بھی بڑھ کر بتاتے ہیں۔ ان کے یہ الفاظ غور
فرمائیے؟ لکھتے ہیں:

قی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا
علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔

یان 5 جلد 17، 10 جولائی 1922ء (حوالہ صفحہ 127 پر)
نوب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس
ہوتے ہیں:

(20) ”آنحضرتؐ اور آپ کے اصحاب..... جیسائیوں کے ہاتھ کا پتھر کھا لیتے تھے
حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔“

(مرزا غلام احمد صاحب کا مکتوب، اخبار الفضل قادیان 22 فروری 1924ء) (حوالہ صفحہ 128 پر)
مرزا بشیر احمد ایم اے مرزا صاحب کی مشہور سوانح حیات ”سیرۃ المہدی“ میں ایک اہم
واقعہ لکھتے ہیں:

(21) ”حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ 1903ء کا واقعہ ہے کہ
میں ایک دن مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی
عبدالکریم صاحب مرحوم تشریف لائے اور اندر سے حضرت مسیح موعود (مرزا
صاحب) بھی تشریف لے آئے اور تھوڑی دیر میں مولوی محمد احسن صاحب
امروہی بھی آگئے، اور آتے ہی حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی نور الدین
صاحب خلیفہ اول کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان کرنے لگے۔ اس
پر مولوی عبدالکریم صاحب کو جوش آگیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو کی ایک دوسرے
کے خلاف آوازیں بلند ہو گئیں اور آواز کمرے سے باہر جانے لگی۔ اس پر
حضرت اقدس نے فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (یعنی
اے مومنو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے
سننے ہی مولوی عبدالکریم صاحب تو فوراً خاموش ہو گئے اور مولوی محمد احسن
صاحب تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش نکالتے رہے اور حضرت اقدس
وہاں سے اٹھ کر ظہر کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔“

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 30 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 130 پر)
اہل علم جانتے ہیں کہ اس واقعہ میں مذکور آیت قرآنی حضور نبی کریمؐ پر نازل ہوئی جو ہمیں
بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے آداب سکھاتی ہے۔ جبکہ یہ آیت غیر ضروری انداز
میں مرزا غلام احمد صاحب کی شخصیت پر چسپاں کی گئی۔

مرزا صاحب اپنے اوپر نازل ہونے والی وحی کے بارے میں لکھتے ہیں:

(22) ”مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔“

(اربعین نمبر 4 صفحہ 112 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 454 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 132 پر)
مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات قرآنی، وحی کی صورت میں
دوبارہ ان پر نازل کی ہیں۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ یہ آیات قرآنی صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم ہی کے لیے مخصوص ہیں۔ مرزا صاحب کا اصرار ہے کہ چونکہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں، اس لیے اب وہی ان آیات کے مصداق ہیں۔ انہوں نے بعض آیات میں تحریف بھی کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

- (23) ”انا اعطیناک الکونین فصل لربک والنحر۔ ان شانتک هو الابر“
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 235 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 133 پر)
- (24) ”ورفعناک لک ذکرک“
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 236 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 134 پر)
- (25) ”هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 538 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 135 پر)
- (26) ”اصحاب الصفہ۔ وما ادرك ما اصحاب الصفہ۔ تری اعینہم
تفیض من الدمع یصلون علیک“
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 541 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 136 پر)
- (27) ”ودا عیا الی اللہ و سراجا منیرا“
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 541 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 136 پر)
- (28) ”تبت ہذا ابی لہب و تب“
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 546 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 137 پر)
- (29) ”قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ“
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 547 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 138 پر)
- (30) ”وما ارسلنک الا رحمة للعالمین“
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 547 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 138 پر)
- (31) ”انا انزلناہ قریباً من القادیان۔ وبالحق انزلناہ و بالحق نزل۔
صدق اللہ و رسولہ۔ وکان امر اللہ مفعولاً“
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 549 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 139 پر)
- ان آیات کے علاوہ مرزا صاحب نے درج ذیل حدیث قدسی کو بھی اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا۔
- (32) ”لولاک لما خلقت الافلاک“

- (ترجمہ) (تذکرہ مجموعہ احمدی دوستو
بیاریں کا شکار رہے۔
گستاخانہ اور دل آزار۔
صاحب کو لاحق چند بیچارے
(33) مائی ادبیا
(34) تشیح قلب
(35) تشیح اعصاب
(36) غارش
(37) دق
(38) سل
(39) مراق
(40) مسیریا
(41) دورے
(42) غشی

مرزا صاحب کا اصرار ہے کہ چونکہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں،
مصدق ہیں۔ انہوں نے بعض آیات میں تحریف بھی کی ہے۔ ملاحظہ

و فر. فصل لربک و البحر. ان شاتک هو الابر

ت طبع چہارم صفحہ 235 از مرزا غلام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 133 پر)
ذکرک

ت طبع چہارم صفحہ 236 از مرزا غلام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 134 پر)
مولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ

ت طبع چہارم صفحہ 538 از مرزا غلام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 135 پر)
وما ادرک ما اصحاب الصفہ. تری اعینہم

ت طبع چہارم صفحہ 541 از مرزا غلام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 136 پر)
و سراجا منیرا

ت طبع چہارم صفحہ 541 از مرزا غلام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 136 پر)
ب و تب

ت طبع چہارم صفحہ 546 از مرزا غلام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 137 پر)
یون اللہ فاتہونی یحبکم اللہ

ت طبع چہارم صفحہ 547 از مرزا غلام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 138 پر)
لا رحمۃ للعالمین

ت طبع چہارم صفحہ 547 از مرزا غلام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 138 پر)
أ من القادیان. وبالحق انزلناہ و بالحق نزل.

لہ. وکان امر اللہ مفعولا
ت طبع چہارم صفحہ 549 از مرزا غلام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 139 پر)

مرزا صاحب نے درج ذیل حدیث قدسی کو بھی اپنی طرف منسوب کرتے

وقت الافلاک

(ترجمہ) اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 525 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 140 پر)

احمدی دوستوں کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد صاحب پوری زندگی جسمانی اور دماغی
بیماریوں کا شکار رہے۔ اس صورت حال میں ان کا یہ دعویٰ ”میں محمد رسول اللہ ہوں“ نہایت
گستاخانہ اور دل آزار ہے۔ نہ معلوم اس کی آڑ میں وہ دوسری قوموں کو کیا پیغام دیتا چاہتے ہیں؟ مرزا
صاحب کو لاحق چند پیچیدہ امراض کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

(33) مائی ادینا (سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 119 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(حوالہ صفحہ 142 پر)

(34) تشنج قلب (تریاق القلوب صفحہ 75 خزائن مندرجہ روحانی صفحہ 203 جلد

15 از مرزا غلام احمد) (حوالہ صفحہ 143 پر)

(35) تشنج اعصاب (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(حوالہ صفحہ 145 پر)

(36) خارش (سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 53 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(حوالہ صفحہ 146 پر)

(37) دق (تریاق القلوب صفحہ 74 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ

202 از مرزا غلام احمد) (حوالہ صفحہ 147 پر)

(38) سل (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(حوالہ صفحہ 148 پر)

(39) مراق (سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(حوالہ صفحہ 149 پر)

(40) مسخریا (سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(حوالہ صفحہ 149 پر)

(41) دورے (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 28 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(حوالہ صفحہ 150 پر)

(42) غشی (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(حوالہ صفحہ 151 پر)

- (43) سوسو بار پشاپ (اربعین نمبر 4 ضمیمہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 471 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 152 پر)
- (44) کثرت اسہال (نسیم دعوت صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 348، 349 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 154، 155 پر)
- (45) دل و دماغ سخت کمزور (تریاق القلوب صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 156 پر)
- (46) قوی زجری (سیرت الہدی جلد 1 صفحہ 221، 222 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 157، 158 پر)
- (47) کثرت (سیرت الہدی جلد 2 صفحہ 25 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 159 پر)
- (48) ذیابیطس (تریاق القلوب صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 156 پر)
- (49) دانٹوں کو کھڑا (سیرت الہدی جلد 2 صفحہ 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 160 پر)
- (50) دوران سر (تریاق القلوب صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 156 پر)
- (51) ید و دوسر جس کا آخری نتیجہ مرگی (حقیقۃ الوحی صفحہ 376 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 376 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 161 پر)
- (52) حافظہ بہت خراب (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر سوم صفحہ 21) (حوالہ صفحہ 163 پر)
- (53) حالت مردی کا عدم (تریاق القلوب صفحہ 75 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 156 پر)
- (54) سرعت انزال، سستی نامردی (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر 2 صفحہ 14) (حوالہ صفحہ 165 پر)
- انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے خاص منتخب کردہ نمائندے ہوتے ہیں۔ وہ لاتعداد عظمتوں کے امین اور حامل ہوتے ہیں۔ مصومیت ان کے لوازم میں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتے ہیں۔

- ان کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی ہے میں خود مرزا صاحب کا بیان ہے:
- (55) ”اسلام میں کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر (چشمہ معرفت صفحہ 18 روحانی اس کے باوجود مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی حضرت لکھتے ہیں:
- (56) ”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) دادیاں اور نائیاں آپ وجود ظہور پذیر ہوا مگر ش سے میلان اور محبت بہ کوئی پرہیز کار انسان سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لے لے اور اپنے بالوں کو کوسا کس چلن کا آدمی ہو سکا (انجام آختم صفحہ 7 روحانی خزائن)
- (57) ”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصے تھے، مگر میرے نزدیک گالیاں دیتے تھے اور کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) (انجام آختم [حاشیہ] صفحہ 5 روحانی)
- (58) ”صبح تو خود کچھریوں

(اربعین نمبر 4 ضمیمہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 471 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 152 پر)
 (نیم دعوت صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 348، 349 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 154، 155 پر)
 (تزیات القلوب صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 156 پر)
 (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 221، 222 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 157، 158 پر)
 (سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 25 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 159 پر)
 (تزیات القلوب صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 156 پر)
 (سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 160 پر)
 (تزیات القلوب صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 156 پر)
 (حقیقۃ الوحی صفحہ 376 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 1376 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 161 پر)
 (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر سوم صفحہ 21) (حوالہ صفحہ 163 پر)
 (تزیات القلوب صفحہ 75 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 156 پر)

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر 2 صفحہ 14) (حوالہ صفحہ 165 پر)
 کے خاص منتخب کردہ نمائندے ہوتے ہیں۔ وہ لاتعداد عظمتوں کے
 بت ان کے لوازم میں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتے ہیں۔

ان کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی ایک مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔ اس سلسلہ میں خود مرزا صاحب کا بیان ہے:

(55) ”اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے..... کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الہی۔“

(چشمہ معرفت صفحہ 18 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 390 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 167 پر)
 اس کے باوجود مرزا صاحب کی خود تردیدی (Self-contradiction) ملاحظہ کیجیے کہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بڑی جسارت اور دیدہ دلیری سے لکھتے ہیں:

(56) ”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کج بھریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کج بھری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلیدہ عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ کھنے والے کچھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔“

(انجام آتھم صفحہ 7 روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 291 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 169 پر)
 (57) ”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے نہیں روک سکتے تھے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“

(انجام آتھم [حاشیہ] صفحہ 5 روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 170 پر)
 (58) ”سچ تو خود کج بھریوں سے تیل ملواتا رہا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ

ہوتی..... مفتی محمد صادق صاحب جو کتاب سنایا کرتے ہیں جس میں مشیخہ عورت کا اور مشیخہ یہودی عاشق سلوی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلوی مشیخہ کو چھوڑ کر یسوع کے شاگردوں میں جا ملے۔ اس لیے اس مشیخہ نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنایا۔ گویا ایک عورت کے واقعہ نے ان کی صلیب تک نوبت پہنچائی..... ان کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بازاری عورت عطر لیتی ہے، تیل بالوں کو لگاتی ہے، بالوں میں کنگھی کرتی ہے اور یہ مہنت کی طرح بیٹھے ہوئے مزے سے سب کرواتے جاتے ہیں..... ان کو بھریوں سے کیا تعلق تھا۔ اور اگر کہو کہ اس بھری نے توبہ کی تھی تو بھری کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توبہ کرتی ہیں۔ ایک طرف بھر موڑے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں..... پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اس کی خم ریزی مسیح نے کی۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 88 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 172 پر)

مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

(59) ”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب توبہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“

(کشتی نوح [حاشیہ] صفحہ 73 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 71 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 174 پر)

(60) ”سچ ہے“ عیسائی بائبل ہر چہ خواہی کہیں۔“ سور کو حرام ٹھہرانے میں توریت میں کیا کیا تاکیدیں تھیں، یہاں تک کہ اس کا چھوٹا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اس کی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔ یسوع کا شرابی کہانی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا مگر کیا اس نے کبھی سور بھی کھایا تھا۔“

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ 47 روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 373) (حوالہ صفحہ 176 پر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا صاحب کی مذکورہ بالا توہین آمیز عبارات کے بارے میں احمدی مبلغین کا کہنا ہے کہ یہ عبارات انجیل سے لی گئیں ہیں جبکہ مرزا صاحب انجیل و توریت کے بارے میں لکھتے ہیں:

(61) ”میں اس جگہ توریت اور انجیل

کرنے والوں کے ہاتھوں۔

کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ

(تذکرہ الشہادتین صفحہ 3 روحانی خزائن)

(62) ”سچ تو یہ بات ہے کہ وہ کتابیں

کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت

قرآن شریف میں فرمایا گیا۔

پر قائم نہیں رہیں چنانچہ اس

نے بھی شہادت دی ہے۔“

(چشمہ معرفت صفحہ 255 روحانی خزائن)

مرزا صاحب مزید اعتراف

”ہمارے قلم سے حضرت

شان ان کے نکلا ہے،

در اصل یہودیوں کے الفاظ

(چشمہ مسیحی صفحہ 4 روحانی خزائن)

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ

السلام کے بارے میں ایسی عامیانہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محض اس لیے

والے مسیح کے طور پر اپنی جگہ بنانا چاہتے

کی آمد ثانی کو بھول جائیں اور انہیں

دلچسپ بات یہ ہے کہ مر

السلام کی طرح۔ اس ضمن میں مرزا صاحب

(64) ”اس عاجز پر ظاہر کیا گیا

ایثار اور آیات اور انوار

کی فطرت اور مسیح کی فطر

مصدق صاحب جو کتاب سنایا کرتے ہیں جس میں مشیہ
یہودی عاشق سلوی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلوی مشیہ کو چھوڑ
ناگرووں میں جا لی۔ اس لیے اس مشیہ نے یہ سارا منصوبہ
گویا ایک عورت کے واقعہ نے ان کی صلیب تک نوبت
کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بازاری عورت
بالوں کو لگاتی ہے، بالوں میں کنگھی کرتی ہے اور یہ مہنت کی
حرے سے سب کرواتے جاتے ہیں..... ان کو کبھیوں سے کیا
ہو کہ اس کبھی نے توبہ کی تھی تو کبھی کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک
ایک طرف پھر موڑے پر بازار میں جائیٹھتی ہیں..... پھر
مگنا ہوں کی جڑ ہے۔ اس کی خم ریزی مسیح نے کی۔“

(خوفیات جلد 4 صفحہ 88 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 172 پر)
ت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:
کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ
م شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی

روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 71 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 174 پر)
ش ہر چہ خواہی کن۔“ سور کو حرام ٹھہرانے میں توریت میں
یہاں تک کہ اس کا چھوٹا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا
ی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام
تھا۔ یسوع کا شرابی کہا بی ہوتا تو خیر ہم نے مان لیا مگر کیا
علایا تھا۔“

بالوں کا جواب صفحہ 47 روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 373) (حوالہ صفحہ 176 پر)
لام کے متعلق مرزا صاحب کی مذکورہ بالا توہین آمیز عبارات کے
سے کہ یہ عبارات انجیل سے لی گئیں ہیں جبکہ مرزا صاحب انجیل و

(61) ”میں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا کیونکہ توریت اور انجیل تحریف
کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف و مبدل ہو گئی ہیں کہ اب ان
کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔“

(تذکرہ الشہادتین صفحہ 3 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 14 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 178 پر)

(62) ”سچ تو یہ بات ہے کہ وہ کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک رومی
کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت جھوٹ اُن میں ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ
قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف مبدل ہیں اور اپنی اصلیت
پر قائم نہیں رہیں چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ میں بڑے بڑے محقق انگریزوں
نے بھی شہادت دی ہے۔“

(چشمہ معرفت صفحہ 255 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 266 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 179 پر)

مرزا صاحب مزید اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(63) ”ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف
شان ان کے نکلا ہے، وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ
در اصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کیے ہیں۔“

(چشمہ مسیحی صفحہ 4 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 336 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 181 پر)

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی اور رسول ہیں، اُن سے ہرگز توقع نہ تھی کہ وہ عیسیٰ علیہ
السلام کے بارے میں ایسی عامیانہ زبان استعمال کریں۔ میرا ذاتی خیال ہے مرزا صاحب نے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محض اس لیے کردار کشی کی ہے کہ وہ ان کی بلند پایہ شخصیت کو مسخ کر کے آنے
والے مسیح کے طور پر اپنی جگہ بنانا چاہتے تھے تاکہ عامۃ الناس حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متنفر ہو کر ان
کی آمد ثانی کو بھول جائیں اور انہیں (یعنی مرزا صاحب کو) مسیح موعود تسلیم کر لیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب خود کو مثیل مسیح بھی کہتے ہیں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کی طرح۔ اس ضمن میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(64) ”اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور
ایثار اور آیات اور انوار کے رُوسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے، اور اس عاجز
کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے، گویا ایک ہی

جو ہر کے دو کھڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔“

(برائین احمدیہ جلد 1 صفحہ 499 روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 183 پر)
 (65) ”میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔“
 (تختہ قیصریہ صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 273 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 185 پر)
 (66) ”خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا، یعنی ایک شخص جو عیسیٰ مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہر گز ہے۔“
 (کشف الغطاء صفحہ 16 روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 192 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 187 پر)
 مرزا صاحب کے ان مذکورہ بالا دعوؤں کے باعث سوال پیدا ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی تحریروں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جن نازیبا اور غیر اخلاقی الزامات کی بوچھاڑ کی ہے، کیا وہ خود اس کی زد میں نہیں آتے؟

اہل بیت عظام نہایت اعلیٰ نسب، امت کے سب سے بہتر، برتر، برگزیدہ اور پاکہا زلوگوں میں شامل ہیں۔ ان کے حق میں قرآن کریم کی کئی آیات نازل ہوئیں اور کئی احادیث نبویہ ان کی شان میں وارد ہوئیں۔ وہ اطیب و اطہر شجرہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس شاخیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہر آلائش سے محفوظ فرمایا۔ اسلام کی سر بلندی کے لیے ان کی خدمات، تاریخ کا نیر تاباں ہے۔ وہ سب مسلمانوں کے احترام، توقیر اور ان کی محبت کے لائق اور مستحق ہیں۔ ہر مسلمان اہل بیت سے محبت اپنے لیے سرمایہ حیات سمجھتا ہے۔ لیکن مرزا صاحب اہل بیت کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں؟ ملاحظہ فرمائیں:

نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، شہید کربلا حضرت امام حسینؑ کے بارے میں مرزا صاحب کا ارشاد ہے:

(67) ”اے عیسائی مشنریو! اب رہنا المسیح مت کہو، اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے، اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسینؑ تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسینؑ سے بڑھ کر ہے۔“

(دافع البلاء صفحہ 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 233 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 188 پر)
 حضرت امام حسینؑ عالی مقام کے بارے میں بے حد غیر محتاط زبان استعمال کرتے ہوئے مزید لکھا:

(68) ”تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا کر

کرتا ہے؟ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت
 (حسینؑ) گوہ کا ڈیر ہے۔“

(اعجاز احمدی صفحہ 82 روحانی خزائن جلد 1)
 (69) ”کربلا نیست

مد حسین
 (ترجمہ) ”میری سیر ہر وقت کربلا

میں ہیں۔“
 (نزدول اسح صفحہ 101 روحانی خزائن جلد 1)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور
 مرزا صاحب کے مندرجہ بالا شعر کی تشریح کرنے
 (70) ”شہادت کا یہی مفہوم ہے جس کو
 نے فرمایا۔

کربلا نیست
 مد حسین

میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔
 صاحب) نے فرمایا ہے میں سو حسین کے برابر

مفہوم ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری
 میں گھلا جاتا ہے، جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا

اسلام کا نام مٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا
 کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسین کے

(مرزا صاحب) امام حسین کے برابر تھے یا ادنیٰ
 کس طرح پہنچ سکتا تھا، جو اسلام کو مٹا دیکر

ہوئے جبکہ لاکھوں اولیاء موجود تھے، اسلام اپنی
 ہو سکتا تھا، جو اس شخص کو ہوا، جو ایسے ہی حالات

تھی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ

سے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔“

499 روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593 از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 183 پر)
 جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔“
 جبر روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 273 از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 185 پر)
 مسیح موعود رکھا، یعنی ایک شخص جو یسوع مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہر گز ہے۔“
 روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 192 از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 187 پر)
 لے ان مذکورہ بالا دعویٰ کے باعث سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی
 بہ السلام پر جن نازیبا اور غیر اخلاقی الزامات کی بوچھاڑ کی ہے، کیا وہ خود

بیت اعلیٰ نسب، امت کے سب سے بہتر، برتر، برگزیدہ اور پاکیزہ لوگوں
 قرآن کریم کی کئی آیات نازل ہوئیں اور کئی احادیث نبویہ ان کی شان
 طہر شجرہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس شاخیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے
 م کی سر بلندی کے لیے ان کی خدمات، تاریخ کا نیر تاہاں ہے۔ وہ سب
 ران کی محبت کے لائق اور مستحق ہیں۔ ہر مسلمان اہل بیت سے محبت
 ہے۔ لیکن مرزا صاحب اہل بیت کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں؟ ملاحظہ

علیہ وسلم، شہید کربلا حضرت امام حسینؑ کے بارے میں مرزا صاحب کا

باب رہنا مسیح مت کہو، اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے
 کر ہے، اور اسے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسینؑ
 میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسینؑ

فی خزائن جلد 18 صفحہ 233 از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 188 پر)
 لی مقام کے بارے میں بے حد غیر محتاط زبان استعمال کرتے ہوئے

(68) ”تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا درو صرف حسین ہے کیا تو انکار
 کرتا ہے؟ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس (ذکر
 حسینؑ) گوہ کا ڈھیر ہے۔“

(اعجاز احمدی صفحہ 82 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 194 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 190 پر)
 ”کربلا نیست سیر ہر آنم
 مد حسین است در گریبانم“

(ترجمہ) ”میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ سو (100) حسینؑ ہر وقت میری جیب
 میں ہیں۔“
 (نزول اسح صفحہ 101 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 477 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 192 پر)
 مرزا صاحب کے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود،
 مرزا صاحب کے مندرجہ بالا شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
 ”شہادت کا بھی مفہوم ہے جس کو مد نظر رکھ کر حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب)
 نے فرمایا۔“

کربلا نیست سیر ہر آنم
 مد حسین است در گریبانم

میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا
 صاحب) نے فرمایا ہے میں سو حسین کے برابر ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اس کا یہ
 مفہوم ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گزری کی قربانی ہے۔ وہ شخص جو اہل دنیا کی فکروں
 میں گھلا جاتا ہے، جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے، جبکہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور
 اسلام کا نام مٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔
 کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسین کے برابر نہ تھی۔ پس یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود
 (مرزا صاحب) امام حسین کے برابر تھے یا ادنیٰ۔ حضرت امام حسین ولی تھے۔ مگر ان کو وہ غم اور صدمہ
 کس طرح پہنچ سکتا تھا، جو اسلام کو خٹا دیکھ کر حضرت مسیح موعود کو ہوا۔ حضرت امام حسین اس وقت
 ہوئے جبکہ لاکھوں اولیاء موجود تھے، اسلام اپنی شان و شوکت میں تھا۔ ایسی حالت میں ان کو وہ غم کہاں
 ہو سکتا تھا، جو اس شخص کو ہوا، جو ایسے ہی حالات میں مبعوث ہوا جن حالات میں خود محمدؐ کی بعثت ہوئی
 تھی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت امام حسین کی شہادت رسول کریم کی شہادت سے بڑی تھی؟ نہیں۔

اس لیے کہ جو غم اور تکلیف آپ کو اسلام کے لیے اٹھانی پڑی، وہ حضرت امام حسین کو نہیں اٹھانی پڑی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کی شہادت بھی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے گھر پر بیٹھے رہے۔ پھر کس طرح امام حسینؑ سے بڑھ گئے۔ میں کہتا ہوں کہ کیا محمدؐ اسی طرح فوت ہوئے۔ جس طرح امام حسین فوت ہوئے تھے۔ نہیں۔ مگر کوئی ہے جو کہے محمدؐ کی قربانی حضرت امام حسین کی قربانی سے کم تھی۔ محمدؐ کی ایک ایک سیکنڈ کی قربانی حضرت امام حسینؑ کی ساری عمر کی قربانی سے بڑھ کر تھی۔ پس جس طرح محمدؐ کی قربانی بڑی تھی اسی طرح وہ شخص جو انہیں حالات میں کھڑا ہوگا جن میں محمدؐ کھڑے ہوئے، اس کی قربانی بھی بہت بڑھ کر ہوگی۔ اسی لیے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) نے کہا ہے:

کر بلا نیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

”کہ مجھ پر تو ہر لمحہ سو سو کر بلا کی مصیبتیں گزرتی ہیں اور میں تو ہر گھڑی کر بلا کی سیر کر رہا ہوں۔“
(خطبہ مرزا بشیر الدین محمود، روزنامہ الفضل، قادیان شمارہ نمبر 80 جلد 26، 13 جنوری 1926ء) (حوالہ صفحہ 193 پر)
مرزا صاحب مزید لکھتے ہیں:

(71) ”اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔“

(اعجاز احمدی صفحہ 77 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 181 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 194 پر)
(72) ”اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔“
(اعجاز احمدی صفحہ 81 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 193 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 195 پر)
خلیفہ راشد حضرت علیؑ کے بارے میں مرزا صاحب کہتے ہیں۔

(73) ”پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علیؑ تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علیؑ کو تلاش کرتے ہو۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 400 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 197 پر)
آبروئے کائنات، خاتون جنت، جگر گوشہ رسول، سیدہ طاہرہ، حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی عظمت و شان سے کون واقف نہیں۔ کتب صحاح میں حضرت بتوں کے بے شمار فضائل و محاسن موجود ہیں۔ آپ کی جلالت شان اور مقام معصومیت کے متعلق سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے وسط عرش سے منادی،
بند کر لو کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ
ہمراہ بجلی کی طرح پل صراط سے گزرتی
تحریر لکھتے ہیں:

(74) ”حضرت فاطمہؑ نے
کہ میں اس میں سے
(ایک غلطی کا ازالہ) (حاشیہ)
مرزا صاحب کے صاحب

لفظ ”سید“ کی تعریف کرتے ہو۔
(75) ”(اب) جو سید کہلا
ہوگا جو حضرت مسیح موعود
رشتہ کام نہ آئے گا۔“
(قول الحق صفحہ 32 مندرجہ بالا)

مرزا صاحب نے قرآن
(76) ”انا انزلناه قرآن
اس کی تفسیر یہ ہے
المنارة البيضاء
(تذکرہ مجموعہ الہامیہ)
مرزا صاحب کے

احمدیہ کا عقیدہ بیان کرتے ہو۔
(77) ”ہم کہتے ہیں کہ
آنے کی کیا ضرورت
لیے تو ضرورت ہے
دوبارہ دنیا میں مبعوث

کے لیے اٹھانی پڑی، وہ حضرت امام حسین کو نہیں اٹھانی پڑی۔
 حضرت بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب
 کہہ چکے تھے کہ کیا محمد اسی طرح فوت
 ہوئے محمد کی قربانی حضرت امام
 حسین کی ساری عمر کی قربانی
 انہیں حالات میں کھڑا ہوگا
 اپنے حضرت مسیح موعود (مرزا

رہنما قادیان شمار نمبر 80 جلد 26، 13 جنوری 1926ء) (حوالہ صفحہ 193 پر)
 لکھتے ہیں:

رے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت
 پتا رہا ہے۔

قادیان جلد 19 صفحہ 181 از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 194 پر)
 میں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔
 قادیان جلد 19 صفحہ 193 از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 195 پر)
 کے بارے میں مرزا صاحب کہتے ہیں۔

مرزا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود
 ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔

جلد اول صفحہ 400 از مرزا غلام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 197 پر)
 تو ن جنت، جگر گوشہ رسول، سیدہ طاہرہ، حضرت فاطمہ الزہراء کی
 س۔ کتب صحاح میں حضرت جوں کے بے شمار فضائل و محاسن موجود
 مقام مصوئیت کے متعلق سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے وسط عرش سے منادی، ندا کرے گا کہ اے اہل محشر! اپنے سروں کو جھکا دو اور اپنی آنکھوں کو
 بند کر لو کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہل صراط سے گزر جائے۔ اس وقت ستر ہزار حواریں ان کے
 ہمراہ بجلی کی طرح ہل صراط سے گزر جائیں گی۔ مگر مرزا صاحب آپ کے بارے نہایت دل آزار
 تحریر لکھتے ہیں:

(74) ”حضرت فاطمہ نے کشتی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا
 کہ میں اس میں سے ہوں۔“

(ایک غلطی کا ازالہ (حاشیہ) صفحہ 11 پہلا ایڈیشن از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 198 پر)
 مرزا صاحب کے صاحبزادے اور جماعت احمدیہ کے خلیفہ مرزا بشیر الدین صاحب نے
 لفظ ”سید“ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا:

(75) ”(اب) جو سید کہلاتا ہے اس کی یہ سیادت باطل ہو جائے گی۔ اب وہی سید
 ہوگا جو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی اتباع میں داخل ہوگا۔ اب پرانا
 رشتہ کام نہ آئے گا۔“

(قول الحق صفحہ 32 مندرجہ انوار العلوم جلد 8 صفحہ 80 از مرزا بشیر الدین محمود) (حوالہ صفحہ 200 پر)
 مرزا صاحب نے قرآن مجید میں لفظی تحریف کرتے ہوئے کہا:

(76) ”انا انزلناہ قریباً من القادیان“

اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا انزلناہ قریباً من دمشق بطرف شوقی عند
 المنارة البيضاء کیونکہ اس عاجز کی سکونت جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔

(تذکرہ مجموعہ البہامات طبع چہارم صفحہ 159 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 201 پر)
 مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے قرآن مجید کے بارے میں جماعت
 احمدیہ کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(77) ”ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے

آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اسی
 لیے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ (مرزا غلام احمد) کو بروزی طور پر
 دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے۔“

(کلمۃ الفصل صفحہ 83، مندرجہ ریو آف ریلیجیو مارچ و اپریل 1915ء)

صفحہ 173، از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 202 پر)

قرآن مجید کے بارے میں مرزا صاحب نے کہا:

(78) ”قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 548 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 203 پر)

(79) ”میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان

لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر، اور جس طرح

میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام

کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 220 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 220 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 204 پر)

مرزا صاحب نے ایک کشف میں دیکھا کہ قادیان کا نام قرآن مجید میں درج ہے۔

مرزا صاحب چونکہ نبوت و رسالت کے دعویدار ہیں، اس لیے ان کے کشف پر شک نہیں کیا جاسکتا۔

لیکن کیا کیجیے مسلمانوں کے قرآن میں قادیان کا ذکر نہیں ہے۔ مرزا صاحب کا کشف ملاحظہ فرمائیں:

(80) ”اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرزا غلام

قادر میرے قریب بیٹھ کر باوازا بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے

پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ انا انزلناہ قریباً من القادیان

تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا

ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو، لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر

جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید

قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں

نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج

ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف

میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔“

(ازالہ اوہام) (حاشیہ) حصہ اول صفحہ 77 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 140 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 205 پر)

کیا احمدی دوست بتا سکتے ہیں کہ قرآن مجید کی کس سورت یا رکوع میں یہ آیت موجود ہے

جس میں قادیان کا نام درج ہے؟ احمدی دوست کہتے ہیں کہ یہ کشف ہے۔ ظاہر ہے کہ نبی کا کشف

اور خواب وہی ہوتا ہے جبکہ مرزا صاحب کشف کے بارے میں کہتے ہیں۔

(81) ”وہ کامل کشف جس کو ان

جو دائرہ کی طرح پورے۔

صرف برگزیدوں کو دیا

جو بالآخر ان کو بہت شرف

(حقیقت الہدی صفحہ 16 روحانی

اگر مرزا صاحب کا مذکورہ

اگر یہ کشف جموٹ ہے تو ظاہر ہے

مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ۔

(82) ”حضرت مسیح موعود۔

بار یہاں نہیں آتے،

نہیں رکھے گا، وہ کاٹا

تازہ دودھ کب تک

اور مدینہ کی چھاتیوں

احمدی دوستوں کی

سے بے خبر اور لاعلم ہے جو انہوں

محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ تحریر

کی بنیادی کتابیں ایک عرصہ در

جا رہا۔ یہ وہ کتابیں ہیں جن میں

اہل بیت قرآن و حدیث، مقدمہ

تفسیر اور تفہیم و تفسیر کا کوئی پر

کو پڑھنا اور سننا تو دور کیا، ص

طور پر ”ایک غلطی کا ازالہ“

موعود (احمدیوں کا اصل قرآن

غلام احمد صاحب کے صاحبز

زندگی) از مرزا بشیر احمد ایم

بارے میں مرزا صاحب نے کہا:

خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“

مقامات طبع چہارم صفحہ 548 از مرزا غلام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 203 پر)

کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر، اور جس طرح کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔“

روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 220 از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 204 پر) ایک کشف میں دیکھا کہ قادیان کا نام قرآن مجید میں درج ہے۔ اہل کے دعویدار ہیں، اس لیے ان کے کشف پر شک نہیں کیا جاسکتا۔ ان میں قادیان کا ذکر نہیں ہے۔ مرزا صاحب کا کشف ملاحظہ فرمائیں:

پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرزا غلام بیٹھ کر باواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے ن فترات کو پڑھا کہ انا انزلناہ قریباً من القادیان تب کتب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا نے کہا کہ یہ دیکھو، لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر ا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قے پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔“

صفحہ 77 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 140 از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 205 پر)

دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی کس سورت یا رکوع میں یہ آیت موجود ہے احمدی دوست کہتے ہیں کہ یہ کشف ہے۔ ظاہر ہے کہ نبی کا کشف صائب کشف کے بارے میں کہتے ہیں۔

(81) ”وہ کامل کشف جس کو قرآن شریف میں اظہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے۔ وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بالآخر ان کو بہت شرمندہ کرتا ہے۔“

(حقیقت المہدی صفحہ 16 روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 442 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 207 پر) اگر مرزا صاحب کا مذکورہ بالا کشف سچ ہے تو قرآن مجید میں یہ آیت موجود نہیں ہے اور اگر یہ کشف جھوٹ ہے تو ظاہر ہے کہ جھوٹا آدمی نبی نہیں ہو سکتا۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے بارے میں مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے خیالات ملاحظہ فرمائیں: (82) ”حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے، مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا، وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔“

(حقیقۃ الردیاء صفحہ 46 از مرزا بشیر الدین محمود) (حوالہ صفحہ 209 پر) احمدی دوستوں کی اکثریت مرزا صاحب کی ان دل آزار اور قابل اعتراض تحریروں سے بے خبر اور لاعلم ہے جو انہوں نے اسلام اور اس کی مقدس شخصیات کے متعلق کہیں۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ تحریریں بعض احمدیوں سے جان بوجھ کر چھپائی جاتی ہیں۔ جماعت احمدیہ کی بنیادی کتابیں ایک عرصہ دراز سے ناپید ہیں اور ایک خاص مصلحت کے تحت انہیں شائع نہیں کیا جا رہا۔ یہ وہ کتابیں ہیں جن میں اسلام، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، اہل بیت قرآن و حدیث، مقدس شخصیات اور اکابرین امت کا نہ صرف تسخر اڑایا گیا ہے بلکہ طعن و تشنیع اور تہنیک و تحقیر کا کوئی پہلو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ ان کتابوں میں ایسی دل آزار تحریریں ہیں جن کو پڑھنا اور سننا تو درکنار، صرف ان کے تصور سے ہی کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ان کتابوں میں خصوصی طور پر ”ایک غلطی کا ازالہ“ از مرزا غلام احمد ”تذکرہ یعنی وحی مقدس و مجموعہ الہامات حضرت مسیح موعود (احمدیوں کا اصل قرآن)“ از مرزا غلام احمد ”کلمۃ الفضل“ از مرزا بشیر احمد ایم اے (مرزا غلام احمد صاحب کے صاحبزادے) ”سیرت المہدی“ (مرزا غلام احمد کی سوانح اور حالات زندگی) از مرزا بشیر احمد ایم اے ”انوار خلافت“ از مرزا بشیر الدین محمود احمد (مرزا صاحب کے

بڑے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ ”حقیقۃ النبوۃ“ از مرزا بشیر الدین محمود“
حقیقۃ الروایہ“ از مرزا بشیر الدین محمود“ آئینہ صداقت“ از مرزا بشیر الدین محمود“ اسلامی قربانی“ از
قاضی یار محمد“ خطوط امام بنام غلام“ از حکیم محمد حسین قریشی“ البشری“ مؤلفہ محمد منظور الہی، مکتوبات احمدیہ
مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی، ”مکاشفات“ مؤلفہ محمد منظور الہی، ”ذکر حبیب“ از مفتی محمد صادق اور ”تذکرہ
المہدی“ از پیر سراج الحق شامل ہیں۔

انصاف اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ احمدی دوست ان اشتعال انگیز اور جذبات میں آگ
لگا دینے والی کتابوں کا دفاع کرنے کے بجائے ان سے اپنی برأت کا اعلان کریں۔ یاد رہے کہ ان
کتابوں کے مصنفین نے ختم نبوت کے قلعہ میں نقب زنی کے جرم کا ارتکاب سیاسی و معاشی مجبوریوں
اور شاید سماجی و سرکاری مفادات کے حصول کے لیے کیا۔ سارا جی اور استعماری حکمرانوں کے ایماء پر
لکھی گئی ان کتابوں اور ان کی تعلیمات کو حریت فکر کا علمبردار ایک بھی آزاد شہری حسین کی نگاہ سے
دیکھنے کا جرم نہیں کر سکتا۔ میرا دعویٰ ہے کہ اگر یہ کتب دوبارہ شائع ہو کر کم از کم احمدیوں ہی میں تقسیم
ہو جائیں تو آدمے سے زیادہ احمدی اپنے مذہب سے تاب ہو کر اسلام قبول کر لیں، اور مجھے پورا
یقین ہے کہ احمدیہ قیادت کسی بھی قیمت پر اپنی مذکورہ کتب کبھی شائع نہیں کرے گی۔

بے شمار احمدی ایسے ہیں جو اپنی جماعت (احمدیہ) کے ساتھ نہایت مخلص اور اپنے
عقائد پر سختی سے ڈٹے ہوئے ہیں۔ وہ دن رات جماعت کی ترقی و تبلیغ میں مصروف رہتے ہیں۔
اس سلسلہ میں وہ کئی طرح کی مشکلات سے بھی گزرتے ہیں مگر ایسا یہ ہے ان میں شاید ہی کوئی
ایسا احمدی ہو جس نے بانی جماعت سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب کی تمام کتب کا مطالعہ کیا
ہو۔ ورنہ اکثریت تو ان کے نام بھی نہیں جانتی۔ بہت کم ایسے احمدی دوست ہوں گے جنہوں
نے مرزا صاحب کی زیادہ سے زیادہ 5 یا 10 کتابیں مکمل پڑھی ہوں۔ مرزا صاحب کی تصانیف
کی تعداد تقریباً 84 ہے۔ مکتوبات، ملفوظات اور مجموعہ اشتہارات وغیرہ ان کے علاوہ ہیں۔ اس
طرح مرزا صاحب کی کتب کی تعداد 100 کے قریب بنتی ہے۔ مجھے درجنوں فاضل احمدی
دوستوں سے تبادلہ خیال اور مباحثہ کے کئی مواقع میسر آئے، ان میں پڑھے لکھے نوجوان اور
معقول مشاہرہ پانے والے مبلغ بھی شامل ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ ایک بھی ایسا احمدی
دوست نہیں تھا جس نے مرزا صاحب کی تمام کتب پڑھی ہوں۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک ایسے
مخلص احمدی حضرات کا ایمان مکھوک ہے۔ مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے
اپنے والد صاحب کی مستند سوانح عمری ”سیرت المہدی“ میں یہ روایت درج کرتے ہیں:

(83)

”مولوی شیر علی صاحب نے مجھ
کرتے تھے کہ ہمارے آدمیوں
کریں۔ اور فرماتے تھے کہ جو
متعلق مجھے شبہ ہے۔“

(سیرت المہدی جلد

امت مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے۔

کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ صلی
وغیرہ کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے۔ حضرت
زندہ موجود ہیں اور قیامت کی نشانیوں میں
سے نازل ہوں گے۔ حضرت امام مہدی
پیدا ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
مرزا صاحب کے اس ارشاد

(84)

”مسح کے نزول کا عہد
ایمانیات کا جزو دیا ہمار۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 140 روحانی خزائن

وفات مسح کا مسئلہ ہر احمدی

ہوتی ہے کہ وہ دوسروں سے اپنی گفتگو

اپنی کتب میں وفات مسح کے موضوع پر

کے ثبوت کے لیے وفات مسح کا مسئلہ

پر زندہ موجود ہوں تو ظاہر ہے زمین پر

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ

قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

وما قتلوه و ما صلبوه

بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

تشریف لائیں گے۔ جبکہ احمدیوں کا

عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور

سے خلیفہ) ”ھیتۃ النبوة“ از مرزا بشیر الدین محمود
راقت“ از مرزا بشیر الدین محمود ”اسلامی قربانی“ از
نقشبندی ”البشری“ مؤلفہ محمد منظور الہی، مکتوبات احمدیہ
منظور الہی، ”ذکر حبیب“ از مفتی محمد صادق اور ”تذکرہ

نہری دوست ان اشتعال انگیز اور جذبات میں آگ
ن سے اپنی برأت کا اعلان کریں۔ یاد رہے کہ ان
ب زنی کے جرم کا ارتکاب سیاسی و معاشی مجبوریوں
سے کیا۔ سامراجی اور استعماری حکمرانوں کے ایماء پر
ر کا علمبردار ایک بھی آزاد شہری حسین کی نگاہ سے
تب دوبارہ شائع ہو کر کم از کم احمدیوں ہی میں تقسیم
سے نائب ہو کر اسلام قبول کر لیں، اور مجھے پورا
کتب کبھی شائع نہیں کرے گی۔

ت (احمدیہ) کے ساتھ نہایت خلص اور اپنے
جماعت کی ترقی و تبلیغ میں مصروف رہتے ہیں۔
رتے ہیں مگر ایہ یہ ہے ان میں شاید ہی کوئی
مرزا غلام احمد صاحب کی تمام کتب کا مطالعہ کیا
بہت کم ایسے احمدی دوست ہوں گے جنہوں
میں مکمل پڑھی ہوں۔ مرزا صاحب کی تصانیف
وہ اشتہارات وغیرہ ان کے علاوہ ہیں۔ اس
قرب بنی ہے۔ مجھے درجنوں فاضل احمدی
میسر آئے، ان میں پڑھے لکھے نوجوان اور
آپ حیران ہوں گے کہ ایک بھی ایسا احمدی
پڑھی ہوں۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک ایسے
احب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے
ی“ میں یہ ردایت درج کرتے ہیں:

(83) ”مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت (مرزا صاحب) فرمایا
کرتے تھے کہ ہمارے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ
کریں۔ اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اس کے ایمان کے
متعلق مجھے شبہ ہے۔“

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 78 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 210 پر)
امت مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ
کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی تشریفی، غیر تشریفی، ظنی یا بروزی
وغیرہ کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں۔ وہ آسمانوں پر
زندہ موجود ہیں اور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہیں۔ قرب قیامت وہ دوبارہ اس دنیا میں آسمان
سے نازل ہوں گے۔ حضرت امام مہدی اس امت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے
پیدا ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو وہ موجود ہوں گے۔

مرزا صاحب کے اس ارشاد کے باوجود کہ:

(84) ”مسح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے
ایمانیات کا جزو یا ہمارے دین کے رکنوں سے کوئی رکن ہو۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 140 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 171 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 211 پر)
وفات مسح کا مسئلہ ہر احمدی کا پسندیدہ موضوع ہے۔ ہر احمدی دوست کی یہ ولی خواہش
ہوتی ہے کہ وہ دوسروں سے اپنی گفتگو یا بحث کا آغاز اسی موضوع سے کرے۔ خود مرزا صاحب نے
اپنی کتب میں وفات مسح کے موضوع پر سب سے زیادہ لکھا ہے۔ مرزا صاحب کے دعویٰ ”مسح موعود“
کے ثبوت کے لیے وفات مسح کا مسئلہ ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان
پر زندہ موجود ہوں تو ظاہر ہے زمین پر ”مسح موعود“ کی گنجائش ہی پیدا نہیں رہتی۔
مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو قتل کیا گیا اور نہ ہی صلیب دیا گیا۔
قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم (النساء: 157)

بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت دوبارہ دنیا میں
تشریف لائیں گے۔ جبکہ احمدیوں کا عقیدہ اس کے برعکس ہے۔ احمدی دوستوں کا کہنا ہے کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ اب جس عیسیٰ یا مسح نے

دوبارہ دنیا میں آنا تھا، وہ مرزا غلام احمد صاحب کی صورت میں آچکے ہیں۔ جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر رفع اور پھر قرب قیامت زمین پر نزول کا تعلق ہے، قرآن مجید میں ہے:

هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق (نوبہ: 33)

ترجمہ: ”وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔“

آیت بالا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول دنیا پر استدلال کرتے ہوئے مرزا صاحب رقم طراز ہیں:

(85) ”هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله. یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش کوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(برائین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593، از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 212 پر) اس تحریر سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کی دلیل محکم ہے کیونکہ نزول اسی وقت ہوگا جب رفع پہلے سے ثابت اور واقع ہو چکا ہو۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

عسىٰ ربكم ان يوحىكم وان عدتم عدنا (بنی اسرائیل: 8)

ترجمہ: ”عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے اور اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے۔“

اس آیت کے تحت مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

(86) ”یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفیع اور نرمی اور لطف و احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے مکمل گیا ہے..... اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لیے شدت اور عصف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور مکوں کو خس و خاشاک

سے صاف کر دیں گے۔“

(برائین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1)

مرزا صاحب کی مندرجہ بالا

حضرات کی بحث کی ساری بنیاد ہی منہدم سہارا لیتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ یہ بات تسلیم نہ کرنے کا ایک بہانہ ہے۔ کیونکہ ثبوت میں آیات قرآنیہ پیش کی ہیں جو

قرآن سے قبول کیا۔ پھر احمدی دوست

مرزا صاحب کی ”اجتہادی غلطی“ ہے۔

مرزا صاحب کی اجتہادی غلطی قرار نہیں

صاحب نے اپنا مذکورہ عقیدہ بیان کیا

ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ آپ صلی اللہ

یعنی یہ کتاب قطب ستارہ کی طرح مشکوک

روپے کا اشتہار دیا گیا۔

(87) (دیکھئے برائین احمدیہ مندرجہ

اگر احمدیوں کے بقول نزول عیسیٰ علیہ

ذکر کردہ باتیں مستحکم اور غیر محتمل قر

وسلم نے ملاحظہ فرمائی ہے تو یہ کیسے ممکن

نظر انداز فرمادیں جو مرزا صاحب

(88) (دیکھئے ضمیمہ حقیقت الوحی الا

اگر یہ عقیدہ رکھنا شرک۔

کرنا پڑے گا کہ مرزا صاحب 891

علیہ السلام کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے

جبکہ مرزا صاحب ایک جگہ

(89) ”اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر

سے صاف کر دیں گے۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 601، 602 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 213، 214 پر)
مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریروں کی موجودگی میں وفات مسیح کے موضوع پر احمدی حضرات کی بحث کی ساری بنیاد ہی منہدم ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں احمدی دوست مختلف تاویلات کا سہارا لیتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ یہ باتیں مرزا صاحب نے محض رسمی طور پر تحریر کی ہیں۔ یہ بات حق کو تسلیم نہ کرنے کا ایک بہانہ ہے۔ کیونکہ یہ عقیدہ رسمی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ مرزا صاحب نے اس کے ثبوت میں آیات قرآنیہ پیش کی ہیں جس سے ثابت ہوا کہ انہوں نے یہ عقیدہ رسمی طور پر نہیں بلکہ قرآن سے قبول کیا۔ پھر احمدی دوست اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ ”عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام“ مرزا صاحب کی ”اجتہادی غلطی“ ہے۔ یہ بات بھی کتمان حق کے زمرے میں آتی ہے۔ ان تحریروں کو مرزا صاحب کی اجتہادی غلطی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ یہ کتاب ”براہین احمدیہ“ جس میں مرزا صاحب نے اپنا مذکورہ عقیدہ بیان کیا ہے۔ بقول مرزا صاحب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی مرزا صاحب کو اس کتاب کا نام ”قطبی“ بتایا۔ یعنی یہ کتاب قطب ستارہ کی طرح مستحکم اور غیر متزلزل ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپے کا اشتہار دیا گیا۔

(87) (دیکھئے براہین احمدیہ مندرجہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 275) (حوالہ صفحہ 215 پر)
اگر احمدیوں کے بقول نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رسمی ہے تو نہ یہ کتاب قطبی رہے گی اور نہ اس میں ذکر کردہ باتیں مستحکم اور غیر متزلزل قرار پائیں گی۔ خصوصاً یہ کتاب جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمائی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسی سنگین غلطی (عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام) کو آپ نظر انداز فرمادیں جو مرزا صاحب کے نزدیک شرک عظیم ہے۔

(88) (دیکھئے ضمیمہ حقیقت الوحی الاستثناء صفحہ 39 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 660) (حوالہ صفحہ 216 پر)
اگر یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے تو خود مرزا صاحب اس فتویٰ کی زد میں آتے ہیں۔ پھر یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ مرزا صاحب 1891ء تک (تقریباً 50 سال) حیات عیسیٰ علیہ السلام اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے مشرک تھے اور ظاہر ہے کوئی مشرک ”مسیح موعود“ نہیں ہو سکتا۔
جبکہ مرزا صاحب ایک جگہ اپنے متعلق لکھتے ہیں:

(89) ”اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لمحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک غلط

چکے ہیں۔ جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ
نا ہے، قرآن مجید میں ہے:

..... (توبہ: 33)

یت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس

دنیا پر استدلال کرتے ہوئے مرزا

قی لفظہ علی الدین کلمہ۔ یہ
حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ
بہرہ سے ظہور میں آئے گا اور جب
نہیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین

احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 212 پر)
علیہ السلام کے رفع و نزول کی دلیل
منع ہو چکا ہو۔

مصر النیل: 8)

وہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں

طور پر ظاہر ہونے کا

بقول نہیں کریں گے

..... اس سے سرکش

مین کے لیے شدت

ع علیہ السلام نہایت

ن کو خس و خاشاک

بات سے محفوظ رکھتا ہے۔“ (لورین حصہ دوم صفحہ 86 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 218 پر)
پھر مزید دعویٰ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(90) ”میری ہر بات الہامات پر مبنی ہوتی ہے۔ یعنی میں نے جو کچھ کہا وہ سب کچھ خدا کے امر سے کہا ہے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔“

(مواہب الرحمن صفحہ 5 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 221 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 220 پر)
پھر ارشاد فرمایا:

(91) ”یعنی خدا جانتا ہے کہ میں جو کچھ کہتا رہا، وہ وہی کہتا ہوں جو خداوند فرماتا ہے اور میں نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کہی جو خلاف خداوندی ہو اور مخالف خداوندی میری قلم سے کبھی سرزد نہیں ہوتی۔“

(حجۃ البشریٰ صفحہ 10 روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 186 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 221 پر)
ایک جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(92) ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا محض گپ ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم صفحہ 100 روحانی خزائن صفحہ 262 جلد 21 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 223 پر)
معمولی سی عقل سلیم رکھنے والا ہر شخص یہ جانتا ہے کہ گپ کے معنی جھوٹ کے ہیں اور جھوٹ آدمی کج موعود نہیں ہو سکتا۔

خود مرزا صاحب کا ارشاد ہے:

(93) ”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔“

(تحدہ گولڈیہ [ضمیمہ] صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 56 از مرزا) (حوالہ صفحہ 225 پر)
ایک اور جگہ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(94) ”حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدے کے لیے گھڑا تھا۔“

(حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ 29 مندرجہ روحانی خزائن صفحہ 31 جلد 22 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 226 پر)
اس فتویٰ کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ خود مرزا صاحب 50 سال تک عیسائی عقائد رکھتے تھے۔ بعض احمدی دوست یہ اعتراض کرتے ہیں کہ شروع شروع میں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی

طرف سے وحی آئی تو بیت اللہ کی طرف منہ عقیدہ تبدیل کر لیا تو کیا حرج ہے؟ احمدی وہ المقدس کی مثال بالکل غلط ہے۔ بیت المقدس (الانعام: 90) انبیاء سابقین کی سنت پر عمل میں سے ہے اور عقائد میں تنسیخ و تبدیلی نہیں عملیات میں سے ہے جن میں تبدیلی و تنسیخ نے جو نمازیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھیں، وہ سب کی سب بارگاہ خداوندی میں لوٹا یا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کتابوں میں صراحت کے ساتھ موجود ہیں۔

(95) کبھی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ

(دافع البلاء صفحہ 19 روحانی خزائن جلد 18 ص

(96) اور کبھی کہتے ہیں کہ ان کی قبر فلسطین

(ازالہ اوہام صفحہ 473 روحانی خزائن

(97) کبھی کہا کہ ان کی قبر بلدہ قدس)

(اتمام الحجۃ صفحہ 27 روحانی خزائن

(98) اور کبھی کہا کہ ان کی قبر بلاد شام

(اتمام الحجۃ صفحہ 24 روحانی خزائن جلد 8 ص

احادیث مبارکہ میں حضرت عیسیٰ

گئی ہیں۔ مرزا صاحب نے ان نشاندہوں

دلچسپ بھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ

آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے تو

احمد، بخاری و مسلم) مرزا صاحب نے اس

طرف سے وحی آئی تو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ لہذا مرزا صاحب نے اگر عقیدہ تبدیل کر لیا تو کیا حرج ہے؟ احمدی دوستوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اس سلسلہ میں بیت المقدس کی مثال بالکل غلط ہے۔ بیت المقدس کو قبلہ بنانا حسب ہدایت آیت فبہدھم اقتدہ (الانعام: 90) انبیاء سابقین کی سنت پر عمل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ عقائد میں سے ہے اور عقائد میں تنسیخ و تبدیلی نہیں ہو سکتی جبکہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے ہے جن میں تبدیلی و تنسیخ ہو سکتی ہے۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے جو نمازیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کی تھیں، وہ سب کی سب بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں اور بعد میں کسی نے ان نمازوں کو نہیں لوٹایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں مرزا صاحب کی کئی تضاد بیانات ان کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ موجود ہیں۔

(95) کبھی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر کے محلہ خانیار میں ہے۔ (دافع البلاء صفحہ 19 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 235 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 227 پر)

(96) اور کبھی کہتے ہیں کہ ان کی قبر فلسطین کے علاقہ گھلیل میں واقع ہے۔

(ازالہ اہام صفحہ 473 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 353 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 228 پر)

(97) کبھی کہا کہ ان کی قبر بلدہ قدس (یروشلم) میں ہے۔

(اتمام الحجۃ صفحہ 27 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 299 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 230 پر)

(98) اور کبھی کہا کہ ان کی قبر بلاد شام میں ہے۔

(اتمام الحجۃ صفحہ 24 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 296 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 231 پر)

احادیث مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بارے میں کئی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ مرزا صاحب نے ان نشانیوں کی جو تاویلیں کی ہیں، وہ بے حد عجیب بھی ہیں اور دلچسپ بھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے تو انہوں نے دوزر درنگ کی چادریں پہنی ہوگی۔ (مسند احمد، بخاری و مسلم) مرزا صاحب نے اس حدیث کی تاویل یوں کی ہے:

فی خزائن جلد 8 صفحہ 272 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 218 پر)

میں نے جو کچھ کہا وہ سب کچھ کہا۔“

2 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 220 پر)

ی کہتا ہوں جو خداوند فرماتا
خالف خداوندی ہو اور مخالف

از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 221 پر)

کپ ہے۔“

21 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 223 پر)

کپ کے معنی جھوٹ کے ہیں اور جھوٹا

صفحہ 56 از مرزا) (حوالہ صفحہ 225 پر)

میں اپنے فائدے کے لیے گھڑا تھا۔“

از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 226 پر)

50 سال تک عیسائی عقائد رکھتے تھے۔

وع شروع میں جس طرح نبی کریم

پڑھتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی

(99) ”دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دوزخ چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کی دھڑکی اور ایک نیچے کی دھڑکی یعنی مراق اور کثرت بول۔“

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 445 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 233 پر)
ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو مقام ”لد“ پر قتل کریں گے۔ مقام لد فلسطین اسرائیل میں واقع ہے۔ مرزا صاحب نے اس کی تاویل یہ کی کہ ”لد“ سے مراد ”لدھیانہ“ ہے۔
(100) دیکھئے (الہدیٰ صفحہ 97 حاشیہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 341) (حوالہ صفحہ 235 پر)
لدھیانہ مشرقی پنجاب بھارت میں واقع ہے۔ اس طرح وہ آسمان سے اترنے کے معنی ماں کے پیٹ سے نکلتا مراد لیتے ہیں۔

۔ ناظمہ سربہ گریباں ہے اسے کیا کہئے

اہل اسلام، قرآن کریم، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت کی بنا پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ رکھتے ہیں، جبکہ خود مرزا صاحب کو اعتراف ہے:
(101) ”مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشین گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سر نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشین گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیشین گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تو اتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔“

(ازالہ ادہام صفحہ 557 خزائن جلد 3 صفحہ 400 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 236 پر)
ظاہر ہے کہ جس عقیدہ کو تو اتر کا درجہ حاصل ہو، کوئی ذی شعور مسلمان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ صحابہ کرامؓ سمیت گذشتہ تمام صدیوں کے تابعین، تبع تابعین، آئمہ اربعہ، مجددین، محدثین، اولیاء کرام اور اکابرین امت اس عقیدہ کو تو اتر اور تسلسل کے ساتھ نقل کرتے آئے ہیں۔ مرزا صاحب کا ایک دعویٰ یہ بھی ہے کہ وہ چودھویں صدی کے ”مجدد“ ہیں۔ اگر مرزا صاحب واقعی مجدد ہیں تو حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں، ان کا عقیدہ گذشتہ تمام صدیوں کے مجددین اسلام (جن کے ناموں کی فہرست پر مرزا صاحب کو بھی مکمل اتفاق ہے۔) کے عقیدہ سے بالکل الٹ اور مختلف ہے اور

اگر بالفرض مرزا صاحب کا عقیدہ (مجددین کا عقیدہ) (حیات مسیح) غلط اور اس معاملہ میں مرزا صاحب کا موقف (102) (دیکھئے عمل معنی از مرزا

احمدی حضرات مرزا صاحب حدیث میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم شریف کے مہینہ میں چاند اور سورج اس سے پہلے جب سے زمین و آسمان سے اترنے کی حدیث نبوی کے مطابق سچے مجدد کی حقیقت یہ ہے کہ یہ عہدہ دار قطعی میں نقل کیا ہے۔ لہذا اس کو کذب و افتراء ہے۔ امام باقر کا یہ قول

(103) ”عن عمرو بن شعيب لم تكونا منذ لاول ليلة من رعدا تكونا منذ خلق الله (سنن دار قطنی ۱۱) بغرض حال اگر اسے

نہیں ہوتے کیونکہ مرزا صاحب قول کے مطابق نہیں ہے۔ مرزا اور اٹھائیس (28) تاریخ کو سورج ہے کہ چاند گرہن رمضان المبارک پہلے کسی نہ ہوا ہوگا۔ جبکہ مرزا اپنے پراسرار کرتے ہیں جو کہ احمدی دوستوں کا یہ

اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی
تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب
ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو
پچھنے کی دھڑکی یعنی مرقا اور

اعلام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 233 پر)
مقام کو مقام ”لد“ پر نقل کریں گے۔ مقام
”لد“ کی ”لد“ سے مراد ”لدھیانہ“ ہے۔
18 صفحہ (341) (حوالہ صفحہ 235 پر)
طرح وہ آسمان سے اترنے کے معنی ماں

کیا کہئے

وہ وسلم اور اجتماع امت کی بنا پر سیدنا عیسیٰ
سے جبکہ خود مرزا صاحب کو اعتراف ہے:
درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو
ج میں پیشین گوئیاں لکھی گئی
ثابت نہیں ہوتی۔ تو اتر کا

اعلام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 236 پر)
کی ذی شعور مسلمان اس کا انکار نہیں کر
تے ہیں، آئمہ اربعہ، مجددین، محدثین،
تھ نقل کرتے آئے ہیں۔ مرزا صاحب
مرزا صاحب واقعی مجدد ہیں تو حیات
صدیوں کے مجددین اسلام (جن کے
عقیدہ سے بالکل الٹ اور مختلف ہے اور

اگر بالفرض مرزا صاحب کا عقیدہ (وفات مسیح) درست مان لیا جائے تو پھر گزشتہ تمام صدیوں کے
مجددین کا عقیدہ (حیات مسیح) غلط اور باطل قرار پائے گا۔ اب یہ فیصلہ کرنا آپ کے اختیار میں ہے کہ
اس معاملہ میں مرزا صاحب کا موقف درست ہے یا گزشتہ صدیوں کے تمام مجددین وغیرہ کا نکتہ نظر۔
(102) (دیکھئے عمل مصطفیٰ از مرزا خدا بخش صاحب صفحہ 117 تا 120) (حوالہ صفحہ 238 تا 241 پر)
احمدی حضرات مرزا صاحب کے مہدی ہونے کی ایک دلیل یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ
حدیث میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں رمضان
شریف کے مہینہ میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگے گا۔ یہ نشان مرزا صاحب پر پورا ہوتا ہے اور
اس سے پہلے جب سے زمین و آسمان بنے، یہ کبھی نہیں ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب
حدیث نبوی کے مطابق سچے مہدی تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث رسول نہیں بلکہ ضعیف درجے میں امام محمد باقر کا قول ہے جو
دارقطنی میں نقل کیا ہے۔ لہذا اس کو حدیث بنا کر پیش کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان عظیم اور
کذب و افتراء ہے۔ امام باقر کا یہ قول سند کے اعتبار سے انتہائی ساقط اور مردود ہے۔ ملاحظہ ہو:

(103) ”عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لم يهذبنا
آيين لم تكونا منذ خلق الله السموات والارض تنكسف القمر
لاول ليلة من رمضان و تنكسف الشمس في النصف منه ولم
تكونا منذ خلق الله السموات والارض“

(سنن دارقطنی از امام علی بن عمر الدارقطنی جلد اول صفحہ 65، بیروت) (حوالہ صفحہ 243 پر)
بفرض محال اگر اسے محمد باقر کا قول مان بھی لیا جائے تو تب بھی مرزا صاحب مہدی ثابت
نہیں ہوتے کیونکہ مرزا صاحب کے زمانے میں رمضان کی جن تاریخوں میں یہ گرہن لگا تھا، وہ اس
قول کے مطابق نہیں ہے۔ مرزا صاحب کے زمانے میں، رمضان کی تیرہ (13) تاریخ کو چاند گرہن
اور اٹھائیس (28) تاریخ کو سورج گرہن لگا تھا۔ حالانکہ امام باقر کے مذکورہ بالا قول میں یہ بات واضح
ہے کہ چاند گرہن رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو لگے گا۔ اور سورج گرہن پندرہ کو لگے گا اور ایسا
پہلے کبھی نہ ہوا ہوگا۔ جبکہ مرزا صاحب تیرہ (13) تاریخ کو یکم اور اٹھائیس (28) تاریخ کو پندرہ قرار
دینے پر اصرار کرتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔

احمدی دوستوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ جب مرزا صاحب نے 1311ھ میں دعویٰ مہدویت

کیا تھا، اس وقت کسوف و خسوف کا رمضان المبارک میں اجتماع ہوا تھا اور یہ اجتماع کسوفین صرف اور صرف 1311ھ میں ہی ہوا۔ لہذا یہ بھی مرزا صاحب کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔ میرے خیال میں یہ دلیل کم علمی کا نتیجہ یا پھر تجاہل عارفانہ ہے، امام باقر کا قول اسی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے کہ جب اسے ظاہری الفاظ کے مطابق رکھا جائے، ”اول لیلۃ“ سے کم رمضان اور ”نصف منہ“ سے پندرہ رمضان مراد لی جائے، کیونکہ جب سے آسمان و زمین بنے ہیں، ان تاریخوں میں چاند اور سورج کو کبھی گرہن نہیں لگا۔ تیرہ رمضان کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن مرزا صاحب سے قبل ہزاروں مرتبہ لگ چکا ہے، مرزا صاحب سے قبل 45 سال کے عرصہ میں تین مرتبہ رمضان کی انہی تاریخوں میں چاند اور گرہن لگ چکا ہے۔ ہر پڑھا لکھا احمدی نجوم کی کسی کتاب یا انٹرنیٹ سے سرچ کر کے با آسانی یہ مسئلہ حل کر سکتا ہے۔ ایران میں مرزا علی محمد باب نے 1260ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے ساتویں سال رمضان 1267ھ کے مطابق جولائی 1851ء میں 13 اور 28 رمضان کو خسوف و کسوف کا اجتماع ہوا۔

اسی طرح احمدی دوستوں کا یہ دعویٰ بھی تاریخی طور پر ٹھیک نہیں ہے کہ ”1311ھ کا اجتماع خسوف و کسوف صرف مرزا صاحب کے لیے نشان صدق تھا۔“ کیونکہ ٹھیک اسی زمانہ میں محمد احمد مہدی سوڈانی خود ساختہ مسند مہدویت پر ”جلوہ افروز“ تھا۔ اگر اس بے سرو پا بات سے مرزا صاحب کی مہدویت کا ثبوت نکلتا ہے تو احمدی دوستوں کو مہدی سوڈانی کی ”بعثت“ پر بھی ایمان لانا چاہیے۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر بحث یا مناظرہ کے دوران بعض احمدی حضرات قرآنی آیات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑے رکیک انداز میں تاویلات کرتے ہیں جس سے واضح اندازہ ہوتا ہے کہ وہ محض بحث برائے بحث کے قائل ہیں اور انہوں نے کوئی بھی سچی بات تسلیم نہ کرنے کا معمم عزم کر رکھا ہے۔ بعض حضرات بحث کے دوران میں پوچھتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں تو انسان ہوتے ہوئے آسمان پر کیسے چلے گئے؟ وہاں وہ کس طرف رخ کر کے نمازیں پڑھتے ہیں؟ روزے کیسے رکھتے ہیں؟ زکوٰۃ کس کو ادا کرتے ہیں؟ وہ کیا کھاتے ہیں؟ پاخانہ کہاں کرتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ حیات دنیوی کے ساتھ مشروط ہیں، وقت آئے تو نماز فرض ہوگی۔ رمضان آئے گا تو روزہ فرض ہوگا، نصاب ہوگا تو زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی جگہ اٹھائے گئے ہیں جہاں وقت ہی نہیں ہے کیونکہ آسمانی دنیا زمان سے خالی ہے۔ اور پھر ان سب باتوں کا سب سے اہم اور مدلل جواب یہ ہے کہ خود مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں،

لہذا جو سوالات حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آسمان صاحب، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(104) ”یہ وہی موسیٰ مرد خدا

زندہ ہے اور ہم پر فرض

زندہ آسمان میں موجود

(نور الحق حصہ اول صفحہ 50 روحانی خز

جہاں تک مرزا صاحب

چھوڑیں۔ اس دنیا میں، میں نے

جب ہم سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

اچھی طرح خبر ہے کہ آپ میں سلیم

نقطے پر مرکوز کر کے اور اپنے دل پر

سکتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ

نہیں ہوں؟ صرف آپ کے ”کس

بقول اللہ تعالیٰ نے 1882ء میں

تک، جی ہاں! دو دہائیاں یعنی

رہے۔ جب خارجی دباؤ بڑھا تو

صورت حال کو ”قدرے سازگار

کہ قریب قریب پچاس برس کی

وسلم سلسلہ انبیاء و رسل کے آخر

امت میں روز اول سے مروج

”ہدایت“ کا ایک نصیب ہوگئی

افضل الانبیاء ہوتا ہے اور یہ کہ آ

ہیں۔ لیکن یہ کیا کہ نبی اپنی وحی

سوف کا رمضان المبارک میں اجتماع ہوا تھا اور یہ اجتماع کسوفین صرف ہوا۔ لہذا یہ بھی مرزا صاحب کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔ میرے نتیجہ یا پھر تجاہل عارفانہ ہے، امام باقر کا قول اسی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے کہ مطابق رکھا جائے، ”اول لیلة“ سے یکم رمضان اور ”نصف“ دلی جائے، کیونکہ جب سے آسمان وزمین بنے ہیں، ان تاریخوں میں نہیں لگا۔ تیرہ رمضان کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن سا مرتبہ لگ چکا ہے، مرزا صاحب سے قبل 45 سال کے عرصہ میں تینوں میں چاند اور گرہن لگ چکا ہے۔ ہر پڑھا لکھا احمدی نجوم کی کسی طرح کے با آسانی یہ مسئلہ حل کر سکتا ہے۔ ایران میں مرزا علی محمد باب نے ٹی کیا تھا۔ اس کے ساتویں سال رمضان 1267ھ کے مطابق جولائی 1851ء کو خسوف و کسوف کا اجتماع ہوا۔

دوستوں کا یہ دعویٰ بھی تاریخی طور پر ٹھیک نہیں ہے کہ ”1311ھ کا اجتماع جب کے لیے نشان صدق تھا۔“ کیونکہ ٹھیک اسی زمانہ میں محمد احمد مہدیؑ پر ”جلوہ افروز“ تھا۔ اگر اس بے سرو پا بات سے مرزا صاحب کی دلی دوستوں کو مہدیؑ سوڈانی کی ”بعثت“ پر بھی ایمان لانا چاہیے۔

اسلام کے موضوع پر بحث یا مناظرہ کے دوران بعض احمدی حضرات صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑے رکیک انداز میں تاویلات کرتے ہیں جس سے بعض برائے بحث کے قائل ہیں اور انہوں نے کوئی بھی سچی بات مانا ہے۔ بعض حضرات بحث کے دوران میں پوچھتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰؑ وجود ہیں تو انسان ہوتے ہوئے آسمان پر کیسے چلے گئے؟ وہاں وہ کس وقت آئے؟ روزے کیسے رکھتے ہیں؟ زکوٰۃ کس کو ادا کرتے ہیں؟ وہ کیا کرتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ، وقت آئے تو نماز فرض ہوگی۔ رمضان آئے گا تو روزہ فرض ہوگا۔ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام ایسی جگہ اٹھائے گئے ہیں جہاں وقت ہی سے خالی ہے۔ اور پھر ان سب باتوں کا سب سے اہم اور مدلل کا عقیدہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں،

لہذا جو سوالات حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے سے پیدا ہو سکتے ہیں، وہ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے سے پیدا کیوں نہیں ہوتے؟ مرزا غلام احمد صاحب، حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ ہونا اور ان پر ایمان لانا ضروری اور لازمی سمجھتے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(104) ”یہ وہی موسیٰؑ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ

زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ

زندہ آسمان میں موجود ہے۔ اور مردوں میں سے نہیں۔“

(نور الحق حصہ اول صفحہ 50 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 68، 69 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 244-245 پر)

جہاں تک مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا تعلق ہے۔ احمدی دوستو! ساری بحثوں کو چھوڑیں۔ اس دنیا میں، میں نے ہمیشہ رہتا ہے نہ سدا کی زندگی آپ کا مقدر ہے۔ وہ گھڑی دور نہیں جب ہم سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ ہمیں اس سخت ساعت کی فکر کرنی چاہیے۔ مجھے اچھی طرح خبر ہے کہ آپ میں سلیم العقل اور پڑھے لکھے افراد کی کمی نہیں۔ آپ اپنی فراست کو ایک نقطے پر مرکوز کر کے اور اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر، کیا انبیاء و رسل میں سے کسی ایک ہستی کی مثال پیش کر سکتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اطلاع دی ہو کہ تم نبی ہو اور اس نے یہ تاویل کی ہو کہ میں نبی نہیں ہوں؟ صرف آپ کے ”مسح موعود“ مرزا غلام احمد صاحب وہ واحد شخصیت ہیں جنہیں ان کے بقول اللہ تعالیٰ نے 1882ء میں براہین احمدیہ کے زمانہ میں بذریعہ الہام نبی کہا اور وہ 1902ء تک، جی ہاں! دو دہائیاں یعنی برابر بیس برس تاویلات کے رنگا رنگ دھاگوں کا تانا بانا ہی بنتے رہے۔ جب خارجی دباؤ و دھاتو دو ٹوک الفاظ میں کہہ دیا، میں نبی یا رسول بالکل نہیں ہوں۔ جب صورت حال کو ”قدرے سازگار“ پایا تو اپنی نبوت اور رسالت کا اظہار کر دیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قریب قریب پچاس برس کی عمر تک وہ اس جمہور عقیدے پر قائم رہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ انبیاء و رسل کے آخری فرد ہیں یعنی ختم نبوت کے ان معانی اور مفاہیم کے قائل تھے جو امت میں روز اول سے مروج رہے۔ چلنے ایک لمحے کے لئے مان لیا کہ انہیں آسمان سے پھر یہ ”ہدایت“ کا ایک نصیب ہوگئی کہ آخر میں آنا کوئی فضیلت کی بات نہیں، خاتم النبیین، کا مطلب افضل الانبیاء ہونا ہے اور یہ کہ آپ (یعنی مرزا صاحب) اب رسالت کے عہدے پر فائز کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ کیا کہ نبی اپنی وحی کا پہلا مومن ہوتا ہے۔ مگر مرزا صاحب کو غالباً اس ”وحی“ پر یقین ہی

نہیں تھا کہ انہوں نے اس پر ایمان لاتے لاتے بیس برس گزار دیئے۔

احمدی دوست اگر براندہ مانیں تو انہیں اپنے نبی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کم از کم بیس برس توقف کرنا چاہیے پھر جا کر مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو تسلیم کرنا چاہیے..... یہاں ایک اور باریک نکتہ کہ مرزا صاحب کی صداقت کی ایک یہ دلیل آپ لوگوں کی جانب سے اکثر پیش کی جاتی ہے کہ سچے مدعی نبوت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کے بعد کم از کم 23 برس ضرور زندہ رہے کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت کے بعد تیس برس اس دنیا میں موجود رہے اور مرزا صاحب 1882ء سے 1908ء تک 26 برس زندہ رہے۔ میں یہاں یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ 1882ء سے 1902ء تک جو بیس برس کا عرصہ بنتا ہے اسے تو آپ اصولاً خارج کر دیں کہ اس زمانے میں خود مرزا صاحب اپنی ”نبوت“ کے خود منکر رہے۔ باقی 1902ء سے 1908ء تک 6 سال کا عرصہ ضرور بنتا ہے جب وہ اپنی نبوت کے دعویٰ پر قائم دکھائی دیتے ہیں اور معمولی حساب دان بھی جانتا ہے کہ چھ برس 23 برس سے زیادہ نہیں ہوتے۔

اگر مرزا صاحب کے مذکورہ اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو کئی سچے نبی (نحوہ باللہ) جھوٹے بن جائیں گے مثلاً حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ان کے علاوہ کئی دوسرے اسرائیلی پیغمبر بہت تھوڑی عمر میں اپنے اعلان نبوت کے بعد شہید کر دیئے گئے۔ اس کے برخلاف بہاء اللہ ایرانی (جو صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا) دعویٰ نبوت کے بعد چالیس سال زندہ رہا۔ مرزا صاحب کے اصول کے مطابق وہ سچا ٹھہرے گا۔ حالانکہ احمدی حضرات اسے جھوٹا جانتے ہیں۔

احمدی دوستو! غور کیجیے کیا کسی شخص کے خدا کی طرف سے نہ ہونے کی اس سے بڑھ کر کوئی اور دلیل ہو سکتی ہے کہ اس کا (اپنے دعوے کے تناظر میں) اپنے خدا سے ڈاکٹر تعلق ہو، فرشتہ تقریباً بلا غلط آتا ہو اور اس کی وساطت سے وہ اپنی پوزیشن ہی نہ کلیئر کر دے سکے کہ میں ہوں کیا؟ اور پھر یہ کوئی حتمی، ذیلی یا فردی بات نہیں؟ بنیادی منصب ہے جس کی اساس پر اس نے گمراہ امت کو راہ راست پر لانا ہے اور بڑی ہی معذرت کے ساتھ اسے یہ تک معلوم نہیں کہ وہ نبی ہے یا نہیں؟ ہے نا عجیب بات! طرفہ تماشایہ کہ اسے اس کا رب کہتا ہے تم نبی ہو اور وہ یہ تفریح کرتا ہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ کیا یہ قضیہ وضاحت کے ساتھ مرزا صاحب کی نفسیاتی حالت کا پتا نہیں دے رہا کہ وہ مدت العرتیل اور تیل کی دھار کو دیکھ کر سفر کرنے والے آدمی تھے۔

اور سنو میرے عزیزو! سچے نبی استقامت کا کوہ گراں ہوتے ہیں۔ ایک بار اللہ کی طرف سے جو حکم آ جائے، اس کے ابلاغ کے لیے وہ اپنی جان پر کھیل جاتے ہیں۔ کسی عدالت یا حکومت کی

سمجھ پر ان آیات کو چھپانے کے ج
گوئیاں نہیں کیا کروں گا۔ اللہ کے
ہوتے ہیں، پیچھے ہٹنا ان کا شیوہ نہیں
وہ نبوت
جس نبوت

ہو اگر
قوم کے
احمدی دوستو! کبھی غور
مصلحت کوش خود مرزا صاحب
سے بے نصیب، قوت بازو سے
جسور و غیور کردار جنم کیوں نہیں
کے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ ایہ
انقلاب، کوئی نظام، کوئی پروگرام
حسرتیں ہیں، چندے ہیں، مناظر
عملی (حکومت برطانیہ کی مدد
اپنے خاندان کی آبیاری کے
عبارتوں کا ایک لاتنا ہی سلسلہ
کرتے ہیں؟ بقول شخصے مرزا
میں آپ کو دل کی
نذر آتش ہونے سے بروقت
اپنی دنیا کو محفوظ کر لیں اور ایمان
دیکھ کی طرح چاٹ رہا ہے
عمل سے آپ بارگاہ رسالت
احمدی دوستوں کا

میں برس گزار دیئے۔

سچے نبی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کم از کم بیس برس نبوت کو تسلیم کرنا چاہیے۔۔۔۔۔ یہاں ایک اور باریک پن لوگوں کی جانب سے اکثر پیش کی جاتی ہے کہ سچے کے بعد کم از کم 23 برس ضرور زندہ رہے کیونکہ حضرت نے بعد تیس برس اس دنیا میں موجود رہے اور مرزا ہے۔ میں یہاں یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا۔۔۔۔۔ بنتا ہے اسے تو آپ اصولاً خارج کر دیں کہ اس رہے۔ باقی 1902ء سے 1908ء تک 6 سال کا کم دکھائی دیتے ہیں اور معمولی حساب دان بھی جانتا

لے لیا جائے تو کئی سچے نبی (نصوح باللہ) جموئے بن مادہ کئی دوسرے اسرائیلی پیغمبر بہت تھوڑی عمر میں لے برخلاف بہاء اللہ ایرانی (جو صاحب شریعت نبی مدہ رہا۔ مرزا صاحب کے اصول کے مطابق وہ سچا

خدا کی طرف سے نہ ہونے کی اس سے بڑھ کر لے تاظر میں) اپنے خدا سے ڈارکت تعلق ہو، اپنی پوزیشن ہی نہ کلیئر کر داسکے کہ میں ہوں کی منصب ہے جس کی اساس پر اس نے گمراہ لے ساتھ اسے یہ تک معلوم نہیں کہ وہ نبی ہے یا رب کہتا ہے تم نبی ہو اور وہ یہ تشریح کرتا ہے مرزا صاحب کی نفسیاتی حالت کا پتا نہیں دے نے والے آدمی تھے۔

کا کوہ گراں ہوتے ہیں۔ ایک بار اللہ کی طرف پر کھیل جاتے ہیں۔ کسی عدالت یا حکومت کی

سمجھ پر ان آیات کو چھپانے کے جرم کے کبھی مرتکب نہیں ہوتے کہ جی میں آئندہ ایسی اندازی پیش گوئیاں نہیں کیا کروں گا۔ اللہ کے شہروں کو روپائی بھلا کہاں آتی ہے۔ وہ تو ڈٹ جانے والے لوگ ہوتے ہیں، پیچھے ہٹنا ان کا شیوہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے علامہ اقبال کو کہنا پڑا تھا۔۔۔۔۔ وہ نبوت ہے مسلمان کے لئے برگ حشیش جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

ہو اگر قوت فرعون کی در پردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم الہی

احمدی دوستوں! کبھی فرصت کے لمحات میں، اپنے آپ سے یہ سوال ضرور پوچھئے گا کہ جیسے مصلحت کوش خود مرزا صاحب تھے، ویسی ہی ڈری سہی ان کی امت کیوں ہے؟ شکار زندہ کی لذت سے بے نصیب، قوت بازو سے قبی، مسکینی و محرومی و بے چارگی کی تصویر۔ اس جماعت میں آخر وہ جسور و غیور کردار جنم کیوں نہیں لے سکا جو ضرب کلیسیا لے کر نکلتا اور کائنات کے ہجر سے اسرار حیات کے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ ایسا صرف اس لئے انہیں ہوا ہے کہ مرزا صاحب کی وحی میں کوئی انقلاب، کوئی نظام، کوئی پروگرام سرے سے موجود نہیں ہے، اگر ہے تو پیش گوئیاں ہیں، دعائیں ہیں، حسرتیں ہیں، چندے ہیں، مناظرے ہیں، تقدیر کے رسی و روایتی تصور کی اتباع ہے (یعنی یکسر بے عملی) حکومت برطانیہ کی مدح ہے، غلامی کی تلقین ہے، جہاد کے خلاف اک مسلسل قلمی ”جہاد“ ہے۔ اپنے خاندان کی آبیاری کے لئے پیہم تبلیغ و تعلیم ہے اور سب سے بڑھ کر اپنی ذات کی تعریفوں میں عبارتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ آپ خود تدبر کیجئے بھلا ایسی نبوتوں سے عالم میں انقلاب برپا ہوا کرتے ہیں؟ بقول شخصے مرزا صاحب وہ واحد پیغمبر ہیں جن کی پیغمبری ہر قسم کے پیغام سے خالی ہے۔ میں آپ کو دل کی اتھاہ گہرائی سے دعوت دیتا ہوں کہ اپنی صلاحیتوں اور صالحیتوں کو نذر آتش ہونے سے بروقت بچالیں اور ایک بار پھر جمال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو کر اپنی دنیا کو محفوظ کر لیں اور اپنی عاقبت بھی سنوار لیں۔ اضطراب کا وہ عذاب جو آپ کو شب و روز دیک کی طرح چاٹ رہا ہے، ایک آن میں آپ کو اس سے نجات مل سکتی ہے، بشرطیکہ خلوص نیت و عمل سے آپ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو جائیں۔

احمدی دوستوں کا عجب معاملہ ہے کہ وہ ایک طرف تو مسلمانوں سے یہ تقاضا کرتے ہیں

کہ انہیں اپنا حصہ سمجھا جائے، انہیں برابر کے حقوق ملیں اور مسلمان، معاشرتی زندگی میں ان سے مل جل کر رہیں۔ اس کو آپ حقیقت کا نام دیں گے یا اس کے برعکس کہ ان کی یہ جملہ خواہشیں اور کل تقاضے مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہیں۔

جماعت احمدیہ میں شادی بیاہ سے لے کر جنازہ اور تدفین تک جملہ معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور انقطاع کی تعلیم ہے اور اس پر بھرپور زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے کسی قسم کا کوئی معاملہ نہ رکھیں حتیٰ کہ ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک نہ پڑھیں۔ مرزا غلام احمد صاحب کے سلسلہ کے تمام لوازم اور مناسبات کو دیکھتے ہوئے اس امر کا فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کہ وہ اپنے پیروؤں کو تمام مسلمانوں سے ایک الگ امت بنانے میں کس درجہ ساعی و کوشاں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے ”خلفاء“ کی تعلیمات یہ ہیں تو پھر وہ مسلمانوں سے باہمی روابط کا کیوں مطالبہ اور تقاضا کرتے ہیں۔ اس دہرے کردار کا اندازہ کرنے کے لیے درج ذیل تحریرات سب سے بڑا ثبوت ہیں۔ حسب ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

(105) ”ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی

سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے

ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے

پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے

ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی، دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا

سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا ہماری ذریعہ

رشتہ و ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان

کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی

اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے تو اس کا جواب

یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریمؐ نے یہود تک کو سلام کا

جواب دیا ہے۔“

(کلمہ الفصل صفحہ 79، 80، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مارچ و اپریل 1915ء

صفحہ 169، 170 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 246، 247 پر)

جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

(106) ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حد نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام (آئینہ صداقت)

یعنی دنیا کے کسی بھی خطہ میں مسلمان نے اگر مرزا صاحب کا نام نہیں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:

(107) ”ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ اور کچھ فرقہ نہیں کہ یہ لوگ دعا

کے قائل نہیں باقی سب عملی حال

سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح

غلطی کو دور کرنے کے واسطے

ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے وا

کیا جاتا اور الگ جماعت بناؤ

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے

اسی شوق اختلاف میں احمد

پیش کی جو مندرجہ ذیل ہے۔

اسلامی تقویم: محرم۔ صفر۔ ربیع الاول

شعبان۔ رمضان۔ شوال

احمدیہ تقویم: شہادت۔ ہجرت۔ احسان

میں کئی ایسے احمدیوں کو ذرا

ایسے بھی ہیں جو بالکل نہیں پڑھتے۔

ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ جماعت احمدیہ

کمال دیا ہو۔ لیکن اگر کسی کے متعلق

جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب تو اس سے بھی زیادہ سخت عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

(106) ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“

(آئینہ صداقت صفحہ 35 از مرزا بشیر الدین محمود) (حوالہ صفحہ 249 پر) یعنی دنیا کے کسی بھی خطہ میں موجود (خواہ افریقہ کے جنگل ہی کیوں نہ ہوں) کسی مسلمان نے اگر مرزا صاحب کا نام نہیں سنا، تو وہ بھی کافر ہے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں:

(107) ”ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں باقی سب عملی حالت مثلاً نماز، روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور مچایا جاتا۔“

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے، صفحہ 3 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 251 پر) اسی شوق اختلاف میں احمدیہ قیادت نے اسلامی تقویم کے مقابلہ میں احمدیہ تقویم پیش کی جو مندرجہ ذیل ہے۔

اسلامی تقویم: محرم۔ صفر۔ ربیع الاول۔ ربیع الثانی۔ جمادی الاول۔ جمادی الثانی۔ رجب۔ شعبان۔ رمضان۔ شوال۔ ذیقعد۔ ذوالحجہ

احمدیہ تقویم: شہادت۔ ہجرت۔ احسان۔ وفا۔ ظہور۔ نبوک۔ اخاء۔ احسان۔ فتح۔ صلح۔ امان۔ تبلیغ میں کئی ایسے احمدیوں کو ذاتی طور پر جانتا ہوں جو باقاعدہ نماز نہیں پڑھتے بلکہ بعض ایسے بھی ہیں جو بالکل نہیں پڑھتے۔ لیکن یہ سب لوگ جماعت احمدیہ کے لیے قابل برداشت ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ جماعت احمدیہ نے کسی احمدی کو نماز ترک کرنے کی وجہ سے جماعت سے نکال دیا ہو۔ لیکن اگر کسی کے متعلق یہ اطلاع آجائے کہ اس نے غیر احمدیوں کے ساتھ نماز

میں اور مسلمان، معاشرتی زندگی میں ان سے ملنے کے برعکس کہ ان کی یہ جملہ خواہشیں اور کل سراسر خلاف ہیں۔

کر جنازہ اور تدفین تک جملہ معاملات میں پرمہر پور زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے کسی جنازہ تک نہ پڑھیں۔ مرزا غلام احمد صاحب اس امر کا فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی ست بنانے میں کس درجہ سچی و کوشاں ہیں۔

کے ”خلفاء“ کی تعلیمات یہ ہیں تو پھر وہ تے ہیں۔ اس دہرے کردار کا اندازہ کرنے سب ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے نام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے تو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں، دوسرے دعویٰ۔ دینی تعلق کا دعویٰ تعلقات کا بھاری ذریعہ روپیے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان سے نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی بول کہا جاتا ہے تو اس کا جواب کی کریم نے یہود تک کو سلام کا

دیو یو آف ریپنجر مارچ و اپریل 1915ء
(شیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 246، 247 پر)

پڑھی ہے تو اس شخص کو فوراً جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ یہی صورت نماز جنازہ کی ہے۔ احمدیوں کے لیے دوسرے مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھنا منع ہے۔ اس ممانعت میں نیک، بد، موافق، مخالف، حتیٰ کہ مسلمانوں کے معصوم بچے بھی شامل ہیں۔ احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود سے جب یہ سوال کیا گیا کہ غیر احمدی کے بچے کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو معصوم ہوتا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں وہ بچہ جو ان ہو کر احمدی ہوتا۔ اس کے متعلق مرزا محمود صاحب نے کہا:

(108) ”اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعودؑ کے منکر

ہوئے اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا

بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعودؑ کا منکر نہیں۔

میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر

ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ

ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا

ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی

غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔“

(انوار خلافت صفحہ 38 مندرجہ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 150 از مرزا بشیر الدین محمود) (حوالہ صفحہ 253 پر)

جماعت احمدیہ اس بات پر بھی فخر کرتی ہے کہ بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ

نے احمدیہ جماعت کے ایک بڑے رہنما سر ظفر اللہ خاں صاحب (سابقہ وزیر خارجہ) کو اپنا ”سیاسی بیٹا“

”قرار دیا تھا۔ اور بقول جماعت احمدیہ یہ اعزاز کسی اور پاکستانی کو حاصل نہیں۔ لیکن ستم ظریفی دیکھئے

کہ سر ظفر اللہ خاں صاحب نے موقع پر موجود ہوتے ہوئے بھی حضرت قائد اعظمؒ کا جنازہ نہیں پڑھا

بلکہ وہ غیر ملکی سفیروں کے ساتھ ایک طرف بیٹھے رہے۔ اس سلسلہ میں جب ان سے استفسار کیا گیا تو

انہوں نے فرمایا کہ چونکہ قائد اعظمؒ محمد علی جناح احمدی نہ تھے، اس لیے میں نے ان کا جنازہ نہیں

پڑھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا سر ظفر اللہ خاں، قائد اعظمؒ محمد علی جناح کو احمدی نہ ہونے کی وجہ سے کافر

سمجھتے تھے۔ اس لیے جنازہ نہ پڑھا۔ واصل جماعت احمدیہ ہر اس شخص کو جو مرزا غلام احمد صاحب پر

ایمان نہیں رکھتا، کافر سمجھتی ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے

اپنی کتاب کلمۃ الفصل کے صفحہ 20 مندرجہ ریویو آف ریلیجنس مارچ و اپریل 1915ء صفحہ 110 پر تحریر

فرماتے ہیں:

(109) ”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ

یاسینی علیہ السلام کو مانتا ہے مگر

(مرزا صاحب) کو نہیں مانا

اسلام سے خارج ہے۔“

جماعت احمدیہ اپنے ماننے والے

کثوف کے دام میں الجھا کر بھٹکانے کا فر

یڑ رکوں کے ”ارشادات“ اور ”بشارات“

بھی ہیں جو احمدیت کو محض وراعت میں

سرے سے معلوم نہیں کہ احمدیت کیا ہے

کچے انگور کھائے اور اولاد کے دانت

کروں گا کہ تمام تر تعقبات اور نفرتوں

ان کے صاحبزادوں کی تمام کتابوں کو

نتیجہ پر پہنچیں گے کہ احمدیت اور اسلام

دوسرے کی ضد ہیں۔ مزید گزارش یہ

انجیئیں۔ الفاظ کا وہی مفہوم مراد لیں جو

(110) ”والقسم بدل علی

ولا استثناء والا فلیح

امر کی دلیل ہے کہ خبرا

ورنہ قسم سے بیان کرنے

(حات البشری صفحہ 14 روحا

اگر آپ ہر بات کی تاو

کو چھپانے کے لیے لاکھ جھوٹ

شرمندگی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ مگر

مرزا صاحب کا دعویٰ

(111) ”میں زمین کی باتیں

اُکرو دیا جاتا ہے۔ یہی صورت نماز جنازہ کی ہے۔
جنازہ پڑھنا منع ہے۔ اس ممانعت میں نیک، بد،
بمبھی شامل ہیں۔ احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ
راحمی کے بچے کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو
رحمی ہوتا۔ اس کے متعلق مرزا محمود صاحب نے کہا:
پیر احمدی تو حضرت مسیح موعودؑ کے منکر
چاہیے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا
بچہ جائے۔ وہ تو مسیح موعودؑ کا منکر نہیں۔
ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر
وہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ
تہیہ ہے کہ جو مال باپ کا مذہب ہوتا
روایتی ہے۔ یہی غیر احمدی کا بچہ بھی
انہیں پڑھنا چاہیے۔“

15 از مرزا بشیر الدین محمود (حوالہ صفحہ 253 پر)
کہ بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناح
صاحب (سابقہ وزیر خارجہ) کو اپنا ”سیاسی بیٹا“
پاکستانی کو حاصل نہیں۔ لیکن ستم ظریفی دیکھئے
میں بھی حضرت قائد اعظمؒ کا جنازہ نہیں پڑھا
اس سلسلہ میں جب ان سے استفسار کیا گیا تو
میں نے تھے، اس لیے میں نے ان کا جنازہ نہیں
پڑھا۔ جناح کو احمدی نہ ہونے کی وجہ سے کافر
یہ ہر اس شخص کو جو مرزا غلام احمد صاحب پر
بے کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے
دریافت واپریل 1915ء صفحہ 110 پر تحریر

(109) ”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا
یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا اور محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعودؑ
(مرزا صاحب) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ
اسلام سے خارج ہے۔“ (حوالہ صفحہ 254 پر)

جماعت احمدیہ اپنے ماننے والوں کو علمی تاویلات، روحانی تعبیرات اور خود ساختہ روایات
کشف کے دام میں الجھا کر بھٹکانے کا فریضہ، وظیفہ سمجھ کر ادا کر رہی ہے۔ اس کی ایک جھلک احمدی
بزرگوں کے ”ارشادات“ اور ”بشارات“ میں بھی مل جاتی ہے۔ اب تو بے شمار احمدی نوجوان ایسے
بھی ہیں جو احمدیت کو محض وراثت میں وصول کرنے کے سبب سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ انہیں
سرے سے معلوم نہیں کہ احمدیت کیا ہے؟ نہ انہوں نے کبھی اس پر غور کیا۔ بقول شخصے ”باپ دادا نے
کچے انگور کھائے اور اولاد کے دانت کھٹے کیے۔“ میں تمام احمدی دوستوں سے بعد اخلاص عرض
کروں گا کہ تمام تر تعقیبات اور نفرتوں کو بھلا کر انتہائی غیر جانبداری سے مرزا غلام احمد صاحب اور
ان کے صاحبزادوں کی تمام کتابوں کو نہایت غور و فکر اور محققانہ سر سے پڑھیں۔ ان شاء اللہ وہ اس
نتیجہ پر پہنچیں گے کہ احمدیت اور اسلام کے درمیان ہمالیہ سے بھی بڑا پہاڑ حائل ہے۔ دونوں ایک
دوسرے کی ضد ہیں۔ مزید گزارش یہ ہے کہ دوران مطالعہ میں آپ خود ساختہ تاویلات میں ہرگز نہ
الجھیں۔ الفاظ کا وہی مفہوم مراد لیں جو بظاہر نظر اور سمجھ آ رہا ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(110) ”والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تاويل فيه
ولا استثناء والا فإلّا فائدة كانت في ذكر القسم“ ترجمہ: قسم اس
امر کی دلیل ہے کہ خبر اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ تاویل ہے نہ استثناء
ورنہ قسم سے بیان کرنے کا کیا فائدہ۔

(حمات البشری صفحہ 14 روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192 از مرزا غلام احمد) (حوالہ صفحہ 255 پر)
اگر آپ ہر بات کی تاویل کریں گے تو حقائق تک کبھی رسائی نہ پاسکیں گے۔ ایک جھوٹ
کو چھپانے کے لیے لاکھ جھوٹ بولنا پڑتے ہیں۔ آخر جھوٹ پکڑا جاتا ہے جس پر بجز ندامت و
شرمندگی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ میں اس سلسلہ میں آپ کی خدمت میں ایک دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔
مرزا صاحب کا دعویٰ ہے۔

(111) ”میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں، بلکہ میں وہی

کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا۔“

(پیغام صلح صفحہ 63 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 485 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 257 پر)

اب آتے ہیں اصل بات کی طرف: مرزا صاحب اپنی ایک ”وحی“ میں فرماتے ہیں:

(112) ”ہم مکہ میں مریم گے یا مدینہ میں۔“

(تذکرہ مجموعہ الہامات یعنی وحی مقدس صفحہ 503 طبع چہارم از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 258 پر)

یعنی بقول مرزا صاحب حکم الہی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب مکہ میں فوت ہوں گے یا مدینہ میں۔ لیکن سب جانتے ہیں کہ یہ بات مرزا صاحب کی وحی کے بالکل برعکس ثابت ہوئی۔ مرزا صاحب براعظم روضہ لاہور میں واقع احمدیہ بلڈنگ میں 26 مئی 1908ء کو فوت ہوئے اور ان کی میت بذریعہ ریل گاڑی قادیان بھجوائی گئی۔ اب احمدی دوست اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ موت کے معنی فتح کے ہیں اور اس وحی الہی سے مراد ہے کہ مرزا صاحب کی جماعت کو کی فتح ہوگی یا مدنی فتح ہوگی۔ اس تاویل پر بے اختیار غمی آجاتی ہے۔ دنیا کے کسی لفظ میں موت کے معنی فتح کے نہیں ہے۔ ظاہر ہے اگر مرزا صاحب کی ایسی دیگر تحریروں کی اس انداز میں تاویل کی جائے گی تو علم و دانش کہاں جا کر پناہ گزین ہوں گے؟

جبکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں:

(113) ”جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں

بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“

(چشمہ معرفت صفحہ 222 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 231 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 259 پر)

پھر انہوں نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا کہ:

(114) ”سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا، سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ

آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن و حدیث میں کسی

استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال بھی حال

ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا

تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی

ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی

ہے اور اسرار دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔“

(ایام الصبح صفحہ 168 روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 394 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 261 پر)

مرزا صاحب کا تذکرہ فرمان کستان حقیقت نہیں تو اور کیا ہے کہ خود مرزا

صاحب کا اعتراف مو

حکمت اور منطق وغیرہ

سے حاصل کی۔

(115) یکھئے! کتاب البریہ

181 از مرزا غلام احمد

حالانکہ مرزا صاحب خود

(116) ”غلام بیانی اور بہتان

ذات آدمیوں کا کام

(آریہ دھرم صفحہ 10 روحانی خزائن

مرزا صاحب ایک اور

(117) ”صحیح بخاری کی وہ

دی گئی ہے، خاص

اس کی نسبت آواز

حدیث کس پایہ اور

کتاب اللہ ہے۔“

(شہادت القرآن صفحہ 41

صحیح بخاری میں

حوالہ سے حقائق کے منافی با

مقاطع ہو سکتا ہے، وہ اپنے دعو

غیر جانبداری سے غور و فکر کر

مرزا صاحب اس

(118) ”اگر میں ساحد

میں جھوٹا ہوں

ہوں۔ اگر قرآن

میں جھوٹا

میں جھوٹا

(تخفہ الندوہ صفحہ 5

23 صفحہ 485 از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 257 پر)
مرزا صاحب اپنی ایک ”وجی“ میں فرماتے ہیں:

503 طبع چہارم از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 258 پر)
مرزا غلام احمد صاحب مکہ میں فوت ہوں گے یا صاحب کی وجی کے بالکل برعکس ثابت ہوئی۔ مرزا میں 26 مئی 1908ء کو فوت ہوئے اور ان کی مہر دوستانہ اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ موت مرزا صاحب کی جماعت کو کی فتح ہوگی یا مدنی فتح کے کسی نکتہ میں موت کے معنی فتح کے نہیں ہے۔ انداز میں تاویل کی جائے گی تو علم و دانش کہاں

ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں

231 از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 259 پر)

ہاں، سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ بے گناہ اور قرآن و حدیث میں کسی رسکنا ہوں کہ میرا حال بھی حال ہی انسان سے قرآن یا حدیث یا ریا محنت کی شاگردی اختیار کی ہے کہ منہاج پر مجھے حاصل ہوئی گئے۔“

394 از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 261 پر)
نہیں تو اور کیا ہے کہ خود مرزا

صاحب کا اعتراف موجود ہے کہ انہوں نے عربی، فارسی، قواعد عرب و نحو، حکمت اور منطق وغیرہ کی تعلیم فضل الہی، فضل احمد اور گل علی شاہ نامی استادوں سے حاصل کی۔

(115) یکھئے! کتاب البریہ حاشیہ صفحہ 162 تا 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 180 تا 181 از مرزا غلام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 263، 264 پر)
حالانکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں:

(116) ”غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بد ذات آدمیوں کا کام ہے۔“

(آریہ و حرم صفحہ 10 روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 13 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 266 پر)
مرزا صاحب ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں:

(117) ”صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض غلطیوں کی بہت خبر دی گئی ہے، خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ ہذا خلیفۃ اللہ المہدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔“

(شہادت القرآن صفحہ 41 روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 337 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 268 پر)
صحیح بخاری میں یہ حدیث سرے سے موجود نہیں ہے۔ مرزا صاحب نے اس حدیث کے حوالہ سے حقائق کے منافی بات کی ہے۔ جو شخص صحیح بخاری جیسی کتاب کے بارے میں اس درجہ غیر محتاط ہو سکتا ہے، وہ اپنے دعویٰ نبوت کے بارے میں کیا کچھ نہیں کہہ سکتا۔ احمدی دوستوں کو اس نکتہ پر غیر جانبداری سے غور و فکر کرنا چاہیے۔

مرزا صاحب اپنے متعلق لکھتے ہیں:

(118) ”اگر میں صاحب مجروح نہیں تو جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر حدیث معراج نے ابن مریم کو مردہ روحوں میں نہیں بٹھا دیا تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے سورہ نور میں نہیں کہا کہ اس امت کے خلیفے اسی امت میں سے ہوں گے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔“

(تجدد اللہ صفحہ 5 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 97، 98 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 270، 271 پر)

مرزا صاحب کے حالات زندگی پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی والدہ کا نام مریم نہیں بلکہ چراغ بی بی تھا۔ احمدی دوستوں سے سوال ہے کہ وہ قرآن مجید کی اس آیت کی نشاندہی کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو ابن مریم کہا ہو۔

مرزا صاحب اپنے حلق ایک پیش گوئی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(119) ”تحیثاً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی قریب سے مولوی محمد

حسین بنالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس

نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام

سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ بکھرو قیوم

جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے، میں نے ظاہر کئے کہ

خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر

ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے حلق تھا پورا ہو گیا اور اس

وقت بغضہم تعالیٰ چار پر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی

انتظار ہے۔“

(تریاق القلوب صفحہ 73 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 201 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 272 پر)

پیش گوئی بتا رہی ہے کہ مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی گئی اور ان سے

وعدہ کیا گیا ”اللہ تعالیٰ دو عورتیں تیرے نکاح میں لائے گا، ایک کنواری اور دوسری بیوہ۔“

بقول مرزا صاحب کنواری کا الہام پورا ہو گیا۔ بیوہ کے نکاح کا انتظار ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب کا

کسی بیوہ سے نکاح نہیں ہوا اور وہ اس کی حسرت لیے دنیا سے کوچ کر گئے۔ یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی۔

نظارت تالیف و تصنیف قادیان نے (جس کے ناظر مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد

ایم اے تھے) تذکرہ میں ”تریاق القلوب“ سے یہ پیش گوئی درج کر کے حاشیہ میں لکھا ہے:

(120) ”یہ الہام الہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حسرت ام المؤمنین کی ذات میں ہی پورا

ہوا ہے۔ جو بکر یعنی کنواری آئیں اور قیوم یعنی بیوہ رہ گئیں۔ خاکسار مرتب۔“

(تذکرہ مجموعہ الہامات صفحہ 31 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ 273 پر)

حالانکہ مرزا صاحب مذکورہ بالا عبارت میں لکھتے ہیں: ”خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو

عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔“

مرزا صاحب کی سوانح شہادت
اللہ تعالیٰ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔

مرزا صاحب نے خود تحریر کیا ہے

(121) ”ظاہر ہے کہ جب ایک بات

میں اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“

(چشمہ معرفت صفحہ 222 روحانی خزائن)

مرزا صاحب نے مولانا ثناء اللہ

(122) ”مولوی ثناء اللہ صاحب

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب

الحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا

کذاب و جال مفسد کے نام سے منسوب

محض مفتری اور کذاب اور جال ہے اور

نے آپ سے بہت دکھا اٹھایا اور صبر کرتا

ما موروں اور آپ بہت سے افتراء میر

ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری

مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی ز

مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں

دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلا

کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں

مشرک ہوں اور منج موعود ہوں تو میں

کذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔

ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہینہ و ف

خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی

سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے

میرے دل کے حالات سے واقف

نے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی والدہ کا نام مریم نہیں
کہ وہ قرآن مجید کی اس آیت کی نشاندہی کریں جس

کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اے کہ مجھے کسی قریب سے مولوی محمد
کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس
الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام
اچکا تھا اور وہ یہ ہے کہ بکرو و شب
یک کے آگے، میں نے ظاہر کئے کہ
مرے کٹاح میں لائے گا۔ ایک بکر
بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس
موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی

201 از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 272 پر)

تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی گئی اور ان سے
لائے گا، ایک کنواری اور دوسری بیوہ۔
رح کا انتظار ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب کا
سے کوچ کر گئے۔ یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی۔
کے ناظر مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد
وئی درج کر کے حاشیہ میں لکھا ہے:

نام المؤمنین کی ذات میں ہی پورا
بیوہ نہ گئیں۔ خاکسار مرتب۔

از مرزا غلام احمد صاحب (حوالہ 273 پر)
لیجے ہیں: ”خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو
سری بیوہ۔“

مرزا صاحب کی سوانح شہادت دیتی ہے کہ ان کا بیوہ عورت سے تمام عمر نکاح نہیں ہوا۔
لہذا یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔

مرزا صاحب نے خود تحریر کیا ہے:

(121) ”ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری بات
میں اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“

(چشمہ معرفت صفحہ 222 روحانی خزائن صفحہ 231 جلد 23 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 274 پر)
مرزا صاحب نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کے متعلق کہا:

(122) ”مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی۔ مدت سے آپ کے پرچہ
الحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود
کذاب و جال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ
فحش مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس فحش کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں
نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے
سامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر۔ کہ دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے
ان گالیوں اور ان پتھوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔
اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں
مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ
مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد
دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا
کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے
مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ
مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے
ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں
خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں، محض دعا کے دور پر میں نے خدا
سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو عظیم و خیم ہے جو
میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا

افترام ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترام کرتا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے رو برو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منہی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین! میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انھوں نے ان تہتوں اور بدزبانوں میں آیت لائق مالیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتزی اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انھیں تہتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے پیچھے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں التجائی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو جتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا الفتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عا قہ اللہ وایت

مرقومہ 15 اپریل 1907ء

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ 578 تا 580 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 276 تا 278 پر)

5 نومبر 1907ء کو مرزا (123) "ثناء اللہ کے متعلق ج طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے (ملفوظات) مرزا صاحب کے موتی حاج اخذ ہوتے ہیں:

□ مرزا غلام احمد اور مولوی ہو جائے گا۔

□ ان دونوں میں جسے طاعون، ہیضہ وغیرہ

□ یہ دعا خدا کی تحریک اب صرف یہ دیکھنا

□ خدا نے کیا فیصلہ کیا کسے پہلے موت آئی

□ اور کس بیماری سے مرزا غلام احمد صا

کے تقریباً 13 ماہ اور بارہ دن کے تقریباً چالیس سال بعد (ب اسلام میں علم کی

درجہ بہت بڑا ہے۔ علم ایک نو برابر نہیں ہو سکتے، اسی طرح

اور ایک آنکھوں والا شخص دو عالم ہیں اور انہیں تمام علوم

معلومات خدا کی ہیں اور میں الہام میں کہتے ہیں:

□ "انک باعینہ

5 نومبر 1907ء کو مرزا صاحب نے اعلان فرمایا:

(123) ”ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے، یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔“

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 268 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 280 پر)

مرزا صاحب کے مولانا ثناء اللہ امرتسری کے متعلق اشتہار اور بیانات سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

- مرزا غلام احمد اور مولانا ثناء اللہ امرتسری میں سے جو جھوٹا ہے، وہ سچے کی زندگی میں فوت ہو جائے گا۔
- ان دونوں میں جسے بھی موت آئے، وہ قتل کی رو سے نہیں، بلکہ وہ کسی مہلک بیماری جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ میں ہلاک ہوگا۔
- یہ دعا خدا کی تحریک پر کی گئی تھی اور اس کی مقبولیت کا مرزا صاحب کو الہام بھی ہو گیا تھا۔ اب صرف یہ دیکھنا باقی ہے کہ:
- خدا نے کیا فیصلہ کیا؟
- کسے پہلے موت آئی؟
- اور کس بیماری سے وہ ہلاک ہوا؟

مرزا غلام احمد صاحب کی تاریخ وفات 26 مئی 1908ء ہے۔ یعنی مرزا صاحب اپنی دعا کے تقریباً 13 ماہ اور بارہ دن بعد ہیضہ کی بیماری سے فوت ہو گئے جبکہ مولانا ثناء اللہ امرتسری اس دعا کے تقریباً چالیس سال بعد (پاکستان بننے کے بعد) 15 مارچ 1948ء میں اللہ کو پیارے ہوئے۔

اسلام میں علم کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے۔ قرآن اور حدیث کی رو سے علم اور اہل علم کا درجہ بہت بڑا ہے۔ علم ایک نور ہے اور جہالت تاریکی۔ جس طرح نور اور ظلمت یا روشنی اور تاریکی باہم برابر نہیں ہو سکتے، اسی طرح ایک عالم اور جاہل یکساں نہیں ہو سکتے۔ قرآن مجید کی رو سے ایک اندھا اور ایک آنکھوں والا شخص دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ تھا کہ وہ بہت بڑے عالم ہیں اور انہیں تمام علوم اللہ تعالیٰ نے سکھائے ہیں۔ وہ اپنی کتب میں بار بار کہتے ہیں کہ میری معلومات خدا کی ہیں اور میں نے علم براہ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے۔ مرزا صاحب اپنی دجی و الہام میں کہتے ہیں:

□ ”انک باعیننا سمیتک المتوکل و علمنہ من لدنا علماً یعنی تو ہماری آنکھوں

باز ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو ورم صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری ہوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض میرے۔ رو برو اور میری جماعت کے سامنے ان کی بھی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت بدزبانوں میں آیت لائق مالیس لک بہ اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ اور مفتزی اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی کو کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے اب میں نے ہاتھ سے پٹائی ہے۔ اس لیے اب میں جناب میں مانجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ تفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو جتلا میں ثم آمین۔ ربنا الفتح بیننا و بین قومنا

میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں خدا کے ہاتھ میں ہے۔

موجود عاقلہ اللہ وادید

مرقومہ 15 اپریل 1907ء

م احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 276 تا 278 پر)

کے سامنے ہے، ہم نے تیرا نام متوکل رکھا، اپنی طرف سے علم سکھایا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 698 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 476 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 281 پر)

□ ”وہب لی علوماً مقدسة نقية ومعارف صافية جلية و علمنی ما لم یعلم غیری من المعاصرين۔ (ترجمہ) اللہ نے مجھے پاک مقدس علوم نیز صاف و روشن معارف عطا کیے۔ اور وہ کچھ سکھایا جو میرے سوا کسی اور انسان کو اس زمانے میں معلوم نہ تھا۔“

(انجام آتم صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 75 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 282 پر) اس کے برعکس مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(124) ”تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔ اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔“

(پیغام صلح صفحہ 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 465 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 283 پر) سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر طالب علم بخوبی جانتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم حضرت عبداللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے چند ماہ پہلے ایک تجارتی سفر میں انتقال فرما گئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کا انتقال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے 6 سال بعد ہوا تھا۔ مگر مرزا صاحب کو ان تاریخی حقائق کا علم نہیں۔ بقول ڈاکٹر غلام جیلانی برق:

”۔۔۔ بھولیے کہ یہ مرزا صاحب کی آخری تحریر تھی جو انہتر برس کے علمی مطالعہ کا نچوڑ تھی۔

پھر تحریر بھی اس ہستی کے متعلق جن کا ذکر ہر زبان پر اور چہ چاہر گھر میں ہے۔ اور واقعہ بھی ایسا جسے ہمارے لاکھوں واعظین تیرہ سو برس سے گلی گلی سنارہے ہیں اور جس سے ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے بھی آگاہ ہیں۔ حیرت ہے کہ جناب مرزا صاحب تاریخ نبوی کے اس مشہور ترین واقعہ سے بھی بے خبر نکلے۔“ (حرف مرمانہ از ڈاکٹر غلام جیلانی برق)

(125) ”تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔“

(چشمہ معرفت صفحہ 286 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 299 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 284 پر)

مذکورہ بات مرزا صاحب کی کم علمی کی تین دلیل ہے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ حضور خاتم

النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ (3) حضرت ابراہیمؑ۔

مرزا صاحب نے اپنے بیٹے

(126) ”اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا

چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر۔

گھنٹوں میں سے دو پہر کے

(تزیین القلوب صفحہ 41 روحانی خزائن

اسلامی سال محرم سے شروع

چوتھا قرار دیتے ہیں۔ پھر اسلامی ہفتہ

1 2 3

شنبہ یک شنبہ دو شنبہ

چہار شنبہ پانچواں دن ہے

جبکہ مرزا صاحب کا دعویٰ

(127) ”میں زمین کی باتیں نہیں

نے میرے منہ میں ڈالا

(پیغام صلح صفحہ 47 روحانی

مرزا صاحب کی علمی و علمی

مرزا غلام احمد صاحب

جس کے پچاس حصے ہوں گے اور

صاحب نے پوری کتاب کی رقم

کر کے لے کر عرصے کے لئے چپ

نام براہین حصہ پنجم رکھ دیا، اور پانچ

(128) ”پہلے پچاس حصے لکھے

چونکہ پچاس اور پانچ

انبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادوں کی تعداد 3 تھی۔ (1) حضرت قاسم (2) حضرت عبداللہ (3) حضرت ابراہیم۔

مرزا صاحب نے اپنے بیٹے کی پیدائش کے بارے میں لکھا:

(126) ”اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چار شنبہ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔“

(تریاق القلوب صفحہ 41 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 218 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 285 پر) اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے جس کا دوسرا مہینہ صفر ہے لیکن مرزا صاحب اسے چوتھا قرار دیتے ہیں۔ پھر اسلامی ہفتہ شنبہ سے شروع ہو کر جمعہ پر ختم ہوتا ہے۔

1	2	3	4	5	6	7
یک شنبہ	دو شنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنج شنبہ	جمعہ	

چہار شنبہ پانچواں دن ہے لیکن مرزا صاحب اسے چوتھا کہتے ہیں۔ جبکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ:

(127) ”میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔“

(پیغام صلح صفحہ 47 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 485 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 286 پر) مرزا صاحب کی علمی و عملی دیانت کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب نے براہین احمدیہ کے نام سے ایک ایسی کتاب لکھنے کا وعدہ کیا تھا جس کے پچاس حصے ہوں گے اور جس میں اسلام کی حقانیت کے تین سو دلائل ہوں گے۔ مرزا صاحب نے پوری کتاب کی رقم پیشگی وصول کر لی، مگر پانچ سو صفحے کی ایک جلد میں چار حصے پورے کر کے لیے عرصے کے لئے چپ سادہ لی۔ 23 سال بعد نصرة الحق، نامی کتاب لکھی تو اسی کا دوسرا نام براہین حصہ پنجم رکھ دیا، اور پانچ سو پچاس بنانے کی ترکیب یہ ارشاد فرمائی:

(128) ”پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا“ مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا، اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لیے پانچ

کی طرف سے علم سکھایا۔“

476 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 281 پر)

صافیہ جلیہ و علمنی ما لم یعلم غیری
ل مقدس علوم نیز صاف و روشن معارف عطا
ان کو اس زمانے میں معلوم نہ تھا۔“

75 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 282 پر)

م وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش
چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مرگئی تھی۔“

48 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 283 پر)

جانتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
ت باسعادت سے چند ماہ پہلے ایک تجارتی
مدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کا انتقال آپ صلی
مگر مرزا صاحب کو ان تاریخی حقائق کا علم

ی جوانتر برس کے علمی مطالعہ کا نچوڑ تھی۔

چاہر گھر میں ہے۔ اور واقعہ بھی ایسا جسے
اور جس سے ہمارے چھوٹے چھوٹے
نبوی کے اس مشہور ترین واقعہ سے بھی

وسلم کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے

از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 284 پر)

۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ حضور خاتم

حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔“

(دیباچہ براہین پنجم صفحہ 7 روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 9 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 287 پر)

مرزا صاحب کا قول ذریں ہے:

(129) ”گالیاں دینا سفلوں اور کینوں کا کام ہے۔“

(ست پنجم صفحہ 21 روحانی خزائن صفحہ 133 جلد 10 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 289 پر)

ایک جگہ مزید لکھتے ہیں:

(130) ”کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔“

(کشتی نوح صفحہ 11 روحانی خزائن صفحہ 11 جلد 19 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 290 پر)

بغرض محال مرزا صاحب کج موعود ہوتے تو ان کے لیے لازم تھا کہ وہ اعلیٰ اخلاقیات، عمدہ تہذیبی روایات، نفس ساجی اقدار، شیریں کلامی، شائستگی اور شرافت سے آراستہ ہوتے بلکہ اس میدان کے ”فرد فرید اور مرد وحید“ ہوتے، لیکن افسوس سلطان القلم اور نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والے مرزا صاحب کی سرشت، مزاج اور جبلت میں اخلاق حسنہ کا نمایاں فقدان تھا۔ ان کی بعض تحریریں اس قدر فحش، اخلاقیات سے عاری، شائستگی سے معری، متانت سے گری ہوئی اور بازاری ہیں کہ آپ انہیں اہل خانہ کے سامنے تو درکنار، تنہائی میں بیٹھ کر پڑھتے ہوئے بھی ندامت محسوس کریں گے۔ نمونے کے طور پر چند تحریریں پیش خدمت ہیں۔ دل پر جبر کر کے انہیں پڑھ لیجئے۔

مرزا صاحب ہندوؤں کے خدا کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

(131) ”پریشتر ناف سے دس انگلی نیچے ہے۔ (سمجھنے والے سمجھ لیں)“

(چشمہ معرفت صفحہ 106 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 114 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 291 پر)

پریشتر ہندوؤں کے خدا کو کہتے ہیں۔ مرزا صاحب نے ہندوؤں کے خدا کو اپنی ناف سے دس انگلی نیچے قرار دے کر انہیں بہت بڑی گالی دی۔ اس کے رد عمل میں ہندوؤں نے نہ صرف اپنے جلوں میں اسلام اور نبی آخر الزماں حضرت محمد کی توہین کی بلکہ مسلمانوں کی دل آزاری پر مبنی ”ستیا رتھ پرکاش“ نامی کتاب بھی لکھی جس کے پہلے ایڈیشن میں صرف 13 ابواب تھے جب کہ مرزا صاحب کی طرف سے ہندوؤں کی مذہبی شخصیات کو گالیاں دینے کے بعد چودھویں باب کا اضافہ کیا گیا جس میں انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقابل بیان گالیاں دیں۔ (نعوذ باللہ) پھر ایک عرصہ بعد رسوائے زمانہ کتاب ”رنگیلا رسول“ بھی لکھی گئی جس سے برصغیر کے مسلمانوں میں بے

حد اضطراب پیدا ہوا۔

اسی طرح میں احمدی دوستوں پڑھنے کی درخواست کرتا ہوں۔ یہ تحریر حوصلہ نہیں رکھتا۔ صفحات کی کمی کے پیش نظر

(132) آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 اور 75

(133) ضمیرہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ

(134) انجام آتھم صفحہ 311 تا 317

(135) تتر حقیقت الوحی صفحہ 444

(136) آئینہ کمالات اسلام صفحہ 82

احمدیہ جماعت کا ایک مشہور

ATRED FOR NONE

لینے والا یہ انتہائی خوبصورت فقرہ درج ہے

نہیں آتی۔ خود مرزا صاحب کی تحریریں

ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(137) ”اور (جو) ہماری فتح کا قاتل

الحرام بننے کا شوق ہے اور

(انوار اسلام صفحہ 30 مندرجہ درجہ

(138) ”تکلیک کتب بنظر الو

من معارفها و یقیناً

اللہ علی قلوبہم لہم

(ترجمہ) ”میری ان کتاب

کے معارف سے فائدہ

اسے قبول کرتا ہے مگر

مدافطراب پیدا ہوا۔

اسی طرح میں احمدی دوستوں کو مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل کتب کے مذکورہ صفحات پڑھنے کی درخواست کرتا ہوں۔ یہ تحریریں اس قدر سوتیانہ ہیں کہ میں انہیں یہاں نقل کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔ صفحات کی کمی کے پیش نظر صرف حوالہ جات پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

(132) آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 اور 75 تا 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34 و 75 تا 76 (حوالہ صفحہ 292 تا 295، 296 تا 297 پر)

(133) ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 192 تا 196 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 192 تا 196 (حوالہ صفحہ 298 تا 302 پر)

(134) انجام آسمان صفحہ 311 تا 317 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311 تا 317 (حوالہ صفحہ 303 تا 309 پر)

(135) تہ حقیقت الوحی صفحہ 444 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 444 (حوالہ صفحہ 310 پر)

(136) آئینہ کمالات اسلام صفحہ 282 روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 282 (حوالہ صفحہ 312 پر)

احمدیہ جماعت کا ایک مشہور سلوگن ہے ”محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں“ یعنی LOVE FOR ALL, HATRED FOR NONE دلوں کو مودہ لینے والا یہ انتہائی خوبصورت نعرہ درحقیقت حقائق کے خلاف ہے اور عملی زندگی میں یہ چیز کہیں نظر نہیں آتی۔ خود مرزا صاحب کی تحریریں مسلمانوں سے بے پناہ نفرت اور حقارت سے بھری ہوئی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(137) ”اور (جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔“

(انوار اسلام صفحہ 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 31 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 314 پر)

(138) ”کُلُّکَ کُتِبَ یَنْظُرُ إِلَیْهَا کُلُّ مُسْلِمٍ بِعَيْنِ الْمَحَبَّةِ وَالْمُودَةِ وَ یَنْطَعُ مِنْ مَعَارِفِهَا وَ یَقْبَلُنِی وَ یَصْدُقُ دَعْوَتِی. اَلَا ذَرِیَّةُ الْبَغَايَا الذِّیْنِ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوبِهِمْ فَهَمْ لَا یَقْبَلُوْنَ.“

(ترجمہ) ”میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق

2 صفحہ 9 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 287 پر)

جلد 10 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 289 پر)

جلد 19 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 290 پر)

تو ان کے لیے لازم تھا کہ وہ اعلیٰ اخلاقیات، شائستگی اور شرافت سے آراستہ ہوتے بلکہ اس میں سلطان القلم اور نبوت و رسالت کا دعویٰ میں اخلاق حسنہ کا نمایاں فقدان تھا۔ ان کی شائستگی سے معرئی، متانت سے گری ہوئی اور تنہائی میں بیٹھ کر پڑھتے ہوئے بھی ندامت مت ہیں۔ دل پر جبر کر کے انہیں پڑھ لیجئے۔

سارٹا دفرماتے ہیں:

”مجھے والے سمجھ لیں“

11 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 291 پر)

جب نے ہندوؤں کے خدا کو اپنی ناف سے کے رد عمل میں ہندوؤں نے نہ صرف اپنے کی بلکہ مسلمانوں کی دل آزاری پر مبنی ”ت میں صرف 13 ابواب تھے جب کہ مرزا دینے کے بعد چودھویں باب کا اضافہ کیا قابل بیان گالیاں دیں۔ (نمود ہائے) پھر فی جس سے برصغیر کے مسلمانوں میں بے

نہیں کی۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 547، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 547، 548 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 315، 316 پر)

مرزا صاحب کے پہلے دونوں بیٹوں مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان احمد نے ہمیشہ اپنے باپ کی مخالفت کی۔ وہ جانتے تھے کہ ان کا باپ نبوت کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی کے شرعی حقوق پورے نہیں کرتا۔ مرزا صاحب اور ان کے بیٹوں کی مخالفت کے بارے میں مرزا بشیر احمد ایم اے اپنی والدہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

(139) ”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہو گئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور غلاف کو شش کرتے رہے اور سب نے احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کو شش کر کے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرا دی تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں کو الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے۔ اب ان کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں لہذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے احسانات ہیں۔ ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ مگر مرزا فضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے، ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے مرزا فضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ درست ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (جو سخت مخالف تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو۔ مرزا فضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ پھر فضل احمد باہر سے آ کر ہمارے پاس ہی ٹھہرنا تھا مگر اپنی دوسری بیوی کی فتنہ پردازی سے آخر پھر آہستہ آہستہ اُدھر چلا۔“

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 28، 29 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 317، 318 پر)

اب مرزا صاحب کا اپنے پہلے دونوں بیٹوں کے بارے میں اشتہار ملاحظہ فرمائیں۔

(140)

چوں بدندان
ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس
نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے آپ
کلاں کی نسبت بحکم والہام الہی یہ
کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں
تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف
درج ہے۔ اب باصفت تحریر اشتہار
ہے، اور اس کی تائی صاحبہ جنھوں
یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر
نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی
کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ ام
کے مدار الہام وہ لوگ ہو گئے جن
بہت تاکیدری خط لکھے کہ تو اور میر
اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔
ظاہر کی۔ اگر ان کی طرف سے
نے دینی مخالفت کر کے اور دین
کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کرتا
بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ ان
چاہی۔ اور یہ چاہا کہ دین اسلام
ہے اس امید پر کہ یہ جموں کے
طرف سے مخالفانہ تلواریں چلانے
دین کا حامی ہے اور اس عاجز
بر باد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت

جلد 5 صفحہ 547، 548 از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 315، 316 پر)
مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان احمد نے ہمیشہ اپنے باپ کی
دعویٰ کرنے کے باوجود اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی کے
ساتھ بیٹوں کی مخالفت کے بارے میں مرزا بشیر احمد ایم

بہنے کے جب محمدی بیگم کی شادی دوسری
دوں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت
سب نے احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ
دوسری جگہ کرا دی تو حضرت صاحب نے
دونوں کو الگ الگ خط لکھا کہ ان سب
اب ان کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں
ہے۔ اب بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں لہذا اب تم اپنا
تھم تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق
تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں
رکھتا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ
میں اپنی صاحبہ کے احسانات ہیں۔ ان سے
نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی
حضرت صاحب نے مرزا فضل احمد کو
اپنی بنت مرزا علی شیر کو (جو سخت مخالف
الاق دے دو۔ مرزا فضل احمد نے فوراً
روانہ کر دیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں
میں ہی ٹھہرتا تھا مگر اپنی دوسری بیوی کی
مر جا ملا۔

مرزا بشیر احمد ایم اے (حوالہ صفحہ 317، 318 پر)
ساتھ کے بارے میں اشتہار ملاحظہ فرمائیں۔

”اشتہار نصرت دین و قطع تعلق“ (140)

از اقارب مخالف دین

چوں بدندان تو کرے افتاد، آن نہ دندانیکن ای اوستاد

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصوصیت کے پیش آ جانے کی وجہ سے ایک
نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر
کلاں کی نسبت بنکم والہام الہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے
کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آ جائے اور یا خدا
تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ تفصیل ان کل امور مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں
درج ہے۔ اب باصطح تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں
ہے، اور اس کی تائی صاحبہ جنھوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے، وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں، اور
یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے
نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی
کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربی تھا اور وہی اس کو اپنے فضل و کرم سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام
کے مدار الہام وہ لوگ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور
بہت تاکید کی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا،
اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انھوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا اور بالکل مجھ سے بیزاری
ظاہر کی۔ اگر ان کی طرف سے ایک تیز تلواری کا بھی مجھے ذمہ پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انھوں
نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا۔ اور اس حد تک میرے دل
کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عہد اچا پا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان احمد ان دو
بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اول یہ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی
چاہی۔ اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی
ہے اس امید پر کہ یہ جموٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہچک ہوگی اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی
طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خداوند قدیر و غیور اس
دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔ اگر سارا جہان مجھے
برباد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت کے ہاتھ سے مجھ کو قہام لے گا، کیونکہ میں اس کا ہوں اور وہ میرا۔ دوم

سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی، اور قوی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہنک بدل دیا۔ جان منظور رکھی۔ سو چونکہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا۔ سو جبکہ انھوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لیے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا ہوں کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں مصیبت نہ ہو۔ لہذا میں آج کی تاریخ کو دوسری مئی 91ء ہے۔ عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے۔ اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا اور جس شخص کو انھوں نے نکاح کے لیے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیک والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو اور طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی و قربت و ہمدردی دور ہو جائے گی اور کسی نیکی، بدی، رنج، راحت، شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی کیونکہ انھوں نے آپ تعلق توڑ دیے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔“

المستشرق مرزا غلام احمد لودیانہ۔ 2 مئی 1891ء۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 219 تا 221 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 319 تا 321 پر)

”احمدیت“ کے معروف تجزیہ نگار جناب ابن فیض لکھتے ہیں:

”اس اشتہار سے یہ باتیں اخذ ہوتی ہیں کہ مرزا سلطان احمد صاحب نے

حضرت مسیح موعود کی مخالفت کی۔

بلکہ اس نکاح کے مدرا لہام بنے۔

سمجھانے اور تا کیدی خطوط کی پرواہ نہیں کی۔

حضرت مسیح موعود کی ذات سے بیزار ی ظاہر کی۔

عہد اچا کہ حضرت مسیح موعود کی ذلت ہو۔

□ حضرت مسیح موعود کو سخت ڈا
□ حضرت مسیح موعود نے ان
□ حضرت مسیح موعود نے عاق
□ حضرت مسیح موعود نے ہر
□ حضرت مسیح موعود نے آ
□ غیوری کے برخلاف اور
□ اب آپ سوچئے کہ ایک
□ موت کے بعد بھی اس اعلان کا اثر
□ دکھے ہوئے دل کے ساتھ اس قسم
□ حرمت قائم رکھنا فرض نہیں؟؟؟
□ ذمہ داری عائد ہوتی ہے، جو نہ مر
□ خلیفہ جو کہ اسی نبی کی پیشگوئی کے
□ میں آپ مجھ سے اتفاق کریں گے
□ میرے سوال یہ ہیں کہ
□ قائم کر کے۔

□ کیا حضرت مسیح موعود
□ کیا اس طرح حضرت
□ کیا ایسا کر کے عہد انہو
□ کیا اس طرح حضرت
□ کیا معصیت کا ارتکاب
□ کیا عاق اور محروم الار
□ حضرت مسیح موعود
□ ہی اس تعلق کو مومن
□ ڈال دیا؟
□ کیا اس طرح مرزا
□ غیوری کے برخلاف

ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کرباندمی، اور
 میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی جنگ
 کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق
 دونوں والدہ نے کیا۔ سو جبکہ انھوں نے کوئی تعلق
 ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا
 تھا نہ ہو۔ لہذا میں آج کی تاریخ کو دوسری مئی
 بتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے۔
 پتہ ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ
 کیا ہے اس کو رد نہ کیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح
 دوم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر
 احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی
 ہو اور طلاق دے دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم
 نہیں رہے گا اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات
 بدی، رنج راحہ، شادی اور ماتم میں ان سے
 بے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سواب ان سے
 اور ایک دیوٹی کا کام ہے۔ مومن دیوٹ نہیں

مفت مرزا غلام احمد لودیانہ۔ 2 مئی 1891ء۔
 ام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 319 تا 321 پر)
 فیض لکھتے ہیں:

مرزا سلطان احمد صاحب نے

- حضرت مسیح موعود کو سخت ناچیز قرار دیا۔
- حضرت مسیح موعود نے ان کے ساتھ بیوند کو معصیت قرار دیا۔
- حضرت مسیح موعود نے عاق اور محروم الارث کر دیا۔
- حضرت مسیح موعود نے ہر قسم کے تعلقات ختم، نیکی، بدی، شادی، ماتم میں شراکت ختم کر دی۔
- حضرت مسیح موعود نے آخر میں کہا کہ ”سواب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی
 غیوری کے برخلاف اور ایک دیوٹی کا کام ہے۔ مومن دیوٹ نہیں ہوتا۔“
- اب آپ سوچئے کہ ایک عام آدمی بھی اگر اس قسم کا اعلان کرتا ہے تو اس کے بیٹے، اس کی
 موت کے بعد بھی اس اعلان کا احترام کرتے ہیں، اور جب ایک نبی نے اپنی زندگی میں ایک انتہائی
 دیکھے ہوئے دل کے ساتھ اس قسم کا اعلان کیا ہے تو کیا اس نبی کے ماننے والوں پر اس اعلان کی
 حرمت قائم رکھنا فرض نہیں؟؟ اور اس شخص پر تو اس اعلان کی پاسداری، عمل اور حفاظت کی بے انتہا
 ذمہ داری عائد ہوتی ہے، جو نہ صرف بیٹا ہے بلکہ اس نبی کے خلیفہ ہونے کا دعویدار بھی ہے اور ایسا
 خلیفہ جو کہ اسی نبی کی پیشگوئی کے تحت مصلح موعود ہونے کا دعویدار بھی ہے، مجھے یقین ہے کہ اس بات
 میں آپ مجھ سے اتفاق کریں گے!!!
- میرے سوال یہ ہیں کہ کیا مرزا محمود احمد صاحب نے مرزا سلطان احمد صاحب سے تعلق
 قائم کر کے۔
- کیا حضرت مسیح موعود کی مخالفت نہیں کی۔
- کیا اس طرح حضرت مسیح موعود کی ذات سے بیزاری ظاہر نہیں کی۔
- کیا ایسا کر کے عدا نہیں چاہا کہ حضرت مسیح موعود کی ذلت ہو؟
- کیا اس طرح حضرت مسیح موعود کو سخت ناچیز نہیں قرار دیا؟
- کیا معصیت کا ارتکاب نہیں کیا؟
- کیا عاق اور محروم الارث ہونے والا کام نہیں کیا؟
- حضرت مسیح موعود نے جو پابندیاں اور قطع تعلق مرنے تک قائم رکھا اور واپس نہیں لیا اور نہ
 ہی اس تعلق کو موت کے بعد بھی جوڑنے کی کسی قسم کی خواہش کی، کیا ان کو پس پشت نہیں
 ڈال دیا؟
- کیا اس طرح مرزا محمود احمد صاحب نے بقول حضرت مسیح موعود کے قطعاً حرام اور ایمانی
 غیوری کے برخلاف کام نہیں کیا؟

□ بقول حضرت مسیح موعودؑ کیا دیوثی کا کام نہیں کیا؟

□ کیا وہ خلیفہ تو درکنار ایک عام مومن بھی رہ گئے ہیں؟ کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں
”مومن دیوث نہیں ہوتا۔“

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا فضل احمد صاحب، مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے تھے (اسی لیے مرزا صاحب نے ان کا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا۔ بحوالہ انوار خلافت صفحہ 91 از مرزا بشیر الدین محمود صاحب) وہ مرزا صاحب کی کتابوں کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے اور ان کی دعوت کی تصدیق بھی نہیں کرتے تھے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ بھی مرزا صاحب کے فتویٰ ”ذریعہ البہایا“ کی زد میں آتے ہیں؟ احمدی احباب کو اس پر ضرور غور کرنا چاہیے۔
مرزا صاحب مشہور صوفی بزرگ حضرت میر علی شاہ گولڑوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

(141) مجھے ایک کتاب کذاب (میر علی شاہ) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور پچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔“

(اعجاز احمدی صفحہ 75 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 188 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 322 پر)
عجیب بات ہے کہ مخالفت حضرت میر علی شاہ گولڑوی نے کی اور لعنت گولڑہ کے تمام رہنے والوں پر کی اور وہ بھی قیامت تک۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر گولڑہ کی سرزمین پر کوئی احمدی آباد ہو گیا تو کیا وہ بھی اس ابدی لعنت کا مستحق ہوگا؟

(142) اس کے علاوہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو ”عورتوں کی عار“ کہا۔

(اعجاز احمدی صفحہ 92 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 196 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 323 پر)
مولانا محمد حسین دہلویؒ کے حعلق لکھا:

(143) ”کذاب، منکبر، سربراہ گمراہان، جاہل، شیخ احقان، عقل کا دشمن، بد بخت، منحوس، لاف زن، شیطان، گمراہ، شیخ مفتری۔“

(انجام آختم صفحہ 241، 242 روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 241، 242 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 324، 325 پر)
مولانا نذیر حسین دہلویؒ کے حعلق لکھا:

(144) ”وہ گمراہ اور کذاب ہے۔“

(انجام آختم صفحہ 251 روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 251 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 326 پر)

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ
(145) ”اعداء شیطان، گمراہ
(انجام آختم صفحہ 252 روحانی)

مولانا سعد اللہ کے بارے
(146) ”اور لٹیوں میں سے
سفہوں کا نطفہ، بدگو
منحوس ہے جس کا نام
(حقیقۃ الہی ترجمہ صفحہ 4
احمدی دوستوں آپ

باوجود ان کا دعویٰ ہے:
(147) ”ناحق گالیاں دینا
(ست بچن صفحہ 21 روحانی
مزید کہتے ہیں:

(148) ”بدتر
جس

(آدیان کے آریہ اور ہم صفحہ 118
(149) مرزا صاحب کی خواہش
پر لعنت ڈالی تو بھیجے
اسے اس طرح لگا
لعنت نمبر 3.....

احمدیہ انہیں ”سلطان
(نور الحق صفحہ 118، 122)

جبکہ مرزا صاحب
(150) ”لعنت بازی صر
(ازالہ ابام حصہ دوم صفحہ 118)

مرزا صاحب کا
(151) ”مگر میں دیکھتا

مولانا رشید احمد کنکوئی کے متعلق لکھا:

(145) ”اندھا شیطان، گمراہ دیو، شقی، ملعون۔“

(انجام آتھم صفحہ 252 روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 252 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 327 پر)

مولانا سعد اللہ کے بارے میں لکھا:

(146) ”اور لیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔“

سفیدوں کا نطفہ، بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو طمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جالموں نے سعد اللہ رکھا ہے۔“

(حقیقہ الہی ترجمہ صفحہ 14 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 445 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 328 پر)

احمدی دوستو! آپ نے مرزا صاحب کی مندرجہ بالا مغلطات ملاحظہ کر لی ہیں۔ اس کے باوجود ان کا دعویٰ ہے:

(147) ”ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کینوں کا کام ہے۔“

(ست بچن صفحہ 21 روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 133 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 329 پر)

مزید کہتے ہیں:

(148) ”بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے

جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء پھیلی ہے“

(قادیان کے آریہ اور ہم صفحہ 42 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 458 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 331 پر)

(149) مرزا صاحب کی خوش اخلاقی کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ انہوں نے کسی

پر لعنت ڈالی تو بجائے یہ کہنے کے کہ تجھ پر ہزار بار لعنت ہو یا تحریری طور پر

اسے اس طرح لکھ دیتے مگر انہوں نے باقاعدہ لعنت نمبر 1 لعنت نمبر 2،

لعنت نمبر 3..... لعنت نمبر 1000 تک لکھ دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جماعت

احمدیہ انہیں ”سلطان القلم“ کہتی ہے۔

(نور الحق صفحہ 118 122 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 158 162 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 332 336 پر)

جبکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے:

(150) ”لعنت بازی صدیقیوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔“

(ازالہ ادھام حصہ دوم صفحہ 660 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 456 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 337 پر)

مرزا صاحب کا اپنی جماعت کے اراکین کے بارے میں ارشاد ہے:

(151) ”مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ

میں کیا؟

یہ وہ گئے ہیں؟ کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

کے صاحبزادے مرزا فضل احمد صاحب، مرزا

نے ان کا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا۔ بحوالہ انوار

مرزا صاحب کی کتابوں کو محبت کی نظر سے نہیں

تھے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ بھی مرزا

ہیں؟ احمدی احباب کو اس پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

مرزا علی شاہ گولڑوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

کی طرف سے بچتی ہے۔ وہ خبیث

میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین

ن ہوگی پس تو قیامت کو ہلاکت

188 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 322 پر)

یہ شاہ گولڑوی نے کی اور لعنت گولڑہ کے تمام

تھے کہ اگر گولڑہ کی سرزمین پر کوئی احمدی آباد

وں کی عمارت“ کہا۔

196 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 323 پر)

نمان، عقل کا دشمن، بد بخت، منحوس، لاف زن

24 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 324، 325 پر)

25 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 326 پر)

بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چار پائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چار پائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گرا دیتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کہاب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درعدوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔ پھر میں کس خوشی کی امید سے لوگوں کو جلسہ کے لیے اکٹھے کر دوں۔“

(شہادت القرآن صفحہ 100) (آخر) روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 396 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 338 پر) قادیان کے متعلق ارشاد فرمایا:

(152) ”قادیان کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا:

”انصرج منه الہزید یون“

یعنی اس میں بڑی بڑی لوگ پیدا کیے گئے ہیں۔

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 141 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 339 پر)

مرزا صاحب اپنی آخری تصنیف میں اپنی جماعت کی اخلاقی حالت کے بارے میں لکھتے ہیں:

(153) ”ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت سارے ایسے ہیں کہ نیک خلقی کا مادہ

بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر

کھاتے ہیں اور بعض بد قسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر

ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ڈورتے ہیں، جیسے کتا مردار کی طرف۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 87 روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 114 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 340 پر)

مزید لکھتے ہیں:

(154) ”بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور

عہد تو بہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو

بھینڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک

نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور

خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بناء پر لڑتے اور ایک

دوسرے سے دست بردار من ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک

دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں

میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور

(شہادت القرآن صفحہ ”ز“ روحانی

مرزا صاحب کے ذاتی کردار

ربا ہیں کہ میں انہیں یہاں درج کرنے

اس سلسلہ میں، میں آپ سے گزارش کر

مرزا بشیر احمد ایم اے اور ”ذکر حبیب“

جائیں گے کہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کر

لاہوری جماعت کے ایک

ریگ رلیوں کے اثرات لگائے اور

محمود صاحب کے تو خلاف ہیں مگر

حقیقت مند کے دلی جذبات اور کج

(155) ”حضرت مسیح موعود (مرزا

کر لیا کرتے ہیں۔ اگر

پھر لکھا ہے ہمیں حضرت

کبھی کبھی زنا کیا کرتے

وقت زنا کرتا رہتا ہے۔

(روزنامہ الفضل

ایسے ہی دوسرے ”مفتی

اوراق، ربوہ کا مذہبی آمر، خلیفہ ربوہ

ہیں۔ ان کتب میں درج چشم کشا

”وفات مسیح“ اور ”ا

ٹیکنیکل موضوع ہے کہ ایک عام

کی بنا پر مدلل گفتگو نہیں کر سکتا۔

اور یوں وہ ایک عام مسلمان پر

دوست یا مبلغ سے گفتگو، بحث

بھائی خد سے اس کی چار پائی پر بیٹھا
را کر نہیں اٹھتا تو چار پائی کو الٹا دیتا ہے
مافرق نہیں کرتا اور اس کو گندی گالیاں
مالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا
بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی
مائی آدم سے اچھا ہے۔ پھر میں کس
کھٹے کروں۔“

6 صفحہ 396 از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 338 پر)

از مرزا غلام احمد صاحب (حوالہ صفحہ 339 پر)
فت کی اخلاقی حالت کے بارے میں لکھتے ہیں:
سارے ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ
کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر
شریرو لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر
ہے، جیسے کتا مردار کی طرف۔“

صفحہ 114 از مرزا صاحب (حوالہ صفحہ 340 پر)

اس عاجز سے بیعت کر کے اور
کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو
کے سیدھے منہ سے السلام علیک
سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور
دوغرضی کی بناء پر لڑتے اور ایک
تاکارہ باتوں کی وجہ سے ایک
تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں

میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بخشش ہوتی ہیں۔“
(شہادت القرآن صفحہ ”ز“ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 341 پر)
مرزا صاحب کے ذاتی کردار کے بارے میں بعض مصدقہ باتیں اس قدر مضحکہ خیز اور ہوش
ربا ہیں کہ میں انہیں یہاں درج کرنے سے محض اس لیے قاصر ہوں کہ کہیں آپ ناراض نہ ہو جائیں۔
اس سلسلہ میں، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ مرزا صاحب کی سوانح عمری ”سیرت المہدی“ از
مرزا بشیر احمد ایم اے اور ”ذکر حبیب“ از مفتی محمد صادق کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ آپ خود حیران ہو
جائیں گے کہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والے مرزا صاحب کی ذاتی زندگی اور کردار کس معیار کا تھا؟
لاہوری جماعت کے ایک ذمہ دار شخص نے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پر
رنگ رلیوں کے الزامات لگائے اور ایک اہم خط لکھا۔ لاہوری جماعت کے لوگ مرزا بشیر الدین
محمود صاحب کے تو خلاف ہیں مگر مرزا صاحب کو مہدی اور مسیح موعود مانتے ہیں۔ ایک ایسے ہی
عقیدت مند کے دلی جذبات اور سچ گوئی ملاحظہ فرمائیں:

(155) ”حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا
کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی بکھار زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔
پھر لکھا ہے ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) پر اعتراض نہیں، کیونکہ وہ
کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے، کیونکہ وہ ہر
وقت زنا کرتا رہتا ہے۔“

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 31 اگست 1938ء) (حوالہ صفحہ 342 پر)
ایسے ہی دوسرے ”عقیدت مندوں“ کی کتابیں مثلاً تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ
ادراک، ربوہ کا مذہبی آمر، خلیفہ ربوہ کے مظالم، ربوہ کا پوپ اور روحانی شکار گاہ وغیرہ پڑھنے کے لائق
ہیں۔ ان کتب میں درج چشم کشا انکشافات ہر احمدی کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہیں۔
”وفات مسیح“ اور ”اجزائے نبوت“ ہر احمدی کا پسندیدہ ترین موضوع ہے۔ یہ ایک ایسا
ٹیکنیکل موضوع ہے کہ ایک عام اور سادہ لوح مسلمان قرآن و حدیث سے لاعلمی اور ناقص مطالعہ
کی بنا پر مدلل گفتگو نہیں کر سکتا۔ جبکہ ایک عام احمدی کی اس خاص موضوع پر بھرپور تیاری ہوتی ہے
اور یوں وہ ایک عام مسلمان پر نفسیاتی فتح بزم خود حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس کسی بھی احمدی
دوست یا مبلغ سے گفتگو، بحث یا مناظرہ کے شروع میں اگر یہ کہہ دیا جائے ”آج مرزا غلام احمد

ن جلیسے، احمدی دوستوں کے اوسان خطا اور ہاتھ میں آجاتے ہیں کہ گویا گالی سے ان کی تواضع کی احسان کبھی اس موضوع پر بات کرنے کے لیے رضا س کی کیا وجہ ہے؟ ”کچھ تو ہے جس کی پردہ داری نکتہ پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

مئی نبوت و رسالت کے دعویٰ کو جانچنے کا پہلا معیار یہ ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

”اول فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام، پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص مانتھیں سے کہا: دیکھو اب میں مولوی محمد کیسے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد۔ اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ نہیں کرے کہ کیا وہ صادق اور راست باز کی بات کو قبول کریں گے۔“

فی 98 از بشیر احمد ایم اے (حوالہ صفحہ 343 پر) یلفہ مرزا بشیر الدین محمود اس کی تصدیق کرتے

الواقع مامور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا و جائز تو اس کے تمام دعاوی کی در اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو غ کرنا ہوتا ہے۔“

76 صفحہ 376، 377 از مرزا بشیر الدین محمود (حوالہ صفحہ 345 تا 346 پر)

احمد یہ عقائد کے مطابق اگر مرزا غلام احمد صاحب نبی اور رسول ہیں تو احمدی دوستوں اور مرزا صاحبان کو مرزا صاحب کے کردار پر بات کرتے ہوئے ہرگز نہیں کترانا چاہیے۔ کیونکہ نبی اور رسول تو سب سے پہلے لوگوں کے سامنے اپنا کردار پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں، میں آپ کے سامنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال پیش کرتا ہوں۔

ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کے لوگوں کو بلانا شروع کیا جب سب جمع ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مجھے بتاؤ کہ تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا جانتے ہو؟ سب نے ایک آواز سے کہا: ہم نے کوئی بات غلط یا بیہودہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نہیں سنی، ہم یقین کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صادق و امین ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو! میں پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا ہوں اور تم اس کے نیچے ہو۔ میں پہاڑ کے ادھر بھی دیکھ رہا ہوں اور ادھر بھی نظر کر رہا ہوں، اچھا اگر میں یہ کہوں کہ رہزموں کا ایک مسلح گروہ دور سے نظر آ رہا ہے جو مکہ پر حملہ آور ہوگا۔ کیا تم اس بات کا یقین کر لو گے؟

لوگوں نے کہا: ”بے شک! کیونکہ ہمارے پاس آپ جیسے راست باز آدمی کے جھٹلانے کی کوئی وجہ نہیں، خصوصاً جبکہ وہ ایسے بلند مقام پر کھڑا ہے کہ دونوں طرف دیکھ رہا ہے۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ سب کچھ سمجھانے کے لیے ایک مثال تھی۔ اب یہ یقین کر لو کہ موت تمہارے سر پر آرہی ہے اور تمہیں اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور میں عالم آخرت کو بھی ایسا ہی دیکھ رہا ہوں، جیسے دنیا پر تمہاری نظر ہے۔“

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کے خرافات و بطلان کا پردہ چاک کرنا اور بتوں کی حقیقت اور حیثیت کو واضح کرنا شروع کر دیا۔ آپ مثالیں دے دے کر سمجھاتے کہ یہ کس قدر عاجز و ناکارہ ہیں اور دلائل سے واضح فرماتے کہ جو شخص انہیں پوجتا ہے وہ کس قدر کھلی ہوئی گمراہی میں ہے۔

قریش یہ سب کچھ سمجھ رہے تھے، لیکن مشکل یہ آن پڑی تھی کہ ان کے سامنے ایک ایسا شخص تھا جو صادق و امین تھا۔ انسانی اقدار اور مکارم اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھا اور ایک طویل عرصے سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ میں اس کے کردار کی نظیر نہ دیکھی تھی اور نہ سنی تھی۔ آخر اس کے بالمقابل کریں تو کیا کریں؟ قریش حیران تھے اور انہیں واقعی حیران ہونا چاہیے تھا۔

مرزا صاحب اور ان کے جانشینوں کی مستند تحریروں سے یہ بات روز روشن کی طرح

عیاں ہے کہ انہیں امت مسلمہ کے ماضی سے کوئی عقیدت ہے نہ اس کے حال سے کوئی دلچسپی۔ مستقبل کی تو بات ہی نہ کیجئے۔ ہماری اور ان کی امنگوں میں کوئی یکسانیت ہے نہ یکجہتی۔ ملت اسلامیہ کے دشمنوں کو وہ اپنا مربی اور سرپرست سمجھتے رہے۔ جس انگریز نے برصغیر میں اسلامی اقتدار کا چراغ گل کیا، ہماری تہذیبی قدروں کو روندنا لاکھوں بے گناہ مسلمانوں اور علماء کرام کو قتل کیا، کیا کسی مسلمان کے دل میں ان دشمنان اسلام کے لیے خیر سگالی کے جذبات پائے جاسکتے ہیں؟ لیکن افسوس ہے کہ مرزا صاحب ان کے حلقہ مدح سراپائی دعائیں، خیر سگالی کے جذبات اور ان کے پیچہ استبداد کو مضبوط کرنے کے لیے مسلسل تقریری اور تحریری کاوشیں کرتے رہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

”ترجمہ: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو شخص انہیں اپنا دوست بنائے گا تو وہ انہیں میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا“ (المائدہ: 51)

اس سلسلہ میں مرزا صاحب کی بے شمار تحریروں میں سے صرف چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

(158) ”سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیا میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے بکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ 21 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 347 پر)

(159) ”میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا

والد میرزا غلام مرتضیٰ گور
کو دربار گورنری میں کر
ریسسان پنجاب میں ہے
سرکار انگریزی کو مدد دی
غدر کے وقت سرکار انگریز
(کتاب البریہ صفحہ 3، 4، 5، 6، 7، 8، 9، 10، 11، 12، 13، 14، 15، 16، 17، 18، 19، 20، 21، 22، 23، 24، 25، 26، 27، 28، 29، 30، 31، 32، 33، 34، 35، 36، 37، 38، 39، 40، 41، 42، 43، 44، 45، 46، 47، 48، 49، 50، 51، 52، 53، 54، 55، 56، 57، 58، 59، 60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000)

والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گرین صاحب کی تاریخ ریسان پنجاب میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔“

(کتاب البریہ صفحہ 154، 3، شمار مورخہ 20 ستمبر 1897ء روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 6، 5، 4، از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 348، 350 پر)
مرزا صاحب نے 84 کے قریب کتابیں لکھی ہیں، ان سب کو اکٹھا کیا جائے تو بمشکل ایک الماری بھرے گی مگر مرزا صاحب سلطنت برطانیہ کی تعریف و توصیف میں اس قدر مبالغہ گوئی کرتے ہیں کہ حیرانی ہوتی ہے۔ ذیل کا اقتباس نہایت قابل توجہ ہے:

(160) ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“

(زیاق القلوب صفحہ 27، 28 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 155، 156، از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 351، 352 پر)

(161) ”میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا، اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں، اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت

مقیدت ہے نہ اس کے حال سے کوئی دلچسپی۔
انہوں میں کوئی یکسانیت ہے نہ یکجہتی۔ ملت
مجھے رہے۔ جس انگریز نے برصغیر میں اسلامی
رائے لاکھوں بے گناہ مسلمانوں اور علماء کرام کو قتل
م کے لیے خیر سگالی کے جذبات پائے جاسکتے
مدن سرائی دعائیں خیر سگالی کے جذبات اور
زیریں اور تحریری کاوشیں کرتے رہے۔ حالانکہ

پناہ دوست نہ بناؤ۔ وہ ایک دوسرے کے دوست
تو وہ انہیں میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ

میں سے صرف چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

ش کو پچاس برس کے متواتر تجربہ

لی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ

سے اپنی چشمت میں یہ گواہی دی

خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس

احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے

مائے کہ وہ بھی اس خاندان کی

مجھے اور میری جماعت کو ایک

ہمارے خاندان نے سرکار

دینے سے فرق نہیں کیا۔“

مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 347 پر)

گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا

تخطیہ میں۔“

(تریاق القلوب صفحہ 28 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 156 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 353 پر)
(162) ”میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ
جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لیتا ہی مسئلہ
جہاد کا انکار کرتا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ 19 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 354 پر)
(163) ”بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست
ہے یا نہیں، سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے
احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ
کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔“

(شہادت القرآن صفحہ 84 روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 355 پر)
(164) ”سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو
حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس
سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے
اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔“

(شہادت القرآن صفحہ 84 روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 355 پر)
(165) ”اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال

دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
مکرم نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد“

(تحد کواڑویہ ضمیر صفحہ 42 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 77، 78 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 356، 357 پر)
(166) ”میں اس (اللہ تعالیٰ) کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ

کے سایہ رحمت کے نیچے
کام نصیحت اور وعظ کا ادا
رعایا میں سے شکر واجب
واجب ہے۔ کیونکہ یہ میر
سایہ کے نیچے انجام پذیر
کے زیر سایہ انجام پذیر ہو
اب میں حضور ملکہ معظمہ میں
عریفہ ختم کرتا ہوں کہ ا۔
خوش رکھ جیسا کہ ہم اس
کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں
معروضات پر کریمانہ توجہ
ایک قدرت اور طاقت عجیب

خانہ
(تحد قیصریہ از مرزا صاحب صفحہ 31)
(167) اس کے علاوہ مرزا صاحب
109 تا 126) (حوالہ صفحہ 361 تا
انہوں نے برطانوی ملکہ وکٹوریہ کے
بارگاہ میں تعریف و تحسین کے جو
ترجیائی کرتے ہیں۔ انہوں نے
خوشامد کی، اسے درج کرتے ہوئے
کا حرف بحرف مطالعہ فرمائیں
جماعت احمدیہ اپنی تو
ہے۔ میرے نزدیک یہ احساس
قوی مردم شماری ہوتی ہے تو

کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی، جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے، مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے، اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضور ملکہ معظمہ میں زیادہ صدمہ اوقات ہونا نہیں چاہتا اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں کہ اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احبابوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان معروضات پر کریماۃ توجہ کرنے کے لیے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔“

آمین ثم آمین

الملتمس

خاکسار: میرزا غلام احمد از قادیان“

(تقدیر میرزا صاحب صفحہ 31، 32 روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 283، 284) (حوالہ صفحہ 358، 359 پر) (167) اس کے علاوہ مرزا صاحب کی کتاب ستارہ قیصرہ (مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126) (حوالہ صفحہ 361 تا 374 پر) جو دراصل مرزا صاحب کا ایک تفصیلی خودنوشت ہے جو انہوں نے برطانوی ملکہ وکٹوریہ کے نام تحریر کیا۔ مرزا صاحب نے اس خط میں ایک کافرہ عورت کی بارگاہ میں تعریف و تحسین کے جو ”پھول“ پیش کئے ہیں، وہ مرزا صاحب کی ”اصلیت“ کی بھرپور ترجمانی کرتے ہیں۔ انہوں نے اخلاقیات کی تمام حدود پھلانگ کر ملکہ وکٹوریہ کی جس انداز میں خوشامدی، اسے درج کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ احمدی دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ اس خط کا حرف بحرف بغور مطالعہ فرمائیں۔

جماعت احمدیہ اپنی تعداد کے بارے میں ہمیشہ عدا مبالغہ آرائی سے کام لیتی رہی ہے۔ میرے نزدیک یہ احساس کمتری کی علامت ہے۔ پاکستان یا کسی اور ملک میں جب بھی قومی مردم شماری ہوتی ہے تو جماعت احمدیہ کے ارکان فارم پر خود کو احمدی لکھوانے سے

صفحہ 156 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 353 پر)
کے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ
کہ مجھے سچ اور مہد کرمان لینا ہی مسئلہ

1 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 354 پر)
کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست
نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے
ہے، اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ
لی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔“

نہ 380 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 355 پر)
رتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو
اطاعت کریں، دوسرے اس
ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے
ت حکومت برطانیہ ہے۔“

نہ 380 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 355 پر)
اے دوستو خیال
ب جنگ اور قتال
ہں کا امام ہے
اب اعتقاد ہے
ا کا نزول ہے
قویٰ فضول ہے
تا ہے اب جہاد
لتا ہے اعتقاد“

7 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 356، 357 پر)
اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ

کتراتے ہیں جس سے ان کی اصل تعداد کا تعین مشکل ہوتا ہے۔ مردم شماری کے وقت احمدی دوست اگر اپنا تعلق جماعت احمدیہ سے ظاہر کریں تو ان کی اصل تعداد باقاعدہ ریکارڈ پر آ جائے جس سے انہیں اپنے قانونی، آئینی اور معاشی حقوق حاصل کرنے میں سہولت ہو۔ اس طرح ان لوگوں کا اعتراض (جو حقیقت پر مبنی ہے) بھی خود بخود ختم ہو جائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ احمدی اپنی عدوی حیثیت سے کہیں بڑھ کر پاکستان کے تمام شعبہ جات میں بہت زیادہ سرکاری و غیر سرکاری وسائل اور مناصب پر قابض ہیں جس سے مسلمانوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

1908ء میں مرزا صاحب کی وفات کے وقت برطانیہ کے فارن آفس کے مطابق احمدیوں کی تعداد 19 ہزار تھی۔ پھر 1921ء کی مردم شماری میں یہ تعداد 30 ہزار ہو گئی اور 1930-31ء کی مردم شماری میں احمدیوں کی کل تعداد 56 ہزار تھی۔ یہ تعداد مرزا محمود صاحب نے روزنامہ الفضل قادیان کی اشاعت 5 اگست 1934ء میں تسلیم کی ہے۔ 1954ء میں جسٹس منیر اپنی انکویری رپورٹ میں احمدیوں کی تعداد 2 لاکھ بتاتے ہیں۔ جبکہ 1981ء کی آخری مردم شماری کے مطابق پاکستان میں احمدیوں کی تعداد ایک لاکھ تین ہزار ہے۔ جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد صاحب کے دور میں احمدیت میں داخل ہونے والوں کی تعداد کا اعلان اس قدر مبالغہ آمیز ہے کہ خدا کی پناہ! جماعت احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ

1993ء میں 2 لاکھ 4 ہزار 3 سو آٹھ نئے افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔

1994ء میں 4 لاکھ 21 ہزار 7 سو 53 افراد

1995ء میں 8 لاکھ 47 ہزار 7 سو پچیس افراد

1996ء میں 16 لاکھ 2 ہزار 7 سو 21 افراد

1997ء میں 30 لاکھ 4 ہزار 5 سو 85 افراد

1998ء میں 50 لاکھ 4 ہزار 5 سو 91 افراد

1999ء میں ایک کروڑ 8 لاکھ 20 ہزار 2 سو 26 افراد

2000ء میں 4 کروڑ 13 لاکھ 8 ہزار 9 سو 75 افراد

2001ء میں 8 کروڑ 10 لاکھ 6 ہزار سات سو اکیس افراد

2002ء میں 2 کروڑ 6 لاکھ 54 ہزار

2003ء میں (زبردست کم ہو کر) 8 لاکھ 92 ہزار 4 سو تین افراد

2004ء میں 3 لاکھ 4 ہزار نو سو دس افراد

2005ء میں

2006ء میں

جبکہ 2007ء

جماعت احمدیہ

لاکھ 38 ہزار 5 سو 67 (

روزنامہ)

جماعت احمدیہ

لیتے رہے تو یہ تعداد آئندہ

اپنی تعداد کے حوالے سے

تسلیم دینا اور سبز باغ

ہے جبکہ حقیقت اس کے

ہر سال اپنی تعداد کے حوالے

نہیں ہے جبکہ جماعت احمدیہ

جماعت احمدیہ

(لندن) کے موقع پر بغیر

کر کے آخر کس کو بیوقوف

تھا کہ میں نے انگریز کی

جائیں یا پھر لکھا کہ میرا

جماعت احمدیہ کے ذمہ دار

ہر سال سنا

انٹرنیٹ ویب سائٹ

والے افراد کی مبالغہ

متراصف ہے۔ اس کے

سے لوگ، کس بنا پر

والوں میں سے کسی ایک

کیوں؟ بقول جماعت

کا تعین مشکل ہوتا ہے۔ مردم شماری کے وقت احمدی باہر کریں تو ان کی اصل تعداد باقاعدہ ریکارڈ پر آ اور معاشی حقوق حاصل کرنے میں سہولت ہو۔ اس (ماہ) بھی خود بخود ختم ہو جائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ لکھنؤ کے تمام شعبہ جات میں بہت زیادہ سرکاری و جس سے مسلمانوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

فات کے وقت برطانیہ کے فارن آفس کے مطابق 1954ء کی مردم شماری میں یہ تعداد 30 ہزار ہو گئی اور کل تعداد 56 ہزار تھی۔ یہ تعداد مرزا محمود صاحب 1934ء میں تسلیم کی ہے۔ 1954ء میں جشن 20 لاکھ بتاتے ہیں۔ جبکہ 1981ء کی آخری مردم شماری ایک لاکھ تین ہزار ہے۔ جماعت احمدیہ کے احمدیت میں داخل ہونے والوں کی تعداد کا اعلان احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ

ٹھہرنے والے افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔

53 افراد

پچیس افراد

21 افراد

83 افراد

9 افراد

26 افراد

9 سو 75 افراد

رسات سواکیس افراد

لاکھ 92 ہزار 4 سو تین افراد

فراد

2005ء میں 2 لاکھ 9 ہزار 7 سو نانوے افراد

2006ء میں 2 لاکھ 93 ہزار 8 سو اکیاسی افراد

جبکہ 2007ء میں 2 لاکھ 61 ہزار 9 سو انہتر افراد

جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اس طرح گزشتہ پندرہ سالوں میں 16 کروڑ 68 لاکھ 38 ہزار 5 سو 67 (16,68,38,567) نئے افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 3 اگست 2005ء، 2 اگست 2006ء، یکم اگست 2007ء)

جماعت احمدیہ کے ذمہ داران اگر جماعت کی تعداد کے حوالے سے اسی طرح غلو سے کام لیتے رہے تو یہ تعداد آئندہ چند سالوں میں شاید دنیا کی اصل تعداد سے بڑھ جائے۔ جماعت احمدیہ کا اپنی تعداد کے حوالے سے مبالغہ آرائی سے کام لینے کا مقصد صرف اور صرف اپنے اراکین کو جھوٹی تسلیاں دینا اور سبز باغ دکھانا ہے تاکہ وہ اس خوش فہمی میں مبتلا رہیں کہ جماعت روز بروز پھیل رہی ہے جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ میں پورے دعویٰ اور وثوق سے کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہر سال اپنی تعداد کے حوالہ سے جھوٹ بولتی ہے اور اس سلسلہ میں ان کے پاس کوئی ریکارڈ یا ثبوت نہیں ہے جبکہ جماعت احمدیہ کے پاس ایک ایک احمدی کا مکمل ریکارڈ موجود ہے۔

جماعت احمدیہ کی آبادی میں اضافہ کا اعلان اس عہد کا بدترین جھوٹ ہے۔ ہر جلسہ سالانہ (لندن) کے موقع پر بغیر تحقیق اور غور و فکر کے سائنسی نعروں کی گونج میں کروڑوں کی تعداد کا اعلان پر اعلان کر کے آخر کس کو بیوقوف بنایا جا رہا ہے؟ مبالغے اور جھوٹ کی کوئی حد ہوتی ہے۔ مرزا صاحب نے بھی لکھا تھا کہ میں نے انگریز کی حمایت اور جہاد کی ممانعت میں اتنا لکھا کہ ان کتابوں سے پچاس الماریاں بھر جائیں یا پھر لکھا کہ میرے نشانوں (یعنی معجزات) کی تعداد دس لاکھ ہے۔ یہ مبالغہ گوئی کی انتہا ہے۔ جماعت احمدیہ کے ذمہ داران نے بھی شائد یہی راستہ اختیار کر لیا ہے۔

ہر سال سالانہ جلسہ لندن کے موقع پر اپنے اخبارات و جرائد، اپنے ٹی وی چینل یا انٹرنیٹ ویب سائٹ پر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت جماعت احمدیہ میں نئے داخل ہونے والے افراد کی مبالغہ آمیز فرضی تعداد درج کر دینا دراصل حقائق سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔ اس کے لیے ثبوت درکار ہیں کہ کس ملک کے، کس شہر کے، کس علاقہ کے، کون سے لوگ، کس بنا پر احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ آخر کروڑوں کی تعداد میں شامل ہونے والوں میں سے کسی ایک نے بھی اپنا انٹرویو، حالات، تاثرات یا کوئی پیغام کیوں نہیں دیا؟ آخر کیوں؟ بقول جماعت احمدیہ 2001ء میں 8 کروڑ 10 لاکھ 6 ہزار 7 سو اکیس نئے افراد

”احمدیت“ میں داخل ہوئے ہیں۔ اس سال تو جماعت احمدیہ کو پوری دنیا میں عظیم الشان جشن منانا چاہیے تھا اور مرزا غلام احمد صاحب کی ”پیش گوئیوں“ میں سے کوئی پیش گوئی تلاش کر کے اس اہم واقعہ پر چسپاں کرنی چاہیے تھی۔ مشاہدہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں اگر ایک بھی نیا شخص داخل ہو جائے تو ان کے اخبارات و رسائل، ٹی وی چینل اور ویب سائٹ وغیرہ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں لیکن یہاں کروڑوں کی تعداد میں نئے داخل ہونے والوں کی کسی کو خبر ہی نہیں۔ مکمل سکوت اور خاموشی ہے۔ آخر کیوں؟ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان سمیت پوری دنیا میں جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کو تقریباً روکا جا چکا ہے۔ احمدیہ عقائد کی اصل حقیقت واضح ہو جانے کے بعد جماعت احمدیہ کے سرکردہ عہدیداران اور عام احمدی اپنے اپنے اہل خانہ اور دوستوں سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، اس سلسلہ میں آپ مکمل تفصیلات انٹرنیٹ پر سابق احمدی حضرات کی تیار کردہ مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

www.ahmedi.org

اس کے علاوہ درج ذیل ویب سائٹ بھی قابل توجہ ہے۔

www.endofprophethood.com

احمدی حضرات اکثر و بیشتر مسلمانوں پر یہ پھمتی بھی کتے ہیں کہ 1953ء کی منیر انکوائری میں ان کے علماء ”مسلمان کی تعریف“ پر متفق نہ تھے۔ یہ انتہائی دور از کار لغویات میں سے ہے۔ حقیقت بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام راہنما اور اکابرین ”مسلمان کی تعریف“ پر متفق تھے۔ ہر شخص کا انداز بیان مختلف اور منفرد تھا مگر روح اور مفہوم ایک ہی تھا۔ یہ کوئی حساب یا الجبرا کا سوال نہ تھا کہ ہر آدمی کے الفاظ اور جملے ایک جیسے ہوتے۔ آپ دنیا کے تمام جید اور معروف دانشوروں اور سکالروں کو جمع کر لیں اور انہیں خوشبو یا سچائی کی تعریف کے لیے کہیں۔ ہر شخص کی تعریف ایک دوسرے سے مختلف ہوگی۔ کیا ہم اس سے یہ اخذ کر سکتے ہیں کہ چونکہ یہ لوگ ایک تعریف پر متفق نہ تھے، اس لیے خوشبو یا سچائی متنازعہ ہے۔ اور اس خود ساختہ دلیل پر ہم ان دانشوروں کو مطعون ٹھہرائیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے ہاں مختلف پڑھے لکھے دوستوں بالخصوص مربی حضرات سے ”احمدیت“ کی تعریف پوچھیں، میں آپ کو چیلنج سے کہتا ہوں کہ آپ ان سب کو ایک دوسرے سے مختلف پائیں گے۔

ادھر جسٹس منیر کا ذکر آیا تو اس کا تعارف بھی ضروری ہے۔ اس کا کردار عدلیہ کے ماتھے پر کلنگ کا نیکا ہے۔ ایک حوالہ پڑھیے اور سوچئے کہ کس قماش کے لوگ احمدیت کی سرپرستی کرتے رہے۔ معروف دانشور جناب پروفیسر محمد سلیمان دانش اپنے مضمون ”پاکستان کی اسلامی اساس پر حملہ“ میں ”جسٹس منیر“ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

”جسٹس منیر کس عقیدے کے“

کی زبانی سنئے۔ ”مجھے خبر ملی کہ ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ منیر مجھے اپنے ساتھ چار پائی پر بیٹھا کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا اللہ بارے میں میرے دل میں کئی سے سامنا ہوا تو میں کیا کروں عدالت کے مقدمات سننے کے وقت تک شروع نہیں ہوتی جب اپنے آپ کو عدالت کے رحم کریم کے سامنے پیش ہوتے خالق دو جہاں کے رحم و کرم صاحب کے چہرے پر اطمینان اور آنکھیں بند کر لیں۔ چند سے ان کے لیے رحمت خداوند جو شخص ساری عمر مسلمان کہلا کر مراعات حاصل کرتا رہا، حتیٰ فائز ہوا، وہ اندر سے وجود ہاں ”قرارداد مقاصد“ کیسے ہضم الطاف گوہر، جسٹس منیر صاحب کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی۔ رہا تو پھر ایمان کس پر۔ میدان طرح کے بہانے تراشیں۔ (روزنامہ)

جہاں تک مسلمانوں میں فر

دین پر سب مسالک ایمان رکھتے ہیں

ئے ہیں۔ اس سال تو جماعت احمدیہ کو پوری دنیا میں عظیم الشان جشن ام احمد صاحب کی ”پیش گوئیوں“ میں سے کوئی پیش گوئی تلاش کر کے نی چاہیے تھی۔ مشاہدہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں اگر ایک بھی نیا شخص اخبارات و رسائل، ٹی وی چینل اور ویب سائٹ وغیرہ آسان سربراہانوں کی تعداد میں نئے داخل ہونے والوں کی کسی کو خبر ہی نہیں۔ عمل فر کیوں؟ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان سمیت پوری دنیا میں جماعت کو تقریباً روکا جا چکا ہے۔ احمدیہ عقائد کی اصل حقیقت واضح ہو جانے سرکردہ عہدیداران اور عام احمدی اپنے اپنے اہل خانہ اور دوستوں مل ہو رہے ہیں، اس سلسلہ میں آپ مکمل تفصیلات انٹرنیٹ پر سابق ندرجہ ذیل ویب سائٹ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

www.ahmedi.org

وہ درج ذیل ویب سائٹ بھی قابل توجہ ہے۔

www.endofprophethood

زود پشتر مسلمانوں پر یہ بھیکتی بھی کہتے ہیں کہ 1953ء کی منیر انکوائری تعریف“ پر متفق نہ تھے۔ یہ انتہائی دور از کار لغویات میں سے ہے۔ کے تمام راہنما اور اکابرین ”مسلمان کی تعریف“ پر متفق تھے۔ ہر شخص مکرر روح اور مفہوم ایک ہی تھا۔ یہ کوئی حساب یا الجبرا کا سوال نہ تھا کہ ہر سے ہوتے۔ آپ دنیا کے تمام جید اور معروف دانشوروں اور سکالروں کو کی تعریف کے لیے کہیں۔ ہر شخص کی تعریف ایک دوسرے سے مختلف تے ہیں کہ چونکہ یہ لوگ ایک تعریف پر متفق نہ تھے، اس لیے خوشبو یا سچائی ما پر ہم ان دانشوروں کو مطمئن ٹھہرائیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہے لکھے دوستوں بالخصوص مربی حضرات سے ”احمدیت“ کی تعریف ل کہ آپ ان سب کو ایک دوسرے سے مختلف پائیں گے۔

آیا تو اس کا تعارف بھی ضروری ہے۔ اس کا کردار عدلیہ کے ماتھے پہ اور سوچنے کے کس قماش کے لوگ احمدیت کی سرپرستی کرتے رہے۔ سلیمان دانش اپنے مضمون ”پاکستان کی اسلامی اساس پر حملہ“ میں ہیں۔

”جسٹس منیر کس عقیدے کے آدمی تھے؟ اس کا کچھ حال جناب الطاف گوہر کی دہائی سینے۔“ مجھے خبر ملی کہ جسٹس منیر بیمار ہیں اور ان کے صحت یاب ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ میں عیادت کے لیے ان کے گھر گیا۔ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ چارپائی پر بیٹھا لیا۔ باتیں کرتے کرتے انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا الطاف گوہر! تمہیں معلوم ہے کہ خدا کے وجود کے بارے میں میرے دل میں کئی سوال ہیں۔ موت کے بعد اگر میرا اللہ تعالیٰ سے سامنا ہوا تو میں کیا کروں گا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ عمر بھر تو بین عدالت کے مقدمات سنتے رہے۔ تو بین عدالت کے مقدمہ کی سماعت اس وقت تک شروع نہیں ہوتی جب تک ملزم اپنے جرم کا اعتراف نہ کرے اور اپنے آپ کو عدالت کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ دے۔ آپ بھی کیجئے۔ خداوند کریم کے سامنے پیش ہوتے ہی اپنے جرم کا اعتراف کر لیجئے اور اپنے آپ کو خالق دو جہاں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیجئے۔ وہ بڑا تواب الرحیم ہے۔“ منیر صاحب کے چہرے پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ آپ نے میرا کندھا تھپ تھپایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ چند روز بعد آپ وفات پا گئے۔ میں نے بڑے خلوص سے ان کے لیے رحمت خداوندی کی دعا کی۔“

جو شخص ساری عمر مسلمان کہلاتا رہا، مسلمان معاشرے میں رہ کر جملہ حقوق اور مراعات حاصل کرتا رہا، حتیٰ کہ چیف جسٹس آف پاکستان کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوا، وہ اندر سے وجود باری تعالیٰ کے بارے میں مذہب تھا۔ ایسے جج کو ”قرارداد مقاصد“ کیسے ہضم ہوتی۔ اسے تو سیکولر ہی ہونا چاہیے تھا۔ ویسے الطاف گوہر، جسٹس منیر صاحب کی دلجوئی میں دور کی کوڑی لائے، ورنہ موت کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی۔ ایمان بالغیب مطلوب ہے۔ جب غیب، غیب نہ رہا تو پھر ایمان کس پر۔ میدان حشر میں تو سب غلط کار چھپتا نہیں گے اور طرح طرح کے بہانے تراشیں گے۔ پچھتاوا مبارک ہے، مگر اس زندگی میں۔“

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 7 جولائی 2000ء) (حوالہ صفحہ 375 پر)

جہاں تک مسلمانوں میں فرقہ بندی کا تعلق ہے، یہ سب فردی اختلافات ہیں۔ ضروریات دین پر سب مسالک ایمان رکھتے ہیں اور پوری طرح متفق ہیں۔ خود جماعت احمدیہ میں بھی فرقہ بندی

ہے۔ جماعت احمدیہ کے ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ میں نہ صرف بنیادی اور اعتقادی اختلافات ہیں بلکہ وہ ”نظریہ ضرورت“ کے تحت ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے بھی جاری کرتے رہتے ہیں۔ دونوں فریقوں نے ایک دوسرے پر (جو سب کے سب مرزا غلام احمد صاحب کے بہترین ساتھی اور صحبت یافتہ تھے) سنگین الزامات کی جو بوچھاڑ کی، وہ نہایت چشم کشا اور ہوش ربا ہیں۔ ان میں اخلاقی اعتبار سے زنا، لواطت، چوری، بدکاری، قتل و غارت، تعلقی و تکبر، حرام خوری، خود غرضی، فریب کاری، مخالفت اندازی اور بددیانتی کے الزامات اور دینی لحاظ سے کفر و شرک، ارتداد و نفاق اور تحریف و تکلیس وغیرہ کے الزامات سرفہرست ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ ”مباحثہ راولپنڈی“ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ اس دستاویز میں دونوں گروپوں کے بنیادی اختلافات پوری طرح کھل کر سامنے آگئے ہیں۔

جماعت احمدیہ میں ”چندے“ کو بنیادی اہمیت اور حیثیت حاصل ہے۔ ایک شخص جماعت کے ساتھ خواہ کتنا ہی غلصہ اور فدائی کیوں نہ ہو، اگر وہ غربت یا کسی اور وجہ سے چندہ ادا کرنے سے قاصر ہے تو جماعت کے لیے ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ ایک عام احمدی سے جتنے اصرار سے چندے کا تقاضا کیا جاتا ہے، کسی اور اہم پہلو پر اصرار شاید اس کے عشر عشر بھی نہیں۔

جماعت احمدیہ کے مبلغوں اور کارکنان کی اکثریت معاشی احتیاج کی وجہ سے جماعت میں شامل رہنے پر مجبور ہے۔ معاش کے لحاظ سے بھی ان کی حالت کچھ بہتر نہیں ہے۔ تنخواہیں بہت تھوڑی ہوتی ہیں۔ اس میں سے بھی کئی قسم کے چندوں کی کٹوتی ہو جاتی ہے۔ آخر میں صرف اتنا بچتا ہے کہ بمشکل ان کا گزارا ہوتا ہے۔ کچھ لوگ ان چندوں سے مستثنیٰ ہیں۔ لیکن یہ خوش قسمت لوگ زیادہ تر مرزا صاحب کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

مجھے ایک دلچسپ بات یاد آگئی کہ جماعت احمدیہ میں ہر سال ”چندہ سالانہ جلسہ“ کے نام سے ایک مخصوص چندہ حاصل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ 1983ء کے بعد ربوہ میں جماعت احمدیہ کا کوئی سالانہ جلسہ منعقد نہیں ہوا۔ اس کے باوجود ہر سال جماعت احمدیہ کے افراد سے یہ چندہ حاصل کیا جاتا ہے۔ مزید براں آپ لوگوں سے جنت کا وعدہ اس کام کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے کہ اپنی جائیداد کا دس فیصد جماعت احمدیہ کے نام وقف کر دو۔

جماعت احمدیہ میں اس وقت 50 سے زائد قسم کے چندے رائج ہیں جن کی ادائیگی کے لیے وقتاً فوقتاً تاکید کی جاتی ہے۔ میں ان سب چندوں کے نام اور ان کی مختصر تفصیل دینا چاہتا تھا مگر مضمون کے طویل ہو جانے کے خوف سے اب نہیں کر پا رہا۔ میری کتاب ”قادیانیت میرے اسلام تک“ میں جرمنی کے معروف سابق احمدی جناب شیخ راحیل احمد صاحب کے قبول اسلام کے مضمون میں ان

ب چندوں کی تفصیل آگئی ہے۔
 کرم مجھے خط لکھ دیں۔ میں انہیں
 آخر میں، میں احمدی
 (168) ”آنحضرتؐ کا ارشاد
 مبعوث فرمائے گا جو
 (حقیقۃ الوحی صفحہ 193 رو
 مرزا غلام احمد صاحب
 میں آخری مجدد کو آنا تھا، یہی
 ہو کر پندرہویں صدی شروع
 ضروری ہے اور مرزا غلام احمد
 ہو بھی ہیں، غلط ثابت ہوتا ہے
 راقم السطور ان تمام
 کو دمان لیا ہے کہ وہ آنحضرتؐ
 آیا نئی صدی کے
 اگر آئے گا اور ضرور
 اور جب زمانے
 (169) ”یہ بھی اہل سنت
 زمانہ میں ظاہر ہوگا
 (حقیقۃ الوحی صفحہ 193 رو
 اور جب مسیح موعود
 احمدی دوستوں
 میں نے بڑے اظہار
 کا ماننا یا نہ ماننا آپ کی مرضی
 صاحب تو کیا بلکہ اس سے
 حسان ہے؟ کروڑوں لوگ
 تو ہیں کرنے والے موجود

قبر میں جانا اور اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا ہے۔ خدا کی قسم! ہم خون کے آنسو روتے ہیں جب ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا بھائی یا دوست محض دنیاوی مفاد کی خاطر ہم سے کٹ کر الگ ہو گیا ہے۔ خدا کے لیے اپنی جانوں اور ایمانوں پر رحم کریں اور اس تحریر بالخصوص حوالہ جات کو ہر قسم کے تعصب، ضد یا خود غرضی سے علیحدہ ہو کر دیکھیں، پڑھیں، سوچیں اور پھر اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ کہیں آپ صراطِ مستقیم سے ہٹ تو نہیں گئے؟ اس کتاب میں موجود مختلف حوالہ جات کی یکسی نقول من وعن اصل کتب سے پیش خدمت ہیں۔ احمدی دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ مذکورہ بالا حوالہ جات کی تصدیق کے لیے مرزا صاحب کی اصل کتب تک خود رسائی حاصل کریں اور سیاق و سباق کے ساتھ ان حوالہ جات کا مطالعہ کریں تاکہ آپ کسی بہتر نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

آخر میں احمدی دوست پوچھ سکتے ہیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیے؟ میں ان کی خدمت میں بڑے احترام کے ساتھ عرض کروں گا کہ ان کے پاس دو راستے ہیں۔

پہلا یہ کہ آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن اور خنڈے دل کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراطِ مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: ”العقل اصل دینی“ عقل دین کی جڑ ہے۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”حکمت کو اخذ کر لو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔“ مزید ارشاد فرمایا: ”عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور گھمنڈ سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔“ قرآن مجید میں ہے: ”یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ گونگے بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔“ اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔“ براہِ کرم جماعت احمدیہ کے عقائد سے صدق نیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ شانِ کریمی آپ کے آنسو موتی سمجھ کر جن لے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الحق اسحق ان ایبیع (یونس: 35) مطلب یہ کہ حق ہی اس لائق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، باطل تو ترک کر دینے ہی کے لائق ہے۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاعِ کم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھرواپس آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بد قسمتی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت

کو ”اسلام“ سمجھ کر اس کے دامِ فریب دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے ایہ دنیا کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ ہر عمل کی کمی بیشی پر شاید معافی بقول فضی ”جو شخص سچائی کی حفاظت تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اگر کے حضور گزرگا اگر اپنی ہدایت کی اللہ اس کی رحمت آپ کو اپنی آنسو ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو دوسری بات جیسا کہ آخود ساختہ دین، نبوت محمدیہ کے متوالی شعائر کے متوالی ہے اسلئے کہ مکرمہ کے مقابلہ میں سیلف ماسح، حقیقی اسلامی جج کے مقابلہ میں المومنین کے مقابلہ میں احمدیہ ام کرام، جنت البقیع کے مقابلہ میں بیت ہے۔ خدا را! اپنی حالت زار منظم اہتمام کیا ہے، وہاں تھوڑی نئی اصطلاحات بھی تراش لیجئے۔ مقدس شخصیات اور شعائر اسلامی بعض احمدی دوستوں سماجی بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ انہیں جاتا۔ بعض دفعہ معاملہ لڑائی جھگڑا قرار دینے کی کوششوں میں لگے۔ رواداری، روشن خیالی اور بردباری

کو ”اسلام“ سمجھ کر اس کے دام فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمت خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آجائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شخصے ”جو شخص سچائی کی حفاظت کے لیے قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔“ انسان تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا ایمان ضائع کر دے تو کیا فائدہ؟ ایمان دونوں جہاں میں فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر اپنی ہدایت کی دعا مانگیں۔ اس کے غنودہ کرم کا سمندر غیر محدود ہے۔ ان شاء اللہ اس کی رحمت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

دوسری بات جیسا کہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ احمدیت، اسلام کے متوازی ایک نیا خود ساختہ دین، نبوت محمدیہ کے متوازی ایک نئی جعلی نبوت، قرآن کریم کے متوازی نئی جھوٹی وحی، اسلامی شعائر کے متوازی بے اساس احمدی شعائر، امت محمدیہ کے متوازی ایک نئی مصنوعی امت، مکہ مکرمہ کے مقابلہ میں سیلف میڈ (Self-Made) مکہ اسخ، مدینہ منورہ کے مقابلہ میں مدینہ اسخ، حقیقی اسلامی حج کے مقابلہ میں ظلی حج، اسلامی خلافت کے مقابلہ میں خانہ ساز خلافت، امہات المؤمنین کے مقابلہ میں احمدیہ ام المؤمنین، صحابہ کرام کے مقابلہ میں مرزا صاحب کے ساتھی صحابہ کرام، جنت البقیع کے مقابلہ میں بہشتی مقبرہ، اہل بیت کے مقابلہ میں مرزا صاحب کا خاندان اہل بیت ہے۔ خدا را! اپنی حالت زار پر رحم کیجیے! جہاں ایک نئی نبوت کھڑی کرنے کا اتنا زبردست اور منظم اہتمام کیا ہے، وہاں تھوڑی سی زحمت مزید گوارا کیجیے اور اسلامی مروجہ اصطلاحات کے بجائے نئی اصطلاحات بھی تراش لیجیے۔ مسلمانوں پر ترس کھاتے ہوئے ان کی دل آزاری نہ کریں۔ اسلامی مقدس شخصیات اور شعائر اسلامی کو پامال نہ کریں اور نہ اس کا حصہ بنیں۔

بعض احمدی دوستوں کو یہ شکایت ہے کہ مسلمان ان کے ساتھ سخت رویہ رکھتے ہیں۔ ان کا سماجی بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ انہیں مسلمانوں کے شادی بیاہ اور جنازوں میں شریک نہیں ہونے دیا جاتا۔ بعض دفعہ معاملہ لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتا ہے۔ اس بنا پر احمدی دوست خود کو مظلوم اور ستم رسیدہ قرار دینے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔ ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو خاص طور پر مخاطب بنا کر رواداری، روشن خیالی اور برداشت کے نام پر ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہیں۔

ہم خون کے آنسو روتے ہیں جب ہمیں معلوم ہو کہ ہم سے کٹ کر الگ ہو گیا ہے۔ خدا کے لیے خوالہ جات کو ہر قسم کے تعصب، ضد یا خود غرضی بر سے پوچھیں کہ کہیں آپ صراطِ مستقیم سے ہٹ چکے ہیں؟ من و عن اصل کتب سے پیش رو رہ بالا حوالہ جات کی تصدیق کے لیے مرزا

تساوی و سہاق کے ساتھ ان حوالہ جات کا مطالعہ

ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ میں ان کی خدمت میں سے ہیں۔
میں اور خٹنڈے دل کے ساتھ مرزا غلام اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف یا دھمکی کے خدا نے عقل و شعور اس لیے بنائے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: ”میں صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”میرا پیداوار ہو۔“ مزید ارشاد فرمایا: ”عقل نہیں۔“ قرآن مجید میں ہے: ”یقیناً خدا جو عقل سے کام نہیں لیتے۔“ اور جو کسی زندگی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں قنیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائے گا۔ آپ کے آنسو موتی سمجھ کر (یونس: 35) مطلب یہ کہ حق ہی اس کے لائق ہے۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جو متاعِ گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا تپتی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت

ہیومن رائٹس کمیشن، انٹرنیشنل، یورپی ممالک اور بالخصوص امریکہ کی طرف سے اکثر یہ ہدایات اور سفارشات آتی رہتی ہیں کہ احمدیوں کے تمام رویوں اور جملہ سرگرمیوں کو برداشت کیا جائے اور ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ لگائی جائے کیونکہ یہ آزادی اظہار کے خلاف ہے۔

میں بڑے احترام کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ خود احمدیوں کا پیدا کردہ ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کی جان، مال اور عزت کا اخلاقی اور سماجی تحفظ، آئین پاکستان کی شقوں کے مطابق ہونا چاہیے۔ پاکستان کے ہر شہری اور بالخصوص حکومت کا فرض منصبی ہے کہ وہ ختم نبوت کے حوالے سے منظور شدہ پارلیمانی ترامیم، آرڈیننسوں اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا احترام کرے اور کرواتے۔ آئین اور عدالتی فیصلوں کی اعتباریت کو برقرار رکھنا، آئین کی بالا دستی اور قانون کی عملداری پر یقین رکھنے والے ہر مہذب شہری کا فرض ہے۔ کوئی مسلمان ہو یا ”احمدی“ کسی بھی شہری کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دی جاسکتی اور نہ ہی کسی شہری کو جمہوری تقاضوں اور پارلیمانی روایات کے مطابق مسلمہ اور منظور شدہ شقوں کا تسخیر اڑانے کا حق حاصل ہے۔ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں 7 ستمبر 1974ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے (مسلمانوں اور احمدیوں کا تفصیلی موقف سننے کے بعد) احمدیوں کو ان کے عقائد کی بنا پر متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ احمدی حضرات آئین پاکستان کی اس شق کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں بلکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور باقی لوگ (اہل اسلام) غیر مسلم ہیں کیونکہ وہ ایک نئے نبی (مرزا غلام احمد صاحب) کی نبوت کے منکر ہیں۔ دراصل ان کا یہ دعویٰ ہی فساد کا باعث بنتا اور فتنے کے دروازے کھولتا ہے۔ جو شخص پاکستان کے آئین کو تسلیم نہیں کرتا، اس کے تحت متعین کی گئی اپنی حیثیت کو نہیں مانتا، اصولی طور پر وہ آئین کے اندر دیئے گئے اپنے حقوق کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتا۔ یہ بات ہر احمدی دوست کو اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ مسلمان، احمدیوں سے جو اختلاف رکھتے ہیں، وہ ان کے خلاف تعصب، تنگ نظری، عناد یا کسی اور بنیاد پر نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، عقیدت اور آخری آسمانی کتاب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کردہ مقام محمدیت صلی اللہ علیہ وسلم کے نتیجے میں ہے۔

ہزار بار یشوئہ وہن بہ مشک و گلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال ہے ازلی است

حضور خاتم النبیین علیہ التحۃ و التناء سے لائحہ و اور غیر مشروط محبت و احترام ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے۔ وہ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والدین، اولاد، عزیز رشتہ دار،

دعا کرو بار حق کہ خود اپنی جان سے زیادہ عزیز
ہماری روگردانی، رتی بھر انحراف، معمولی لاپرواہی
میں کی چوٹیوں سے اٹھا کر اسفل السالطین کی اتھ
کے کچھ فہم، کچھ نظر اور کچھ فکر مسلمانوں کے مرکز
اسلم کی شان میں اونٹنی سی بھی تو بین کرتا ہے تو
ایک عام مسلمان کا بھی خون کھول اٹھتا اور اس
میں اس کا وجود غیظ و غضب کی کڑکٹی بجلیوں
میں آتا جب تک وہ شاتم رسول کے ٹاپاک
تک رسائی کے لیے وہ رات دن بے تار
ہے اسے لاکھ چٹائیں اور خون کے ان گنت
میں، ناقابل تسخیر جنوں اور کسار صفت اخلا
تی ہے۔ راہ محبت کا یہ راہی اور لشکر عشق کا
ہے اسی میں اس کی بقا ہے اور یہ کہ یہ رہگزر
میں خودی کی طرف جاتا ہے۔

خود سپریم کورٹ کے فل شیٹ نے ا
(170) ”ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان
ماحمد اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دیگر
مباری“ ”کتاب الایمان“، ”باب حب ال
کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا
پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قانون
”ہمیں اس پس منظر میں احمد

طلانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس رد عمل
سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی احمدی کو ان
انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو
ملعون سلمان رشدی) تخلیق کرنے کے
آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے
احمدی سرعام کسی بے کارڈ، بیج یا پوسٹر

دولت و کاروبار حتی کہ خود اپنی جان سے زیادہ عزیز ترین نہ جانے، مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ اس سے ذرہ برابر رد گردانی، رتی بھر انحراف، معمولی لاپرواہی اور ادنیٰ سی بے توقیری بھی ایک مسلمان کو احسن تقویم کی چوٹیوں سے اٹھا کر اسفل السافلین کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی کج فہم، کج نظر اور کج فکر مسلمانوں کے مرکز نگاہ اور محبوب ترین شخصیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ سی بھی توہین کرتا ہے تو غیرت و محبت سے سرشار مسلمان کا تو تذکرہ ہی کیا بلکہ ایک عام مسلمان کا بھی خون کھول اٹھتا اور اس کے رگ و پے میں لاوا سا دوڑنے لگتا ہے۔ دیکھتی آنکھوں اس کا وجود غیظ و غضب کی کڑکٹی بجلیوں کا روپ دھار لیتا ہے اور اسے اس وقت تک کسی پہلو قرار نہیں آتا جب تک وہ شاتم رسول کے ناپاک اور غلیظ وجود سے اس دھرتی کو پاک نہیں کر لیتا۔ اس ہدف تک رسائی کے لیے وہ رات دن بے تاب رہتا ہے۔ اس جاں گسل مہم کو سر کرنے کے لیے چاہے اسے لاکھ چٹائیں اور خون کے ان گنت سمندر ہی کیوں نہ عبور کرنا پڑیں، اس کے بے قابو جذبوں، ناقابل تسخیر جنوں اور کھسار صفت اخلاص و وفا کے سامنے کفر کی ہر طاقت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ راہ محبت کا یہ راہی اور لشکر عشق کا یہ سپاہی جانتا ہے کہ اس کی یہ جدوجہد ہی حاصل زندگی ہے، اسی میں اس کی بقا ہے اور یہ کہ یہ رہمور شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور یہ راستہ اللہ کی خوشنودی کی طرف جاتا ہے۔

خود پریم کورٹ کے فل منچ نے اپنے نافذ العمل فیصلہ میں لکھا:

(170) ”ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔“ (”صحیح بخاری“ ”کتاب الایمان“، ”باب حب الرسول من الایمان“) کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

”ہمیں اس پس منظر میں احمدیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر احمدیوں کے علانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس رد عمل کے بارے میں سوچنا چاہیے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا علانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ”رشدی“ (یعنی گستاخ رسول ملعون سب ابن رشدی) تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مالی اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ راہ عمل یہ ہوتا ہے کہ سب کے سب احمدی سرعام کسی بے کارڈ، بیجا پوسٹر پر کلک کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائش دروازوں یا جھنڈیوں پر پختہ

اور بالخصوص امریکہ کی طرف سے اکثر یہ ہدایات اور جملہ سرگرمیوں کو برداشت کیا جائے اور ان ظہار کے خلاف ہے۔

لگا کہ یہ مسئلہ خود احمدیوں کا پیدا کردہ ہے۔ جان، مال اور عزت کا اخلاقی اور سماجی تحفظ، ستان کے ہر شہری اور بالخصوص حکومت کا فرض پارلیمانی تراسیم، آرڈیننسوں اور اعلیٰ عدالتی اصولوں کی اعتباریت کو برقرار رکھنا، آئین کی بالا ہندب شہری کا فرض ہے۔ کوئی مسلمان ہو یا ت نہیں دی جاسکتی اور نہ ہی کسی شہری کو جمہوری شدہ شقوں کا تسخیراڑنے کا حق حاصل ہے۔

مر 1974ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے احمدیوں کو ان کے عقائد کی بنا پر متفقہ طور پر غیر ملحق کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں بلکہ ان کا (غیر مسلم ہیں کیونکہ وہ ایک نئے نبی (مرزا) یہ دعویٰ ہی فساد کا باعث بنا اور فتنے کے کرتا، اس کے تحت متعین کی گئی اپنی حیثیت حقوق کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتا۔ یہ بات ہر س سے جو اختلاف رکھتے ہیں، وہ ان کے رض اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب اور آخری آسمانی کتاب میں اللہ تعالیٰ کی

س ہے۔
و گلاب
بی است

اور غیر مشروط محبت و احترام ہر مسلمان کو اپنے والدین، اولاد، عزیز رشتہ دار،

ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا نہیں پڑھتا ہے تو یہ علانیہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقض امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔“

(ظہیر الدین بنام سرکار 1718 SCMR 1993ء) (حوالہ صفحہ 379 تا 380 پر)

پہریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں مزید لکھا:

(171) ”ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ احمدیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں۔“

(ظہیر الدین بنام سرکار 1718 SCMR 1993ء) (حوالہ صفحہ 379 پر)

احمدی دوستو!

آخر میں، میں آپ کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے میری درد مندانه، ہمدردانه اور مخلصانه گزارشات نہایت توجہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ امید ہے آپ مذکورہ بالا تمام حقائق و واقعات پر غور و فکر فرمائیں گے۔ اس تحریر میں موجود کسی بھی حوالہ کی مزید تصدیق کے لیے آپ مجھے براہ راست خط لکھ کر اصل عکس منگوا سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی مکمل تسلی و تسفی کے لیے ہر ممکن کوشش کروں گا۔ مزید آپ سے درخواست ہے کہ آپ کسی دن چناب نگر (ریوہ) کی مرکزی خلافت لائبریری میں جا کر اس کتاب میں موجود تمام حوالہ جات کو سیاق و سباق کے ساتھ چیک کریں اور پھر اس تحریر کے غلط یا درست ہونے کا فیصلہ اپنے ضمیر سے لیں۔ انشاء اللہ آپ صحیح فیصلہ پر پہنچیں گے۔ دوران مطالعہ اگر کسی لفظ سے آپ کی کوئی دل آزاری ہوئی ہو تو معذرت خواہ ہوں۔ میں آپ کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراطِ مستقیم پر چلنے اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن اقدس سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جب کمل گئی بطالت پھر اس کو چھوڑ دینا
تیکوں کی ہے یہ سیرت، راہ ہڈی یکنی ہے



ہے تو یہ علامہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی
ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے
آٹا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقص امن عامہ
مان ہو سکتا ہے۔“

(1993 SC) (حوالہ صفحہ 379 تا 380 پر)

سیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے
اری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں،
تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا

(1993 SC) (حوالہ صفحہ 379 پر)

کہ آپ نے میری درد مندانه، ہمدردانه اور
آپ مذکورہ بالا تمام حقائق و واقعات پر غور و
مزید تعمیق کے لیے آپ مجھے براہ
میں آپ کی مکمل تسلی و تسفی کے لیے ہر ممکن
دن چناب نگر (ربوہ) کی مرکزی خلافت
ن و سہاق کے ساتھ چیک کریں اور پھر اس
اللہ آپ صحیح فیصلہ پر پہنچیں گے۔ دوران
ت خواہ ہوں۔ میں آپ کے لیے دل کی
محضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی
ئے۔ آمین

لو چھوڑ دینا

نی بھی ہے

حوالہ جات کے عکسی ثبوت

تتو

ال

نقل نائیل ماراؤل

حصہ اول

ازالہ اوہام
فیہ بآمن شہیدین و منافع الناس
الحمد والمنت کہ ماہ مبارک ذی الحجۃ ۱۳۰۳ کتاب
بلع معارف قرآنی و شائع اسرار کلام ربانی از
تالیفات مرسل یزدانی و مامور رحمانی
جنت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی
مطبع خاص امروہو شہر شریکین اسلام آباد
تعداد و جلد ۷۰۰
نعت فی بلد عمر

ازالہ اوہام

۵۱۱

حصہ دوم

دوم قرآن شریف قطعی طور پر عیسیٰ ابن مریم کی موت ثابت و ظاہر کر چکا ہے صحیح بخاری جو بعد کتاب الشرح الکتاب بھی گئی ہے۔ اس میں قطعاً توفیق دینی کے معنی وفات ہی لکھے ہیں یہی وجہ سے امام بخاری اس آیت کو کتاب التفسیر میں لایا ہے۔
سوم قرآن کریم کئی آیتوں میں تصریح فرما چکا ہے کہ جو شخص مر گیا وہ پھر دنیا میں کبھی نہیں آئے گا۔ لیکن یہ سب کے ہمنام اس اُمت میں آئیں گے۔
چہارم قرآن کریم بعد عاقب النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا مگر دنیا میں رسول ہونا چاہتا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین تو سب سے پہلے اور باب نزول جبرائیل پر دیا گیا ہے وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود منسوخ ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔

پنجم یہ کہ احادیث شریفہ بصر احاطت بیان کر رہی ہیں کہ آنے والا مسیح ہی مریم امیوں کے رنگ میں آئے گا۔ چنانچہ اس کو امتی کے بیان کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث امام احمد بن حنبل سے ظاہر ہے اور نہ مرتضیٰ بیان کیا گیا بلکہ جو کچھ مطاعن اور پیسوی اُمت پر لازم ہے وہ سب اس کے لازم حال ٹھہرائی گئی۔

ششم یہ کہ بخاری میں جو احوال الکتاب بعد کتاب الشرح ہے اصل مسیح ابن مریم کا اور علیہ بنا گیا ہے اور آنے والے مسیح ابن مریم کا اور علیہ بنا گیا ہے۔ اب ان قرآن سستہ کے رو سے صریح اور صحت خود پر ثابت ہے کہ آنے والا مسیح ہی مریم کا مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ اس کا مثیل ہے اور اس وقت اُس کے آنے کا وعدہ تھا کہ جب کروڑوں افراد مسلمانوں میں سے یہودیوں کے مثیل ہو جائیں گے تا خدا تعالیٰ اس اُمت کی دولتوں قسموں کی استعدادیں ظاہر کرے نہ یہ کہ اس اُمت میں مرتضیٰ یہودیوں کی نفس صورت قبول کرنے کی استعداد ہو اور مسیح بنی اسرائیل میں سے آئے۔ بلاشبہ ایسی صورت میں اس مقدس اور روحانی معلم اور پاک نبی کی

ازالہ اوہام

(۱۹) انیسویں آیت

الطعام ولب

قصد رسولی

پہلے ہم فیض تو

سوچا کہ وہ

ہو چکے ہیں

(۲۰) بیسویں آیت

یخلفون

یعنی جو لوگ

نہیں کریں

کرب اٹھ

انسانوں

اپنا معص

دین مریم

فتاویٰ

نہ جانا

(۲۱) اکیسویں آیت

و خائف

وہ رسول

کرمی

بھی

لے

افرقا

حصہ دوم

۵۱۱

ابن مریم کی موت ثابت و ظاہر کر چکا ہے صحیح بخاری ہے۔ اس میں فلسفہ تو فیہ تفسیر کے معنی وفات ہی بیت کو کتاب التفسیر میں آیا ہے۔

مرحوم فرما چکے ہیں کہ جو شخص مر گیا وہ پھر دنیا میں کبھی اس اُمت میں آئیں گے۔

کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ دنیا میں رسول مبعوث ہو جائے اور باب نزول جبرائیل اور بات خود متبع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے

بیان کر رہی ہیں کہ آنے والا صحیح ہو کر آئیں گے کہ بیان کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے جو کچھ ملاحت اور پیروی اُمت پر لازم ہے

مکتب بعد کتاب اللہ ہے اصل صحیح ابن مریم صحیح ابن مریم کا اور طریق ہر کیا گیا ہے۔ اب حق طور پر ثابت ہے کہ آنے والا صحیح ہو کر آئے گا بلکہ اس کا مثیل ہے اور اس وقت اس کے فوٹو میں سے یہودیوں کے فوٹو جو جانتے تھے استعدادیں ظاہر کرے نہ یہ کاس اُمت نے کی استعداد ہو اور صحیح نبی اسرار میں مقدس اور روحانی معلم اور پاک نبی کی

مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 22، 21 پر درج ہے

ازالہ اوہام

۴۳۱

حصہ دوم

(۱۹) انیسویں آیت یہ ہے وما فرسلنا قبلاک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ویمشون فلا سواک (الجزء فیہ) سورۃ الفرقان یعنی ہم نے تجھ سے پہلے جس قدر رسول بھیجے ہیں وہ سب کھانا کھاتے تھے اور باتل میں پھرتے تھے۔ اور پہلے ہم نے قرآن ثابت کیا ہے کہ جو نبی حیات کے لازم ہیں سے طعام کا کھانا ہے سو چونکہ وہ اب تمام نبی طعام نہیں کھاتے لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اب فوت ہو چکے ہیں جن میں جو یہ کہ صریح بھی داخل ہے۔

(۲۰) بیسویں آیت یہ ہے والذین یدعون من دون اللہ لایخلقون شیئاً وہم یخلقون اموات غیر احیاء وما یستعرون لعلکم یبہشون (سورۃ النحل الجزء فیہ) یعنی جو لوگ غیر اللہ کے پرستش کئے جاتے اور پکارے جاتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے۔ مکتب پیدا شدہ ہیں سرچکے ہیں زعمہ بھی تو نہیں ہیں اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ دیکھو یہ آیتیں کس قدر مراحت کے صحیح اور ان سب انسانوں کی وفات پر دلالت کر رہی ہیں جن کو یہود اور نصاریٰ اور بعض فرقہ عیسائی اپنا معبود ٹھہراتے تھے اور ان سے دعائیں مانگتے تھے۔ اگر اب بھی آپ لوگ صحیح ابن مریم کی وفات کے قائل نہیں ہوتے تو سیدھے یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہمیں قسمان کریم کے ماننے میں کام ہے۔ قرآن کریم کی آیتیں سنکر پھر وہیں ٹھہر نہ جانا کیا ایسا انداز دل کا کام ہے۔

(۲۱) اکیسویں آیت یہ ہے ما کان محمد ابداً احد من رجا العکد وکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی کو کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد کا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا پس اس سے بھی بختم وضاحت ثابت ہے کہ صحیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں نہیں آئیں گے کیونکہ

لے الفرقان: ۲۱ لے النحل: ۲۰ لے احزاب: ۴۱

یہ حوالہ صفحہ 22 پر درج ہے

(ازالہ اوہام صفحہ 614 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 431 از مرزا غلام احمد صاحب)

حامتنا تطير بوليش شرق وفي منقارها تحف السلام
الى وطن النبي حبيبتي وسيد رسله خير الانام

الرسالة

اللطيفة المشتملة على معارف القرآن ودقائقه المسماة

حامئة البشري

الى
اهل مكة وصالحاء ام القرى

لحضرة احمد المسيح الموعود والمهدي المعهود

عليه وعلى مطاعه الصلوة والسلام

الطبعة الاولى في رجب سنة الهجرية

في حديث ذكر رفع المسيح
المسيح في البخاري و
تلك الكتب من كان من
واما ذكر نزول
المذكور في الاحاديث
ما كان محمد ابا احد من

ان الرب الرحيم المتف
بغير استثناء وفسره
ولو جوزنا ظهوره بعد
بعد تطبيقها وهذا الخلف
صلى الله عليه وسلم و

كثير من الجاهلين
واما الاختلافات
وقد ذكرنا شظرها في
ابن المسيح والمهد
الا عيسى وجاء في
في صمات الخلافة و
في وسط قرون هذه
المسيح يحيى حكما
فيكسر شوكة الصليبي
غلبة الدجال على
وتعجب لنا ظروبه
اختار يوم يشهد به

سنة ١٢٩١

(حامئة البشري صفح 34 روو)

فی شرق و فی منقارها جمع السلام
میں بیتی و سید رسلہ خیر الانام

الرسالة

على معارف القرآن ودقائقه المسماة

البشرى

الصلحاء أم القرى

مع الموعود والمهدي المعهود

مطاعه الصلوة والسلام

فی رجب السنۃ الهجرية

فی حدیث ذکر رفع المسیح حیا بجسده العنصری بل نجد ذکر وقاة
المسیح فی البخاری والطبرانی وغیرہما من کتب الحدیث، فلیرجع الی
تلك الكتب من كان من المرتابين۔

واما ذکر نزول عیسیٰ ابن مریم فما کان مؤمن ان یحل هذا الاسم
المذکور فی الاحادیث علی ظاهر معناه، لانه یخالف قول الله عز وجل :
ما کان محمد اباً احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین، ألا تعلم
ان الرب الرحیم المتفضل سلی نبیاً صلی الله علیه وسلم خاتم الانبیاء
بغير استثناء، وفسره نبیاً فی قوله لا نبی بعدی یبکیان واضح للمطالعین؟
ولو جوزنا ظهور نبی بعد نبی صلی الله علیه وسلم لجوزنا انفتاح باب وحی النبوة
بعد تخلیقها وهذا خلف کما لا یخفى علی المسلمین۔ وکیف یجیئ نبی بعد رسولنا
صلی الله علیه وسلم وقد انقطع الوحي بعد وفاته وختم الله به النبیین؟ انعتقد
کثیر من الجاهلین۔

واما الاختلافات التي توجد فی هذه الاحادیث فلا یخفى علی صهرة الحق تفصیلها،
وقد ذکرنا شطراً منها فی رسالتنا "الازالة" فلیرجع الطالب إليها۔ وقد جاء فی حدیث
ابن المسیح و المهدي یجئان فی زمن واحد، وجاء فی حدیث آخر انه لا مهدي
الا عیسی، وجاء فی حدیث ابن المسیح و المهدي یتلاقیان ویشاور المهدي المسیح
فی مهمات الخلافة ویکون زمانهما زماناً واحداً، و فی حدیث آخر ان المهدي یبعث
فی وسط قرون هذه الأمة و المسیح ینزل فی آخرها، و فی حدیث من البخاری ان
المسیح یجئ حکماً عدلاً فیکسر الصلیب، یعنی یجئ فی وقت غلبة عبدة الصلیب
فیکسر شوكة الصلیب ویقتل خنازیر النصارى: و فی حدیث آخر انه یجئ فی وقت
غلبة الدجال علی وجه الارض فیقتله بحریته۔ فاعلم ان هذا المقام مقام حیرة
وتعجب للناظرین۔ وتفصیله ان یجئ المسیح نکسر صلیب النصارى و قتل
خنازیرهم یشهد بصوت عال علی ان المسیح الموعود لا یجئ الا فی وقت غلبة النصارى

مجموعہ اشہارات

حضرت شیخ محمود علیہ السلام

جلد اول

از ۱۸۷۸ء تا ۱۸۹۳ء

النشئة
الشركة الإسلامية

بہشتی و عارفانہ درویشانہ
ایک جامع
جمیع مسلمان
اسے خواندہ و مبین
مسنون و دعا کے درویشانہ
چند دفعہ کے لئے آپ کے
بعض اکابر علماء میری نسبت
بہشت و دوزخ کا کار کا
توی سے بکلی منکر ہے۔ ہذا
کہتا ہوں کہ یہ الزام ہے
طائف اور یقیناً القدر و
میرا مائل ہیں۔ اور علیہ
ہر تہا اور میری کہنا
صلی علیہ وسلم ختم

(مجموعہ اشہارات جلد اول صفحہ)

اشہادات

عمر و علیہ السلام

اول

تاریخ ۱۸۹۳ء

اشہادات
الامیۃ النبویہ

(۶۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَلَا تُغْنِیْ عَنْکُمْ شَیْءٌ مِنْ شَیْءٍ وَاسْتَغْنِیْ

بِیْنَا اَلْقَوِیْمِیْنَا وَبِیْنِیْنَا قَوْمَنَا لَقَدْ دَانَتْ خَیْرُ الْفَلَاحِ حَیْرِیْنَا

ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ
جمیع مسلمانان انصاف شہاد و حضرات
علیہ نما مدار

اے خزانہ مومنین اے درودان سکنا کے دلی و متوطنان ایں سرزمین !!! بعد سلام
مسلون و دعا کے درویش نہ آپ سب دعاگوں پر واضح ہو کہ اس وقت یہ حقیر غریب الامین
چند منٹ کے لئے آپ کے اس مشہر میں مقیم ہے اور اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے
بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ملک کا منکر
پرہشت و دوزخ کا کارکی اور ایسا آقا رحہ و جبریل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور طوطا
نبوی سے بگڑا منکر ہے۔ ہذا میں ان پر ہلکا حق عام اقام اور تمام بندگان کی خدمت میں گندش
کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور
ملک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد
میں داخل ہیں۔ اور دلیا کہ پختہ جاہلیت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو اتار ہوں۔
جو قرآن اور حدیث کی تفسیر سے مسلمہ ثبوت ہیں۔ اور سینہ د مولانا حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کا کلام

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 230 تا 231 از مرزا غلام احمد صاحب) یہ حوالہ صفحہ 22، 23 پر درج ہے

اور کافر سمجھاتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ اُمنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ و البعث بعد الموت و اُمنت بکتاب اللہ العظیم القرآن الکَرِیم۔ و اتبعنا افضل رسل اللہ و خاتمہ انبیاء اللہ محمدًا المصطفیٰ و اُنا من المسلمین۔ و اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدًا عبدہ و رسولہ۔ و ہا احییٰ مسلمًا و توفیٰ مسلمًا و احشرنی فی عبادک المسلمین۔ و انت تعلم ما فی نفسی و لا یعلم غیرک و انت خیر الشاہدین۔ اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ ہے اور خداوند عظیم و وسیع اولیٰ الشہرت ہے کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی مٹا مسلمان کہلنے لگتا ہے۔ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں اور مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دھوکہ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں۔ بلکہ مجھے تو فقط مشیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہت ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے اشد درجہ کی مناسبت کرتی ہے۔ غرض میں ایک مسلمان ہوں۔ ایہا المسلمون اتاکم و اما کم منکم ہمارا اللہ تعالیٰ خلاصہ کام یہ کہ میں محدث اللہ ہوں اور مامور من اللہ ہوں اور ہاں نہ یہ مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں جو صدی چار دہم کے لئے مسیح ابن مریم کی فعلیت اور رنگ میں مجبور و ہی ہو کر حبیب السموٰت و الارض کی طرف سے آیا ہوں۔ میںا مقتدری نہیں ہوں۔ وقد خاب من اقتولہ۔ خدا تعالیٰ نے دنیا پر نطفہ کی اور اس کو ظلمت میں پایا اور صلیحت عباد کے لئے ایک اپنے عاجز بندہ کو خاص کر دیا۔ کیا تمہیں اس سے کچھ تعجب ہے کہ وعدہ کے موافق صدی کے سر پر ایک مجدد بھیجا گیا اور جس نبی کے رنگ میں چاہا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 230 تا 231 از مرزا غلام احمد صاحب) یہ حوالہ صفحہ 22، 23 پر درج ہے

محمد
حضر

از

الشکر

وہی رسالت حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئی
 اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ امنت ہا اللہ و ملائکتہ
 الموت و امنت بکتاب اللہ العظیم القرآن
 اللہ و خاتم انبیاء اللہ محمدؐ الصلوات
 اللہ الّا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد
 ان محمداً مسلماً و توفی مسلماً و احشرنی
 ما فی قفسی ولا یعلم غیرک و انت خیر
 شخص گواہ ہے اور خداوند عظیم صبیح اولیٰ شہرت
 کے لئے کہ مسلمانوں کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم
 ہے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی مسلمان کہہ دے
 جتنا بولے جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں
 دیکھے نہیں اور نہ میں تاسیخ کا قائل ہوں۔ بلکہ
 ہے جس طرح حدیث نبوت سے مشابہت و ما
 کی بعض حالت سے اشد درجہ کی مناسبت کہتی
 مسلمانوں انہم و اما کم انکم ہا اللہ تعالیٰ
 مامورین الہ ہوں اور ہا انہم مسلمانوں میں سے
 حضرت مسیح ابن مریم کی تعلیمات اور رنگ میں بخیر
 سے آیا ہوں۔ میں منتہی نہیں ہوں۔ وقد
 یا پر غصہ کی اور اس کو ظلمت میں پایا اور مصلحت
 میں کر دیا۔ کیا تمہیں اس سے کچھ تعجب ہے کہ
 دیکھا گیا اور جس نبی کے رنگ میں پایا۔

را غلام احمد صاحب (یہ حوالہ صفحہ 22، 23 پر درج ہے)

مجموعہ اشہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم

از ۱۸۹۲ء تا ۱۸۹۷ء

النَّشْرُ
 الشَّرِکَةُ الْإِسْلَامِيَّةُ لِبَنْوٰه

سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی میعاد اثر مباہلہ کی ایک برس رکھا ہے۔ ان یہ نکا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے وہی پاک اپنے مباہلہ کا اثر بہت جلد مباحین پر والد ہونے والا بیان فرمایا ہے۔ سو اس سے برس کی میعاد منسوخ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حدیث میں جو ایک برس کی قید ہے اس سے بھی یہ مراد نہیں ہے کہ برس کا پلٹا گندا جانا ضروری ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ برس کے اندر عذاب نازل ہو۔ گو وہ عذاب کے بعد نازل ہو جائے۔ سو میں بھی اس بات پر متذکر نہیں کرتا کہ ضرور برس پلٹا ہو جائے۔ شاید خدا تعالیٰ بہت جلد اس تکفیر اور نکتہ رب کی پاداش میں آسمانی عذاب نازل کرے۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ برس کے کس حصہ میں عذاب نازل ہوگا۔ آیا ابتداء میں یا درمیان میں یا اخیر میں۔ اور میں مامور ہوں کہ مباہلہ کے لئے برس کی میعاد پیش کروں۔ اور مولوی صاحب موصوف اور ہر یک شخص خوب جانتا ہے کہ برس کی میعاد منسوخ ہے۔ کیونکہ لہا حلال الحول کا وہ لفظ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلا ہے۔ اگر مباہلہ کے لئے فدا عذاب نازل ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقول کا لفظ مونہہ سے نہ نکالتے کیونکہ اس صورت میں کام میں تناقض پیدا ہو جاتا ہے۔

ان یہ بات صحیح اور درست ہے کہ اگر مولوی غلام کبیر صاحب مباہلہ میں کاذب اور کافر اور مفتزی پر ہتھ پڑھوٹ اور راستہ باز کے فوری عذاب نازل ہونا ضروری سمجھتے ہیں تو بہت خوب ہے۔ وہ اپنا فوری عذاب ہم پر نازل کر کے دکھا دیں۔ ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ "میں تو نبوت کا مدعی نہیں کہ تا فوری عذاب نازل کروں" ان پر واضح ہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لکھتے ہیں اللہُمَّ تَحَقَّقْ رَسُوْلِي اِنَّكَ تَعْلَمُ کے خاتم ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور دہی نبوت نہیں ہے۔ ایت جو زیر سایہ نبوت تحریر اور بات باج

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 297 از مرزا غلام احمد صاحب) یہ حوالہ صفحہ 23 پر درج ہے

تذکرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رویا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسبح موعود و مہدی مہرود علیہ السلام

نوت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی میعاد اثر مہابہ کی ایک
کہ اجنباب صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے وہی پاکر
میں پروردگار ہونے والا بیان فرمایا ہے۔ سو اس سے
ت۔ کیونکہ حدیث میں جو ایک برس کی قید ہے اس سے
ملا گند جانا ضروری ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ برس کے
ش کے بعد نازل ہو جائے۔ سو میں بھی اس بات پر
جائے شاید خدا تعالیٰ بہت جلد اس تکفیر اور تکذیب
ذل کرے۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ برس کے کس حصہ میں یہ
حصان میں یا اخیر میں۔ اور میں مامور ہوں کہ مہابہ
اور مولوی صاحب موصوف اور ہر ایک شخص خوب
ہے۔ کیونکہ لہذا حلال الحول کا وہ لفظ ہے جو
سے نکلا ہے۔ اگر مہابہ کے لئے فضا عذاب نازل
اللہ علیہ وسلم حقل کا لفظ مہابہ سے نہ نکلتے کیونکہ
ہو جاتا ہے۔

ہے کہ اگر مولوی غلام کبیر صاحب مہابہ میں کتب
و استبانہ کے قری عذاب نازل ہو ضروری سمجھتے
ی عذاب ہم پر نازل کر کے دکھا دیں۔ ان کا یہ کہنا
مذی نہیں کہ تا قری عذاب نازل کروں " ان پر
ہو لعنت بھیجتے ہیں اور لکھا اَلَا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
ت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان
اور ایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتبار

یہ حوالہ صفحہ 23 پر درج ہے

مرزا غلام احمد صاحب

جن کے آنکھ اکان، فہم وغیرہ سب جلتے رہتے ہیں اور سجادہ میں داخل ہیں۔ وہ بھی جہنم میں داخل ہوں گے جو کہ کچھ ہوئے تو ہیں مگر بعض تعلقات دنیاوی کی وجہ سے وہ قبول نہیں کرتے معلوم ہوتا ہے اس میں کوئی تجویز ہے اور اس کو ابھی مخفی رکھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ترقی ہونے والی ہے اور اللہ کریم کچھ چشم نمائی کر نیوالے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہمارے ارادہ میں ہے وہ ہو چکا اب مل نہیں سکتا۔
(البدیع جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱۱۰)

۱۹۰۲ء

”طاعون کا تذکرہ ہو چڑا فرمایا ایک بار مجھے یہ اہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہو گا، اپنے وعدہ کے موافق اور پھر یہ بھی تھا۔“

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

(البدیع جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱۔ الحکم جلد ۶ نمبر ۶ مورخہ ۱۹۰۲ء صفحہ اول)

۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء

(الف) ”نتیجہ خلافت مراد ہو یا نیکیا

آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں اور یہ بھی پختہ نہیں کہ یہ اہام کس امر کے متعلق ہے“

(البدیع جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۶)

(ب) ”نتیجہ خلافت اُمید ہے“

(الحکم جلد ۶ نمبر ۶ مورخہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱)

۶ نومبر ۱۹۰۲ء

”۶ نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میسرول میں ڈالا گیا کہ ایک قصیدہ مقام تہ کے مباحثہ کے متعلق بناؤں“
(الحجاز احمدی صفحہ ۸۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۳)

۱۹۰۲ء

”فَقَدْ سَرَّيْنِي فِي هَذِهِ الْقَوْرِ صَوْرَةً
بَيْدَ قَهَرِي كُلَّمَا كَانَتْ يَحْضُرُ“

لحہ (ترجمہ از مرتب) سوائے سمنوں اور نیک عمل کرنے والوں کے۔

”هَذَا الْيَقِينُ وَبَعِي اللَّهُ لَكَالِي جَلَّ شَأْنُهُ“ (الحجاز احمدی صفحہ ۳۳ ماہ شیبہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۱۵)
(ترجمہ از مرتب) یہ شعر اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہے۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت
دینے کے لئے یہ

دَافِعُ الْبَلَاءِ

بِاهتمام حکیم فضی

تعداد جلد ۵۰۰

یہ حوالہ صفحہ 23 پر درج ہے

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 358 از مرزا غلام احمد صاحب

میں اور حصار میں داخل ہیں۔ وہ بھی جہنم میں داخل ہوں گے
وہی کی وجہ سے وہ قبول نہیں کرتے معلوم ہوتا ہے اس میں کوئی
معلوم ہوتا ہے کہ ترقی ہونے والی ہے اور اللہ کریم کچھ چشم نائی
ہے ارادہ میں ہے وہ ہو چکا اب ملی نہیں سکتی۔
(المجدد جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱۰)

ایک بار مجھے یہ اہام ہوا تھا کہ
نازلی ہوگا، اپنے وعدہ کے موافق

اَمْتُوا وَعَسَلُوا الصَّالِحَاتِ
(المجدد جلد ۱۱ نمبر ۳ مورخہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰۱)

ملاقات مراد ہو یا نکلا
ن کر یہ اہام کس امر کے متعلق ہے۔

(المجدد جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۶)

رافت امید ہے۔

(المجدد جلد ۱ نمبر ۳ مورخہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱)

ویسے ولی میں ڈالا گیا کہ ایک قصیدہ مقام تہ کے مباحثہ کے
(عجاز احمدی صفحہ ۸۹۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۰۳)

فِي هَذِهِ الصُّورَةِ
كَلَّمَكَ اَنْ يَحْشُرَ

لے دلوں کے۔

شائے۔ (عجاز احمدی صفحہ ۸۹۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۵۶)

زمیر اخلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 23 پر درج ہے

ڈائریل طبع اہل

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ
الْفَاتِحِينَ

الحمد لہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات
دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام

ہے

دَافِعُ الْبَلَاءِ وَمُعْيَا أَهْلِ الضُّطْفَاءِ

بمقام

قادیان دارالامان

باحتام حکیم فضل دین صاحب مطبع ضیاء الاسلام

میں چھپا

تعداد جلد ۵۰۰

اپریل ۱۹۰۲ء

غزلتیں تازہ رنگ لکھیں
نورِ چشمِ خاتمِ اوصاف کو

قاصد

14

و یا آخر دهند

کامنی یار

وہ ناجائز کی گورنٹ جان بخشی کرے۔ اسی طرح عیسائیوں کو
ملوث کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑیگی۔ کیونکہ بڑا بشپ
تسا ہے۔ اسی طرح میاں شمس الدین اور انکی انجمن حمایت اسلام
اور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔
یہ اللہ کا دعویٰ کرتے ہیں انکے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے
پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں اور مناسب ہے کہ
سرکاری نسبت پیشگوئی کر دیں۔ اور چونکہ فرقہ واریہ کی اصل بڑ
نذر حسین احمد حسین وکی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے
سے گویا تمام پنجاب اس جھلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔
یہ سبکدوشی ہو جائیگی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر
وہ بھی خدا سے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے فہم اور آدمیوں کے ہندت اور
خل ہیں چپ رہے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ
آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دیگی کہ
بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد ہے کہ آپ نے جو
منہجیہب المضطر لکھی ہے اور اس سے قبولیت دعا کی
ح نہیں ہے کیونکہ کلام الہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ
طرح پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر لیکن جو لوگ سزا
مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم
مطوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطراب کے وقت
آئیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے ان قوموں کو ہلاک کر دیا۔ اور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
(نسخہ و فنی علی رسولہ الکریم)
ترکیٹ موسومہ
اسلامی مشابہ
(۳۲) نمبر (۱۵)
مؤلف
قاضی کمال احمد صاحب بی۔ اور ایل پلیس
ضلع کاٹھہ
جنوری ۱۹۲۰ء
ریاض ہند پریس امرتسر میں پتہ شیخ نور احمد پتہ کھنیا
آدشا
قاضی یار محمد بلشرہ دہرہ پٹنہ کانگرہ سے شیخ کیا۔

ظاہر ہے کہ بچہ اجل فی سم انھیما اشارے کے طور پر ہے۔ اور دراج میں سے ایک درجے کی علامت کنایہ مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جب کہ حضرت یسوع مسیح علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی۔ کہ گویا آپ عادت میں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجحانیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا جہنہ دانے کے لئے اشارہ کافی ہے پس جن لوگوں کو میرا وہ رقعہ جو میں نے حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کی خدمت میں دکھا تھا اور اس میں اپنی کشفی حالت ظاہر کی تھی میرے جنون کی دلیل نظر آتا ہے وہ اپنے ایمان کی فکر کریں اور قرآن کے الفاظ دلیک حکات مقام دیدہ جنتن ومن دونہما جنتن پٹا کی کسوٹی پر اپنے ایمان کو پرکھیں یہاں اللہ تعالیٰ ڈرنے والے کو دو جنت عطا فرمائے گا دعوہ فرماتا ہے جس کی تعریف درمیان نفقات ہیں۔ پہلے اون میں چنے ہوئے۔ لولو اور مرجان ہو گئے سرانے ہوئے دجنو و فیروا غیر میں فرماتا ہے کہ اون دو جنتوں سے دوسے دو جنت اور بھی ہیں پہلے چنے ہوئے کے بعد اون کو دو جنت ملیں گے ایسے ہی اسی دلی زندگی میں بھی دو جنت ملیں گے اور الفاظ من کان فی حدیہ اعلیٰ انھو فی الاخرۃ اعلیٰ۔ اس کی تشریح ہے۔

اب یہاں صاحب اور مولوی محمد مسلی صاحب ہر بانی فزا کر کھول کر لکھیں کہ ان کو دو جنت کون سے حاصل ہیں۔ یوہی اعتراض کر دینا تو بڑا آسان ہے خود کسی صنعت کے موصوف بیکر بنا دیں۔ اب میں مختصر طور پر اون خوابوں اور کشفوں کو ظاہر کرتا ہوں جو بطور پیشگوئی ظاہر ہوئے اور ہونے والے ہیں ایک سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پٹا در کے گرد کسی سلطان بادشاہ کی چیل چال ہو رہی ہے انجام کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ مگر تاہم میں نے

انحیاط اشارے کے طور پر ہے۔ اور مراتب میں سے
یہ مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت یحییٰ موعود
اپنی حالت پر ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت
میں۔ کو گویا آپ عودت میں۔ اور اللہ تعالیٰ نے
ہمارا فرمایا تھا بچھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے
رہو جو میں نے حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام کی خدمت
میں کشفی حالت ظاہر کی تھی میرے جنون کی دلیل
کی تھیں کہیں اور فرقان کے الفاظ نلیک حکات مقام
نشان پناہ کی کسوٹی پر اپنے ایمان کو پرکھیں یہاں
دو جنت عطا فرمائے گا وعدہ فرماتا ہے جس کی
بچھنے اون میں چھنے ہوئے۔ لوگو اور مرجان ہو گئے
افیر میں فرماتا ہے کہ اون دو جنتوں سے دہے دو
مرنے کے بعد اون کو دو جنت میں گئے ایسے ہی
ت میں گئے اور الفاظ من کان فی حدیہ اعلیٰ نمود
میں ہے۔

یہی غیبی حجاب ہر بانی فنا کر کھول کر لکھیں کہ
مل ہیں۔ یہی اعراض کر دینا تو بڑا آسان ہے
نہیں پھر بتا دیں۔ اب میں مختصر طور پر اون خوابوں
کا جو بطور پیشگوئی ظاہر ہوئے اور جوئے والے ہیں
درا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پشاور کے گرد کسی
جگہ پر ہے انجام کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ مگر تاہم میں نے

ایک غلطی کا ازالہ

حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام

پبلشر۔ ناظر تالیف و تصنیف
ربوہ منیع جنگ

دومہزار

تعداد طبع

عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اسکے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔
جرى الله في حلال الانبياء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلقوں میں (دیکھو براہین احمدیہ
صفحہ ۵۰) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ
والذین معه اشداء على الكفار سچاؤ بینہم (اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا
اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵ براہین میں درج ہے۔) دنیا میں ایک نذیر
آگیا۔ اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں
اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرتؐ تو
خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ
بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پڑانا نہیں آسکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں آتا دیتے ہیں اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی
مانتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو
محضیت ہے اور آیت ولکن رسول الله وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی
بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے
حقایق کے سخت مخالف ہیں۔ اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ
ولکن رسول الله وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی
ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہو کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔
اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو
اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی
کی کھلی ہے یعنی فتاویٰ الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہو

ہے۔ پھر اسکے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔
ہاں یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلقوں میں (دیکھو براہین احمدیہ
ماں مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ
لی الکفر رجاء بینہم اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا
اللہ ہے جو ص ۵۵ براہین میں درج ہے۔ دنیا میں ایک نذیر
یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں
سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرتؐ تو
کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ
وئی نبی نیا ہوا یا پڑھاتا نہیں آسکتا۔ جس طرح سے آپؐ لوگ
آخری زمانہ میں آتے ہیں اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی
نہیں ہو سکتا۔ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرتؐ
بڑھ جانا آپؐ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو
ولکن رسول اللہ و خاتم النبیینؐ اور حدیث لا نبی
بعد میں صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے
ہیں۔ اور ہم اس آیت پر استیجا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ
اتم النبیینؐ اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی
اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرتؐ
پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔
ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو
نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی میرے صدیقی
ملی کی پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے

میرے مخالف حضرت علیؓ کی مہر کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ چار سے بنی علیؓ علیہ وسلم کے بعد دوسرا
دوسرا میں آئے۔ اور خود وہ بنی میں اس لئے آئے ہیں اسی اعتراض کو جو مجھ پر کیا جاتا ہے یعنی
کہ خاتم النبیین کی شہرت قیامت کوٹ جائے گی۔ عرضیں کرتا ہوں کہ حضرت علیؓ علیہ وسلم کے بعد
جو وہ حقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے بلاوے جانا کوئی اعتراض کی بات
نہیں اور نہ اس سے ہر حقیت نکلتا ہے۔ کیونکہ میں ہارنا بیجا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخر نبی
مستغفر من خاتمتہم و علیہم روزی و علیہم روزی بنی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے میں پر اس
پہلے پر ابن عمرؓ سے میرا نام لکھوا اور احمد لکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت علیؓ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا
ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت علیؓ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی میری نبوت سے
کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ علیؓ علیہ وسلم اپنے اصل سے علیہ نہیں ہوتا۔ اور خود علیؓ علیہ وسلم ہوں
علیؓ علیہ وسلم ہیں اس طور سے خاتم النبیین کی جہز نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد علیؓ علیہ وسلم کی نبوت محمد
تک ہی محدود رہی۔ یعنی ہر حال محمد علیؓ علیہ وسلم کی جگہ رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جب کہ میں بروزی ہوں
پھر آنحضرت علیؓ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کائنات محمدی مع نبوت محمدؐ کے میرے
آئینہ کلیت میں منکسر ہیں تو ہر کوئی انک انک انسان جو اس کے علیہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔
بھلا کہ مجھے قبول نہیں کرے تو کوئی کچھ کہہ دے کہ محمدی موجود علیؓ علیہ وسلم اور خلق میں ہم رنگ آنحضرت
علیؓ علیہ وسلم ہوگا اور اُس کا ہمہ اجزاء کے اہم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی محمد اور
آخر ہوگا اور اس کے اہلبیت میں سے ہوگا اور بعض حدیثوں میں ہے کہ محمدی سے ہوگا۔ یعنی
اللہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ دعائیت کے دُور سے اسی بنی میں سے ہوگا اور اسی کی رُوح کا
وہی ہوگا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت علیؓ علیہ وسلم نے حق بیان
کیا۔ یہی تک کہ وہ حق کے نام ایک کر دینے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت علیؓ علیہ وسلم
علیہ وسلم اس موجود کو اپنا بروزیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کا شیواً مابعد خدا۔ اور بروزی

یہ بات میرے اجداد کو تاریخ سے نہیں ملے کہ ایک اولاد ہمارے شریف خانہ میں مساوات اور
جتنی خاطر میں سے تھی۔ اسکی تصدیق اسحضرت حمل شد علیہ وسلم نے بھی کی اور غواب میں مجھے فرمایا کہ
مسلمان مٹا اہل البیت علیٰ آتش اب الحسین میرا نام مسلمان رکھتے ہیں جو مسلم - اور
مسلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی عقد ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوگی۔ ایک اندر دینی جو اندر دینی نہیں
اور خدا کو دیکھ کر لگی۔ دوسری یہی لگی جو بیرونی عداوت کے دو دو کو پامال کرے کہ اور مسلمان کی عظمت

٤ المجموعة : ٢

ذاتِ باری تعالیٰ

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ کافروں کو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْغَايِبِينَ وَأَمْضَيْنَا الْقُرْآنَ فِي سِتْرٍ مِّنَ الْغَيْبِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْغَايِبِينَ وَأَمْضَيْنَا الْقُرْآنَ فِي سِتْرٍ مِّنَ الْغَيْبِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْغَايِبِينَ وَأَمْضَيْنَا الْقُرْآنَ فِي سِتْرٍ مِّنَ الْغَيْبِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْغَايِبِينَ وَأَمْضَيْنَا الْقُرْآنَ فِي سِتْرٍ مِّنَ الْغَيْبِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْغَايِبِينَ وَأَمْضَيْنَا الْقُرْآنَ فِي سِتْرٍ مِّنَ الْغَيْبِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْغَايِبِينَ وَأَمْضَيْنَا الْقُرْآنَ فِي سِتْرٍ مِّنَ الْغَيْبِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْغَايِبِينَ وَأَمْضَيْنَا الْقُرْآنَ فِي سِتْرٍ مِّنَ الْغَيْبِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْغَايِبِينَ وَأَمْضَيْنَا الْقُرْآنَ فِي سِتْرٍ مِّنَ الْغَيْبِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْغَايِبِينَ وَأَمْضَيْنَا الْقُرْآنَ فِي سِتْرٍ مِّنَ الْغَيْبِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْغَايِبِينَ وَأَمْضَيْنَا الْقُرْآنَ فِي سِتْرٍ مِّنَ الْغَيْبِ

حَقِيقَةُ الْوَحْيِ

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکریہ کہ یہ کتاب جامع ترین ہے جس میں ہر ایک قسم کے
ستائین اور معارف اور ہر ایک آسمانی نشان و رجحان میں محض اسی کے
فضل اور کرم اور خاص اُسکی توفیق اور تائید سے مرتب تالیف ہو کر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام مبینہ مطبع کے چھپا

اس کے نور کو نابود نہ کر سکی۔ سو خدا نے جو ہر ایک
پہلے میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا کیونکہ منور
قوم کے ہاتھ سے دکھ اٹھاؤں اور کافراور ملکہ
سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زمین تھا
سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں
میں میرے ہاتھ سے لکھا ہے ہیں اور دنیا
سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا
میں اسحاق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں
میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ
اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور
فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیر اور
اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے
ابن مریم کے صفات مجھ میں ظاہر کرے۔ میرے
مریم نے یہود سے اٹھائے بلکہ تمام قوم
لئے میرا نام مسیح قائم رکھا تا جس صلیب نے
میں مسیح اُسکو توڑے مگر آسمانی نشانوں
نبی مغلوب نہیں رہ سکتے۔ سو نہ جیسا
مسیح کے ہاتھ سے مغلوب کرے۔ لیکن جیسا
اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ
رُودرگو پال بھی کہتے ہیں دیکھنے فرمائیے
پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے

اسکے نور کو نابود نہ کر سکی۔ سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اس زمانہ کے لئے سب سے پہلے میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا کیونکہ ضرور تھا کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ سے دکھ اٹھاؤں اور کافرا و ملعون اور دجال اہلادوں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زمین تھا مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھ بیس برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرے ہاتھ سے لکھا دیئے ہیں اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحاق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں اسماعیل ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جبرئیل اللہ فی حلال الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہو کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعے سے ظہور ہو مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم کے صفات مجھ میں ظاہر کرے۔ سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دکھ اٹھائے جو ابن مریم نے یہود سے اٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اٹھائے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر پھر خدا نے کہ صلیب کے لئے میرا نام مسیح قائم رکھا تا جس صلیب کے مسیح کو توڑا تھا اور اسکو زخمی کیا تھا دوسرے وقت میں مسیح اسکو توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ۔ کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں رہ سکتے۔ سو سنہ عیسوی کی پینتویں صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کے مسیح کے ہاتھ سے مغلوب کرے۔ لیکن جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جس کو رُدر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کر نیوالا اور پرورش کر نیوالا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں

ما فوجو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُبَشِّرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ

وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ

وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ

وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ

وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ

وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ
وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُنْذِرِ

ان هذا الكتاب يدفع وساوس الخناس - وفيه
شفاء للناس - وهو يهب السكينة
ويجلب الكروب - وسببته -

ترياق القلوب

تصنيف

امام رباني حضرت ميرزا غلام احمد صاحب قادياني
مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام -

پس خطاب مرا ہرگز التفات نہ ہو
بتاج و تخت زمیں آرزو نہ دارم
مرا بس است کہ ملک سادست آہ
حوالتم بفک کردہ اند روز نخست
ملکہ نیست علیا است مسکن و ماہ
اگر جہاں ہمہ تعمیر من کند چہ غے
منم مسیح ز مان و نم کلیم
نہ بلع است کہ بتر ز بلع کمر
از ان پس پریدم بول کہ دنیا
مرا بگلشن رضوان حق شدت گم
کمال پای صدق صفا کہ گم شدہ
مرغ از سخم ایکہ سخت بے غہ
کسی کہ گم شدہ از خود خویشت
نیادم نہ چہ جنگ کار دارم
بجاک ذلت و من کسان رضا
در دین من ہمہ نر از محبت تو
بجز اسیری عشق رخسارانی
عنایت و کرشم پرورد مرا
بکار خاہ قدرت ہزار ہا
بیادم کہ رو صدق را دور
بیادم کہ در علم و رشد

و صدق الخفاف - و فیه
هو یهب السکینه
رب - و سبیتہ -

القلوب

سینف

لام احمد صاحب قادیانی
و علیہ الصلوٰۃ والسلام -

بدین خطاب مرا ہرگز التفات نمود
بتاج و تخت زمیں آرزو نمیدارم
مرا بس است کہ ملک ما بہت آید
حوالہ بفلک کردہ اندر روز نخست
ملکہ جنت علیا است مسکن و ماوا
اگر جہاں ہمہ تحقیق من کند چہ غمی ؟
منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
نہ بلعم است کہ بدتر ز بلعم کن نادان
از ان قلمس پریدم بروں کہ دنیا نام
مرا بگلشن رضوان حق شدست گذر
کمال پاک صدق و صفا کہ گم شدہ بود
مرج از سنم ایکہ سخت بے خبری
کسی کہ گم شدہ از خود خویش پیوست
نیادم نہ بے جنگ کارزار و جہاد
بجاک دلت و من کسان رضا دادیم
دردن من ہمہ نر از محبت خود نیست
بجز اسیر غی عشق رخسار ہانی نیست
عنایت و کرشم پرورد مرا ہر دم
بکار خاد قدرت ہزار نقش اند
بیادم کہ رو صدق را در خشت انم
بیادم کہ در علم و رشد بخت ایم

چہ بجرم من چو جنس حکم از خدا باشد
نہ شوق افسر شاہی بل مرا باشد
کہ ملک و ملک زمین با عا کجا باشد
کنوں نظر متاع زمیں مرا باشد
چرا بجز بلہ این نشیب جا باشد
کہ با من ست قدر کرد و العلی باشد
منم محمد و احمد کہ مجتبی باشد
کہ جنگ او بکلیم حق از ہوا باشد
کنوں بکنگہ عرش جلے ما باشد
مقام من چمن قدس و صفا باشد
دو بارہ از سخن و عظمین پیا باشد
کہ اینکہ گفتہ ام از وی گہر یا باشد
ہر آنچه از دہش بشنوی بجا باشد
غرض ز آدمم درس اتقا باشد
بدین غرض کہ برستی بقا باشد
کہ در زمان ضلالت از وضیا باشد
بدرد او ہمہ امراض را دوا باشد
بر مینا اش اگر ت چشم خویش و ا باشد
گر تخی و جمال ز نقش ما باشد
بدستان برم آرا کہ پارسا باشد
بجاک نیز نمایم کہ در سما باشد

سرکار نہیں کیا
سومال پہلے عرب
پشاور ہی رسول
تم نے احمد کو غور کا
مانتے ہوئے تصویر
کی دو بھٹیوں کا تو
رسوگایا ملوا
وان کا نوا
بلحقوا بلہم
سچ کہ جس طرح نبی
قوم میں بھی آپ
قانون قدرت کے
لایا یاد سے کیوں
کہ انہی کی وجہ
بہشت ثانی کے
پہنچا لیا ہوا
آبارع میں صفہ
شخص کا دنیا پر
ادنیٰ کریم میں کہ
رکتے میں جید
صغیر ۱۰۶۱
میں دفن کیا جا
کر کی قبر نہیں

آؤ لوگو کہ ہمیں فوراً پاؤ گے چوتھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

میرزا رفیع الدین

یعنی

دن کے انداز ہر شب پر

نمبر دوم

بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء

جلد ۱۴

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ

سید محمد رفیع الدین

فہرست مضامین

تذکرہ سالانہ

۱۸۴ - ۹۱

کلیفہا

نو تمہیں طہر تہی کا بتایا ہے

ایک حکایت

نظم

نمبر ۳۰۰

پرل ۱۹۱۵ء

ادی الثانی ۱۳۳۳ھ

سورۃ النور

ضامین

۹۱ - ۱۸۴

سرکار نہیں۔ کیا کوئی، خود کا نام لیا اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے کہ اگر اس زمانہ کا بڑا مفسر و
سوسائٹی کے عرب میں پیدا کیا جاتا تو او جمل سے جہالت میں نہ رہتا اور کیا اگر اس زمانہ کا مفسر
پشیا لوی رسول برقی کے وقت کو باقوسید کذاب کی طرح ایک غلامی نہ کرتا؟ دوستو! جہاں
تم نے آخر کو غم کا کال بروز مانا ہے وہاں خود سے پھریں اور غم کے سرکین کا کال بروز
مانتے ہوئے تمہیں کو کسی بات روکتی ہے۔ اور پھر اس پر بھی تو غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم
کی دو بعثتوں کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے جیسا کہ آج ہے ہوا الذی بعثنی الامیین
رسوگا یتلو علیہم ایۃ ویذکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ
وان کانوا من قبل لغی ضلال مبین ۵۔ و آخر میں منہم لمتا
یلحقوا بہم وهو العزیز الحکیم۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا
ہے کہ جس طرح نبی کریم کو آئیں مبعوث کیے والوں میں رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اسی طرح ایک اور
قوم میں بھی آپ کو مبعوث کیا جائے گا جو ابھی تک دنیا میں پیدا نہیں کی گئی۔ لیکن چونکہ یہ
قانون قدرت کے خلاف ہے کہ ایک شخص جب فوت ہو جاوے تو اسے پھر دنیا میں
لایا جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے متعلق قرآن کریم میں صاف فرمادیا ہے
کہ انہم کلید جعون پس یہ وعدہ اس صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ جب نبی کریم کی
بعثت تالی کے لینے ایک ایسے شخص کو چنا جاوے جس نے آپ کے کلمات نبوت سے
پورا بعد لیا ہو اور جو حسن اور احسان اور ہدایت خلق اللہ میں آپ کا شاہد ہو اور جو اپنی
اتباع میں مقتدر آگے نکل گیا ہو کہ جس آپ کی ایک زندہ تصویر بن جاوے تو بلاشبہ ایسے
شخص کا دنیا میں آنا خود نبی کریم کا دنیا میں آنا ہے اور چونکہ شاہد تاسر کی وجہ سے موجود
ادنیٰ کریم میں کوئی باقی نہیں رہی حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم
رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ صمد وجودی وجودی اور غیر علیہ السلام
صغیر ۱۷۱۔ اور حدیث میں بھی آتا ہے کہ حضرت نبی کریم نے فرمایا کہ مسیح موعود میری قبر
میں دفن کیا جاوے گا جس سے میری ہر آدھ نہ ہوگی ہوں۔ یعنی مسیح موعود نبی کریم سے الگ
کوئی غیر نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو موعود کی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا تاحیات اسلام

کلام پر اگر سے اور هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہر
 علی الدین کلہ کے زمان کے مطابق تمام ادیان باطل ہیں تمام حجت کر کے اسلام کو دنیا
 کے کوئی تک پہنچا دے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ
 قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو آنا دیا اپنے وہہ کو پورا کہہ دے جو اس نے آخرین
 منہجوں کے بحقوا بہم میں فرمایا تھا یہیں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ مسیح موعود
 نے خود خلیل اللہ ص ۱۸۰ میں آیت آخرین منہج کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ
 وہ کس طرح منہج کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو اگر رسول کریم آخرین میں موجود نہ ہوں
 جیسا پہلوں میں موجود تھے؟ پس وہ جس نے مسیح موعود اور نبی کریم کو دو وجودوں
 کے رنگ میں دیا اس نے مسیح موعود کی مخالفت کی کیونکہ مسیح موعود کا ہے صار وجودی و حقیقی
 اور جس نے مسیح موعود اور نبی کریم میں تفریق کی اس نے بھی مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف
 قدم مارا کیونکہ مسیح موعود صاف فرماتا ہے کہ من فرق یعنی وہ میں ملحقیت ہے جس
 عرفی و ممالکی، و کھو نبلہ الدار ص ۱۸۰ وہ جس نے مسیح موعود کو شکلی نبی کریم کی ہشت
 ثانی نہ جلا اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن بکار بکار کہہ رہا ہے کہ محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم پھر دنیا میں آئے گا۔ پس ان سب باتوں کے سمجھ لینے کے بعد اس بات میں کوئی
 شک باقی نہیں رہتا کہ وہ جس نے مسیح موعود کا انکار کیا اس نے مسیح موعود کا انکار نہیں کیا
 بلکہ اس نے اس کا انکار کیا جسکی ہشت ثانی کے وہہ کو پورا کرنے کے لیے مسیح موعود ہوش
 میں آئے اس نے اس کا انکار کیا جس نے آخرین میں آؤ تھا اور پھر اس نے اس کا انکار
 کیا جس نے اپنی قبر سے اٹھ کر سب وعدہ پورا دینی قبر میں جانا تھا پس اسے نامان و تو مسیح
 موعود کے انکار کو کوئی سہولت بات نہ جان کیونکہ محمد نے اپنے ہاتھوں سے اپنی نبوت کی
 جا اور اس پر طاعت ہے اور اگر تیرا دل فیروں کے پنجے میں گرفتار ہے اور انکی محبت
 تجھے چین نہیں لینے دیتی تو جا پہلے آخرین منہج کی آیت قرآن سے کمال پسینہ
 اور پھر جو تیرے دل میں آئے کہ کیونکہ جینک۔ آیت قرآن کریم میں موجود ہے اس وقت
 تک تو مجھو ہے کہ مسیح موعود کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں قبول کرے اور یا مسیح موعود سے ارتداد کی

ہی الجماعۃ یعنی
 جائیں گے سوائے ایک کے
 میں پڑ گئے اور ایک جنت
 کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے
 مسیح موعود کی جامعیت جنت
 بات بالکل ظاہر ہے کہ ہر
 کا پہلا مذہب دیا ہے کہ
 موعود کے آنے کے بعد
 جا دیں گے؟ اور پھر
 ایسا رچیل مسلم
 (دور اورد) یعنی رسول
 کا ذکر کیا پس اگر وہ کافر تو
 سچے مسلمان کو کافر قرار
 پانچ کافر تو ہی لگا ہے کہ
 موعود کو سچا نہیں جانتا
 منتہی علی اللہ ہے اور
 پتہ لگا کہ معرفت وہ لوگ
 و مسیح موعود کو نہیں
 پھر ایک حدیث میں ہے
 مسیح موعود کوئی ملک
 حدیث مذکورہ کے
 تشریح فرماتے ہیں
 ہے تو مسیح موعود کا

سولہ ما الہدی و دین الحق لیظہر
ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا
کی کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ
راہِ انوار اپنے دھرم کو پورا کرے جو اس نے آخرین
نبی اپنی طرف سے نہیں کتا بلکہ مسیح موعودؑ
منہم کا ذکر کرتے ہوئے قریر فرمایا ہے کہ
اگر رسول کریم آخرین میں موجود نہ ہوں
تو مسیح موعودؑ اور نبی کریمؐ کو دو وجودوں
کا کہنا مسیح موعودؑ کہتا ہے صادر وجودی وحی
اس نے بھی مسیح موعودؑ کی تعلیم کے خلاف
من فرق بینی و بین المصطفیٰ جن
موجود جس مسیح موعودؑ کی شکل نبی کریمؐ کی ہشت
کو کہ قرآن بکار بکار کر رہا ہے کو محمد صلی اللہ
کے تھے لینے کے بعد اس بات میں کوئی
کا کیا اس نے مسیح موعودؑ کا انکار نہیں کیا
محمد کو پورا کرنے کے لیے مسیح موعودؑ ہوا
میں آؤ تھا اور پھر اس نے اس کا انکار
ماقر میں جانا تھا پس اسے نامان آؤ مسیح
نے پہنے اتھوں سے اپنی نبوت کی
کے بچے میں گزرا ہے اور انکی حجت
ہوئی آیت قرآن سے کمال پسینک
آیت قرآن کریم میں موجود ہے اس وقت
کی کہ وہ اور یا مسیح موعودؑ سے ادا کی

یہ حوالہ صفحہ 26 پر درج ہے

از مرزا بشیر احمد

کلمۃ الفصل

جلد ۱۲

۱۲۶

ہی الجماعۃ - یعنی میری امت تشریفوں پر منقسم ہو جائیگی وہ سب فرقہ دوزخ میں
جائیں گے سوائے ایک کے - اور معاویہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ تشریف دوزخ
میں پڑ گئے اور ایک جنت میں جائیگا اور وہ جنت میں جہنم والے جماعت کا فرقہ ہوگا - اب
کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کا ماننا جو ایمان نہیں ہے - اگر ایسا ہے تو کیوں
مسیح موعودؑ کی جماعت جنت میں جائیگی اور مسیح موعودؑ کے منکر قبول نبی کریمؐ فی الہا ہونگے -
یہ بات بالکل غلط ہے کہ ہر ایک وہ بات جس پر نجات کا واسطہ ہے جو ایمان مولیٰ ہے کیونکہ نجات
کا پہلا ذریعہ ایمان ہے پس اگر مسیح موعودؑ پر ایمان لانا جو دھابلی نہیں تو کیا وہ ہے کہ مسیح
موعودؑ کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہے اور کیوں مسلمانوں کے بتر فرقے آگ میں ڈالے
جاویں گے ؟ اور ہر حدیث میں آتا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اے ہمارے جلیل المسلم اکفر رجلاً خان کمان کا شہداء والا کمان ہوا کمان
(ابوداؤد) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے کسی مسلمان کو
کافر کہا پس اگر وہ کافر نہیں تو وہ خود کافر ہو جائیگا - اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ایک
سچے مسلمان کو کافر قرار دینے سے انسان خود کافر ہو جائیگا - ابن کون نے مسیح موعودؑ
ہاکنر کا فتویٰ لکھا ہے ہم انکو کس طرح مومن جان سکتے ہیں - اور ظاہر ہے کہ ہر ایک وہ شخص جو مسیح
موعودؑ کو سچا نہیں جانتا وہ آپ کو کافر قرار دیتا ہے کیونکہ اگر مسیح موعودؑ سچا نہیں ہے تو خود ہاشم
مفتی علی اللہ ہے اور مفتی علی اللہ قرآن شریف کی رو سے کافر ہوتا ہے پس اس حدیث سے
پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ کافر ہیں جو صاف طور پر مسیح موعودؑ ہاکنر کا فتویٰ لکھتے ہیں بلکہ ہر ایک مسیح
جو مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا وہ آپ کو کافر قرار دیکر جو جب حدیث مسیح موعودؑ کافر ہو جائیگا - قدر
پھر ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعودؑ میری قبر میں دفن ہوگا جسکے یہ معنی ہیں کہ
مسیح موعودؑ کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ وہ میں ہی ہوں جو بروزی طور پر دنیا میں آؤں گا اور
حدیث مذکورہ کے یہ معنی ہیں اپنی حجت سے نہیں کیے بلکہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے اسکی ہی
تشریح فرمائی ہے حافظ برکشتی فرح صفحہ ۱۰۱ - اب معادلہ صاف ہے اگر نبی کریمؐ کا انکار کرے
ہے تو مسیح موعودؑ کا انکار بھی کفر مونا چاہیے کیونکہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں

یہ حوالہ صفحہ 26 پر درج ہے

کلمۃ الفصل صفحہ 146-147 از مرزا بشیر احمد

بلکہ وہی ہے اور اگر سچ موعود کا منکر کا فریبیا تو موعود اللہ نبی کریم کا منکر بھی کا فریبیا نہیں کیونکہ
یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی جنت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں پہلی
حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت آوی اور اکل اور اشر ہے آپ کا انکار کفر ہو۔

باب پنجم

اس باب میں حضرت خلیفہ اول کے فتاویٰ در بارہ مسند کفر و اسلام مدح کیے جائیں گے
آس بات کا پتہ لگے کہ وہی علیہ السلام پر ایمان لانے کے دعویٰ میں کون پہلے ہے اور کس کا دعویٰ
حق اور مصلحت وقت پر مبنی ہے۔

سورانیج ہو کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول کے مولیٰ پیش ہوا کہ جو غیر احمدی مسلمان ہیں
پرچے کہ ہماری اہل تمہارا کیا خیال ہے اسے کیا جواب دیا جاوے۔ فرمایا ”لا الہ الا اللہ کے
ماننے کے نیچے خدا کے سارے اموروں کے ماننے کا حکم آتا ہے۔ اللہ کو ماننے کا یہی حکم ہے کہ
اسکے سارے حکموں کو مانا جاوے۔ اب سارے اموروں کو ماننا لا الہ الا اللہ کے معنیوں
میں داخل ہے حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت مسیح ان سب کا ماننا اسی
لا الہ الا اللہ کے تحت ہے حالانکہ انکا ذکر اس جگہ میں نہیں ہے۔ قرآن مجید کا ماننا سیدنا
حضرت محمد فاطمہ البتین پر ایمان لانا۔ قیامت کا ماننا سب مسلمان جانتے ہیں کہ اس جگہ کے مفہوم
میں داخل ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نیک ماننے ہیں لیکن وہ
اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے
ومن اظلم من افتری علی اللہ کذباً اور کذب بالحق لہما جادوا۔ دنیا
میں سب بڑھ کر ظالم وہی ہیں ایک وہ جو اللہ پر افترا کرے۔ دوم جو حق کی تکذیب کرے پس
یہ کہنا کہ مرزا نیک سم اور دعاوی میں جھوٹا گویا اور وظلمت کو جمع کرنا ہی
جو ناممکن ہے۔“ یہ مضمون چھپ چکا ہے دو یکھو بر نمبر ۱۹ جلد ۱۰ مورخہ ۹۔ ماہ سنہ ۱۳۷۱
پھر ایک دفعہ اور وہ ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ بعض غیر احمدی

منتقل اور متبعی ہو تو ان کا
ہو کہ ہے وہ نبوت کی حرکت
تمہاری نبوت کا نقل ہے نہ
نبوت گشتیا قسم کی نبوت۔
علی نبوت کے لیے یہ فرد
من تو شدم تو من شدی
جس کی کلاوت کو کس کے
کہ نبی کریم مسلم کی نبوت
جب لعل کا یہ تھا فاسد
ہے تو وہ نادان جو مسیح
نبوت کے لئے ہے وہ
شان پر حکم کیا ہے جو تھا
سچ موعود کی نبوت پر
کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں
نبوت کا یہ بہت بلند ہے
مزدی نہ تھا کہ ان میں
اپنی استعداد اور کام
الترت نبوت علی جب اس
یہ کہہ کے پس علی نبوت
نہ گئے نہ حیا کہ نبی کریم
پیشہ مزدی نہ تھا کہ
کے لیے یہ مزدی نہ تھا
کلمات سے پورا حجت

مذہب اللہ نبی کریم کا منکر بھی کا نہیں کرتے
فرمودہ دوسری پشت میں جس میں یہ لکھا
اور اللہ ہے آپ کا انکار کفر ہے۔

مبحث

اور مسئلہ کفر و اسلام صحیح کہے جائیں گے
وہ دعویٰ میں کون پہلے ہے اور کس کا دعویٰ

لی میں ہوا کہ جو غرضی مسلمان ہم ہے
یا جادے۔ فرمایا "لا الہ الا اللہ کے
آج آج ہے۔ اللہ کو ماننے کا یہی حکم ہے کہ
وہ کو ماننا لا الہ الا اللہ کے معنی
ہوئی۔ حضرت مسیحؑ ان سب کا ماننا یہی
میں نہیں ہے۔ قرآن مجید کا ماننا سیدنا
مسلمان جانتے ہیں کہ اس کلمے کے معنی
حب کو نیک ماننے ہیں لیکن
جو جو نے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے
لکذب بالحق لہما جادوا۔ دنیا
دوم جن کی تکذیب کہے پس
لو یا نور و ظلمت کو جمع کرنا ہی
پر لہر ۱۹ جلد ۱۰ مورخہ ۰۹ ماہ سنہ ۱۴۰۱
دعوت میں پیش ہوا کہ بعض غیر احمدی

یہ حوالہ صفحہ 26 پر درج ہے

مسئلہ اللہ جتنی نبیوں کا دروازہ بند ہو گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا پس اب جو ظلی نبی
ہوتا ہے وہ نبوت کی ضرورت نہیں کیونکہ اسکی نبوت اپنی ذات میں کچھ چیز نہیں بلکہ وہ
تصدیق نبوت کا ظن ہے ذکر مستقل نبوت۔ اور یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا برہمنی
نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے یہ محض ایک نفس کا دھوکہ ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ
ظلی نبوت کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان نبی کریم مسلم کی ابتداء میں استعداد فرق ہو جاوے کہ
میں تو مہم تو من شری کے درجہ کو پہلے ایسی صورت میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
جیسے مکاتبات کو عکس کے رنگ میں اپنے اندر ترپا کر لیا کرتی تھی کہ ان دونوں میں قرب و افتراق
کر نبی کریم مسلم کی نبوت کی چادر بھی اس پر چڑھائی جائیگی تب جا کر وہ ظلی نبی کہلائیگا پس
جب اصل کا یہ تقاضا ہے کہ پہلے اصل کی پوری تصویر ہو اور اسی پر تمام انبیاء کا اتفاق
ہے تو وہ نادال جو مسیح موعودؑ کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اس کے معنی ناقص
نبوت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے کیونکہ اس نے "نبوت کی
شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبیوں کی سرحد ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت
مسیح موعودؑ کی نبوت پر شک کر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں
کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپؑ حضرت مسلم کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور اس ظلی
نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہرات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے ان کے لئے
ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام مکاتبات رکھے جاویں جو نبی کریم مسلم میں رکھے گئے بلکہ نبی کو
اپنی استعداد اور کام کے مطابق مکاتبات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت کسی کو کم۔ مگر مسیح موعودؑ کو
کرتب نبوت ملی جب اس نے نبوت عظمیٰ کے تمام مکاتبات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی
نبی کہلائے پس ظلی نبوت سے مسیح موعودؑ کے قدم کو پیچھے نہیں بٹایا بلکہ آگے بڑھا اور استعداد
نظم و احیاء کی نبی کریم کے پہلو پہ پہلو لکھوا کیا۔ اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ مسیح کے
لئے یہ ضروری نہ تھا کہ وہ نبی کریم کے تمام مکاتبات حاصل کر لینے کے بعد نبی بنایا جاتا۔ بلکہ وہ پہلے
کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ انکوئی کا خطاب تب دیا جاتا جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام
مکاتبات سے پورا راستہ لے لیتے اور پھر نبی تو یہ بھی کہوں گا کہ موسیٰ کے لئے بھی یہ ضروری نہ تھا

ارشاد علیہ السلام کا اسم مبارک اس فرض سے رکھا
اسے کہ اگر محمد رسول اللہ کے بعد کوئی اور نبی
رسول اللہ کا نام رکھ میں تو اس سے کٹ جائیگا
یہی اوصاف کا نام لینے سے باقی سب نبی خود
مردت نہیں ہے ان حضرت مسیح موعود
مردہ یہ کہ مسیح موعود کی بشت سے پہلے
بٹے گئے ہوں انبیاء مثل تھے مگر مسیح
میں ایک اور رسول کی زیادتی ہر گز
نہی کہ اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ
نے ملک جاتا ہے فرض اب بھی اسلام میں
ہے کہ مسیح موعود کی آنے سے محمد رسول اللہ کے
میں۔ طوہ اسکا گرم فرض حال بات
اس سے کٹ جائیگا کہ آپ آخر نبی ہیں
مردت نہیں ہیں آتی کیونکہ مسیح موعود
فرائض و عبادت و جوشی وجودہ غیر
مرفعی و ماسرخی اور اس سے ہے
مستحق کہ وہ نہیں مبعوث کرے گا جیسا کہ
وجود خود محمد رسول اللہ سے ہوا
اس سے ہم کو کسی نے کلمہ کی مردت
مردت میں آتی۔ قدر دانا

ان احادیث میں سلسلہ کے لغت و لفظ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے
تہذیب کے پہلے کلام میں شکی کی شان میں

یہ حوالہ صفحہ 27 پر درج ہے

۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء

شعر و سخن نظم راز اکمل آف گوپکے

امام اپنا عزیز و اس زمان میں	غلام احمد ہوا دارالامان میں
غلام احمد ہے عرش رب اکرم	مکان اس کا ہے گویا لامکان میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق	شرف پایا ہے نزع انس و جان میں
غلام احمد میا سے ہے افضل	بروز مصطفیٰ ہو کر جہان میں
غلام احمد کا خادم ہے جو دل سے	بلا شک جائیگا باغ جنان میں
قلبی دل کر جو جاتی ہے جاسن	یہ ہے اعجاز احمد کی زبان میں
بھلا اس مجھ سے بڑھ کر کیا ہو	خدا اک قوم کا مارا۔ جہان میں
نہم سے کام جو کر کے دکھایا	کہان طاقت حق یہ بیت وستان میں
محمد پھر اتر آئے ہیں۔ ہمیں	اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شہر میں
محمد دیکھتے ہوں جس نے اکمل	غلام احمد کو دیکھتے قادیان میں
غلام احمد مختار ہو کر۔	یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہان میں
قوی مدحت سرائی مجھ سے کیا ہو	کہ سب کچھ لکھ دیا راز بہان میں

خدا ہے تو۔ خدا جبر سے ہی واللہ
قرا رتبہ نہیں آتا بیان میں

انصار بدر

عکیم فضلہ بن صاحب قادیانی حال داد بھرو۔ پتہ اخبار کے حال پر چیت ہیرانی کی نظر
کھاتے ۴۰۰ اور ان کے واسطے خطہ عمارت اکبر سے کھاتے ۴۰۰۔ رات کے ۱۰

اخبار بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء

یہ حوالہ صفحہ 28، 27 پر درج ہے

حضرت مسیح موعود کا ایک نام مکتوب

[illegible]

انعام لاچندہ دفتر سرکاری دیگیں۔ بعد است انعام مفت
محمد حسین صاحب کلرک دفتر سرکاری دیگیں۔

پس کا خدا ہے کہ وہ اپنے پیغمبروں کی باتوں کو قبول فرماتا ہے۔

میں نے ایک نادر کتاب پائی۔ اس میں غلامی کے

یہ سب باتیں کہیں سے کہیں نہ آئیں گی۔

ایک مہینہ بیٹھ کر رہے تھے۔ وہ بار بار افسوس فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اس کا خیال نہ کر لیا تھا کہ جہان میں یہ کتنے

میں نے میرے بھائی کو اس کے کھانے پر روک دیا۔

19ء یہ حوالہ صفحہ 29 پر در

سوسائے کس طرح خالق کے۔ آخر اسی طرح اس نے ۱۳ مجاہدین

ہوئے تھے۔ بسا اکل چنیدیں جھوٹ ہو گئے۔ مگر وہ

سفر میں اول سے دوم چڑھ کر اسب چکر تاج
مظاہرہ ختم ہو چکی تھی۔ ابتدا مولوی عمر الدی صاحبانہور
اور مولوی محمد صاحب نے خاصہ - چار مولویوں

الرحمٰن! جو کہ وہ کہنے لگے۔ کہ اعدیوں کے سامنے
 روانہ کیا۔ اس پر لے جس۔ حال کہ وہ بار بار کہے

۱۔ اس وقت کے مولویوں کی حالت قابلہ یہ تھی کہ

نہ اسناد تجسیدہ۔ خلیفہ مظفر گڑھ۔ ۱۳۴۴ھ

اصل قادیان 22 فروری 24

اسلامیہ پریس علی

۹ جنوری کو خط سجدہ ہنگری میں بھیج دیا۔ خط میں لکھا تھا کہ:

محمد حسین صاحب کلک دفتر سرکاری دکن

آپ کا جو بیوکو دستا پہن کر میں بکھڑیں کہیں میں ملے کہ
میں ہی بہت شہینہ سلطان کا نام ہے جو ایسے دیکھتے

یہ کہانیاں اس خط پر مبنی ہیں کہ ان کے اسباب و اسباب کی
جس بات پر کہ ان میں سے کسی کے اسباب و اسباب کی

کرتے ہوئے سائنسدانوں کے اظہار کا یہ گہرا پیمانہ ہے۔ وہ ان کے مشاہدات
کو خشک جہتی اسیر بنا رہے ہیں۔ ہوسٹل کے ساتھ ساتھ ان کی حیثیت پر بھی
کڑی نظر ہے۔ ان کے اظہار کا یہ گہرا پیمانہ ہے۔

[illegible]

سید علی حسینی

۱۹ء یہ حوالہ صفحہ ۲۹ پر درج

حصہ دوم

جے

2015

2

میں نے

۱۸۰۰

2 فروری 1924ء

پراس قدر نامناسب زور دیا ہے اور اتنا مبالغہ سے کام لیا ہے کہ شریعت کی اصل روح سے وہ باتیں باہر ہو گئی ہیں۔ اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ کیا اس دور غارتوار کے درمیان کوئی فالتو جگہ نہیں پڑی جہاں چاہئے بلکہ نمازیوں کو مل کر کھڑا ہونا چاہئے تاکہ اول تو بچہ فائدہ جگہ ضائع نہ جاسے۔ دوسرے بچے ترقی واقع نہ ہو تیسرے بچے کو میوں کو یہ بہانہ نہ ملے کہ وہ بڑائی کی وجہ سے اپنے سے کم درجہ کے لوگوں سے قدامت کر لیا کرے ہو سکیں وغیرہ لگ۔ مگر اس پر اہل حدیث نے اتنا زور دیا کہ اس قدر مبالغہ سے کام لیا ہے کہ یہ مسئلہ ایک مضحکہ خیز بات بن گئی۔ اب گویا ایک اہل حدیث کی نماز ہو نہیں سکتی جب تک وہ اپنے ساتھ والے نمازی کے کندھے سے کندھا اور ٹخنہ سے ٹخنہ اور پاؤں سے پاؤں رگڑا لے ہوئے قدامت نہ کرے حالانکہ اس قدر قرب چاہئے مفید ہونے کے نمازیں خواہ مخواہ پریشانی کا موجب ہوتا ہے۔

(۳۴۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم: حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ سنی علماء کا واقعہ ہے کہ میں ایک دن مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم تشریف لائے اور مناد سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریف لے آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب علم وہی بھی آگئے۔ اور آتے ہی حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان کرنے لگے۔ اس پر مولوی عبدالحکیم صاحب کو جوش ہو گیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو کی ایک دوسرے کے خلاف آوازیں بلند ہو گئیں اور آواز کر کے سے باہر جانے لگے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ (یعنی اسے مومن اپنی آوازوں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کر) اس حکم کے سننے ہی مولوی عبدالحکیم صاحب تو فوراً خاموش ہو گئے اور مولوی محمد حسن صاحب تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش نکالتے رہے اور حضرت اقدس وہاں سے آنکھ ٹپکھ کر کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔

(۳۴۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم: یہاں غلام نبی صاحب سیٹھی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جبکہ میں قادیان میں تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئینہ کلمات اسلام تعین فرما رہے تھے حضرت صاحب نے جماعت کے ساتھ حضور فرمایا کہ علماء اور گدی نشینوں کی تالیف

کہ تمام مخالفتوں

ج

ال

لا

بمقام قادیان مطبع

انفس سے کام لیا ہے کہ شریعت کی اصل روح سے وہ
کے کہ کراؤں میں دو غازیوں کے درمیان وہ نہیں فالو کر رہیں
ہاں ہے تاکہ اول تو بے فائدہ جگہ ضائع نہ جاسے۔ دیکھ
یہ بہانہ نہ دے کہ وہ بڑائی کی وجہ سے اپنے سے کم درجہ
کی غیر ذلک۔ مگر اس پر اہل حدیث نے اتنا زور دیا کہ
محققانہ فیوض بات بن گئی۔ اب گو یا ایک اہل حدیث کی
غازی کے کندھے سے کندھا اور غنڈے سے غنڈہ اور
سے ملا کر اس قدر قریب کھائے منید ہونے کے

ملاحظہ فرمادہ راہم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ستن ظہر
اس واسطے کہ وہیں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبدالحکیم صاحب
موجود علیہ السلام بھی تشریف لے گئے اور حضورؐ کی قبر
اور آتے ہی حضرت مسیح موعودؑ سے حضرت مولوی
باقی بلور شکایت بیان کرنے لگے۔ اس پر مولوی
راکھ پر وہ کی ایک دوسرے کے خلاف آوازیں
اس پر حضرت اقدس نے فرمایا: لا ترفعوا اصواتکم
دن کو بھی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو، اس
موجود علیہ السلام ہو گئے اور مولوی محمد حسن صاحب
تھے ہیں اور حضرت اقدس وہاں سے اٹھ کر تلہر

غلام نبی صاحب سیٹھی نے مجھ سے بیان کیا کہ
مسیح موعود علیہ السلام آئینہ کمالات اسلام تعین
مظہر فرمایا کہ علماء وادری گدی نشینوں میں تبلیغی

یہ حوالہ صفحہ 29 پر درج ہے

محمد ایم اے

پیش بار اعلیٰ

الحمد لله والمنة
کہ تمام معانیوں پر الہی حجت پوری کرنے کیلئے
یہ رسالہ
جس کا نام ہے

البعین

لاتمام الحجۃ علی المناہین

بمقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فسلحین صاحب
مالک مطبع چھپرہ

شائع ہوا

قیمت ۵۰

جلد ۰۰

۱۵- دسمبر ۱۹۰۰ء

جو ہرٹی گورڈی نے میرے مقابل پر کی۔ کیا میں نے اس کو اس لئے بڑیا تھا کہ میں اس سے ایک منقولی بحث کر کے بیعت کر لوں۔ جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے سیح موعود کو کہنے بھیجا ہے اور مجھے بتلایا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کر دوں جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سنکر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق یقین پر بنا ہے اور وہ لوگ بھی اپنی مذہب کو چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شائع کر چکے ہیں اور اب انکو رجوع اللہ من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کونسا فائدہ مترتب ہو سکتا تھا اور جس حالت میں میں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کرونگا تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی

کہ پہلے آپ اسلام سے مرتد ہو جائیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی حدیث مذہب دھلی کے دوسرے غلط نکلا۔ لہذا اس غلطی کی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے احوال کے دوسرے کاذب ٹھہرے۔ پہلے اس سوال کا جواب دو پھر میرے پراعتراف کرو۔ اسی طرح احمدیہ کے داماد کے متعلق بھی شرطی پیشگوئی ہے اگر کچھ ایمان باقی ہے تو کیوں شرط کی انتظار نہیں کرتے اور یہ کیسے دیانت دہی کہ مہدی کتاب میں لیکھرام کے متعلق کی پیشگوئی کا ذکر بھی نہیں کیا۔ کیا وہ پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں ہوئی احمدیہ کی پیشگوئی کے مطابق میلاد کے اندر مر گیا یا نہیں۔ ابھی تک اس بات کو آپ کے معزز دوست ڈپٹی فوج حلیہ صاحب میرے استفسار پر بڑے یقین سے گواہی دی تھی کہ نہایت صفائی سے لیکھرام کے متعلق پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اب اسی جماعت میں ہو کر آپ تکذیب کرنے لگے۔ منہ

آلہذا اللہ ربی بک الله۔ قل انما
والنہی مملکۃ فی القرآن۔ ولقد
ہذا آراء افترآؤ۔ قل ان ہدی
انما فتخلفنا لک فتخلفنا لیتخلفک
عندہ۔ فبترآہ الله میتا قاتلوا وکان
قرآنکم آیتہ للناس ورحمۃ علی
نا انکم فاصت الرحمة علی شہ
ان شاکت ہوا لایبتر بانی

چاہا کہ شہادت کیا جاوے۔ زمین و آسمان بند
ایک ہنسی کی جگہ بنا رکھا ہے کیا یہ ہے جو
سے امام ہوتا ہے کہ تمام خدا ایک خدا ہے
سے تم میں ہی رہتا تھا کیا تمہیں میرے حالات
جس میں غلطی نہ ہو خدا کی ہدایت ہے۔ اور پھر
کملی فتح دی ہے تیسرے اگلے اور پچھلے گنا
سو خدا نے ان کے الزاموں سے اس کو
کو شہادت کر دے گا۔ اور ہم اس کو گور
تھانے وہ سچا قول ہے جس میں لوگ شک
تھے بہت سے حقائق اور صراحت اور ہر
اور قرآنی کر۔ تیرا بدگو ہے میرے پیش خدا
لے "یہ امام کہ ان شاکت ہوا لایبتر
کو مسلم سعادۃ نام نے ایک نظم گایوں
اس ہندو زادہ نے وہ الفاظ استعمال
نہ ہو ایسے الفاظ استعمال نہیں کر سکتا
شاکت ہوا لایبتر۔ سو اگر اس ہندو
مذہب تو سمجھ کر یہ خدا کی طرف سے نہیں

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ

یہ حوالہ صفحہ 29 پر درج ہے

اربعین نمبر 4 صفحہ 112 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 454 از مرزا صاحب

يُكَلِّمُ الْمُنَادِي وَيَخْسَرُ الْعَايِرُونَ. أَتَشْتَرِ الْعَلَوَةَ لِيُكْرِىَ. أَنْتَ قَبِيحٌ وَأَنَا مَعَكَ
سِرٌّ سِرٌّ. وَصَفْنَا عَنْكَ وَزَكَ الَّذِي نَقَطَ ظَهْرَكَ. وَزَعَمْنَا أَنَّكَ ذَكُورٌ يَتَوَكَّلُكَ
مِنْ دُونِهِ. أَتَشْتَرِ الْكُفْرَ. لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَى. غَدَسْتَ لَكَ يَدِي رَحْمَتِي
وَقَدَّرْتُ لِي. لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا. يَتَصَدَّقُ اللَّهُ فِي مَوَالِيهِ
كَتَبَ اللَّهُ لَا غُلَبِينَ أَنَا وَرُسُلِي. لَا مَبْدَأَ لِي بِكَسَابِهِ. اللَّهُ الَّذِي جَعَلَكَ السَّيِّئَةَ
ابْنَ مَرْيَمَ. قُلْ هَذَا فَضْلُ رَبِّي وَإِنِّي أَخِيرُ نَفْسِي مِنْ مُرُوبِ الْخَطِيئِ
يَا عَلِيُّ إِنِّي مَتَوَقِّفُكَ وَرَأْفَتُكَ إِنِّي وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ أَتَّبَعُوكَ قَوِيَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. نَظَرُ اللَّهُ إِلَيْكَ مَعْظَرًا. وَقَالُوا: أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا
قَالَ إِنِّي أَغْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ. وَقَالُوا كِتَابٌ مُنْتَهَى مِنَ الْكُفْرِ وَالْكَذِبِ. قُلْ
تَعَالَوْا نَذَعِ آيَاتَنَا وَأَبْنَاءَ كُفْرِهِمْ وَلَسَاءَ مَا وَصَّيْنَاكُمْ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْفُسُكُمْ شَرٌّ
لِنَفْسِهِمْ فَتَجْعَلُ آيَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ. شَكَرْتُ عَلَى رَبِّي هَيْعَةً مَنَافِيئَهُ وَ
تَجَمُّدًا مِنْ الْفَخْرِ. تَقَرَّرَ تَابُ إِلَيْكَ يَا دَاوُدَ عَاطِلٌ بِالنَّاسِ رِفْعًا وَنَسَاءً لِمُؤْمِنِي
وَأَنَارًا مِنْ تِلْكَ. كَرَّمَ اللَّهُ يَعْصِيكَ مِنَ النَّاسِ. لَدُّنَا يَا أَيُّهَا دَاوُدُ مَا يَسْتَهْزِئُونَ.

اور تیرا کام تجھے حاصل ہو جائے گا۔ اس دن حق آئے گا اور سچ کھولا جائے گا۔ اور جو خسران میں ہیں ان کا خسران ظاہر
ہو جائے گا۔ میری یاد میں نماز کو قائم کر۔ تو تیرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ ہم نے تیرا وہ
بوجھ اتار دیا جس نے تیری کمر توڑ دی۔ اور تیرے ذکر کو ہم نے بلند کیا۔ تجھے خدا کے سوا اوروں سے ڈراتے ہیں۔ یہ کفر
کے پیشوا ہیں۔ مت ڈر غلبہ تجھ کو ہے۔ میں نے اپنی رحمت اور قدرت کے درخت تیرے لئے اپنے ہاتھ سے لگائے۔
خدا ہم کو ایسا نہیں کرے گا کہ کافروں کا مومنوں پر کچھ لازم ہو۔ خدا تجھے کسی میدانوں میں فتح دے گا۔ خدا کا یہ تسلیم
نور ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ اس کے کلموں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہ خدا جس نے تجھے
مسیح ابن مریم بنایا کہ تیرے خدا کا فضل ہے اور میں تو کسی خطاب کو نہیں چاہتا۔ آئے عیسیٰ! میں تجھے وفات دوں گا
اور اپنی طوطا اٹھاؤں گا۔ اور تیرے تابعداروں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ خدا نے تیرے پر خوشبودا
نظر کیا۔ اور لوگوں نے دلوں میں کہا کہ اسے خدا کیا تو ایسے مفید کو اپنا خلیفہ بنائے گا۔ خدا نے کہا کہ جو کچھ میں چاہتا ہوں
تمہیں معلوم نہیں۔ اور لوگوں نے کہا کہ یہ کتاب کفر اور کذب سے بھری ہوئی ہے۔ ان کو کہہ دے کہ آؤ ہم اور تم اپنے
بیٹوں اور عورتوں اور عزیزوں سمیت ایک جگہ اکٹھے ہوں پھر مباحثہ کریں اور ٹھوٹوں پر منت مہیں۔ اگر آپ ہم یعنی اس
عاجز پر سلام ہم نے اس سے ولی دوستی کی اور غم سے نجات دی۔ یہ ہمارا ہی کام تھا جو ہم نے کیا۔ اسے داؤد اور لوگوں
سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر۔ کوئی حالت میں تم سے لگا نہیں تجھ سے راضی ہوں گا۔ اور خدا تجھ کو لوگوں کے

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 236 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 30 پر درج ہے

۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء

محافت میں پڑے جائیں گے
(بربر بلڈ ۲ نمبر ۳۳ مورخہ)

۱۹۰۶ء

”یا احمد بن ابی“

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

آئیے احمد بن ابی

فَقَسَمَ الصَّلَاةَ لِيَذْكُرَنِي أَنْتَ مَعِيَ وَأَنَا مَعَكَ
فِي النَّعْصِ ظَهَرَ لَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ يَتَذَكَّرُ
أَنْتَ الْأَعْمَلُ - فَحَسْبُكَ لَكَ بِدِينِي رَحْمَتِي
الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا يَتَذَكَّرُ اللَّهُ فِي مَوَاقِفِهِ
يَكَلِّمَانِيهِ - اللَّهُ الَّذِي جَعَلَكَ الْمُسَيِّمَ
أَجْرًا لَفَيْتِي مِنْ مَكْرُوبٍ الْخَطِيبِ
أَجَلَ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ تَوَكَّلْ الَّذِينَ كَفَرُوا
وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا
ثَابِتٌ مُتَمَكِّنٌ مِنَ الْكُفْرِ وَالْكَذِبِ - قُلْ
وَأَنبِئُكُمْ وَأَنفُسَكُمْ وَأَنفُسَكُمْ بِشَعْرِ
قُلْ - سَلَامٌ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ مَا قَدَّمْنَا وَ
أَوَّلُ مَا بَلَغَ الْفَأْسَ وَفَقَا وَحَسْبُكَ
لَا تَذْكُرُوا بِيَا قَوْمِي وَكَلَامًا يَسْتَفْهِرُونَ

پر کھولا جائے گا اور جو کسراں میں ہیں ان کا کسراں ظاہر
تیرے ساتھ ہوں تیرا ہمید میرا ہمید ہے۔ تم نے تیرا وہ
لنڈ کیا۔ تجھے خدا کے سوا اوروں سے ڈراتے ہیں۔ یہ گمراہ
قدرت کے درخت تیرے لئے اپنے ہاتھ سے لگائے
مقدار تجھے کئی میدانوں میں فتح دے گا خدا کا یتیم
کلموں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہ خدا جس نے تجھے
ب کو نہیں جانتا۔ اُسے عیسیٰ ابیسی تجھے وفات دوں گا
ی پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ خدا نے تیرے پر خوشنودا
لو اپنا خلیفہ بنائے گا۔ خدا نے کہا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں
بھری ہوئی ہے۔ ان کو کہہ دے کہ اؤ تم اور تم اپنے
بل کرین اور تم جو لوگوں پر رحمت بھیجیں۔ پورا ایم یعنی اس
ن۔ یہ ہمارا ہی کام تھا جو ہم نے کیا۔ اُسے داؤد اور لوگوں
کا کہیں تجھ سے راضی ہوں گا۔ اؤ خدا تجھ کو لوگوں کے

۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء ”دیکھیں آسمان سے تیرے کمرے پر ساؤں گا اور زمین سے نکالوں گا پر وہ تیرے
خلاف ہیں پکڑے جائیں گے“
(بدر جلد ۲ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۰۶ء جلد ۱۰ نمبر ۷۹ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۹۰۶ء ”يَا أَحْمَدُ بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ مَا رَمَيْتَ إِذْ وَهَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى -
لئے احمد خدا نے تجھے برکت رکھ دی ہے جو کچھ تو نے چلایا وہ تو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا۔
أَلَمْ تَحْنِ عَلَّمَ الْقُرْآنَ لِيَتَذَكَّرَ قَوْمًا عَا أَنذَرُ أَبَا قَوْمِهِ وَلِلْمُسْلِمِينَ
خدا نے تجھے قرآن سکھایا یعنی اس کے صحیح معنی پر نظر رکھے تاکہ تو ان لوگوں کو ڈرا دے جو کچھ اپنے لئے نہیں گئے (ان کا کہ
سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ - قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ -
مجرموں کی راہ مکمل ہائے میں معلوم ہو جائے کہ ان تجھ سے گزشتہ ہوتا کہیں خدا کی رحمت انہیں اور میں سب سے پہلے ان کے لئے لاؤں
قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا - كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ مُخْتَلِفٌ
کہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ اور باطل بھاگنے والا ہی تھا۔ ہر ایک برکت محمد
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَهُ وَتَعَلَّمَ - وَقَالُوا إِنَّ هَذَا
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی۔ اور کس کی کیر
إِلَّا الْخِصْلَانِ - قُلْ اللَّهُ شَعَرٌ ذَرَاهُ فِي خَوْضِهِمْ يُلْعَنُونَ - قُلْ
وہی نہیں ہیں کلمات قرآنی طرف بنائے ہیں محکمہ وہ خدا ہے جس نے یکتا تبارک کے پھر ان کو سوا کے ایک ہی میں ہرگز نہ ہو
إِنِ افْتَرَيْتَهُ فَخَبْرِي إِبْرَاهِيمَ شَدِيدٌ - وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى
اگر یہ کلمات میرا افتراء ہے اور خدا کا کلام نہیں تو ہم کس سخت سزا کے لائق ہوں اور میں انسان زیادہ تو کون عالم ہے
عَلَى اللَّهِ كَذِبًا هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ
جس نے خدا پر افتراء کیا اور مجھ کو بائد خدا وہ خدا جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔
يُظْهِرُ مَا عَلَى الْبَرِّينَ يَكْفُ - لَا مَسْئَلَةَ لِكَلِمَتِهِ - يَقُولُونَ أَتَى لَكَ
تو اس دین کو جو ہم کے دین پر غالب ہے خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں کوئی تھن کو بدل نہیں سکتا۔ اور لوگ کہیں گے کہ

لے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الاستفتاء صفحہ ۹۹ مشمولہ حقیقۃ الوحی - روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰
میں ایکس امام کا علی میں ترجمہ فرماتے ہوئے اس کی تاریخ ”۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء“ تحریر فرمائی ہے اس لئے اسے یہاں
درج کیا گیا۔ (مرتب)

لَهُ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ۔ اور خدا کا وعدہ پورا ہو گا۔ (ترجمہ از مر قب)

یہ حوالہ صفحہ 30 پر درج ہے

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 1541 از مرزا غلام احمد صاحب

۱۔ مکفر سے مراد مولوی ابوسعید محمد حسینؒ
 سامنے پیش کیا اور اس ملک میں مخفی کر کے
 یَسْتَحِقُّ۔ منہ (حقیقتہً مولوی)

۴۔ اس جگہ اہم مسئلہ درپے درپے دو امور ہیں جو غور سے
یہ اس زمانہ میں شائع ہو چکے ہیں جبکہ میری نسبت انھیں
تصاحب کا نام خدا تعالیٰ نے اہم و مبہم رکھا اور محض غرض ایک

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 6

[illegible]

نے مکتوبے مراد مولوی ابوسعید محمد حبیبی بٹالوی ہے۔ کیونکہ اس نے استفادہ لکھ کر تدریس میں کے سامنے پیش کیا اور اس ملک میں تکبیر کی آگ بھڑکانے والا تدریس میں ہی تھا۔ عَلَیْہِ سَلامٌ
یَتَذَقُّہُ۔ منہ (محنت) الامام محمد امجد شاہ۔ رومانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۳)

(حقیقتہ الہی صفحہ ۸۱ عاشقہ - روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۳)

۱۷۰۰ء میں جبکہ انوکھے مراد آباد کے دہلی مولوی ہے جو فوت ہو چکا ہے اور پیش گوئی ۲۵ برس کی ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے اور یہی زمانہ میں شائع ہو چکی ہے جبکہ میری نسبت منکر کا کوئی بھی ان مولوی کی حکومت سے نکلا تھا۔ مختصر کے نسخہ کا بالائی حصہ دیکھ کر مراد آباد کے صاحبزادہ خاندانی نے انوکھے مراد آباد کے ایک دوست دروازہ پلے کے یہ جو ہے دہلی جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ منہ (مختصر دہلی منصفہ حاشیہ۔ مدعیان غرضی جلد ۱ صفحہ ۸۸)

[illegible]

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 546 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 30 پر درج ہے

۱۔ یعنی اس شخص کو ہم کی موجودہ سوسائٹی کا دعویٰ ہے جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں کا قادیان کا رہنما والا ہے کیوں ہماری موجود سوسائٹی یا زمین میں معیشت نہ ہو جو سرزمین اسلام ہے۔ منہ (حقیقتہً الریح منغفومہ حاشیہ۔ رومانی تراویح جلد ۲ صفحہ ۱۵۵)

۲۔ الباس کے الفاظ فی المَدِیْنَةِ کا ترجمہ ”شہر میں“ حقیقتہً الدنیا کے پہلے ایڈیشن میں بھی موجود نہیں ہے۔ (مرتب)

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم نسخہ 547 از مرزا غلام احمد صاحب

بقیہ حاشیہ :-
عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا
کے لئے استعمال کر کے تا عیسائیوں
میں بھی ایک ہے جس کی نسبت اُس

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہار

أُولَئِكَ كَفَرُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. إِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ. تَوَكَّلْنَا أَجَبْتُ
 تمہارے متولی اور حکمل و دنیا اور آخرت میں ہیں جس پر تو غضبناک ہوئی غضبناک ہوتا ہوں اور جس کو خوش
 آجبت. مَنْ عَادَى وَلِيَّيَّ فَقَدْ اذْنَبَهُ لِلْحَرْبِ. إِنِّي مَعَ الرُّسُولِ الْكَوْمُ
 میں بھی محبت کرتا ہوں اور جو دشمن ہو سکے وہی سے دشمنی رکھیں گے کیلئے اس کو تنبیہ کرتا ہوں میں رسول کے ساتھ ہوں
 وَالْكَوْمُ مَنْ يَلْزُمُهُ وَأَعْطَيْتُكَ مَا يَدُورُ يَا نَبِيَّكَ الْقَرْجُ. سَلَامٌ عَلَيَّ
 اور اس شخص کو سلامت کہوں گا جو اس کو سلامت کرے۔ اور تجھے وہ چیزوں کا جو ہمیشہ پہلے پیش قدمی تھے ملے گی۔ اس
 ابنا اہمیت دے سنا فتنائے و تَجَبُّنَا مِنَ الْقَبِيحِ وَ تَعَزُّدُنَا بِذَلِكَ فَاتَّخِذْ دَائِمِينَ
 براہیم پر سلام۔ ہم نے اس سے صاف دیکھا کہ اس کی اور ہم سے نفرت دی۔ ہم اس امر میں اچھے ہیں۔ سو تم کس براہیم
 مَقَامٍ ابْنِ آدَمَ مَصْلَى دَايَا أَنْزَلْنَا قُرْآنًا مِّنَ الْقَوَانِينِ وَ بِالْبَحْرِ
 کے مقام سے عبادت کی جگہ بناؤ میں اس کو نہ پہلو ہم نے اس کو قایمان کے قریب آنا ہے اور میں ضرورت وقت
 أَنْزَلْنَا وَ بِالْحَقِّ نَزَّلَ هَدًى اللَّهُ وَ رَسُولُهُ وَ كَانَ أَمْرًا مَّفْعُولًا
 آنا ہے اور ضرورت کے وقت آنا ہے خدا اور اس کے رسول کا پیش گوئی پر رہی ہوگی۔ اور خدا کا ارادہ پورا ہونا ہی تھا۔
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَكَ الْيَسِيرَ ابْنَ مَرْيَمَ لَا يَسْقُطُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ
 اس حمد کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا ہے۔ وہ اپنے کاموں سے کچھ نہیں جاتا۔ اور
 هُمْ يَسْقُطُونَ وَ اذْكُرْكَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ ذَا سَمَانٍ سَمْتِ اُتْرَے پَر تِزَا
 لوگ پرچے ہاتھ ہیں۔ حمد اے تجھے ہر ایک چیز میں سے چن لیا۔ دنیا میں کئی تخت اترے پر تیسرا
 تَحْتَ سَبْ أَوْ بِرْ بَحَا يَا لِيَا. يُؤَيِّدُ ذَاتِ أَنْ يَطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ
 تخت سب سے اوپر چھایا گیا۔ یوئید ذاتِ آنِ یطْفئوا نورِ اللہ اَلَا إِنَّ حِزْبَ اللہ
 تخت سب سے اوپر چھایا گیا۔ ارادہ کریں گے کہ خدا کے نور کو بجھا دیں۔ خبردار ہو کہ انہما کا فعل جماعت ہی
 هُمْ الْفَالِبُونَ. لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَالِبُ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدُنِّي
 غالب ہوگا کچھ خوف مت کر تو ہی غالب ہوگا۔ کچھ خوف مت کر کہ میرے رسول میرے قریب ہیں کسی
 الْمُرْسَلُونَ يُؤَيِّدُ ذَاتِ أَنْ يَطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ يَا قَوْمِ هَيْهَاتُ اللَّهُ مَتِّعَهُ نُورُهُ
 سے نہیں ڈرتے دشمن ارادہ کریں گے کہ اپنے منہ کی چوہوں سے خدا کے نور کو بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو بڑا کرے گا

بقیہ حاشیہ:-

یسا یوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا پیرا رکھا ہے اس لئے مصطفیٰ الہی نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھ کر الفاظ کس عاجز
 کے لئے استعمال کرے تا یسا یوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جس سے عیسیٰ کو وہ خدا بناتے ہیں اس اُتست
 میں بھی ایک ہے جس کی نسبت اس سے بڑھ کر ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ منہ

(حقیقۃ الہی صفحہ ۸۶ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۹)

مَنْ قَرَّبَتْ بَيْنَ عَظِيمَةٍ
 میں ہوں مردوں میں سے کسی ایک کا شہر
 وَ فِي الْمَدِينَةِ يَنْظُرُونَ
 نکل کر بنایا۔ یہ لوگ تیری طرف دیکھتے ہیں
 تَاللَّهِ قَاتِلُونِي يُحِبُّكَ اللَّهُ
 میں ہوں کسی کو تا خدا بھی تم سے محبت کرے
 تَاللَّهِ وَ جَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ
 عذاب دینے کی طرف مردوں کو اور ہم نے جہنم کو
 سِلَ اَعْمَلُوا عَلَى مَكَائِدُكُمْ
 لوگ کہ تم اپنے مکانوں پر اپنے طور پر عمل کرو
 وَ يُلْقُونَ ذُرِّيَّتَهُمْ
 دیکھتا ہے کہ عمل غیر تقویٰ کے ایک ذرہ
 ذُرِّيَّتِهِمْ مُخِيطُونَ
 ان کے ساتھ جو تک لاسوں ہی شعلوں ہیں
 تَاللَّهِ وَ جَعَلْنَا جَهَنَّمَ عَمُودًا مِّنْ
 ایک مدت تک تم میں ہی رہت
 وَ لَا تَجْعَلْنَاهُ آيَةً
 اور ہم اس کو لوگوں کے لئے
 لَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ
 تھا۔ یہ وہی امر ہے جس میں تم
 تَاللَّهِ وَ لَا تَجْعَلْنَاهُ
 اور آخرت میں مبارک ہے

ان قادیان کا رہنے والا ہے۔ یسویں صدی ہجری
 حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۵
 میں بھی موجود ہیں۔ (مرتب)

حب

یہ حوالہ صفحہ 30 پر درج ہے

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 549 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 30 پر درج ہے

۵۔ مئی ۱۹۰۶ء روپا: ایک شخص نے ایک دوالی کو لا، اٹن کی ایک بوتل دی جو سرخ رنگ کی دوالی ہے اور بوتل بند کی ہوئی ہے اور اس پر کتیاں لپیٹن ہوئی ہیں۔ ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے مگر جس شخص نے دی ہے وہ کہتا ہے کہ یہ کتاب دینا ہوں۔ دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی تھی لیکن کہنے میں وہ شخص اس کا نام کتاب رکھتا ہے۔ اس وقت میں کہتا ہوں کہ اس کا وقت آگیا ہے۔ اس کو نوکر رکھا جائے، اور میں نے اس کتاب پر دستخط کر دیے ہیں۔ پھر امام بڑا۔

اللَّهُ يَعْلَمُنَا وَلَا نَحْكُمُ

(بدول جلد ۲ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۰۲ - الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۰۱)

۵ مئی ۱۹۰۹ء "پھر بہار آئی، تو آئے تلخ کے آنے کے دن

۱۰ (ترجمہ) تحقیق میں بزرگوں کے ساتھ ہوں۔ اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

۷۰ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ ہمیں اُدھانچا کرے گا ہم نیچے نہیں کئے جائیں گے۔

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 525 از مرزا غلام احمد صاحب

حضرت مولانا
خا
مدرسہ اسلامیہ
بہار

تَمَّا خَلَقْتَ الْإِنْسَانَ

جلد ۱۰ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۷۶ء صفحہ ۱

لاواٹن کی ایک بوتل دی جو سرخ رنگ کی دوائی ہے
 لہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے مگر جس شخص
 کی نظر کافی تیز تھی یکن کہنے میں وہ شخص اس کا نام
 لے۔ اس کو نوکر رکھا جائے۔ اور میں نے اس کتاب پر

روای جو میرے خاص خدمت گار ہیں۔

فکلیت

روشنی سے مغرب نہ ہوں گے

جلد ۱۰ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۷۶ء صفحہ ۱

آفس کے دن

وقت جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدت سردی
 اس کو بڑی میں بھیج کہتے ہیں۔

ہیں کہ ہمارے کہوں میں آسمان سے ہمارے
 وقت اور اس کے لوازم سے شدت سردی اور
 میں اطمینان قلب حاصل کرتا ہے یعنی انسان کو
 فتنی ہو جائے۔ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ فلاں قوم
 ہے فتنی اطمینان ہو گئی۔ اور یہ لفظ کسی خوشی اور
 ہے یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی

لوں کو پیدا کرتا۔

یہ حوالہ صفحہ 30 پر درج ہے

صاحب

کتابت و تالیف

سیر المہدی

حصہ سوم

«مرتب فرمود»

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

خا

لکھنؤ میں مولوی فاضل منشی فاضل قادیان

شائع کیا

ایڈیشن اول صفر ۱۳۵۸ھ اپریل ۱۹۳۹ء

نہیں نے ایسی ہیبت نہ کی تھی۔

خاکسار عروین کرتا ہے کہ مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم کے حضرت صاحب سے تہنیت تھیں جو غالباً حضرت غلیظہ اہل کے واسطے سے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب مرحوم نے ہیبت کچھ عرصہ بعد کی تھی۔ نیز خاکسار عروین کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالحکیم صاحب جماعت کے بہترین معرین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور غرض کھانی کے علاوہ ان کے بالوں میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت تھی جو سامعین کو مسح کر لیتی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد انیسل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود ۶۷۲ میل مسلمان سے بیعت نہیں کیا۔ احکام نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے غیب میں گوہ کھلنے سے انکار کیا۔ حدیث نہیں کھائی۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف نذرانہ اور ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ بیرون کی طرح مسلکی اور خیر نہیں رکھا۔ رائج الوقت درود و وظائف و شفا چسورہ۔ دعا گنج غفرش۔ درود تاج۔ حزب البحر۔ دوائے سربانی وغیرہ انہیں پڑھتے تھے۔

خاکسار عروین کرتا ہے کہ ذکر کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے بڑے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا۔ کیونکہ ساری جائیداد وغیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تاجا صاحب کا انتظام بنا۔ اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ ایک تنہا جہاد کے کام میں شہک رہے دوسرے آپ کے لئے بیج کا راستہ بھی خود دش تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی کہ بیج کریں۔ چنانچہ حضرت والدہ ماجدہ نے آپ کے بعد آپ کی طرف سے بیج ہل کر دیا۔ احکامات ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہوئے مگر ماموریت کے بعد جو عملی جہاد اور دیگر مصروفیت کے نہیں بیٹھے۔ کیونکہ یہ نیکیاں احکامات سے مقدم ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی۔ کہ آپ کسی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ البتہ حضرت والدہ ماجدہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں۔ اور تسبیح اور رکعتی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد انیسل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کی معمول میں مائی اور بیاتھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر زوہد یک سے آخر عمر تک بلکہ حدوت بھی پڑھ لیتے تھے۔ اور عینک کی حاجت محسوس نہیں کی۔ اور دائرۃ النکول کی یہ حالت

شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیے سو قسم ہے اُس ذات کی جس کی ہر ایک موافق اس شادی کے بعد ہر ایک آرام پہنچایا۔ کوئی باپ دنیا میں کی۔ اور کوئی والدہ پوری ہوشیار کر اُسے میری رکھی۔ اور جیساکہ کیا تھا کہ یا احمد اسکن اُنہ معاش کا علم کرنے کے لئے کو خانہ داری کے ہمتا کے لئے کو ایک استاد محمد کو اس شادی کے دامخ سخت کمزور تھا اور میں بہت ذرا بیٹیس اور دردمند دورانی پر بعض اوقات تشیخ قلب بھی تھا پیرانہ سالی کے رنگ میں میری دوستوں نے افسوس کیا۔ اودھا لوگوں کو دکھلا دیا ہے۔ جیسے انگریز وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی آپ بیاہٹ سخت کمزور ہو تو سب سے تعلق رکھتا ہے تو میں ا خوارق اور روحانی قوتوں کا

میرے گھر کے حضرت صاحب سے قریب تعلقات تھے۔ مگر مولوی صاحب مومن نے بہت کچھ عرصہ تک مولوی صاحب جہالت کے بہترین مقررین میں سے ایک کے طور پر ان کے خلاف غیر معمولی ضاحمت اور

جہالت کے لیے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود ص ۴۲ میں دی تسبیح نہیں رکھی میرے سامنے غیب میں کھائی صرف تذرانہ اودہ یہ قبول فرماتا وقت حدود و وظائف دشمنان چھوڑ دے (غیر) نہیں پڑتے تھے۔

جہالت تھیں کہ شروع میں آپ کے لئے مال داخل میں ہوا ہے اور اس صاحب کے اندر میں کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ ایک تحریک کا راستہ ہی محدود تھا تاہم آپ کی جہالت آپ کے بعد آپ کی طرف سے جہالت بڑھ چکی تھی مگر مادیت کے بعد جو قلمی جہاد کا فائدہ سے مقدم ہیں اور زکوٰۃ اس لئے حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی نہیں تھے۔

۴۴۳ جہالت کے بیان کیا کہ حضرت صاحب کی زندگی کے ساتھ تھے مگر نزدیک سے آخر عمر تک ان میں کی اور دائرہ آنکھوں کی یہ حالت

شادی میں مجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیے۔ ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ ہو گیا۔ سو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جہالت ہے کہ اس نے اپنے وعدہ کے موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بار شادی سے مجھے شہید و شہید رکھا اور مجھے بہت آرام پہنچایا۔ کوئی باپ دنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اس نے میری کی۔ اور کوئی والدہ پوری ہوشیاری سے دن رات اپنے بچے کی ایسی خبر نہیں لیتی جیسا کہ اس نے میری رکھی۔ اور جیسا کہ اس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ یا احمد! اسکن انت و زوجک الجنة۔ ایسا ہی وہ بجالایا۔ معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اس نے میرے لئے خالی نہ رکھی۔ اور خانہ داری کے ہتھکڑی کے لئے کوئی اضطراب اس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا۔ ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بے باعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت کمزور تھا۔ اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور دردِ مریض دورانیہ سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنجِ قلب بھی تھا۔ اس لئے میری حالت مرضی کا لحد تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔ اور ایک خط جس کو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے عزیز لوگوں کو دکھلا دیا ہے۔ جیسے اخویم مولوی نور الدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنۃ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ اپنے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بے باعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپ کی روحانی خوشحالی سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں اولیاء اللہ کے خوارق اور روحانی قوتوں کا منکر نہیں ہوں نہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھا رہا تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیر میرے سانس سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اند غشی کی سی حالت ہوگئی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اسکے بعد سے آپ کو باقاعدہ دودھ پڑنے شروع ہو گئے خاکسار نے پوچھا۔ دودھ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا لالہ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کچ جاتے تھے۔ خنجر منا گردن کے پٹھے۔ اور سر میں چکر ہوتا تھا۔ اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو ہمار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دودھ بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اسکے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی بنتی نہیں رہی۔ اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پوچھا اس کی پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سردی کے دھکے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھتے تھے والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دودھوں کے بعد چھوڑ دی۔ خاکسار عرض کرتا ہوں کہ یہ سبیت کے دعویٰ سے پہلے کی بات ہے۔

(اس دعایت میں جو حضرت مسیح موعود کے دوران سر کے دودھوں کے متعلق حضرت والدہ صاحبہ نے ہسٹیریا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کو وہ بیماری مراد نہیں ہے۔ جو علم طب کی رو سے ہسٹیریا کہلاتی ہے۔ بلکہ یہ لفظ اس جگہ ایک غیر طبی رنگ میں دندان سرد اور ہسٹیریا کی جزوی مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ جیسے کہ حصہ دوم کی دعایت نمبر ۲۲۵ و ۲۲۶ میں تشریح کی جا چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود کو حقیقتاً ہسٹیریا نہیں تھا چنانچہ خود حضرت مسیح موعود نے جہاں کہیں بھی اپنی تحریرات میں اپنی اس بیماری کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اسکے متعلق کہیں بھی ہسٹیریا وغیرہ کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی علم طب کی مدد سے دوران سر کی بیماری کسی صحت میں ہسٹیریا یا مراق کہلا سکتی ہے۔ بلکہ دوران سر کی بیماری کے لئے انگریزی میں غالباً ڈسٹیکو

کھاتا ہوں گذشتہ مجاہدین امت محمدیہ میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تہذیب و تمدن کا داعی و صاحب دینی کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی۔ انہ فی ملت تھے کہ میری روح کو ان کی حق موعود خاص چڑھے۔

پس ہم انصار الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر محمد محمد منیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غالباً ۱۹۰۸ء میں ایک دفعہ خارش کی تکلیف بھی ہوئی تھی۔ اس واقعہ کے بہت بعد ایک دفعہ ہمیں کہ فرماتے تھے کہ خارش دے کو کھانے سے اتنا لطف آتا ہے کہ بعض لوگوں نے کھلے ہے کہ ہر بیماری کا اجر انسان کو آفت میں ملے گا۔ سوائے خارش کے۔ کیونکہ خارش کا بیاد دنیا میں ہی اس سے لذت حاصل کر لیتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خارش کی تکلیف مرزا غلام احمد صاحب کی پٹیا پہ ہوئی تھی۔ جو غالباً ۱۹۱۰ء کا واقعہ ہے۔ اس کا ذکر روایت ۱۹۱۰ء میں بھی ہو چکا ہے۔

پس ہم انصار الرحمن الرحیم۔ محرم منشی نضر احمد صاحب کی پورے تھلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا۔ ۵۴۵

کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ رزق کی تنگی بسا اوقات ایمان کی کڑی کا موجب ہو جاتی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ دنیا میں مصائب اور مشکلات سے کوئی خالی نہیں رہتا کہ انبیاء علیہم السلام اور خدا کے اولیاء کرام بھی اس سے خالی نہیں رہتے۔ مگر ایمان اور اولیاء کی تکالیف کا سلسلہ مدعیان ترقیات کا باعث ہوتا ہے۔ اور دنیا داروں پر جو مصائب اور مشکلات کا سلسلہ آتا ہے وہ ان کی شامت اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے نیز فرمایا کہ جب تک مصائب و آلام بعبودیت انعام نظر نہ آئے ہوں گے۔ اور ان سے ایک لذت اور سرور حاصل نہ ہو۔ اس وقت تک کوئی شخص حقیقی مومن نہیں کہلا سکتا۔

پس ہم انصار الرحمن الرحیم۔ میاں نضر الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بذریعہ تحریر ذکر کیا کہ ایک ۵۴۶

دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھرنائے کے متعلق سوال کیا جنہوں نے فرمایا جس کو تم بخوابی میں دانتاھا کہتے ہو۔ بس اس میں تھرو ہوتا چلا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا کوئی میلوں کی بھی شرط ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ بس جس کو تم دانتاھا کہتے ہو۔ وہی سفر ہے جس میں تھرو ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں سیکھوان سے قادیان آتا ہوں کیا اس وقت نماز تھرو کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ بلکہ میرے نزدیک اگر ایک صحت قادیان سے نکل جائے تو وہ بھی تھرو کر سکتی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ سیکھوان قادیان سے غالباً چار میل کے فاصلہ پر ہے اور نکل تو شاید ایک میل سے بھی کم ہے۔ نکل کے متعلق جو حضور نے تھرو کی امانت فرمائی ہے۔ اس سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ

ایک شریف خاندان میں وہ میری شہاد بیوی کو خدا مبارک کر لیا۔ اور اس سے تھی کہ جب میں بعض اعراض اور امراض بلکہ قریب ہی وہ زمانہ گذر چکا تھا جب کہ گوشہ گزینی اور ترک دنیا کے اہتمام کے بوجھ سے طبیعت متغیر تھی۔ تو الہام ہوا تھا۔ ہر صبح یا بعد نوحہ

چند نوٹ۔ ہمارا خاندان جو ایک ریاض واقع ہوئی ہے کہ بعض بزرگ۔ ادیان کے بعض الہامات میں بھی اس بات کی حق سے آمیزش ہے۔ اور درحقیقت میں نے دیکھا کہ میرا سر حضرت فاطمہ ہوا ہے۔ اس سے بھی یہ اشارہ ہو رہا ہے۔ سبحان اللہ تبارک و تعالیٰ منک۔ یعنی سب پاکیاں خدا کے تیری بزرگی کو زیادہ کیا۔ آپ کے تیرے کیا جائیگا۔ یعنی جس طرح ابراہیم علیہ السلام کیونکہ الہام میں بار بار اس میں یہ الہام ہے۔ سلام علی ابراہیم فاطمہ و آمن مقام ابراہیم۔ جو جنت کی اور اسکو علم سے نجات دی۔ ہو تو تم اس مقام پر اپنا قدم جو وہ میرا

سید محمد علیہ السلام کو تہذیب القادریہ صاحب جیلانی کے
لامعہ کو ان کی حق کو خاص جو ہے۔

صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت سید محمد علیہ السلام
ہوئی تھی۔ اس واقعہ کے بہت عرصہ بعد ایک دفعہ میں کر
آئے تھے کہ بسن لوگوں نے کھلے۔ کہ میری کارجر
کو خارش کا بیمار دیکھا میں ہی اس سے لذت حاصل کر لیتا ہوں
اسلام کو خارش کی تعلیم مرزا غلام احمد صاحب کی پیش
کردہ بات میں بھی ہو چکا ہے۔

صاحب کیودرستوی نے مجھ سے بذریعہ تقریر بیان کیا۔
حق کی تسلی مسالوات ایمان کی کزودی کا موجب ہو جاتی
کوئی خالی نہیں بہانہ کہ انبیاء علیہم السلام اور خدا
یاد اور اولیاء کی مخالفت کا سلسلہ دعائی ترقیات
کات کا سلسلہ آئے ہے۔ وہ ان کی شامت اعمال کی جو
دست انعام نظر نہ آئے تھیں۔ اور ان سے ایک لذت
نہیں کھلا سکتا۔

سیکھائی نے مجھ سے بذریعہ تحریر ذکر کیا کہ ایک
تعلق سوال کیا حضور نے فرمایا جس کو تم خیالی میں
عوض کیا۔ کہ کیا کوئی میلوں کی بھی شرط ہے۔ آپ نے
جس میں قرار ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں
سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ بلکہ میرے نزدیک
تم ہے۔

شاہ جابریل کے فاصلہ پر ہے اور مثل توشاید ایک
متفرقات ہے۔ اس سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ

ایک شریف خاندان میں وہ میری شادی کر گیا اور وہ قوم کے سید ہو گئے۔ اور اس
جوی کو خدا مبارک کر گیا۔ اور اس سے اولاد ہو گئی۔ اور یہ خواب اُن آیام میں آئی
تھی کہ جب میں بعض اعراض اور امراض کی وجہ سے بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا
بلکہ قریب ہی وہ زمانہ گزر چکا تھا جبکہ مجھے دق کی بیماری ہو گئی تھی اور مباحث
گوشہ گزینی اور ترک دنیا کے اہتمامات تاہل سے دل سخت کارہ تھا اور عیالدار کی
کے بوجہ سے طبیعت متغیر تھی۔ تو اس حالت پر ملائکہ کے تصور کے وقت یہ
الہام ہوا تھا۔ ہر چہ پاید تو عروسے را ہمہ سماں کتم۔ یعنی اس

چہ خوف۔ ہمارا خاندان جو ایک ریاست کا خاندان تھا۔ اس میں عادتہ اللہ اس طرح پر
واقع ہوئی ہے کہ بعض بزرگ۔ ادیاں ہماری شریف سادات کی لڑکیاں تھیں چنانچہ خدا تعالیٰ
کے بعض الہات میں بھی اس بات کی طوط اشارہ ہے کہ اس عجز کے خون کی بنی فاطمہ کے
خون سے آمیزش ہے۔ اور درحقیقت دو کشف براہین صغیرہ صفحہ ۵۳ کا جس میں لکھا ہے کہ
میں نے دیکھا کہ میرا سر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مادر جہر بان کی طرح اپنی ران پر رکھا
ہوا ہے۔ اس سے بھی یہ اشارہ نکلتا ہے۔ الہام مندرجہ برہا میں صفحہ ۳۹ میں یہ بشارت
دی تھی۔ سبحان اللہ تبارک و تعالیٰ زاد مجدك۔ ینقطع آبلوك و یسبغ
منك۔ یعنی سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے۔ اس نے
تیری بزرگی کو زیادہ کیا۔ آپ سے تیرے باپ دادا سے کا ذکر منقطع ہو گا اور ابتدا خاندان کا ترجمہ
کیا جائیگا۔ یعنی جس طرح ابراہیم علیہ السلام اپنے نئے خاندان کا بانی ہوا۔ ایسا ہی تو میں
ہو گا۔ کیونکہ الہام میں بار بار اس عاجز کا نام ابراہیم رکھا گیا ہے جیسا کہ براہین صفحہ ۵۱
میں یہ الہام ہے۔ سلام علی ابراہیم صافینا و یحییٰ من النعم۔ تفرج فابذلک
فاتحنا و امن مقام ابراہیم مصطل۔ یعنی لئے ابراہیم تحیر سلام ہم نے ابراہیم سے مافی
جنت کی اور اسکو ہم سے نجات دی۔ ہم ہی اس بات سے خاص ہیں۔ پس اگر تم مقام مصطلہ چاہتے
ہو۔ تو تم اس مقام پر اپنا قدم جمودیت رکھو جو ابراہیم یعنی اس عاجز کا مقام ہے۔ منکلا

تھے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب آٹھے اُرد چاہا کہ ان کرکھے لگا
لیں۔ تاکہ ان کا شک دُھو مگر وہ اس وجہ سے کہ ناک پر رُخا تھا۔ پر سے پر سے کچھ
تھے۔ حضرت صاحب کہتے تھے۔ کہ شاید اسے تکلیف ہے اسلئے دُور ہٹنا ہے چنانچہ
کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اُرد وہ بڑے
بڑے کہتے تھے اُرد چونکہ میں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اسلئے ہم پاس کھڑے ہوتے تھے
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم نیچے لٹے تو حضرت
سبح موعود علیہ السلام خواہ کام کر رہے ہوں۔ یا کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے
پاس چلے جاتے تھے۔ کہ تا پسیہ دو اور آپ اپنے رومال سے پسہ کھول کر سرے
دیتے تھے۔ اگر وہ کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے
کہ میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہوں
کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا مل کا بنا ہوا ہوتا تھا
باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کٹارہ واسکٹ کے ساتھ باندھ لیتے یا کالج
میں بندھوا لیتے تھے۔ اور چابیاں اٹار بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو جو کسی
بعض اوقات تنگ آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت سراج
سعودی عمو مارشی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کریشاب جلدی
جلدی آتا تھا اسلئے ریشی ازار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور اگر وہ
بھی پڑ جائے تو کھلنے میں دقت نہ ہو۔ سوئی ازار بند میں آپ سے بعض وقت
گرہ پڑ جاتی تھی۔ تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

(۶۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک
دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سل ہو گئی اور چھ ماہ تک یہاں
رہے۔ اور بڑی نازک حالت ہو گئی۔ حتیٰ کہ زندگی سی ناامیدی ہو گئی۔ چنانچہ ایک
دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپ کے پاس آکر بیٹھے۔ اُرد کہنے لگے کہ دنیا میں یہی حال
ہے۔ بسبھی نے مرنا ہے۔ کوئی آگے نہ گزرتا ہے۔ کوئی پیچھے جاتا ہے اس لئے

(۳۶۹) کئی دفعہ حضرت آ
فرمایا کرتے تھے
کی وجہ سے بعض
حرمنا دیکھی جاتی
ہو جاتا۔ ٹھہرا ہوا
افعات زیادہ کا
کی ڈکارت میں
حضرت صاحبہ
کی رعایت میں
کا خیال ہے کہ
اندر بعض غلاماں
اسے بشیر کا
تھے کہ مجھے بہ
نہیں بلکہ اس
خاکسار عرض
زمانہ طالب علم
میں تمام صو
سلم ہی ہے
ان کا حضرت ا
ان کی واسطے
(۳۷۵) موعود علیہ السلام

(۳۶۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ سینے کی دھڑکن حضرت سید محمد علیہ السلام سے سننا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراقبہ بھی فرمایا کرتے تھے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دائمی منت اور شہانہ روز تعینیت کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی مصیبتیں عظامت پیدا ہو جاتی تھیں۔ تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرنے کی عدم رغبت ہو جانا، چکر دہل کا آنا، ہاتھ پاؤں کا ٹھنڈا ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلا ہے یا کسی تنگ ہو گیا بعض اوقات زیادہ دھڑکن میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگتا وغیرہ۔ یہ ہمسایہ کی ذکاوت میں یا تنہا کی علامات ہیں اور ہسٹیریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہی مریضوں میں حضرت صاحب کو ہسٹیریا کا مراقبہ بھی تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دوسری جگہ جو مولوی شریف علی گٹا کی روایت میں ہے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ یہ جو بعض انبیاء کے متعلق لکھا گیا ہے کہ انہیں ہسٹیریا تھا۔ غلطی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ ان کی تیزی کی وجہ سے ان کے اندر بعض علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو ہسٹیریا کی علامات سے ملتی جلتی ہیں۔ اسلئے لوگ غلطی سے اسے ہسٹیریا سمجھ لگ جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کو بھی یہی بخود پتہ تھے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ یہی عام حمارہ کے مطلق تھا ورنہ آپ علی طور پر یہ سمجھتے تھے کہ میرا ہسٹیریا نہیں بلکہ اس سے ملتی جلتی علامات ہیں جو ذکاوت میں یا شدتِ کلام کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ایک بہت قابل اور لائق ڈاکٹر ہیں چنانچہ ہر زمانہ طالب علمی میں بھی وہ ہمیشہ اسلئے نبروں میں کامیاب ہوتے تھے اور ڈاکٹری کے آخری امتحان میں تمام صوبہ پنجاب میں اول نمبر پر رہے تھے اور ایام ملازمت میں بھی ان کی لیاقت و قابلیت مسلمہ ہی ہے۔ اور چونکہ جو حضرت سید محمد علیہ السلام کے بہت قریبی مرید تھے وہ ہونے کے ان کو حضرت صاحب کی صحبت اور آپ کے علاج معالجہ کا بھی بہت کافی موقع ملتا رہتا تھا اس لئے ان کی حالتیں سب سامان میں ایک خاص وزن رکھتی ہے جو دوسری کسی رائے کو کم کر دیتی ہے۔

(۳۷۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت سید محمد علیہ السلام کے ناز میں گھر کے بچے کبھی شب بات و فیرو کے موقع پر پوچھ کر فرج کے

صاحب آئے اندھا کہ ان کو کنگے دگا
لوناک برائتا۔ پر سے پر سے کچتے
طیف ہے اسلئے قدر ہوتا ہے چنانچہ
کو اپنی طرف کھینچتے تھے اندھ پر سے
ن کیسا ہے اسلئے ہم پاس کھڑے ہوتے جاتے
ہے کہ جب ہم کچے ہوتے تو حضرت
کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے
پنے دھال سے پیہ کھول کر دے
مرا کرتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے
تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے
بڑے سار کا مل کا بن ہوا ہوتا تھا
و اسکوٹ کے ساتھ جھلوا لیتے یا کاج
کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو جو کسی
بیان فرماتی ہیں کہ حضرت سید
تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی
تاکہ کہنے میں آسانی ہو اور اگر وہ
لی ازار بند میں آپ سے بعض وقت
مندی۔

(۳۷۱) حضرت والدہ صاحبہ نے کہا ایک
ب کو بل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار
رہی نہ اُمیدی ہو گئی چنانچہ ایک
اندھ کہنے لگے کہ دنیا میں یہی حال
ہے۔ کوئی پیچھے جاتا ہے اس لئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے گورداسپور جاتے ہوئے شمال مغرب سے دہاں کو نئی جہان جو آپ کی تلاش میں قادیان سے ہوتا ہوا شمال دہاں میں آیا تھا آپ کے پاس کچھ پھل بطور وقفہ لایا۔ پھلوں میں انگور بھی تھے۔ آپ نے انگور کھائے۔ اور فرمایا انگور میں ترشی ہوتی ہے۔ مگر یہ ترشی نزلہ کے لیے مضر نہیں ہوتی۔ پھر آپ نے فرمایا ابھی میرا دل انگور کو چاہتا تھا۔ سو خدا نے مسیح دیئے۔ فرمایا۔ کئی دفعہ میں نے تجربہ کیا ہے۔ کہ جس چیز کو دل چاہتا ہے۔ اللہ اُسے ہدیا کر دیتا ہے۔ پھر ایک واقعہ سنایا۔ کہ میں ایک سفر میں جا رہا تھا۔ کہ میرے دل میں پونڈے لگنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مگر وہاں راستہ میں کوئی گن میسر نہیں تھا۔ مگر اللہ کی قدرت کہ لٹوڑی دیر کے بعد ایک شخص ہم کو مل گیا جس کے پاس پونڈے تھے۔ اس سے ہم کو پونڈے مل گئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اہل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنت دورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو یہی اطلاع دی۔ یہ بھی اور دورہ دو دن آگئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ مرزا سلطان احمد تو آپسی چار پائی کے پاس غاسوشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا۔ اور ایک جانا تھا اور کبھی ادھر بھاگتا تھا۔ اور کبھی ادھر کبھی اپنی بچڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا۔ اور کبھی پاؤں ڈبائے لگ جاتا تھا۔ اور گھبراہٹ میں اس کے والدہ کانپتے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہو گئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور غلات کو کشتش کرتے رہے اور سب نے

فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالا ٹک چلی گئی ہے۔ پھر میں تیغ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس کے بعد سے نے پوچھا۔ دورہ میں کیا ہوتا تھا تھے اور بدن کے پٹے کچھ جا ہوتا تھا۔ اور اس حالت میں شروع میں یہ دورہ سے بہت ایسی سختی نہیں رہی۔ اور کچھ دوسرے کوئی تکلیف نہیں تھی ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ نے کہا کہ اہل گن کی حیثیت کے دعویٰ سے پڑا (اس روایت میں جو متعلق حضرت والدہ صاحبہ بیمار سی مراد نہیں ہے۔ جو جگہ ایک غیر طبی رنگ میں استعمال کیا گیا ہے۔ دورہ میں تشریح کی جا چکی ہے۔ خود حضرت مسیح موعود نے جو ذکر کیا ہے۔ وہاں اس کے اور نہ ہی علم طب کی دوسے مراقب کہا سکتی ہے۔ بلکہ

بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ نادریان سے گورداسپور جاتے ہوئے جالندھر سے لاش میں قادیان سے ہوتا ہوا بٹالہ واپس آیا تھا کہ لایا۔ پھلوں میں انگور بھی تھے۔ آپ نے انگور رشی ہوتی ہے۔ مگر یہ ترشی نزلہ کے لیے مضر نہیں ہے۔ لاش میں انگور کو چاہتا تھا۔ سو خدا نے بھیج دیئے۔ یاد ہے۔ کہ جس چیز کو دل چاہتا ہے۔ اللہ اُسے سنہنایا۔ کہ میں ایک سفر میں جا رہا تھا۔ کہ میرے من پیدا ہوئی۔ مگر وہاں راستہ میں کوئی گناہ تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص ہم کو مل گیا۔ ہم کو پوچھنے لگے۔

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اہل علیہ السلام کو موت دوزخ و پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان علی علیہ السلام کو پوچھا۔ چہرا کے سامنے

والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس وقت میں نے اپنی چار پائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے پر ایک رنگ آتا تھا۔ اور ایک جاتا تھا اور وہ بھی بھی اپنی بچڑی آتا تھا کہ حضرت صاحب کی دل ڈبائے لگ جاتا تھا۔ اور گھبراہٹ میں اس کے

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب ہم ہو گئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے لی اہل غلات کو کشش کرتے رہے اور سب نے

یہ حوالہ صفحہ 31 پر درج ہے

تمام اے

فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھا رہا تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے آگئی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں چرخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہو گئی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس کے بعد سے آپ کو باقاعدہ دوسرے پڑنے شروع ہو گئے خاکسار نے پوچھا۔ دوزخ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا کہ پادشہ شہزادے ہوجاتے تھے اور بدن کے پٹے کچ جاتے تھے۔ خصوصاً گروں کے پٹے۔ اور سر میں چکر ہوتا تھا۔ اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دوسرے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اس کے بعد کچھ تو دوزخوں کی ایسی سختی نہیں رہی۔ اور کچھ طبیعت علوی ہو گئی۔ خاکسار نے پوچھا اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سردی کے دھڑک ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحبہ خود نماز پڑھتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوزخوں کے بعد چھوڑ دی۔ خاکسار عرض کرتا ہوں کہ یہ طبیعت کے علوی سے پہلے کی بات ہے۔

(اس روایت میں جو حضرت سیح موعود کے دوران سر کے دوزخوں کے متعلق حضرت والدہ صاحبہ نے ہسٹیریا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کو وہ بیماری مراد نہیں ہے۔ جو علم طب کی دوسرے ہسٹیریا کہلاتی ہے۔ بلکہ یہ لفظ اس جگہ ایک غیر طبی رنگ میں قدوائی سر اور ہسٹیریا کی جزوی مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ درہ جیسے کہ حصہ دوم کی روایت نمبر ۳۲۵ و ۳۲۶ میں تشریح کی جا چکی ہے۔ حضرت سیح موعود کو حقیقتاً ہسٹیریا نہیں تھا چنانچہ خود حضرت سیح موعود نے جہاں کہیں بھی اپنی تحریرات میں اپنی اس بیماری کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اس کے متعلق کبھی بھی ہسٹیریا یا دغیر کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی علم طب کی مدد سے دوران سہ کی بیماری کسی صحت میں ہسٹیریا یا مراق کہلا سکتی ہے۔ بلکہ دوران سر کی بیماری کے لیے انگریزی میں غالباً ڈیپری

یہ حوالہ صفحہ 31 پر درج ہے

سیرت الہدی جلد 1 صفحہ 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے

دوران سر اور کئی خواب اور تشنچ دل کی میادی دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چلو جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ میادی ذیابلیس ہے کہ ایک مدت سے دامگیر ہے اور بسا اوقات تھوڑو دفعہ رات کو پاؤں کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض منفعہ وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب سیر شال حل رہتے ہیں۔ بسا اوقات میرا یہ حل ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب زمین چڑھ کر اوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنے ظاہر حالت پر امید نہیں ہوتی کہ زمین کی ایک سیرھی سے دوسری سیرھی پر پاؤں رکھتے تک میں زندہ رہوں گا۔ اب میں شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مریضوں کے انجام کی نظری بھی موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکہ اکثر اہر جرات کر سکتا ہے اور وہ کس محنت کے بھروسے پر کہتا ہے کہ میری اتنی برس کی عمر ہوگی۔ حالانکہ ڈاکٹری تجاویز تو اس کو برت کے پنجہ میں ہر وقت پیسنا ہوا خیال کرتے ہیں۔ ایسی مریضوں والے مدقوق کی طرح گداز ہو کر جلد مر جاتے ہیں یا کابینکل یعنی سرطان سے ان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر جس زور سے میں ایسی حالت پر خطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مغتری کا کام ہے۔ جب میں بدن کے اوپر کے حصہ میں ایک میادی اور بدن کے نیچے کے حصہ میں ایک دوسری میادی دیکھتا ہوں تو میرا دل محسوس کرتا ہے کہ یہ وہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

میں محض نصیحتاً اللہ مخالفت علماء اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بد زبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں کھٹے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بد دعائیں کریں

وہ خدا جس نے تمام
اپنے فضل و کرم

ن

نام اس کا
دل بیدار
کفر کے زہر کو
غور کر کے اسے
خاکساری سے
قوم سے مت
سخت دل کی
ایک دنیا ہے

مطبع ضیاء الاسلام
بکراچہ

جماعت 75ء

یہ حوالہ صفحہ 32 پر درج ہے

اردبین نمبر ۴ نمبر ۴۷۱ صفحہ 17 ط 1471 از مرزا غلام احمد صاحب

وہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چادر
فیاض ہے کہ ایک مدت سے
یاد رکھنا چاہیے اور اس قدر
ہو رہے ہیں وہ سب کچھ مثال حل
نماز کے لئے جب زمین چڑھ کر اوپر
ہوتی کہ زمین کی ایک میٹھی سے دوسری
اب میں شخص کی زندگی کا یہ حال ہے
ہے اور اپنے مریضوں کے انجام کی
ت کے ساتھ کیونکہ افراد پر جوڑت
کہتا ہے کہ میری اتنی برس کی عمر
لے پھر میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال
راہ ہر کہ جلد مر جاتے ہیں یا کونین
کا کام ہے۔ جب میں بدن کے اوپر
مقتدر میں ایک دوسری بیماری دیکھتا
ہیں جن کی خبر جناب رسولی اللہ

کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ
ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہ طبیعت
کا ذہن سمجھتے ہیں تو آپ کو بھی
الگ میرے پر بدعائیں کریں

وہ خدا جس نے تمام زمین اور ذرہ ذرہ عالم علوی اور سفلی کا پیدا کیا اسی نے
اپنے فضل و کرم سے اس رسالہ کا مضمون ہمارے دل میں پیدا کیا۔

اور
اس کا نام
ہے

نسیم دعوت

نام اس کا نسیم دعوت ہے	آزادی کے لئے یہ رحمت ہے
دل ہمیں ار کا یہ درماں ہے	طالعوں کا یہ یار خلوت ہے
کفر کے زہر کو یہ ہے تریاق	ہر ورق اس کا جامِ صحت ہے
غور کر کے اسے پڑھو پیارو	یہ خدا کے لئے نصیحت ہے
خاکساری سے ہم نے لکھا ہے	نہ تو سختی نہ کوئی شدت ہے
قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو	آخر اس کی طرف ہی رحلت ہے
سخت دل کیسے ہو گئے ہیں لوگ	سر پر طاعون ہے پھر بھی غفلت ہے
ایک دنیا ہے مچکی اب تک	پھر بھی تو یہ نہیں یہ حالت ہے

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بمیروی
بنامہ ۱۹ فروری ۱۹۷۱ء چھپ کر شائع ہوا

کے تھیں ان کی مثال چھوٹی کی سی ہے کہ سخت نرم سیاہ۔ سیدہ پھر چکر کے اکٹھے رکھ دیو جائیں
 اگر کسی کتاب ایک لکھنا دیکھیں چھوٹی جی جس میں حقائق اور معارف تو ان کے اجزاء ترکیب دیگر
 تھے جس۔ جو بات روح القدس کی تائید سے بھی جانے اور جو الفاظ اس کے الفاظ سے ظاہر ہوتے ہیں۔
 وہ اپنے ساتھ ایک علامات رکھتے ہیں اور اس علامات میں بی ہونی شرکت اور توفیق ہوتی ہے۔ جو
 وہ ہوں کو اس پر قادر نہیں ہونے دیتی مگر یہ کتاب بہت بڑا نشان ہو گا۔
 حضرت مسیح کے بارہ میں جو ہم یہودیوں اور غریبوں کی کتبہ جنہوں کے جوابات دینا چاہتے ہیں
 اس طرز کے اختیار کرنے سے ہمارا علم ہو۔ کہ حضرت مسیح کی خدا کی باطن کی جلد سے مسیح کی خدا کی کاغذ
 ایک ظلم عظیم ہے۔ اور اس کے لئے کی قدرت ہے۔ کہ شروع سے ہی مسیح کی ایک طالب علم تھا۔ اس
 عقیدہ کی تائید کا ایک جو شہ جہ خدا نے اپنے لئے رکھا تھا۔ مگر میری شرکت میں ہی بات
 رکھی گئی تھی۔ چنانچہ پادری فخر صاحب نے اپنی کتاب میں رد اسلام میں شائع کیں تو
 سوشل اویسٹنٹ کا ذکر ہے۔ کہ مولوی گل علی شاہ صاحب کے پاس جو پاسے والہ صاحب
 خاص ہاؤس کے لئے لکھ کر دئے تھے پڑھ کر تھا۔ اس وقت میری عمر نوے سترہ برس کی ہو گئی
 جب یہ پاس کی کتاب حقیقتاً لکھی ہوئی تھی۔ ایک منہ ہونے جو میرا چمکتا تھا اس کی فادہ کو دیکھ کر
 اس کی پڑی تو دل کی گرتی تھی اس کے لئے کہ کیا اور بنایا۔ کہ اس کتاب میں جو چھتھی صفت کے اور کچھ نہیں
 ہے۔ تو میری زبان پر چلا ہے۔ اس وقت سے خدا نے اپنے اس جو شہ میں ترقی دی ہے۔ اور میرے
 راز کے بند ہیں یہ بات بڑی ہوتی ہے کہ اس آخر کے لئے کتاب کیا جائے۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہو۔ کہ
 اچھل جو نہیں چھ کر کے پڑی جاتی ہیں۔ وہی میری سخت مصروفیت دیتی ہے کہ باعث سببی۔ اور
 چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے ہی فرمایا ہوا تھا۔ کہ مسیح موعود کے لئے نمازیں مجھ
 کی جائیں گی۔ اس لئے اس طرح یہ عظیم الشان پیش گوئی پوری ہو رہی ہے۔ میرا وہ حال ہے کہ باوجود اس کے
 کہ وہ بیاریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں۔ تاہم اس کی مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے
 دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ چاہتے ہو مراقب
 کی جاری ترقی کرتی ہے اور وہ ان سرکار عودہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ تاہم میں اس بات کی پرواہ نہیں
 کرتا اور اس کام کو کرتے جاتا ہوں چونکہ ان چھوٹے چھوٹے موسموں میں۔ مجھے معلوم بھی نہیں ہوتا۔
 کہ دن کو رہتا ہے۔ اسی وقت خور ہوئی ہے۔ جب شام کی نماز کے وقت کے لئے پانی کا گونا گونا
 چلتا ہے۔ تو اس وقت مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کاش اتنا لباہون اور ہو جاتا۔ باوجودیکہ مجھے بہت سی

کی جاری ہے اور وہ کئی کئی دست
 افسوس ہی ہو کہ اس کا بھی کبھی
 تو بڑا جبر کے جلد چھوٹے کھا
 پتا کہتا ہوں کہ چھوٹے نہیں ہونا کہ
 طوت لگتا ہوا ہوتا ہے۔
 پس یہ تصنیف جو میں کرنا اصل
 نظریہ لائے پر کوئی تاویر ہو گا۔ اگرچہ
 پروتا کہ اس کا ہر جائز ہو گا۔ کہ کسی
 ہلے ایک دست نے اپنے خیال
 دی کہ وہ مصنفوں بلارہ۔ چھ
 میں پڑ گیا۔ اس کی عظمت اس کے
 اجملات نے اس کے بارہا ہونے کا
 پتہ لگایا۔ سینے ایک با ایک شرف
 کو کان پر گیا۔ تو عطرہ دکھاتا
 مکان میں بیٹھے ہوئے نہیں ہیں
 معلوم ہوگی۔ چنانچہ جب وہ مصنف
 سے کہتے تھے کہ اس کے پاس
 اس۔ اس کو پرستار ہے۔
 ہند کرنے کی توجہ کی گئی جس کے
 ہر صف علی صاحب شہابی کا
 نماز و عبادت کر کے ادا فرماتا
 حادق الملک بعدیل منہ آج
 (دیا) الملک جلد ۵ ملکہ
 یہ کہ فرما رہا ہے۔ عہد ہر
 اس کے کہ سخت دن کے سلسلہ

تم۔ سیاہ۔ سیدہ تھوڑی کر کے اکٹھے رکھ دو پھر مائیں
میں حقائق اور معارف و آرائی کے اجزاء ترکیب دیگر
نے اور حفاظت اسکے القاد سے ظاہر ہوتے ہیں۔
ادب میں ملی ہوئی شرکت اور قوت ہوتی ہے۔ جو
اب بہت بڑا نشان ہو گیا۔

شکوں کی نگہ بندیوں کے جوابات دینا چاہتے ہیں
سینک کی خدائی باطل کی جگہ سے کسی مذہبی کا عقیدہ
و شریعت سے کسی سیکرین ایک طالب علم تھا۔ اس
کو رکھا تھا۔ گویا میری مشرت میں ہی یہ بات
نے اپنی کتاب میں رد اسلام میں شائع کیوں تو
لی شاہ صاحب کے پاس جو پاسے والے صاحب نے
اس وقت میری عمر سولہ سترہ برس کی ہو گئی
میں نے اپنے جو پاسے والے صاحب کے پاس جو پاسے
بنایا۔ اس کتاب میں جو بجز نجاست کے اور کچھ نہیں
لے لے اس جو میں ترقی دی ہے۔ اور میرے
کے کو تیار کیا جائے۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہو کہ
وقت مصروفیت دینی کے باعث ہے۔ اور
خدا یا ہوا تھا۔ کچھ موعود کے لئے مائیں مجھ
ہو رہی تھیں۔ میرا جو حال ہے کہ باوجود اسکے
کی مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے
م کو کرتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاتے محرمات
ہو جاتا ہے۔ تاہم میں اس بات کی پرواہ نہیں
کرتا۔ مجھے معلوم بھی نہیں ہوتا۔
شام کی نماز کے وقت کے لئے پانی کا لونا رکھ دیا
نالبان اور ہوجاتا۔ باوجودیکہ مجھے اسبابی

کی بیماری ہے اور ہر قدر کئی کئی دست آگے ہیں۔ مگر صفت ہانڈا کی بھی حاجت ہوتی ہے۔ تو مجھے
افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوتی۔ اسی طرح جب مدنی کھانے کے لئے کسی مرتبہ تھوڑی
توڑا جو کر کے جلد جلد چننے لگے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھتا ہوں کھاتی جیتا ہوں۔ مگر میں
پرکتا ہوں۔ کہ مجھے پتہ نہیں ہو سکتا کہ کھا جاتی ہے اور کیا کھا رہا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی
طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔

پس یہ تصنیف جو میں کر رہا ہوں بڑی غروی چیز ہے۔ اور خدا نے چاہا تو یہ ایک نشان ہو گا جسکی
تخلیف لائے ہو گئی تا وہ ہو گا۔ اگرچہ یہ کتاب بظاہر کئی عجیب اور اعمال نظر نہ آتی ہو۔ مگر اسکی اشاعت
پر دنیا کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ کسی صاحب پر ہونے لگا تو اس کے لئے مغفرت لکھنا شروع کیا۔ تو
پہلے ایک دست نے اپنے خیال کے موافق کچھ خوشی ظاہر کی۔ مگر خدا تعالیٰ نے الہاماً خوشخبری
دی کہ وہ مصنف کو بالادہ۔ چنانچہ یہ اشتہار طبع سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا۔ آخر جب وہ طبع
میں پڑ گیا تو اسکی عظمت اور اس کے حقائق کو سمجھنے تسلیم کیا۔ یہاں تک کہ لاہور کے انگریزی اردو
پرنٹرز نے اس کے بارے میں اعتراف کیا۔ اسی طرح جب یہ کتاب شائع ہو کر ہر جگہ کی تب
پتہ لگ گیا۔ کہ ایک ایک شخص کو پہلے سے علم ہونے کے لئے کہا۔ وہ کہنے لگا کہ جب میں عطار کی
جو کتاب پڑ گیا۔ تو جو عطرہ دے کھا تھا میں اس سے ہی واپس کر دیتا تھا۔ آخر عطار نے کہا۔ کہ میں تم یہاں
دکان میں بیٹھ رہا ہوں نہیں پتہ نہیں لگتا۔ جب وہ دکان سے باہر نکلے جاؤ گے تب اس عطر کی قیمت
معلوم ہوگی۔ چنانچہ جب وہ عطر لے کر آیا۔ تو اس نے بیان کیا۔ کہ جو گائیاں ہے پیچھے آئی تھیں ان کے
سوا کہتے تھے۔ کہ اس کے پاس عطر ہے۔ گویا اسکی اتنی خوشبو تھی (الحکم جلد ۵ صفحہ ۷)۔

۱۳۔ اکتوبر سنہ ۱۲۹۷ھ۔ صبح کی سیر میں فرنگراف کی ایجاد اور اس میں اپنی ایک تقریر عربی
بند کرنے کی تجویز کی گئی جس کے ذریعہ سے عربی مالک میں تبلیغ ہو سکے۔ میرے واپسی پر قاضی
پروف علی صاحب شمالی کی بیاد پرسی کی اور اندر تشریف لے گئے۔ پھر کے وقت باہر تشریف لاکر
خانہ نظر و عصر فتح کر کے ادا فرمائیں آج حکیم محمد اجمل خاں صاحب دہلی کا خط موعود کا غلات متعلقہ
حافظ مالک سید بل منہ آ پکھلا۔ جس پر آپ نے ایک تبلیغی خط دلو جو اب کے زمانہ کریم کا ارادہ ظاہر
(میاں الحکم جلد ۵ صفحہ ۷)۔

۱۴۔ نومبر سنہ ۱۲۹۷ھ۔ بدھ عرہ المبارک آپ صبح کی سیر کے لئے تشریف نہ لے سکے۔ بعد نماز مغرب
آپ کے مسخہ دن کے سلسلہ تقریریں فرمائی۔ کہ بیچ برکی شان میں جس قدر اصرار کیا گیا ہے۔ اور پھر

شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیے۔ اور تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہیگا۔ سو قسم ہے اُس ذات کی جس کی ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے اپنے وعدہ کے موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بار شادی سے مجھے شہکدوش رکھا اور مجھے بہت آرام پہنچایا۔ کوئی باپ دنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اُس نے میری کی۔ اور کوئی والدہ پوری ہوشیاری سے دلدادہات اپنے بچے کی ایسی خبر نہیں کہتی جیسا کہ اُس نے میری رکھی۔ اور جیسا کہ اُس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ یا احمد اسکن انت وزوجک الجنة۔ ایسا ہی وہ بجالایا۔ معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اُس نے میرے لئے خالی نہ رکھی۔ اور خانہ داری کے ہمت کے لئے کوئی اضطراب اُس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا۔ ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بیاہٹ اُس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور اُس بہت کمزور کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرتبیں بیٹے ذیابیطس اور دو مرتبہ دوران ہر قدیم سے میرے شاملی حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لئے میری حالت مرضی کا عدم تھی۔ اور پیرانہ سال کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔ اور ایک خط اس کو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے عزیز لوگوں کو دکھلادیا ہے۔ جیسے انوریم مولوی نور الدین صاحب اور انوریم مولوی برہان الدین وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنۃ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بیاہٹ سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر اکی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں اولیاء اللہ کے خوارق اور روحانی قوتوں کا منکر نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ

آدمی تھا۔ اندر کچھ پٹلا
بہائے اکثر دوست
بسم اللہ الرحمن
رحیم بخش صاحب ایم
جول کم تھا۔ وہ ہم سے
انگ رہتے تھے۔ اور
جدا تھا۔ اور چونکہ
انہی کے انتظام میں
کے لئے تیار صاحب
بسم اللہ الرحمن
رحیم بخش صاحب ایم
کشف ہوتے تھے۔
نقص رہے لیکن آخر
بڑا۔ چنانچہ انہوں
ایک کاغذ چسپ کر
بموج پتھر کا کواہ
انہوں نے ایک
پانی کی آواز نکالی
کے نشان لگے پتھر
تعلق نہیں۔
بسم اللہ الرحمن
رحیم بخش صاحب
اور چھپوں نے

ابن تمام ضروریات کا رافع کرنا میرے ذمہ ہو گیا۔
میں میری جان سے کہ اس نے اپنے وعدہ کے
شادی سے مجھے شکر و شکر رکھا اور مجھے بہت
پیش کی پر وہی نہیں کرتا جیسا کہ اس نے میری
سے دلالت اپنے بچہ کی ایسی خبر نہیں کہتی جیسا
تجہ بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ
زوجہ الحقت۔ ایسا ہی وہ بجالایا۔
وہی اس نے میرے لئے خالی نہ رکھی۔ اور
مطرب اس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا۔
یہ پیش کیا کہ بباحث اس کے کہ میرا دل اور
من کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرتبیں بیٹے
سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ
لئے میری حالت مردی کا عدم تھی۔ اور
ی۔ اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض
جس کو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز
دارالین صاحب اور انجیم مولوی برہان الدین
شاعر السنہ نے ہمدردی کی راہ سے میرے
میکم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ
ن لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر کی روحانی
نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں اولیاء اللہ کے
عدہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ

آمدی تھا۔ اللہ کچھ چاہتا ہے۔ اس کے لئے میں دین محمد بروم عرف میاں بچا کو
ہمارے اکثر دست جانتے ہو گئے۔ قوم کا کشمیری تھا۔

(۱۹۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی
رحیم بخش صاحب ایم اے کے کہ اسے ساتھ والد صاحب کے بہت کم تعلقات تھے یعنی کل
جول کم تھا۔ وہ ہم سے ڈرتے تھے۔ اور ہم ان سے ڈرتے تھے۔ دیکھتے تھے وہ ہم سے الگ
الگ رہتے تھے۔ اور ہم ان سے الگ الگ رہتے تھے کیونکہ ہر دو کا طریق اور مسلک
جد افتاح اور چونکہ تاجا صاحب تجھے بیٹوں کی طرح رکھتے تھے اور جانا انگریز بھی سب
انہی کے انتظام میں تھی۔ والد صاحب کا کچھ دخل نہ تھا۔ اس لئے میں بھی اپنی ضروریات
کے لئے تاجا صاحب کے ساتھ تعلق رکھنا پڑتا تھا۔

(۱۹۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی
رحیم بخش صاحب ایم اے کے کہ والد صاحب کی ایک بہن ہوتی تھیں ان کو بہت غراب اور
کشف ہوتے تھے۔ مرزا داد صاحب کی بلوئے متعلق یہ رائے تھی کہ ان کے دل میں غمی
نقص ہو۔ لیکن آخر انہوں نے بعض ایسی خواہیں دیکھیں کہ مرزا داد صاحب کو یہ خیال بدل
پڑا۔ چنانچہ انہوں نے ایک دفعہ غراب میں دیکھا کہ کوئی سفید ریش بڑا شخص آنکھوں
ایک کاغذ چسپ کر لکھا ہوا ہے۔ بطور تعینہ کے لے گیا ہے۔ جب کہ کھل تو ایک
بموج پتر کا کڑوا ہاتھ میں تھا۔ جس پر قرآن شریف کی بعض آیات لکھی ہوئی تھیں۔ پھر
انہوں نے ایک اور غراب دیکھا کہ وہ کسی دیبا میں مل۔ یہی ہیں جس پر انہوں نے ڈر کر پانی
پانی کی آواز نکالی اور پھر کھل گئی۔ دیکھا تو ان کی پندلیاں تر تھیں اور تازہ ریت
کے نشان لگے ہوئے تھے۔ داد صاحب کہتے تھے۔ کہ ان باتوں سے فعل واضح ہو کر گئی
تعلق نہیں۔

(۲۰۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی
رحیم بخش صاحب ایم اے کے کہ ایک دفعہ والد صاحب سخت بیمار ہو گئے۔ اور حالت نازک ہو گئی
اور حکیموں نے ناامیدی کا اظہار کر دیا اور بعض بھی ہندو ہو گئے۔ مگر زبان جاری رہی ہوا والد

صاحب نے کہا کہ مجھ کو اگر میرے اوپر اور نیچے رکھو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ اور اس سے حالت رد باصلاح ہو گئی۔ خاکسار عرض کرتا کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔ کہ یہ مرض قریح زہری کا تھا۔ اندیشہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھایا تھا کہ باقی اور ریت لگوا کر بدن پر ملی جاوے۔ سو ایسا کیا گیا تو حالت اچھی ہو گئی۔ مرزا سلطان احمد صاحب کو ریت کے متعلق ذہول ہو گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تجھ سے مولوی شہیر علی صاحب نے کہ حضرت صاحب ایک دفعہ غیر معمولی طہر بظہر کی طرف تشریف لے گئے۔ تو راستہ سے ہٹ کر میدانِ قبرستان میں تشریف لے گئے اور پھر آپ نے قبرستان کے جنوب کی طرف کھڑے ہو کر دیر تک دعا فرمائی۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ کیا آپ نے کوئی خاص قبر یا منور کسی مٹی پر مولوی صاحب نے کہا میں نے ایسا نہیں خیال کیا۔ اور میں نے اس وقت دلچسپی سمجھا تھا کہ چونکہ اس قبرستان میں حضرت صاحب کے رشتہ داروں کی قبریں ہیں اس لیے حضرت صاحب نے دعا کی ہو خاکسار عرض کرتا ہوں کہ شیخ یعقوب علی صاحب نے لکھا ہے کہ وہاں ایک دفعہ حضرت صاحب نے اپنی والدہ صاحبہ کی قبر پر دعا کی تھی۔ مولوی صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ جب حضرت صاحب کی لڑکی امہ النصیر فوت ہوئی تو حضرت صاحب اُسے اسی قبرستان میں دفنانے کے لیے لے گئے تھے اور آپ خود اُسے اٹھا کر قبر کے پاس لے گئے۔ کسی نے آگے بڑھ کر حضور سے لڑکی کو دینا چاہا۔ مگر اپنے فریاد کو یہ خود ایسا بڑبڑا۔ اور دعا پڑھ کر شعلی صاحب بیان کرتے ہیں کہ اُس وقت حضرت صاحب نے وہاں اپنے کسی بزرگ کی قبر بھی دکھائی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تجھ سے مولوی شہیر علی صاحب نے کہ میرے چچا مولوی شہیر محمد صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ اول میں بعض اوقات حضرت مسیح موعود بھی حضرت مولوی محمد الدین صاحب کے درس میں چلے جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مولوی صاحب نے درس میں بدرستی جنگ کے موقع پر فرشتے نظر آنے کا واقعہ بیان کیا اور پھر اس کی کچھ تاویل کرنے لگے تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ نہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ فرشتوں کے دیکھنے میں نہی

(۳۷)

(۳۸)

ہوا تھا۔

(۳۳۵) بسم اللہ
خط بیان کیا کہ حضرت مسیح
فرمایا کرتے تھے اور کلام
کہتے تھے۔ خاکسار عرض
کسی خاص لفظ کے تلفظ
تھی۔ اور ٹانگ پر ہاتھ مار
آپ کی زبان رگڑتا تھا۔
(۳۳۶) بسم اللہ
خط بیان کیا کہ ایک دفعہ
مسجد مبارک میں کھانا کھا
کمی پر پڑی ہوئی کھجور
خاں کھانا اٹھا کر واپس
تناول فرما رہے تھے۔
حضرت نے فرمایا اپنے
کا ذرا بھی برتن نہ لے جاؤ
صاحب نے اپنا تبرک دینا
کچھ عرصہ بادشاہ سوات
(۳۳۷) بسم اللہ
خط بیان کیا کہ سید
میں قیام فرماتے تھے ایک
چست ہوتے جہاں پر
ہونے لگے۔ مگر اس سے

اور نیچے رکھو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ اور اس سے
صاحبزادہ نے کہہ دیا کہ حضرت سچ سوچنے لگے۔
اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھایا تھا کہ پانی اور ریت مل کر
وہ حالت اچھی ہو گئی۔ مرزا سلطان احمد صاحب کو ریت

کیا تھا کہ مولوی شیر علی صاحب نے کہ حضرت
کی طرف سے کھینچے گئے۔ تو راستہ سے ہٹ کر چھ گاہ کے
درمیان پر آپ نے قبرستان کے جنوب کی طرف کھڑے ہو
کر فریاد کیا کہ کیا آپ نے کوئی خاص قبرستان رکھی
نہیں خیال کیا۔ اور میں اس وقت دلچسپ سمجھا تھا
میرے رشتہ داروں کی قبریں ہیں اس لیے حضرت
فرمایا جو کہ شیخ یعقوب علی صاحب نے لکھا ہے
میں نے اپنی والدہ صاحبہ کی قبر پر دعا کی تھی۔ مولوی صاحب
میں نے لڑکی امہ انصیر فوت ہوئی تو حضرت صاحب
نے لے لے گئے تھے اور آپ خود اسے اٹھا کر قبر
میں رکھ دیا۔ مگر آپ نے فرمایا کہ میں خود

بیاں فرماتا ہوں کہ مولوی شیر علی صاحب نے کہ میرے
بچے کو کھانے میں لیں اوقات حضرت یہ موجود تھے
بچے بایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مولوی صاحب نے
میں نے نظر کرنے کا واقعہ بیان کیا اور پھر اس کی کچھ تاویل
نہیں ایسا ہو سکتا کہ کفر شتوں کے دیکھنے میں نبی

ہوا تھا۔

(۳۳۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاور نے مجھ سے بذریعہ
خط بیان کیا کہ حضرت سچ موعود علیہ السلام کی زبان میں کسی قدر کثرت تھی اور آپ پر تالے کو پنا
فرمایا کرتے تھے اور کلام کے دوران میں کبھی کبھی جوش کی حالت میں اپنی ناگہان ہوا کرتے تھے۔
کہلاتے تھے۔ خاکسار عمل کرتا ہے کہ قاضی صاحب کی یہ روایت درست ہے مگر یہ کثرت صرف کبھی کبھی
کسی خاص لفظ کے تلفظ میں ظاہر ہوتی تھی ورنہ ویسے عام طور پر آپ کی زبان بہت صاف پختی
تھی۔ اور ناگہان ہوا کرتے تھے کہ صرف یہ معنیوں کو کبھی کبھی جوش تفریر میں آپ کا ہاتھ اٹھ کر
آپ کی زبان پر گرتا تھا۔

(۳۳۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاور نے مجھ سے بذریعہ
خط بیان کیا کہ ایک دفعہ میں اور عبد الرحیم خان صاحب پسر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاور
مسجد مبارک میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت کے گھر سے لیا تھا۔ ناگہان میری نظر کھانے میں ایک
کمی پر پڑی چونکہ مجھے کمی سے لپٹا نفرت ہے میں نے کھانا ترک کر دیا۔ اس پر حضرت کے گھر کی ایک
خادمہ کھانا اٹھا کر واپس لے گئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت حضرت اندس اندر وطن خانہ کھانا
تناول فرما رہے تھے۔ خادمہ حضرت کے پاس سے گذری تو اس نے حضرت سے یہ ماجرا عرض کر دیا
حضرت نے فوراً اپنے سامنے کھانا اٹھا کر اس خادمہ کے حوالہ کر دیا کہ یہ لے جاؤ۔ اور اپنے ہاتھ
کا فالہ بھی برتن میں ہی چھوڑ دیا۔ وہ خادمہ خوشی ہمارے پاس وہ کھانا لائی اور کہا کہ حضرت
صاحب نے اپنا ترکہ دیدیا ہے۔ اس وقت مسجد میں مسید عبد الجبار صاحب بھی جو گذشتہ ایام میں
بکھرمعہ ہادشاہ سوات بھی رہے ہیں، موجود تھے۔ چنانچہ وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو گئے۔

(۳۳۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاور نے مجھ سے بذریعہ
خط بیان کیا کہ مسند میں جب کہ حضرت سچ موعود علیہ السلام مقدم کی پیردی کے لئے گھر کو پہنچے
میں قیام فرماتے تھے ایک دفعہ رات کو بارش ہونی شروع ہو گئی۔ اس وقت حضرت اندس مکان کا
چھت پر تھے جہاں پر کہ ایک برساتی بھی تھی۔ بارش کے آنے پر حضور اس برساتی میں داخل
ہونے لگے۔ مگر اس کے عین دروازے میں مولوی عبداللہ صاحب تھیں حضور صلی علیہ وسلم کیل پور

مگر چہ دن مانتے کی تنگ ہوتی ہے۔ آپ میں یہ عیون خوبیاں جمع تھیں۔ اور پھر یہ خوبی کہ میں
جس میں بہت کم پڑتی تھی۔ سہرا پکا بڑا تھا۔ خوبصورت بڑا تھا۔ اور علم تھا فنی دوسے ہر سمت سے
پورا تھا۔ یعنی لمبا بھی تھا۔ چوڑا بھی تھا۔ اونچا بھی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا راہ بھیجے سے
بھی گولائی درست تھی۔ آپ کی کپڑی کشادہ تھی اور آپ کی کمال عقل پر ولایت کرتی تھی۔
لب مبارک آپ کے لب مبارک میٹھے نہ تھے۔ مگر تاہم ایسے مونس بھی نہ تھے کہ بڑے
لگیں۔ وہ انکب کا متوسط تھا۔ اور جب بات ذکر کرتے ہوں تو منہ کھلا نہ رہتا تھا بعض اوقات
مجلس میں بہت خاموش بیٹھتے ہوں تو آپ عامر کے شوشے وہاں مبارک ٹھک نیا کرتے تھے۔
وہاں مبارک آپ کے آخر میں کچھ خراب ہو گئے تھے یعنی کچھ بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا
جس سے کبھی کبھی گلہ ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سرا لایا اور دیکھا کہ اس کا
سے زبان میں زخم پڑ گیا تو رتی کے ساتھ اس کو کھسکا کر برابر بھی کر لیا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت
نکلوا نہیں۔ سوک آپ اکثر فریاد کرتے تھے۔

پیر کی ایلیاں کبھی بعض دفعہ گریوں کے موسم میں چھٹ جا کر تھیں۔
مگر چہ گرم کپڑے سردی گرمی برابر پہنتے تھے۔ تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آجاتا تھا مگر آپ
پسینہ نہیں کبھی نہ نہیں آتی تھی خواہ کتنے ہی دن بعد کرتے نہیں۔ اور کیسا ہی موسم ہو۔
گردن مبارک آپ کی گردن متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی آپ اپنے طالع بنی کہیم منعم کی
طرح من کے اعتبار میں ایک حد تک جھلنی زینت کا خیاں غرور رکھتے تھے۔ خسل جمہ۔ حجامت
حنا مسواک روضہ اور شہ جو۔ نگہی اور آئینہ کاہستان۔ باہر سنون لڑی پر آب نہایا کرتے تھے۔
گران باؤدیں انہیں آپ کی شہن سے بہت بڑے تھا۔

لباس سب سے اول یہ بات ذہن نشین کرتے ہی چاہئے کہ آپ کو کئی حکم خاص لباس کا شوق
نہ تھا آخری قیام کے کچھ سالوں میں آپ کے پاس کپڑے سائے اور سٹے سلائے بلور غنہ کے
بہت آتے تھے خاص کر کوٹ صدی اور پانچا لمبے سفید و فوجی اکثر شیخ رحمت لشد صاحب لہوری
برمید بقر صید کے واقعہ پر اپنے ہمراہ نذر لائے تھے وہ آپ ہستال فرمایا کرتے تھے۔ مگر علاوہ
من کے کبھی کبھی آپ خود بھی بنوا لیا کرتے تھے۔ عامہ و اکثر خود ہی خرید کر باندھتے تھے جس طرح

اور ماسٹر عبدالرحمن صاحب
اور بہت سے دوستوں کو
میں پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا
وہ فصیح تقریر عربی میں فی
تھی اور میں نہیں خیال
اور بلاغت کے ساتھ بہت
خاص الہام الہی کے بیار
لوگوں میں شہنائی گئی اس
۳۶۳
اس وقت ایک غیبی حشر
کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا
نقرے میرے منہ سے
تمام فقرات چھپے ہوئے
معلوم ہو گا کہ کیا کسی اللہ
میں کھڑے ہو کر محض ذہن
خدا نے دکھلایا اور کوئی
۱۶۶۔ نشان۔ مجھ
نہایت بیتاب ہو جانا
برس تک دامگیر رہی
ان حوادث کا آخر نتیجہ
دو ماہ تک ایسی مرض
اشتعال ہو گیا۔ لہذا اہم

یہ عزیز خویاں جس تھیں۔ اور پھر یہ خوبی کہین
موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

موت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ وہ سے ہر سمت سے
پائی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہوا اور دیکھے سے
اور کپ کی کھل چل پر دلت کرتی تھی۔

حقیقۃ الوحی

۳۷۶

نشانات صداقت

اور ماسٹر عبد الرحمن صاحب اور ماسٹر شیر علی صاحب بی اے اور حافظ عبد العلی صاحب
اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی۔ تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان
میں پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جاننا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی۔ اور

وہ صبح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے منہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر
تھی اور میں نہیں خیالی کہ اسکا کہ ایسی تقریر جسکی فصاحت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت
اور بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اول کسی کا فہم میں تعلیم نہ کی جائے کوئی شخص نہ یام بغیر

خاص الہام الہی کے بیان کر سکے جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا
لوگوں میں سنائی گئی اُس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سو کے قریب ہوئی مسجلان امتہ

اُس وقت ایک فیسی چشمہ کھل رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے
کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود جیسے بڑا
نقرے میرے منہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ چنانچہ

تمام فقرات جیسے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبہ الہامیہ ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے
معلوم ہو گا کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں ہو کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے عربی زبان
میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کر سکے۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے جو

خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔
۱۶۶۔ نشان۔ مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں۔ ایک شدید درد سر جس سے میں
نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس

برس تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیعوں نے لکھا کہ
ان عوارض کا آخر نتیجہ مرگ ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قادر رہا
دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے انکا

انتقال ہو گیا۔ لہذا میں دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ

حقیقۃ الوحی صفحہ 376 منہ بعد دعائی قرآن جلد 22 صفحہ 376 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 32 پر درج ہے

(محقق محفوظ)

حضرت سید محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے انتہائی قریبی کتاب کا سلسلہ نمبر (۱۴)
المکتوبات حضرت سید محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

مکتوبات حضرت سید محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

جلد پنجم نمبر (۳)

حضرت سید محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات بنام حضرت پودھری اہم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
جکو

حضرت سید محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کترین خادم یقوب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
جمع کیا

حضرت سید محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کترین خادم یقوب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
اور

قد بدیا بعد ۱۵۰۰

امام

قیمت

مکتوبات حضرت سید محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

رسالہ سراج منیر طبع ہوگا۔ اس رسالہ میں کچھ
سے مطبع وغیرہ سے تو قفسہ ہم
پندرہ روز تک من کل الوجو
مخاست میں بہت بڑا ہوگا
ابھی دو سو روپیہ دینا ہے
میں پونہی تحفہ سے ہم قیمت
رسالہ کا فروخت کرنا ہے
آپ کے ذمہ فروخت کرنا
پوری پوری کوشش کریں
میزول فرما دیں۔ تو نہایت
عبداللہ صاحب اکوٹھٹ
اور تین سو روپیہ چندہ کا
کی طبع میں تو قفسہ نہ ہو۔
آپ کے رفیق ہندو کو اس
نجاتی طبع رکھتا ہو۔ اور
کافی ہے۔ انشاء اللہ
حافظ بہت خراب ہے
یا وہابی عمدہ طریقہ ہے۔
فصل فعل حکمت۔ و
د

رسالہ سراج منیر طبع ہوگا۔ آٹھ سو روپیہ جمع تھا وہ سب رسالہ سرمہ چشم آریہ پر خرچ ہو گیا۔ اس رسالہ میں کچھ تو بوجہ علالت طبع اس عاجز اور کچھ دیگر موانع سے طبع وغیرہ سے توقف ہوئی۔ اب یہ رسالہ سرمہ چشم آریہ امید قوی ہے کہ پندرہ روز تک من کل الوجہ تیار ہو کر میرے پاس پہنچ جائے گا۔ چونکہ یہ رسالہ ضخامت میں بہت بڑا ہو گیا ہے اور خرچ بھی اس پر بہت ہوا ہے اور ابھی دو سو روپیہ دینا ہے اس لئے قیمت اس کی پہر مقرر ہوئی ہے جس نے ما میں یونہی تخمینہ سے ہم قیمت مقرر کی گئی تھی اس زمانہ میں آپ نے ڈیڑھ سو رسالہ کا فروخت کرنا پیسے ذمہ لیا تھا۔ میں اس حساب سے معجزہ کارما آپ کے ذمہ فروخت کرنا ہے۔ لیکن اس سے قطع نظر کر کے اگر آپ محض لاشہ پوری پوری کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہو رقم کثیر جمع کرنے میں سعی مبذول فرما دیں۔ تو نہایت ثواب کی بات ہے۔ منجملہ اس کے پانسو روپیہ پیشی عبدالحق صاحب اکوٹنٹ شملہ کا ہے جو بطور قرضہ طبع رسالہ کے لئے لیا گیا اور تین سو روپیہ چندہ کا ہے۔ اس میں بہت کوشش کرنی چاہیے۔ تا سراج منیر کی طبع میں توقف نہ ہو۔ امید ہے کہ یہ کوشش موجب خوشنودی رحمن ہو آپ کے رفیق ہند کو اس رسالہ کا پڑھنا مغیب ہے اگر وہ غور سے پڑھے اور نجات بہت طبع رکھتا ہو۔ اور سعادت ازلی مقدر ہو تو ہلاکت پانے کے لئے کافی ہے۔ منشاء اللہ القدر بر دعا بھی کروں گا کبھی کبھی یاد دلانے رہیں۔ میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کسی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جانا ہوں یا وہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ واللہ فصل فعل حکمت۔ والسلام۔

دعا کا سار غلام محمد از صدرا تباہ حاطہ ناگ پہنچا،

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بخم (۱۵) نمبر (۳)

یہ کتابیات بنام حضرت پیر دہری الہم علیٰ رضا علیہ السلام
جکو

م کے کترین خادم یقوب علی حرنانی ایڈیٹر الحکم وغیرہ نے
جمع کا

اور رند ازار ایک کدہ ہیں اور سر میں چھپا کر

اس خنودم سے کچھ فائدہ ہو
 سے مناسبت ہے۔ بلوغت
 کے نہیں تجھے یہ دو امی
 در طبابت سے اس سے
 صحبت کی وقت لپٹنے کے
 غریبی اس کا موجب
 حارث غریبی کو بھی
 میں آمار نمایاں پا
 دودھ اور ملائی کے
 ہوں کہ آپ کے بدل
 بھی ہوئی ہے کہ جو
 اور میں نے زیادہ
 تیار کیا ہے لیکن
 بھی کیا تھا ابھی تک
 جیت سے عید تیار
 میں شکر
 خطرناک
 مجھے اس بات
 وہ خاص ترچہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تحمده وفضلہ

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر (۲)

مکتوب نمبر ۱۱،

نحمدہ و نصلی علی سید رسول اکرم

لله الشكر والحمد

۱۔ بلوچستان (بلوچستان) کی طرف سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے کہ ان کی
 ۲۔ بلوچستان کی طرف سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے کہ ان کی
 ۳۔ بلوچستان کی طرف سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے کہ ان کی
 ۴۔ بلوچستان کی طرف سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے کہ ان کی
 ۵۔ بلوچستان کی طرف سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے کہ ان کی
 ۶۔ بلوچستان کی طرف سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے کہ ان کی
 ۷۔ بلوچستان کی طرف سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے کہ ان کی
 ۸۔ بلوچستان کی طرف سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے کہ ان کی
 ۹۔ بلوچستان کی طرف سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے کہ ان کی
 ۱۰۔ بلوچستان کی طرف سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے کہ ان کی

خوف :- یہ پہلا خطبہ ہے جو حضرت حکیم الامتہ کے نام مجھے طلبہ قیاس چاہتا ہے کہ اس سے

جلد پنجم نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین

احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲

مکتوب نمبر ۱۱

نحمدہ و نصلی علی سیدنا محمد و آلیہ

و سلم

یہ حضرت جل جلالہ کی طرف سے مامور ہو رہے ہیں کہ بنی
برکات مسکنی۔ اور قزوینی۔ اور غربت اور تذل
حق کیلئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہ
و طاعت مستقیم چاہتے ہیں سے حقیقی نجات ملے
کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کے لوازمات
نام احمدہ راسخ شائع۔

یہ مکتوب احمدیہ کے نام پر طلبہ قیاس چاہتا ہے کہ اس سے

مکتوب احمدیہ

۱۴

جلد پنجم نمبر ۲

اگر مضمون سے کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ یہ وہی قفل درست ہو کہ ادویہ کو اپنا
سے مناسبت ہے۔ بعض ادویہ بعض ابدان کے مناسب مل سکتے ہیں۔ اور بعض دیگر
کے نہیں۔ مجھے یہ دوامیت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کا ہی کوستی
در طبابت صمد اس سے دور ہو سکے۔ ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی۔ کہ
محبت کی وقت لیٹنے کی حالت میں تھوڑی جگہ ہوتا تھا۔ شاید فلت حرارت
غریزی اسکا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوام
حوادث غریزی کو بھی مضید ہے۔ اور مٹی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔ غرض میں سے کس
میں آثار نمایاں پائے ہیں۔ واللہ اعلم و مسلمہ الحکم۔ اگر دوام موجود ہو اور آپ
دو دھار ملائی کے ساتھ کچھ زیادہ شربت کر کے استعمال کریں۔ تو میں فاش ہوں
ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی بشارت سنیں۔ کبھی کبھی دوا کی چھٹی چھٹی تاثیر
بھی ہوتی ہے۔ کہ وہ ہفتہ عشرہ کے بعد محسوس ہوتی ہے۔ چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے۔
اور میں نے زیادہ زیادہ کھالی ہے۔ اسلئے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے۔ کہ دوبارہ
تیار کیا جائے۔ لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے۔ جس کا میں نے ذکر
بھی کیا تھا۔ ابھی تک وہ گمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسکو راست کرے۔ اس
جہت سے عجلت تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں سمجھتا۔ مگر

میں شکر گزار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بہانہ کر کے بعض
خطرناک عوارض سے مجھ کو غلصہ عطا کی۔ واللہ اعلم علی الاعمال
مجھے اس بات کے سننے سے افسوس ہوا کہ رسالہ امرتسر سے واپس منگوا یا گیا۔ فیروز پور کو
وہ خاص ترجیح کوئی تھی۔ بلکہ میری دانستہ میں حال کے زمانہ میں دینی و دنیوی کاموں کے

نفل باطلی میں قول
بغیر دستخط ہستم کتاب مسطورہ سمجھی جاوے گی

قد فرغنا من الرد علی قوم یسعون آریہ فالحمد لله رب العالمین
اننا اذا انزلنا سحابة قوم فسکاء صباح المنذرین

ہم آپوں کا رد لکھنے سے فراغت کر چکے سو اس خدا کو سب تعریف ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے
ہم جب ایک قوم پر چڑھا ہی کرتے ہیں اور انکے صحن میں اترتے ہیں تو وہ صبح ان کی ایک ہی
صبح ہوتی ہے جو تباہی کی خبر دیتی ہے

بسم اللہ

یہ کتب کئی صاحبوں کے اس مضمون کے جواب میں لکھی گئی ہیں جنہوں نے اپنے مذہبی جلسہ میں دسمبر ۱۹۰۸ء میں
جو اچھا چار سو معزز ہماری جماعت کے مسلمانوں کے قتل کو اپنے گھر میں لگا کر سنایا تھا جو ہمارے سید مولیٰ
نبی علیہ السلام کو قتل کی تو میں اور دشنام دہی سے بڑھا جس میں دین اسلام پر جا بجا توہین اور
ہنسائی اور شتم کیا گیا تھا اور نہایت شومی سے گندی گالیاں دے کر اور بے شرمی سے ہمارے
مقدس ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھ کر صدمہ مسلمانوں کو خود بخود کر کے نہایت دکھ
دیا تھا اور اس کتاب کا نام



از مولفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب موعود
جو ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کو

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان ضلع گورداسپور میں طبع ہوئی
باہتمام شیخ یعقوب علی تراب منیر

۵۵ ہزار چار قیمت فی جلد ہے

اور قیمت مجلہ میں روپے

کچھ نہ کچھ صحت نیت دل
پر ایمان لانا فرض ہے
ان کے پیار سے جو
نبی کی اشد سے بھی
مگر کوئی یہ استغناء
تو پھر کہ نکر اسلام صلح کا
آنحضرت صلی اللہ علیہ
دین اسلام میں جبراً وہ
نہیں کہ آنحضرت صلی
کے ہاتھ سے وہ مصیبت
پر نہایت درجہ بھروسہ
اس صحت میں کسی سزا
قتل کئے گئے اودہ
ظالموں نے آنحضرت
بیک خون آلودہ ہو
دسم کو قتل کر کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ
اب وقت آگیا ہے
نام ابوی کثر تھا
مگر ایک شخص نے
اور ایک پھر پکڑ

کچھ نہ کچھ صحت نیت دل میں رکھ لیتا ہے کہ جو کلمہ اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ پس مسلمانوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں کہ دونوں طرف ان کے پیار سے ہوتے ہیں۔ بہر حال جانوں کے مقابل پر صبر کرنا بہتر ہے کیونکہ کسی نبی کی اشد سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب قبول غضب الہی۔

مگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اسلام میں کافروں کے ساتھ جفا کرنے کا حکم ہے تو پھر کیونکر اسلام صلح کاری کا مذہب ٹھہر سکتا ہے پس واضح ہو کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ تہمت ہے اور یہ بات سراسر جھوٹ ہے کہ دین اسلام میں جبر و دین بھیلانے کے لئے حکم دیا گیا تھا کسی پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں تیرہ برس تک سخت دل کافروں کے ہاتھ سے وہ معیتیں اٹھائیں اور وہ دکھ دیکھے کہ بجز ان پر گزیدہ لوگوں کے جن کا خدا پر نہایت درجہ بھروسہ ہوتا ہے کوئی شخص ان دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا اور اس مدت میں کسی عزیز صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے اور بعض کو بار بار زرد کو بک کے موت کے قریب کر دیا اور بعض دفعہ ظالموں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر چھڑ چھلائے کہ آپ سر سے پیر تک خون آلودہ ہو گئے اور آخر کار کافروں نے یہ منصوبہ سوچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اس مذہب کا فیصلہ ہی کر دیں تب اس نیت سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ تم اس شر سے نکل جاؤ تب آپ اپنے ایک رفیق کے ساتھ جس کا نام ابو بکر تھا نکل آئے اور خدا کا یہ معجزہ تھا کہ باوجودیکہ لوگوں نے محاصرہ کیا تھا مگر ایک شخص نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا اور آپ شہر سے باہر آ گئے اور ایک چھر پر کھڑے ہو کر مکہ کو مخاطب کر کے کہا کہ اے مکہ تو میرا پیارا شہر اور پیلا وطن

نہایت میں ہوں
نہایت میں ہوں

بَعَثُونَا آيَةً فَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
لَقَدْ قُوِيَ فِتْنَاءُ صَبَاحِ الْمُنَدِّينَ
اور جس
سوا اس خدا کو سب تعریف ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے
اور انکے دشمن میں اترتے ہیں تو وہ صبح ان کی ایک نبی
جو تباہی کی خبر دیتی ہے

اور جس میں

اور جس میں اپنے غریبی جلسہ میں دیکھ کر ۱۹۰۸
خدا کو اپنے گھر میں بکارت نایا تھا جو جانے کس قدر
اور جس میں دین اسلام پر جان بھاری اور
اور جس میں دین اسلام پر جان بھاری اور
اور جس میں دین اسلام پر جان بھاری اور
اور جس میں دین اسلام پر جان بھاری اور

عرفت

غلام احمد صاحب مودودی

۱۹۰۸ء کو

بانی ضلع گورداسپور میں طبع ہوئی

ب. علی تراز منیجر

مائیل چچ باراقل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ رسائل اللہ جن کے نام پر تفصیل ذیل ہیں

انجامِ اہم

خدائی فیصلہ - دعوتِ قوم
مکتوبِ عربی بنام علماء

طبع ضیاء الاسلام میں طبع ہو کر عام مفائد
کے لئے شائع کئے گئے

بقام

قیمت فی جلد چھ

قادیان

جزار یا دھیرے کے انعام کے ساتھ علم
اٹھایا اور کوئی مقابلہ نہ کیا۔ کیا یہ
پھر ایک اور عظیم کوئی نشان
التحسین علم القرآن۔ اس آیت

کی ہولناکیوں میں آپ کا یہ کہنا کہ
سکھایا۔ کہ یہ کہنا کہ جو کہ
پوری اگر کسی ایسی ہی مٹا دیں
کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے
یہ کہ قدر جو ہٹ ہے بھلا
دکھلائے۔

مکتوب چکے تھے جو
بیساری کا علاج کیا ہو۔ مگر
بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے
اسی تالاب سے تپکے جوات
اگر آپ کوئی مجھ بھی ظاہر ہو
سوا کر اور فرج کے اور کہ نہیں
آپ کا خاندان بھی

عورتیں تھیں جن کے توال
ہو گی۔ آپ کا کچھ بولوں سے یہ
ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک
گاہے اور نہ ناکاری کی کمان
کھینچنے والے سمجھ لیں کہ ایسا

انسان بیل کان زخرونا

نامہ تفصیل ذیل میں

مہتمم

دعوت قوم

نام علماء

ہو کر عام فائدہ

کئے گئے

قادیان

جزرہ باد میں کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے ماضی پیش کی گئیں مگر کسی نے سر نہ اٹھایا اور کوئی مقابلہ نہ کیا یہ خدا کا نشانہ ہے یا انسان کا نہیں ہے۔

پھر ایک اور عظیم کوئی نشان الہی ہے جو برابری کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے

الترجمہ علماء القرآن۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علماء قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اس وعدہ کو ایسے طور

کی اور ان میں آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیرو نہ بکھائیں گے اور ان کو کچھ شرم نہیں ہوگا۔ یہ بالکل جھوٹ نکلا۔ کیونکہ آج کل نہر کے ذریعے سے یورپ میں بہت خود کشی ہو رہی ہے۔ جزرہ ہمارے ہیں۔ ایک پادری کو کیسا ہی مٹا ہو تب بھی رتی اٹھ کر نہ کھانے سے دو گھنٹے تک ہسانی مر سکتا ہے۔ پھر یہ مجرہ کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو نہ بکھائیں گے یہاں سے اٹھ اور وہ اٹھ چلے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے بھلا ایک پادری مرنے سے ایک الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو دکھلائے۔

نہیں۔ کہ آپ نے عمومی تدبیر کے ساتھ کسی شب کو نہ خیر کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیساری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی قسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوئے اسی تالاب سے آپ کے حشرات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ کوئی مجرہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ مجرہ آپ نہیں بلکہ اس تالاب کا مجرہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سواکر اور فرج کے اور کچھ نہیں تھا پھر فرسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا ہے ہیں۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دایاں اور تانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عمر میں تھیں جن کے خول سے آپ کا وہ جو ڈھور پڑا ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شراب ہو گئی۔ آپ کا کنجیوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ رتہ نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پہ نپاٹا ہوا لگا دے۔ اور زنا کاری کی کمانی کو عید عطر اس کے سر پہ لے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر سے بکھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چین کا آدمی ہو سکتا ہے۔

انجام آہتم صفحہ 7 روحانی خزائن 11 صفحہ 291 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 33 پر درج ہے

یہ کسی نہایت تھی کہ آتھم کی موت کو جو عین الہام کے موافق یہاں کے بعد ملا تو قضا نامور میں آئی کسی نے اس کو نشان الہی قرار نہ دیا۔ وہ گنہگاروں میں جو آتھم کے موافق تھے۔ بیشک کوئی کی حقیقت کھلنے کے بعد ایسے تھیں سے چپ بچے کہ گویا ہر گئے۔ اب انکھیں کھولو اور اٹھو اور جاگو اور تماشہ کرو۔ کہ آتھم کہاں ہے۔ کیا خدا کے حکم نے اس کو قبر میں نہ پہنچا دیا۔ ہر ایک نہ صرف اس پیشگوئی کو تسلیم کر چکا

جائے لا دیکھو یسوع کو کسی ٹوٹھی نہ کسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حاکم اور حکامار بنے تو اس سے مجروح مانگے یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریک کا نے جس میں سرسریسوع کی روح تھی لوگوں میں شہرہ کیا کہ میں ایک ایسا اور تھکا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائے گا بیشک پڑھنے والا حاکم کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حاکم کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے ظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک نے پتلی کو ہی کہنا پڑا تھا کہ اس صاحب نظر آگیا۔ یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قرآن ہی باریک نظر چھڑانے کے لئے کیا داؤد کھیلایا یہی آپ کا طریق تھا۔ کہ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شہادت آنالے کے لئے سوال کیا کہ اے استاد قیصر کو خراج دینا رو ہے یا نہیں آپ کو یہ سوال سننے ہی پر ہی جان کی فکر پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جائوں۔ یسوع کہہ کر مجھ سے مل گئے۔ دلوں کی ایک لطیفہ مشاکرہ مجھ سے مل گئے۔ سے روک دیا تھا۔ اس جگہ بھی دی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دار خدا کا خدا کو راجہ کی حضرت کا بہت متعجب یہ تھا کہ وہ لوگوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہیے نہ کہ عجمی۔ اسی مندرجہ بالا تصدیق بھی خرمیہ کے شہزادہ بھی کہلایا مگر تقدیر نے یادری نہ کی۔

مسیح کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عہد قبل اور عہد اہل اس کی طرح مری کی بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کا آمیب خیال کرتے تھے۔

ہاں آپ کو گالیں دینی اور بد زبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائز نہیں تھیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی اہل سے کسر کال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی جن میں سے سب سے بڑی اپنی ذات کی نسبت تو ریت میں پایا جانا آپ نے فرمایا ہے۔ ان کہتا ہوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا

یہ حوالہ صفحہ 33 پر درج ہے

انجام آتھم [حاشیہ] صفحہ 5 روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289 از مرزا صاحب

ملفوظ

حضرت

ملفوظات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۳

کے موافق بیباکی کے بعد بلا توقف اہل ہور میں آئی کسی نے
انہیں کے موبد تھے۔ پیشگوئی کی حقیقت کھلنے کے بعد
س کھولے اور اٹھو اور جاگو اور تماشے کرو۔ کہ
پہنچا دیا۔ ہر ایک نے صفت اس پیشگوئی کو تسلیم کر لیا

کی۔ اب کوئی حاسم کار۔ نے تو اس سے معذور
ہے جس میں سرسری طور کی روح تھی لوگوں میں شیعوں
سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجایا ایک بڑھیکہ پڑھنے دیا
کہ کہہ کہ مجھے ظہیر پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر
تھی گیا۔ موسیٰ صوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قرین ی جانیں
تی تھا۔ کہ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت
پھر کو خارج دنیا دہا ہے یا نہیں۔ آپ کو یہ سوال تھے
جانوں۔ سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کی ایک لطیف شکار
والی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کو
یہودی بادشاہ جابیئے نہ کہ جوسی۔ اسی سنا پر ہم قہقہا
وری نہ کی۔

ل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہلی عربوں اور عوام اناس
سب خیال کرتے تھے۔

اوت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔
کہ میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جانے انسانی نہیں
کہ کس خیال لیا کہتے تھے۔

کی بھی عادت تھی جن میں شیعوں کی اپنی ذات کی
مخالفت میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا

ہے کہ قد لہشت ذیکہ عموماً۔

استغفار کے اصل معنی تو یہ ہیں کہ یہ خواہش کرنا کہ مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو یعنی میں معصوم رہوں اور دوسرے معنی جو اس سے نیچے دہے ہیں کہ میرے گناہ کے بدستار ہو مجھے ملنے ہیں میں اُن سے محفوظ رہوں۔

یسوع تو خود کجیوں سے تیل طوٹا رہا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی۔

(بعد از نماز مغرب)

پھر اس کے بعد اذان ہو کر نماز مغرب ہوئی اور حضرت اقدس حسب معمول زینیں پر جلوہ گر ہوئے اور فرمایا کہ

مفتی محمد صادق صاحب جو کہ بہت اچھے ہیں جس میں مشیخہ عورت کا اور مشیخہ یہودی عاشق سلوی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلوی مشیخہ کو چھوڑ کر سلوی کے شاگردوں میں جا بی۔ اس نے اُس مشیخہ نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنایا اگر ایک عورت کے واقعہ نے اُن کی صلیب تک قربت پہنچائی۔

جس طرح بدظنیاں ان لوگوں نے نکالی ہیں ویسے ہی ہمارا بھی حق ہے۔ اُن کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بانڈاری عورت خطر نکلتی ہے تیل بالوں کو لگاتی ہے۔ بالوں میں لکھی کٹی ہے اور یہ مہنت کی طرح بیٹھے جوئے مزے سے سب کو داتے جاتے ہیں۔ یہ بھی پوچھو کہ گناہ ہے یا نہیں۔ ان کو لازم تھا کہ اعتراض نہ کرتے۔ جو واقعات اُن کے ہاتھوں کے کھے ہیں۔ دیویش کر رہے تھے ہیں۔ اور کیا جواب دیوں۔ یہ کوئی چھوٹا اعتراض نہیں ہے کہ اُن کو کنجیوں سے کیا تعلق تھا۔ اور اگر کہو کہ اس کنجی نے توبہ کی تھی تو کنجی کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توبہ کئی ہیں ایک طرف پھر مٹو سے پر بازار میں جا بیٹھی ہیں۔

شراب کا نشہ اور یسوع مسیح

پھر شراب کو دیکھو کہ تم گناہوں کی جڑ ہے۔ اس کی خم ریزی یسوع نے کی۔ شراب کے بھڑ

لہ ملکہ در جہد انہما صحت مویزہ ۱۹ رکتہ ہر ماہ

ملفوظات جلد 4 صفحہ 88 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 33 پر درج ہے

ش کرنا کہ مجھ سے کوئی گم نہ ہو یعنی میں مضموم
پر ہیں کہ میرے گناہ کے بد نتائج جو مجھے پہنچیں

منتفخہ کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی۔

(مغرب)

حضرت اقدس سبب عمل شریعت پر مجاہد

س میں شیعہ عورت کا اور شیعہ یہودی عاشق
یہودی کے شاگردوں میں جا ملی۔ اس لئے اس
عورت کے واقعہ نے اُن کی صلیب تک

ما ویسے ہی ہمارا بھی حق ہے۔ اُن کے نزدیک
طرطقی ہے تیل بالوں کو لگاتی ہے۔ بالوں میں
ترتے سے سب کو راستے جانتے ہیں۔ یہ بھی
نہ کرتے۔ جو واقعات اُن کے ہاتھوں کے کئے
یہ کوئی چھوٹا اعتراض نہیں ہے کہ اُن کو کنبیوں
فی تو کنبی کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توبہ

یوں۔

یہودی مسیح

اس کی تم ریزی مسیح نے کی۔ شراب کنبیوں

حمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 33 پر درج ہے

میل بیچ بار اول



کیلئے عادت کر لیا جاتا ہے۔ سوہ دماغ کو شراب کرنا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزار بار تمہارے جیسے نشتہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کھینچ جاتے ہیں۔ اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پر ہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ حیا نشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے ہنر ہو نا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے ہر ایک میں خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق کو ایسا ہی پوچھا جائیگا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ ایک مسکین زیادہ پس کیا ہی برکت و شہرت پر جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے کلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہو اور خدا کے تمام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گواہ حرام اس کیلئے حلال ہو جیسا کہ حلال میں دیوانہ کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور شہوات کے جوش میں بیباکی کے طریقوں کو انتہائی تک پہنچا دیتا ہے۔ سو وہ بھی خوشحالی کو نہیں پائیگا یہاں تک کہ مر جائے۔ اور وہ تم غصہ دے دہنی کیلئے دنیا میں آئے ہو۔ اور وہ بھی بہت کچھ گزر چکے۔ سو اپنے مولیٰ کو نادم مت کرو۔ ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست جو۔ اگر تم سے نادم ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیا ناکام ہو سکتے ہو۔ اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے حق تعالیٰ ٹھہراؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کر لے گا۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائیگا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بے قراری سے زندگی بسر کرو گے۔ اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم

اور کچھ لوگوں کو جس قدر شہرے نقصان پہنچا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاکیس بیماری کی وجہ سے پانی عادت کی وجہ سے مسلمانوں، تمہارے نبی علیہ السلام کو ہر ایک شہر سے پاک اور محصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت محصوم ہیں۔ سو تم مسلمان کہلو کہ کس کی پیروی کرتے ہو۔ قرآن مجید کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا۔ پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو کیا تمنا نہیں ہے؟ منہ

(ماہی طبع اول)

سراج الدین عینائی کے چار سوالوں کا جواب

۱۸۹۷ء
۲۲ جون

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل دین صاحب

کے چھپا

قیمت ۲۰

تعداد ۷۰۰

تقویۃ الایمان

خود ملک کرتا ہے۔ تم اس سے بچو۔
جون کی شام سے ہر ایک سال ہزار ما
ہیں۔ اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔
اور تم غر سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ
لقن اور بے ہوش ہونا لسنی زندگی ہے۔
اور ہونا لسنی زندگی ہو۔ ہر ایک میر خدا
یسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ پرکاشی
خدا سے خدمت میر لیتا ہو اور خدا کے تمام
پیشہ حلال ہو خوشی کی حالت میں دیوانہ کی طرح
بات ہے۔ اور شہوات کے جوش میں بیجا کی
وہ نہیں پائیگا یہاں تک کہ مر جائے۔ اور جو
گنہ چکے۔ سو اپنے موتی کو نذرانہ مت کرو۔
بلا میں جو قورہ تھیں تباہ کر سکتی ہیں۔ پس تم
قرم خدا کی آنکھوں کے آگے حق تعالیٰ کا
لٹ کر لگا۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے
حفاظت نہیں۔ اور تم دشمنوں سے ڈر کر
گے۔ اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم

تو یہ تھا کہ صنی علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔
تو ہی علیہ السلام ہر ایک شے سے پاک اور
بہرہ کس کی پیروی کرتے ہو۔ قرآن انجیل کا طرح
لال شہوات ہو کیا نہ رہیں ہے؟ منہ

از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 34 پر درج ہے

غیر عورتوں کے دیکھنے سے اپنے تمیں بچانا پڑتا ہے۔ شراب اور ہر ایک نشے سے اپنے
 تمیں دور رکھنا پڑتا ہے۔ خدا کے مواخذہ سے خوف کر کے حقوق عباد کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔
 اور ہر ایک سال میں برابر تیس یا اسیس روز خدا تعالیٰ کے حکم سے روزہ رکھنا پڑتا ہے
 اور تمام مالی و بدنی و جانی عبادت کو بجالانا پڑتا ہے۔ پھر جب ایک بد بخت جو پہلے
 مسلمان تھا عیسائی ہو گیا تو ساتھ ہی یہ تمام بوجھ اپنے سر پر سے اتار لیتا ہے۔ اور سونا اور
 کھانا اور شراب پینا اور اپنے بدن کو آرام میں رکھنا اس کا کام ہوتا ہے اور کد فحہ تمام اعمال
 شاقہ سے دستکش ہو جاتا ہے اور حیوانوں کی طرح بھرا اکل و شرب اور ناپاک عیاشی کے اور کوئی
 کام اس کا نہیں ہوتا پس اگر یسوع کے گذشتہ بلا فقر کے یہی معنی ہیں کہ میں تمہیں آرام و نیکو
 تو بیشک ہم قبول کرتے ہیں کہ درحقیقت عیسائیوں کو اس چند روزہ سخی زندگی میں بوجھ اپنی
 بے قیدی کے بہت ہی آرام ہے۔ یہاں تک کہ ان کی دنیا میں نظیر نہیں۔ وہ مکھی کی طرح ہر ایک
 چیز پر بیٹھ سکتے ہیں۔ اور وہ خنزیر کی طرح ہر ایک چیز کھا سکتے ہیں۔ ہندو گائے سے پر میر
 کرتے ہیں اور مسلمان سور سے۔ مگر یہ بلا نوش و نون ہضم کر جاتے ہیں۔ سچ ہے۔ "عیسائی
 باش ہر چہ خواہی بکنی یہ سور کو حرام ٹھہرانے میں تو ریت میں کیا کیا تاکیدیں تمہیں یہاں تک
 کہ اگر بکنا و نا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اسکی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے
 اس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں خرق تھا۔ یسوع کا شرابی کیا ہی ہونا تو
 خیر ہم نے مان لیا۔ مگر کیا اس نے کبھی سور بھی کھایا تھا؟ وہ تو ایک مثال میں بیان کرتا
 ہے کہ "تم اپنے موقی سوروں کے آگے مت پھینکو۔ پس اگر موتیوں سے مراد پاک کلمے
 ہیں تو سوروں سے مراد پلید آدمی ہیں۔ اس مثال میں یسوع صاف گواہی دیتا ہے کہ
 سور پلید ہے کیونکہ مشتبہ اور مشتبہ پر میں مناسبت شرط ہے۔
 غرض عیسائیوں کا آرام جو اٹکو ملا ہے وہ بے قیدی اور اباحت کا آرام ہے۔

تاسے۔ شراب اور ہر ایک نشے سے اپنے
خوف کر کے حقوق عباد کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔
روزہ خدا تعالیٰ کے حکم سے روزہ رکھنا پڑتا ہے
پڑتا ہے۔ پھر جب ایک بد بخت جو پہلے
اپنے اپنے سر پر سے اتار لیتا ہے۔ اور سونا اور
رکھنا اس کا کام ہوتا ہے اور یک دفعہ تمام اعمال
بھرا کر اکل و شرب اور ناپاک عیاشی کے اور کوئی
نشتہ بلا فقر کے ہی سے ہیں کہ میں تمہیں لازم و ملزوم
سائیں کو اس چند روزہ سنی زندگی میں بوجہ اپنی
کہ ان کی دنیا میں نظیر نہیں۔ وہ مکھی کی طرح ہلک
ہر ایک چیز کھا سکتے ہیں۔ ہندو گائے سے پرہیز
ش دونوں ہضم کر جاتے ہیں۔ سچ ہے۔ "عیسائی
نے میں تو ریت میں کیا کیا ناکیدیں تھیں یہاں تک
تھا کہ اس کی ہرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے
لی نظر میں غرق تھا۔ یسوع کا شرابی کیا ہی ہوتا تو
بھی کھایا تھا؟ وہ تو ایک مثل میں بیان کرتا
نہیں تھا۔ پس اگر موتیوں سے مراد پاک کلمے
ن مثال میں یسوع صاف گواہی دیتا ہے کہ
ناسبت شرط ہے۔
ہے وہ جقیدی اور اہانت کا آرام ہے۔

الحمد لله والمنة

کہ یہ رسالہ مبارکہ جس میں انخوند زادہ سرآمد علماء
کابل اور شیخ اجل افغانستان اور رئیس اعظم
مولوی محمد عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت کا
ذکر ہے اور نیز ان کے شاگرد رشید میاں عبدالرحمن کے
شہید ہونے کے حالات مذکور ہیں تالیف ہو کر
نام اس کا مندرجہ ذیل رکھا گیا ہے

تذکرۃ الشہادتین

مع رسالہ عربی و علامات المقرنین

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام
حکیم مولوی فضل الدین صاحب مالک مطبع
اکتوبر کے مہینہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا۔

زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اُس آسمانی مائدہ کو نئے سرے سے انسانوں کے گم ہونے کی نشانیوں میں مقرر کیا گیا تھا۔ جن کو اشارتِ کرج سے تیرہ سو برس پہلے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ میں ہی ہوں۔ اور مکالماتِ الہیہ اور خطاباتِ رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک و شبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالماتِ الہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روزِ روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔ اور اُن کے قوتِ اثر و کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اس بات کے اقرار کیلئے مجبور کیا کہ یہ اُسی وحدہ لا شریک خدا کا کلام ہے۔ جس کا کلام قرآنی شریف ہے۔ اور میں اس جگہ تورات اور انجیل کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ تورات اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف و تبدیل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعے میں نے اپنے خدا کو پایا۔ اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی۔ بلکہ ہر ایک جگہ اُس کی جب خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا۔ تو اس کے مطابق ثابت ہوا۔ اور اس کی تصدیق کے لئے بادش کی طرح نشانِ آسمانی برے۔ انہیں دونوں میں رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کا گرہن بھی ہوا جیسا کہ لکھا تھا کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن ہوگا۔ اور انہیں آیات میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے۔ اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے کہ ان دنوں میں مری بہت چڑھے گی۔ اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اُس مری سے باہر نہیں رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہوتا ہے۔ اور خدا نے اُس وقت کہ اُس ملک میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا۔ قریباً بائیس برس طاعون کے بھونٹنے سے پہلے مجھے اُس کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ پھر اس بارہ میں الہاماتِ بادش کی طرح ہوتے اور تکرار ان فقرات کا مختلف پیرایوں میں ہوا۔ چنانچہ مذکور ذیل وحی میں اس طرح پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

اِنِّیْ اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہٖ بِاٰیٰتِہٖا النَّبِیُّوْنَ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا

۵۰

۲۵۵

آپا ہے اور اس وقت اُن کو اُس نے چمکا نے کی کیونکہ توریہ رہے چنانچہ تار میں باعتبار عمل تعلیم کے گئے۔ انجیل پر انجیل انسان کی پرستش چھوڑ کر ذریعہ معارف لایا جائے پس کیا کہ وہ کتابیں آنحضرت اُن میں طائے گئے ہیں اور اپنی اہلیہ انگریزوں نے بھی کے حامی تھے وہ درجہ بدصلی ہو چکا معصیت اور حق تعالیٰ کے لئے خود اپنے آنے کے اور بدکاری فرمیں کہ کیا باوجود جمع ہو

اُس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے لئے پیش
ج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
مخلوقات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے
ہوئی ایک فواد کی طرح دل میں دھنستی تھی اور
بے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری
حالاتوں کے گوشہ نے مجھے اس بات کے اقرار کیلئے
اں کا کلام قرآن شریف ہے۔ اور میں اس مگر تورات
محررت کو نئے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر
کلام نہیں کہہ سکتے غرض وہ خدا کی وہی جو میرے پر
یہ میں نے اپنے خدا کو پایا۔ اور وہی نہ صرف
بلکہ ہر ایک جہت میں کعبہ خدا تعالیٰ کے کلام
ت ہوا۔ اور اس کی تصدیق کے لئے یارش کی طرح
میں عینہ میں سورج اور چاند کا گراں بھی ہوا جیسا کہ
میں سورج اور چاند کا گراں ہو گا۔ اور انہیں آیات
بکہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے۔ اور پہلے
نا بہت چرچی اور ایسا ہو گا کہ کوئی گناہ اور شہر
اور ہو رہا ہے۔ اور خدا نے اُس وقت کہ اُس
پس برس طاعون کے پھوٹنے سے پہلے مجھے اُس
ت یارش کی طرح ہوئے اور نکارا ان فقرات کا مختلف
پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

ہا الذین اتقوا

آیا ہے اور اس وقت کیا ہے جب کہ دنیا خدا کے راہ کو بھول چکی تھی اور جن بیماروں کیلئے آیا۔
اُن کو اُس نے جیگا کر کے دکھلا دیا اور نہ تورتیت اور نہ انجیل وہ اصلاح کو سکی جو قرآن شریف
نے کی کیونکہ تورتیت کی تعلیم پر چلنے والے یعنی یہودی ہمیشہ بار بار بت پرستی میں پڑتے
رہے چنانچہ تاریخ جاننے والے اس پر گواہ ہیں اور وہ کتابیں کیا یا اعتبار علمی تعلیم کے اور کیا
با اعتبار علمی تعلیم کے سراسر ناقص تھیں اس لئے اُن پر چلنے والے بہت جلد گمراہی میں پھنس
گئے۔ انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گزرے تھے کہ مجائے خدا کی پرستش کے ایک ماجز
انسان کی پرستش نے جگہ لے لی یعنی حضرت عیسیٰ خدا بندے گئے اور تمام نیک اعمال کو
چھوڑ کر ذریعہ معافی گناہ یہ ٹھیس دیا کہ اُن کے مصلوب ہونے اور خدا کا بیٹا ہونے پر ایمان
لایا جائے پس کیا یہی کتابیں تھیں جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کی بلکہ سچ تو یہ ہے
کہ وہ کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک رزی کی طرح ہر مکی تھیں اور بہت بھڑ
اُن میں ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرق ہو گئیں
ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ میں بڑے بڑے محقق
انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔ پس جب کہ بائبل محرق ہو گئی تھی اور جو بائبل
کے حامی تھے وہ بقول پادری فندل اور دوسرے محقق عیسائیوں کے اس زمانہ میں نہایت
درجہ بد چلی ہو چکے تھے اور زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی تھی اور آسمان۔ کہ نیمہ بجا
معصیت اور مخلوق پرستی کے اور کوئی عمل نہ تھا اس طرف آریہ ورت ہم حوالہ نمبر
تھا۔ اس کے لئے پنڈت دیانند کی گواہی ستیا رتھ میں کافی ہے اور قرآن شریف نے
خود اپنے آنے کی ضرورت پیش کی ہے کہ اس زمانہ میں ہر ایک قسم کی بد چلی اور بد اعتقادی
اور بد کاری زمین کے رہنے والوں پر محیط ہو گئی تھی قراب خدا کا خوف کر کے سوچنا چاہئے
کہ کیا باوجود جمع ہونے اتنی ضرورتوں کے پھر بھی خدا نے نہ چاہا کہ اپنے تازہ اور زندہ کلام سے

مائیل برتول

الحمد لله والمنة

یہ رسالہ ایک عیسائی کی کتاب ینایح الاسلام کے
جواب میں تالیف ہو کر اس کا نام مندرجہ ذیل رکھا گیا

یعنی

پستہ مسیحی

لہذا

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام چوہدری
الہ داد صاحب ۹ مارچ ۱۹۰۶ء کو طبع ہو کر

شائع ہوا

تعداد جلد (۱۰۰)

مقدمہ

محمد کو خطبہ

عیسائی کی کتاب

غفلت کی

ناتوانی کے

سے ہمیں

اب وہ

چھٹا ہزار

روشنی

لہذا تاریکی

پر کچھ

نکھنا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

لہذا

کتاب ینایح الاسلام کے
س کا نام مندرجہ ذیل رکھا گیا
نئے

مجمعی

س باہتمام چوہدری
۱۹۰۶ء کو طبع ہو کر

محمد کو خطیب سچا ہے۔ اور وہ اپنے خط میں کتاب ینایح الاسلام کی نسبت جو ایک
عیسائی کی کتاب ہے ایک خوفناک ضد کا اظہار کرتے ہیں۔ افسوس کہ اکثر مسلمان اپنی
غفلت کی وجہ سے ہماری کتابوں کو نہیں دیکھتے۔ اور وہ برکات جو خدا تعالیٰ نے ہم پر
نازل کئے یہ لوگ باطل اس سے بے خبر ہیں۔ اور نادان مولویوں نے ہمیں کافر کا فریاد
سے ہم میں اور عام مسلمانوں میں ایک دیوار کھینچ دی ہے۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ
اب وہ نکل جاتا رہا کہ جس میں عیسائیت کے گرد فریب کچھ کام کرتے تھے۔ اور اب
چھٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے جس میں خدا کے سلسلہ کو فتح ہوئی۔ اور
دشمنی امتیازی میں یہ آخری جنگ ہے جس میں روشنی مظفر اور منصور ہو جائیگی۔
اور تاریکی کا خاتمہ ہے۔ اور کچھ ضرور تھا کہ پادری صاحبوں کے ان بوسیدہ خیالات
پر کچھ لکھا جاتا لیکن ایک شخص کے اصرار سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ مختصر رسالہ
لکھنا پڑا۔ خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور لوگوں کی ہدایت کا موجب کرے۔ آمین
اور یاد رہے کہ ہم حضرت جی علیہ السلام کی عزت کرتے ہیں اور ان کو خدا کا نبی سمجھتے ہیں

۱۔ اس جنگ کے غلطے یہ نہیں لکھنا چاہیے کہ تواریخ بندوق سے یہ جنگ ہو گئی ہے کہ اب اس قسم
کے جہاد خدا تعالیٰ نے منسوخ کر دیئے ہیں کیونکہ ضرور تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں اس قسم کے جہاد
منسوخ کر دیئے جاتے جیسا کہ قرآن شریف نے پہلے سے یہ خبر دی ہے اور مسیح بخدی میں بھی یہ واضح
کی نسبت یہ حدیث ہے کہ یضیع الحرب۔ سنہ

۲۔ یہ کہ قلم سے حضرت جی علیہ السلام کی نسبت جو کچھ غلط بات سننے والوں کے منہ سے نکلا ہے وہ الزامی جواب ہے
نہیں ہے۔ اور وہ اصل صورتوں کے اظہار ہم نے نقل کئے ہیں۔ افسوس کہ مغزات پادری
صاحبان تہذیب اور خدا ترسی سے کام لیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دین تو
انہی طرف مسلمانوں کی طرف سے بھی ان سے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اب کا خیال رہے۔ سنہ

رہائیل طبع اول (حصہ اول)

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا
بفضل عظیم حضرت مادی عالم عالمی و رحمت عظیم رہنما ملک مکان کنایہ الجواب سوم بہ

براہین احمدیہ

ملقب بہ
البرہین الاحمدیہ علی حقیقت کتبہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

جس کو فخر اہل اسلام پنجاب جناب میرزا غلام احمد ضامن عظیم قادیان
ضلع گورداسپور پنجاب دام قباہم نے کمال تحقیق اور دقیق کرمالیف کے
مکرمین اسلام پر سخت اسلام پوری کرنے کیلئے بوعہ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا

امیر سر پنجاب

سفیر ہند پریس میں در سنہ ۱۸۸۷ء طبع ہوئی

امیر علی دولہ پرنٹر

براہین احمدیہ

تمہید
وہ حقیقت میں اس قدر

تقریباً مطلق کہ جس
عاید نہیں ہو سکتا
در داور رنج اور

برجہ یقین کا لہجہ
وہ بالحق آنر لٹا
مستحق ہے

قادیان کے قریب
خدا اور اس کے رسول
وہ ہونا ہی تھا۔ یہ

حضرت نبی کریم صلی
اپنے کلام مقدس
سے اور فرقا کی

لیکھنے والے علی ای
پیشگوئی ہے اور
ظہور میں آئے ہو

ان کے ہاتھ سے
ظاہر کیا گیا ہے
روئے مسیح کی

ہی مقشہ و اق
اور بکلی اٹھا

لہ انصاف :

براہین احمدیہ جلد 1 صفحہ 99

إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

میں رہتا ہے گمراہی کی راہ پر جو ابھرتا ہے

حکیم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب

در ۱۸۸ طبع ہوئی

پندرہ

۲۹۹۔ تمہید ہشتتم۔ جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں اس قبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت ہے اور یہ بدیہی اور

۳۹۹۔ کو قادر مطلق کو جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ غفلت نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور سران عاید نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر ایک قسم کے جہل اور کودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور دور دور رخ اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو

۴۹۹۔ بدرجہ یقین کامل پہنچ کر منکدر میں پھر بعد اسکے فرمایا۔ اَنَا أَنزَلْنَاهُ فَرَسًا مِّنَ السَّمَاءِ بِأَنزَالَةٍ بَالِغَةٍ وَبِالْحَقِّ أَنزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَّلَ. صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَكَانَ آمَنًا مِّنْ مَّقْشُورًا. یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو امیر نیز اس الہام پر از معارف و حقائق کو

۵۹۹۔ قادیان کے قریب اتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے اور ضرورت حقہ اترا ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے خیر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے عیاں تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے

۶۹۹۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدا نے تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وجہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں بھی جو چکا ہے اور قرآنی اشارہ اس آیت میں ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِي أَوْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ

۷۹۹۔ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ۔ یہ آیت جہانی اور سیاسی ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے

۸۹۹۔ ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر

۹۹۹۔ ظاہر کیا گیا ہے کہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار کو توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُوسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت

۱۰۹۹۔ ہی متشابه واقع ہوئی ہے کہ باایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور یکدیگر اتحاد ہے کہ نظر شخصی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر

۱۰۹۹۔

ڈائیل پچ بار اول

۲۵۱

الہدیۃ المبارکۃ

یعنی کتاب

تحفہ قیصریہ

بمقام قادیان

مطبع ضیاء الاسلام میں چھپا

۲۵ مئی ۱۸۹۷ء

رکتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان ہے
اور ان کا طوں میں سے ہے جو
اور خدا کی عجیب باتوں میں
عین بیداری میں جو کشفی
ملاقات کی ہے۔ اور اس سے
حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک
حضرت یسوع مسیح ان چند
ہے۔ ایسے متنفذ پائے ملتے
وہ یہی ہے۔ یہ مکاشفہ کی
رکتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق
پاس رہے۔ اور وہ صف
توجہ اور دعا کی برکت سے وہ
اور ان کی نسبت ان سے گواہ
روح میں بروز کے طور پر
تحفہ ہے جو حضرت ملکہ
کرنے کے لائق ہے۔
دنیا کے لوگ اس بار
رکتے ہیں۔ لیکن تجربہ کرنے
میری سچائی پر اور بھی
کے لوگ ان کو دیکھ رہے
گمیا ہے۔ وہ دوسروں کے

۲۷۳

رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہیں ہے۔ ہاں خدا سے واسطہ ہے اور ان کا ملول میں سے ہے جو تھوڑے ہیں۔ اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے۔ یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے۔ اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعوے اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے۔ جو توبہ کے لائق ہے۔ کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تشلیث اور ابنیت ہے۔ ایسے متفقہ پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا جو ان پر کیا گیا ہے۔ وہ یہی ہے۔ یہ مکاشفہ کی شہادت ہے دلیل نہیں ہے۔ بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے۔ اور وہ حضرت مسیح کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے۔ تو میری توبہ اور دعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے۔ ان سے باتیں بھی کر سکتا ہے اور ان کی نسبت ان سے گواہی بھی لے سکتا ہے۔ کیونکہ میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسا تحفہ ہے جو حضرت ملکہ معطرہ قیصرہ انگلستان و ہند کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کے لائق ہے۔

دنیا کے لوگ اس بات کو نہیں سمجھیں گے کیونکہ وہ آسمانی اسرار پر کم ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن تجربہ کرنے والے ضرور اس سچائی کو پائیں گے۔

میری سچائی پر اور بھی آسمانی نشان ہیں جو مجھ کو ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اس ملک کے لوگ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ اب میں اس آرزو میں ہوں کہ جو مجھے یقین بخشا گیا ہے۔ وہ دوسروں کے دلوں میں کوئی نکر اتار جائے۔ میرا شوق مجھے بیتاب کر رہا ہے۔

۲۱

اے قادر خدا:

اس گورنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور
اس سے نیکی کرے تاکہ اس نے ہم سے نیکی کی۔
آمین۔

کشف الغطاء

یعنی

ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد دہلوی کی طرف سے
بمقصور گورنٹ عالیہ اس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارے میں اعلیٰ درجہ
نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے مشن کے اصولوں اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیانی اور
نیز ان لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا رد جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلانا
چاہتے ہیں۔

اور یہ مولف

تلج عزت جناب ملکہ معظمہ قیسرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر
بخدمت گورنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کے باوجود گزارش
کتاب ہے کہ براہ غریب پروری درگم گسری اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے۔

یہ رسالہ تالیف ہوکر ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو مطبع ضیاء اسلام قلیاں میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب
ملک مطبع کے مطبوع ہوئے۔

محبوب حقیقی کو جانے اور کشمیر کے خطے کو اپنے پاک مزار سے ہمیشہ کے لئے فخر بخشا۔ کیا ہی خوش قسمت ہے سرنگر اور انموزہ اور خلی یلہ کا محلہ جس کی خاک پاک میں اس ابدی شہزادہ خدا کے مقدس نبی نے اپنا مطہر جسم دولیت کیا۔ اور بہت سے کشمیر کے منجھو لوں کو حیات جاودانی اور حقیقی نجات سے محنتہ دیا۔ ہمیشہ خدا کا جلال اس کے ساتھ ہو۔ آمین سو جیسا کہ وہ نبی شہزادہ دنیا میں غربت اور مسکینی سے آیا۔ اور غربت اور مسکینی اور علم کا دنیا کو نونہ دکھلایا۔ اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ اس کے نونے پر مجھے بھی جو امیری اور حکومت کے خاندان سے ہوں اور ظاہری طور پر بھی اس شہزادہ نبی اللہ کے حالات کی مشابہت رکھتا ہوں ان لوگوں میں کھڑا کرے جو ملکوتی اخلاق سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ سو اس نونے پر میرے لئے خدا نے یہی چاہا ہے کہ میں غربت اور مسکینی سے دنیا میں رہوں۔ خدا کے کلام میں تدبیر سے وعدہ تھا کہ ایسا انسانی دنیا میں پیدا ہو۔ اسی لحاظ سے خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا۔ یعنی ایک شخص جو یسوع مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہرگز ہے۔ خدا نے مسیح علیہ السلام کو رومی سلطنت کے ماتحت جگہ دی تھی اور اس سلطنت نے اُن کے حق میں عداوت کوئی ظلم نہیں کیا مگر یہودیوں نے جو ان کی قوم تھے بہت ظلم کیا اور بڑی توڑ میں ان کی اور کوشش کی کہ سلطنت کی نظر میں ان کو باغی ٹھہرا دیں۔ مگر جس جانتا ہوں کہ ہماری یہ سلطنت جو سلطنت برطانیہ ہے خدا اس کو سلامت رکھے وہیوں کی نسبت تو انہیں عدالت بہت صاف اور اس کے حکام پر حاوی سے زیادہ تریز کی اور فہم اور عدالت کی روشنی اپنے دل میں رکھتے ہیں اور اس سلطنت کی عدالت کی چمک دمی سلطنت کی نسبت اعلیٰ درجہ پر ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل کا شکر ہے کہ اس نے یہی سلطنت کے خلق حمایت کے نیچے مجھے رکھا ہے جس کی تحقیق کا پتہ شہادت کے پتے سے بڑھ کر ہے۔

غرض مسیح موعود کا نام جو آسمان سے میرے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کے معنی

ت سے نیک جزا دے اور
سے نیک کی۔

طہاء

اسم اقبال کی طرف سے

خیالات کے بارے میں اسطرح اور
اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان اور
فرق کی نسبت غلط خیالات پھیلانا

ت

رواق اقبال کا واسطہ ڈال کر

اور معزز حکام کے باوجود گزارش

دل سے آؤنک پڑھا جائے یا سن لیا جائے۔

اسلام تعلیم میں اتنا حکم فضل الدین صاحب

ع ہوا۔

یہ خدا کا کلام ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اے جو خلقت کے لئے مسیح کر کے بھیجا گیا ہے۔
 ہماری اس جہنگ بیماری کیلئے شفاعت کر۔ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے مجھ اس
 مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باستثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شفیع آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں بلکہ اسکی شفاعت و شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی
 شفاعت ہے۔ اُسے عیسائی مشنریوں: اب رہنا المسیح مت کہو۔ اور دیکھو کہ آج تم میں ایک مسیح
 جو اُس مسیح سے بڑھ کر ہے۔ اور اُسے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا بھائی ہے
 کیونکہ میں مسیح کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اُس حسین سے بڑھ کر ہے۔ اور اگر میں اپنی
 طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی
 رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اُس سے لڑنے والے ٹھہرو۔
 اب میری طرف دوڑو کہ وقت سے جو شخص اسوقت میری طرف دوڑتا ہو میں اسکو
 اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن شخص مجھے
 نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہو اور کوئی بچنے کا
 سامان اُسکے پاس نہیں۔ سچا شفیع میں ہوں جو اُس بزرگ شفیع کا سایہ چلے اور اُس کا
 نعل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اسکی بہت ہی تعمیر کی یہی حضرت
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اُس لئے خدا نے اسوقت اس گناہ کا ایک ہی لفظ کے ساتھ
 پادریوں سے بدلہ لے لیا کیونکہ عیسائی مشنریوں نے عیسیٰ بن مریم کو خدا بنایا اور ہمارے
 سید و مولیٰ حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا اُس لئے
 اُس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اس اُقت میں سے مسیح موعود بھیجا۔
 جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اُس نے اس دوسرے
 مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہو جو اُس کے
 ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے

ہاں کہ لے جو خلقت کے لئے مسیح کو کے بھیجا گیا ہے۔
ت کہ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے مجھ سے
شہداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ آنحضرت
کی شفاعت و شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی
ب رہنا مسیح مت کہو۔ اور دیکھو کہ آج تم میں ایک
قوم شہید پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا بھائی ہے
میں ایک ہے کہ اُس حسین سے بڑھ کر جو۔ اور اگر میں اپنی
موتنا ہوں۔ لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی
فرم۔ ایسا نہ ہو کہ تم اُس سے لڑنے والے ٹھہرو۔
جو شخص اس وقت میری طرف دہڑاتا ہو میں اسکو
دفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے
دفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہو وہ کوئی بچنے کا
نہ ہوں جو اُس بزرگ شفیق کا سایہ ہوں اور اُس کا
نے قبول نہ کیا اور اسکی بہت ہی حقیر کی یعنی حضرت
خدا نے اسوقت اس گناہ کا ایک ہی نقطہ کے ساتھ
مشتعلوں نے عیسیٰ بن مریم کو خدا بنایا اور ہمارے
دہ دزدانی کی کتابوں سے زمین کو جس کو دیا ہوا
کا گیا۔ خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا۔
میں بہت بڑھکر ہے اور اُس نے اس دوسرے
نارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہو جو اسکا
نہایت وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت

دعا طبع بار اول

الحمد لله والمنة کہ ضمیمہ نزول مسیح جسکے ساتھ
دش ہزار روپیہ کا اشتہار ہے
حسب استدعا مولوی شہداء صاحب امت سہری کے
محض پانچ دن میں ابتداء ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے
طیار ہو کر اس کا نام
اعجاز احمد
رکھا گیا
اور اس رسالہ میں پیر مہر علی شاہ ضاء مولوی اصغر علی صاحب
مولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام
رسالہ میں مفصل درج ہے (تاریخ طبع ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء)
بقا قایان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام مطبع ہوا
الکس اللہ بکاف عبدا الکس اللہ بکاف عبدا الکس اللہ بکاف عبدا

تفسیر نزول سورہ

۱۹۳

التغصین

تَنَاهَى لِسَانَ النَّاسِ عَنِ دَابِّهِمْ تمام لوگوں نے بد زبان کی عادت چھوڑ دی۔ اشْعَثَمَ طَرِيقَ اللَّعِينِ فِي أَهْلِ سُنَّةٍ تم نے لعنت باز کی طریقوں کو اہل سنت کے ہمسایوں میں شائع کر دیا فَيَا لَيْتَ مَتَمَّ قَبْلَ تِلْكَ الطَّرَاقِ پر کاش تم ان تمام طریقوں کو پہلے ہی مٹا دیتے۔ جَعَلْتُمْ حُسَيْنًا أَفْضَلَ الرَّسْلِ كُلِّهِمْ تم نے حسین کو تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا دیا۔ وَعِنْدَ النَّوَائِبِ وَالْأَذَى تَذَكُّرُونَهُ اور مصیبتوں اور دکھوں کے وقت تم اس کو یاد کرتے ہو۔ وَحَزَرْتُمْ لَهُ لَعَابًا مِثْلَ سَاجِدٍ اور تم اس کے علاوہ جو کچھ لوگوں کی طرح اس کے آگے کرتے۔ نَسِيتُمْ جَلَالَ اللَّهِ وَالْجَنَّةَ وَالْعُلَى تم نے خدا کے جلال اور عہد کو بھول کر دیا۔ فَهَذَا عَلَى الْإِسْلَامِ أَحَدُ الْمَصَائِبِ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ وَأَنْ كَانَ هَذَا الشَّرْكَ وَالْإِدْنِ جَانِحًا اور اگر شرک دین میں جائز ہے۔ وَأَيُّ صِلَاحٍ سَاقٍ جُنْدَ نَبِيِّنَا اور کیا اصلاح ایسی ہے جو ہمارے نبی کے لشکر کے مقابلہ کیلئے چلا گیا۔	وَمَقُولُكُمْ يَجْرِي وَلَا يَقْعُشُ اور تمہاری بات اس قدر جلتی ہے جیسا کہ جاری ہے اور نہیں ٹھکتی۔ فَاجْرُوا طَرِيقَكُمْ فَاَنْ شَعْتُمْ أَنْظُرُوا پس انہوں نے بھی یہ طریق جاری کر دیا اگرچہ وہ دیکھ لو وَلَيْتَ دِينَ اللَّهِ مِنْكُمْ يَخْتَصِرُ اور خدا کا دین تمہارے سب سے تہا رہ ہوتا۔ وَجَزَّ تَمْ حُدُودَ الصَّدَقِ وَأَلَّهُ يَنْظُرُ اور سچائی کی حدود سے آگے گئے تھے۔ كَأَنَّ حُسَيْنًا رَبَّكُمْ يَا مُزَوَّرُ گویا حسین تمہارا رب چلے بدعت بھٹ بولنے لگے فَمَا جَرَّمُ قَوْمٍ أَشْرَكَ أَوْ أَنْصَرُوا پس اب مشرکوں یا نصرانیوں کا کیا گناہ ہے۔ وَمَا وَرَدُكُمْ إِلَّا حُسَيْنٌ أَتَشْكُرُ اور تمہارا اور وصوت حسین پر کیا تو انکار کرتا ہے۔ لَدَى نَفَحَاتِ الْمَشْكِ تَذَكُّرُ مَقْتَضِرُ کستوری کی خوشبو کے پس گوہ کا ڈھیر ہے۔ فَبِالْغُرُورِ سَلَّ اللَّهُ فِي النَّاسِ بَعْدُ پس خدا کے پیغمبر پر یہ طوطیوں میں بھیجے گئے إِلَى حَرْبٍ حَرْبُ الْمُشْرِكِينَ فَذَقُوا مشرکوں کی روائی کے مقابل پر ہیں ان کو طاق کیا۔ وَحَاشِيَهُ - پس شرک کا یہ طریقہ کہ جبکہ شرک جائز تھا اور کافروں کو بھیجے ہوئے مسلمانوں کی حمایت میں جو مسلمانوں کا غیر اللہ تھے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا جو میرے مسلمانوں کی مہارت ہوئی کہ اب تم بھی ان مشرکوں کا
--	---

یہ حوالہ صفحہ 37 پر درج ہے

اعجاز احمدی صفحہ 82 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 194 از مرزا صاحب

وَمَقُولُكُمْ يَجْرِي وَلَا يَتَحَسَّرُ
اور تمہاری بات اس قدر جاری رہے گی کہ نہ ہٹے گی نہ
فاجرو اطر یقتکم فان شتمتم انظروا
ہیں انہوں نے بھی یہ طریق جاری کر دیا اگرچہ وہ تو کلمہ
ولہم یث دین انالہ منکم یختص
اور خدا کا دین تمہارے سبب سے تیار نہ ہوتا۔
وجہ تم وحدود الصداق والہ یبظر
اور صحابی کی حدود سے آگے گند گئے۔
کانت حسینا ربکم یا مَزُور
گو یا حسین تمہارا رب ہوئے نہ بت مجھ پر لے لے لے
فما جرم قوم اشرکوا او تنصروا
ہیں اب مشرکوں یا نصرانیوں کا کیا گناہ ہے۔
وما وردکم الا حسین اثنکر
اور تمہارا ورد صرف حسین ہی کیا تو اٹھا کر تا ہے۔
لہی نجات المہلک قد زمر مقنطر
کستوری کی خوشبو کے پس گوہ کا ذخیرہ ہے۔
فبا للخورسل اللہ فی الناس بعثوا
ہیں خدا کے پیغمبر بہودہ طور پر لوگوں میں بھیجے گئے
الی حرب جرب المشرکین قد قروا
مشرکوں کی لڑائی کے مقابل پر ہیں ان کو طمان کیا۔
جانو تھاد کا فروغ ہوئے ہیں مجبوروں کی حمایت میں جو حسین کی صف
جو میرا مسلمانوں کی مہارت ہوئی کہ اب تم بھی ان مشرکوں کا

سُبْحَتِ انْتَم اِذَا نَزَلَ فَيَكُونُ مِنْكُمْ وَامَّا مَكْرُومُكُمْ
خدا نے تعالیٰ کے لیے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل احسان ہے۔
کہ کتاب سب طاب غنیع الیقان و عرفان مسمی بہ

مصدقہ زکریا مولیٰ اللہ تعالیٰ
مصدقہ بری برکتی من کشفہ انور

تذکرۃ المسیح

اسلام باد و شہنشاہ وقت محمد علی شاہ
فی آخر الزمان

خود مسیح موعود علیہ السلام کے ظلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور جلالی
رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے
مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اس وقت کے اولوالالباب اولوالابصا
نے برائی العین مشاہد کیا
طبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر کمترین جہدی حسین ہر قسم کتب خانہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی۔ مائیل بیچ مطبع میگزین قادیان میں چھپ کر طبع ہوا۔
بار اول تعداد اشاعت ۲۹۰۰
قیمت ہر

۵۰ اگست ۱۹۰۹ء
شعبان ۱۳۲۹ھ

۷۷۷

نزدلی المسیح

۱۱۷

آپ بچلے عشق تیر مرکب راند	گوازی پشت خاک چناند	کشتہ دلبر و کارا سے	دست بیکر رنگ از نالے
چند عشق و تہی زہر آد سے	تھکے کوتاہ کرد آواز سے	آن خائے یقیں کہ گوش شنید	کرد کار و در غیر حق برید
رفتہ بیرون ز حلقہ افیاد	دل برید و غیر آں دلدار	پاک گشتہ ز لوث ہستی غیش	دست از بندہ پرستی خویش
آپ بچلے یار و کنڈانہ اخت	کہ نہ اند بر یکے پر دخت	قدم خود زده برا و حسد	کم یلوش ز فرق تا بعد دم
دگر دلبر قدائے او گشتہ	ہمہ دلبر برائے او گشتہ	سوختہ ہر فرق بخت و دلدار	دو خستہ چشم دل ز غیر نگار
دل و جان برونے خدا کردہ	وصل او اصل دعا کردہ	مردہ و خولیش فتن کردہ	عشق ہو شید و کار ہا کردہ
از خودی ہائے خود فدا و جدا	سیل پر زد و بود بوند از جا	آتن جو فرسودہ لستان آمد	دل چو از دست فتن میان آمد
عشق دلبر بر و ستے او بارید	ابر رحمت بکھائے او بارید	از یقینے کوشد ز گفتار سے	در دل او بست گلزار سے
ہر غلو سے کیے سبب دارد	داندان کو بدل طلب دارد	پس چنین شہر عشق محبت یار	کہ بشود دم از خودی آثار
ایں میسرے شود ز نہاد	ہر سخن ہائے دلبر دار	عشق کو نہ نماید از دیدار	نیز گدگد بر خیزد از گرفتار
بالخصوص آں سخن کہ از دلدار	خاصیت دارد از این امر دار	کشتہ او نیک نہ دود نہ ہزار	ایں قیطان او بیرون ز شمار
ہر طے قلیل تازہ ہو است	غازہ برونے او دم شہد است	ایں سعادت چو بہ قسمت ما	رفتہ رفتہ رسید بہت ما
کہ یک ساعت سیر ہر آنم	صد سین است در گریہ عالم	آؤ حکم نیز احمد مختار	در برم جامہ ہمہ ابرار
کاہ ہائے گزارد با من یار	بر تر کن و تر است از انہا	آچہ ماد است ہر ہر ہر جام	درا آں جام را ہر جام تمام
دل من زد و الفیت خود دار	خود مرا شد بختی خود است دار	حق اورا مجب اثر دیدم	بھونے آں ہر طوفان قمر دیدم
دیدم از خلق رنج و مکر و ہات	و آچہ چیز است ہر آں لذات	دیدم از ہر خلق جلوت یار	کار و گدگد برادر از یک کار
آچہ من نشنوم زوجی خدا	خدا پاک ہمیش ز غفلت	ہمہ قرآن منزہ اش دائم	از غفلت ہا ہن است ای عالم
من خدا را بد و شتافتہ ام	دل پریشانش گداختہ ام	خدا هست ایں کلام مجید	از وہاں خدا نے پاک و مجید
آچہ بر من عیال شد از دوا دار	آفتاب است با دودہ افوار	ایں خیائے ست و تب ابر با ہم	بگرد و گردم از ازو تا بکم
انبیاء کو پر بودہ اند	می ہر فلان دگر تر مکنے	و درن مصطفیٰ شہم بر یقیں	شد و نیکو برنگ یا ہر یقیں
اکی یقینے کہ بود عیالے	را بر کھائے کوشد برہم القوال	و اکی یقینے کلیم ہر نورات	و اکی یقینے ہائے میل و سات

۱۰۱

۱۰۱

یہ حوالہ صفحہ 37 پر درج ہے

نزدلی المسیح صفحہ 101 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 477 از مرزا صاحب

خطبہ مرزا بشیر الدین محمود

تکباد السموات العلی من کلامکم
 قریب ہے کہ آسمان تمہاری کلام سے
 اکان حسین افضل المرسل کلہم
 کیا حسین تمام پیروں سے بڑھ کر تھا۔
 الا لعنة الله الغیور علی الذی
 نمرود اور ہود کے خدا کے غیور کی لعنت اس شخص پر ہے
 واما مقامی فاعلموا ان خالقہ
 اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا
 لنا جنة سبل الهدی ازہارہا
 ہمارے لئے ایک بہشت ہے کہ راہت کے درجوں کے جہنم میں
 تکدر ماء السابقین وعیننا
 پہلوں کا پانی مکدر ہو گیا۔
 رأیتنا و انتم تذکرون روا تکم
 ہم نے دیکھا تھا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو۔
 وشتان ما بینی و بین حسینکم
 اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔

و اما حسین فاذا کربا دشت کربلا
 مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کرو۔

وانی بفضل الله فی حجر خالقہ

اور میں خدا کے فضل سے جو کربلا کا خلق میں ہوں پرورش پا رہا ہوں اور میرے لئے جہنم میں ہوں۔
 وان یا تنی الاعداء بالسيف والقتال
 اور اگر دشمن تلواروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آویں

تفطرون لولا وقتہا متقرر
 بحث جائیں اگر ان کے چھٹنے کا وقت مقرر نہ ہو
 اکان شفیع الانبیاء و مؤثر
 کیا وہی شفیع انبیاء اور سب سے بڑھ کر تھا۔
 ۱۹ یمنین باطراء ولا یتبصر
 جو ہمالہ کی سیر، توں کو جھوٹ بولتے ہیں اور نہیں دیکھتا
 یحمدنی من عرشہ ویوقر
 عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے
 نسیم الصبا من شانہا تحیتر
 اور نسیم صبا اس کی شان سے حیران ہو رہی ہے۔

الی آخر الا یام لا تتکذرا
 اور ہمارا پانی اخیر زمانہ تک مکدر نہیں ہوگا۔

وہل من نقول عند عین تبصر
 اور کیا قہقہہ دیکھنے کے مقابل پر کچھ چھوڑا۔

فانی او ید کل ان وانصر
 کیا مجھے تو ہر ایک نے خدا کی نیک نیت سے دہرایا ہے۔

الی ہذا الا یام تبکون فانظر ا
 اب تک تم روتے ہو پس سوچو۔

اربی واعصم من لیاہر تنمروا

اور میں نے تمہاری کشتیاں تھام لی ہیں اور تمہاری کشتیاں تھام لی ہیں۔
 فوالله انی احفظن واظفر
 پس بخدا میں بچاؤں گا اور مجھے فتح ملے گا۔

ویوم فعلتم ما
 اور جبکہ تم نے وہ کام
 فخل الأساری
 پس وہ قیدی یعنی اسیر
 هناك تراءى عجم
 تب عجم اور عجم اس شخص
 زعمتم حسینا
 تم گمان کرتے ہو کہ حسین
 فان کان هذا الله
 پس اگر یہ سحر دین
 وذلك یقتان و
 اور یہ بہت ہی ہے اور انبیاء
 طلبتم فلا حاد
 تم نے اس کشتی سے نجات
 ووالله لیست
 اور بخدا اسے مجھ سے
 وانی قتیل الحبیہ
 اور میں خدا کا کشتہ
 حدرا ناسفا لک
 ہم نے تمہاری کشتیاں تھام
 ووالله ان الدہ
 اور بخدا کہ زمانہ اپنے

تفطرون لولا وقتها متقرر
بہت جاہل ان کے بچنے کا وقت مقرر نہ ہو
اكان شفيع الانبياء وموتش
کیا وہی نبیوں کا شفیع اور سب سے بزرگ رہے تھا۔
يمين باطراء ولا يتبصر
جو مال فدا کرے تو نہ دیکھتا رہتا ہے اور نہیں دیکھتا
يعتدني من عرشه ويوقر
عیش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے
نسيم الصبا من شأنها تتحيز
اور سیم صبا اس کی شان سے حیران ہو رہی ہے۔
الى اخر الايام لا تتكدر
اور ہمارا پانی اخیر زمانہ تک مکدر نہیں ہوگا۔
وهل من نقول عند عين تبصر
اور کیا تھے دیکھنے کے مقابل پر کچھ جیو رہے۔
فاني اؤيد كل اين وانصر
کیونکہ مجھے تو ہر ایک نے خدا کی تائید دہل رہی ہے۔
الى هذه الايام تبكون فانظروا
اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔
اربي واعصم من ليام تنمروا
اور جیتنے والوں کے سامنے جو بڑی ضرورت ہیں بچا جاتا ہوں۔
فوالله اني احفظن واظفر
پس بھلا میں بچا جاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی۔

و يوم فعلتم ما فعلتم بغدركم
اور جبکہ تم نے وہ کام کیا جو کیا حسین کے بھائی
فطل الأسارى يلعنون و فاءكم
پس وہ قیدی یعنی طبیعت تمہاری و فاء لعنت کرتے تھے
هناك تراءى عجز من تحسبونه
تب مجھ اور صفت اس شخص کا یعنی حسین کا ظاہر ہو گیا۔
زعمتم حسينا انه سيد الورى
تم گلے کرتے ہو کہ حسین تمام مخلوق کا سردار ہے۔
فان كان هذا الشرك والدين جائرا
پس اگر یہ شرک دین میں جائز ہوتا۔
وذلك بقتان وتوهين شأنهم
اور یہ بہتان ہے اور انہیں علیہم السلام کی کسر شان ہے
طلبتم قلاحا من قتييل مخيبة
تم نے اس کشتہ سے نجات چاہی کہ جو زبیدی سے مل گیا
ووالله ليست فيه متى زيادة
اور بخدا اسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔
واني قتييل المحب لكن حسيتكم
اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین
حدرا ناسفانكم الى اسفل الثرى
ہم نے تمہارے کشتیاں قحط لڑائی کی طرف اتار دیں
ووالله ان الدهر في كل وقت
اور بخدا کہ زمانہ اپنے ہر ایک وقت میں

باخ الحسين وولده اذ احصوا
مسلم کے ساتھ اور اس کی اولاد کے ساتھ اور وہ قیدی ہو گئے
فترتم واهل البيت اودوا وودعروا
تم بھاگ گئے اور اہل بیت کو دھم دینے لگے اور قتل کرنے لگے
شفيع النبي محمد فتفكروا
جس کو تم کہتے ہو کہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت کی شفا دے گا
وكل نبي منه ينجو ويغفر
اور ہر ایک نبی اس کی شفاعت نجات پانگاہ اور بخدا ہوگا
فباللغو رسل الله في الناس بعثوا
تو تمام پیغمبر جس لغو طور پر مبعوث شمار کئے جاتے۔
لك الويل يا غول الفلا كيف تجسر
اے جنگلوں کے غول تو بے دلیل یہ تو کیا دلیری کر رہا ہے
فخيلكم رب غيور متبر
پس خدا نے جو غیور ہے ہر ایک سے تو میرا اور خدا ہر ایک سے بڑا ہے
وعندي شهادات من الله فانظروا
اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو
قتيل العدا فالفرق اجل و اظهر
دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے
واوثانكم في كل وقت نكسر
اور تمہارے بت ہر وقت توڑ رہے ہیں۔
نهيح لكم في نهيح لا يقصر
تمہیں نصیحت کر رہا ہوں اور نصیحت میں کچھ قصور نہیں کرتا

ملفوظات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی مہود علیہ السلام

جلد ۱

میں کو بار بار پوچھا
کھول دے گا۔ میں پرکھ
سکتا ہوں۔ میرا ہی ظاہر
جب ہم ایسے
بعض اوقات اشتہار
اس لیے یاد رکھو
کہ چھوڑتے ہو اور مرنے

در و میرت

ایک ایسا

ہوگی۔ آخر ذرا سی ف
تھا کہ سنا دے جاتا رہا
نیز فرمایا کہ :
ہم کو تو خدا تعالیٰ
ہے کہ سیتا ہے۔ میں
آنکار کروں، یاد ہم ہو

۱۳ اردو میرت

نصرت الہی

۱۰ اللہ تعالیٰ جبار

۱۰ اللہ تعالیٰ جبار

۱۰ اللہ تعالیٰ جبار

ملفوظات جلد ۱

نکات

مرزا غلام احمد قادیانی
و غوث مہدی مہجود علیہ السلام

جلد ۱

میں تو بار بار یہی کہتا ہوں کہ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ نئے برسے سے سلطان بنو۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت خود
کھول دے گا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر وہ امام جن کے ساتھ یہ اس قدر محبت کا فنو کرتے ہیں زندہ ہوں، تو ان کے
سنت پر زاری ظاہر کریں۔

جب ہم ایسے لوگوں سے اعراض کرتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا اعتراض کیا، جس کا جواب نہ آیا اور پھر
بہسن ادعات، اشتباہ دیتے پھرتے ہیں۔ مگر ہم ایسی باتوں کی کیا پروا کر سکتے ہیں۔ ہم کو تو وہ کرنا ہے جو ہمارا کام ہے۔
اس لیے یاد رکھو کہ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت کو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس
کو چھوڑتے ہو اور مژدہ علی کی تلاش کرتے ہو۔

۸۔ دوسرے مسئلہ

ایک الہام اور اپنی وحی پر یقین فرمایا: کل رات میری آنکھ کے پلنے میں درد تھا اور اس
شدت کے ساتھ درد تھا کہ مجھے خیال آیا تھا کہ رات کیونکر بسر
ہوگی۔ آخر ذرا سی غنودگی ہوئی اور الہام ہوا۔ کوئی تیرہ ڈاؤن سلاٹھا۔ اور سلاٹھا کا لفظ ابھی ختم نہ ہونے پایا
تھا کہ خداوند جاتا رہا ایسا کہ گیس ہوا ہی نہیں تھا۔
نیز فرمایا کہ:

”ہم کو تو خدا تعالیٰ کے اس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے اس قدر یقین اور علی وجہ البصیرت یقین
ہے کہ یہ بات اللہ میں کھرا کر کے جس قسم کی چاہو قسم دے دو۔ بلکہ میرا تو یقین یہاں تک ہے کہ اگر میں اس بات کا
انکار کروں یا وہم بھی کروں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تو مٹا کافر ہو جاؤں گا۔“

۱۳۔ دوسرے مسئلہ

نصرت الہی فیصلہ کن قاضی ہے آجی بخش لاہوری مخالف کی کتاب ”حاصلے موسیٰ“ تمام مکمل
پرچہ کر حضرت اقدس نے فرمایا:
”اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کی فتویٰات کو چھوڑ کر چند گھنٹوں کا کام ہے اس کا جواب دے دینا لیکن میں

۱۔ آتشکدہ جلد ۴ نمبر ۴ ص ۱۰۲ حوضہ ۱۰۲ دوسرے مسئلہ

۲۔ آتشکدہ جلد ۴ نمبر ۴ ص ۱۰۲ حوضہ ۱۰۲ دوسرے مسئلہ

چونکہ میں غلطی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طور سے خاتم النبیین کی عمر نہیں
 ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی ہر حال محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی ہے نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم ہوں اور بروزی ملک میں تمام کمالات محمدی رح نبوت محمد کے میرے زیرِ ظہور
 میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہو جس نے علیہ و طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا
 اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو میں سمجھ لو کہ ہمدی موعود غلطی اور غلطی میں ہرگز آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا اور اس کا اسم آج تک کے ہم سے مطابق ہو گا یعنی اس کا نام بھی
 محمد اور احمد ہو گا اور اسکے اہلبیت میں سے ہو گا۔ اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہو گا
 یہ عین اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ دوحائے کے رُوسے اسی نبی میں سے نکلا ہو گا
 اور اسی کی روح کا روپ ہو گا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے

حاشیہ۔ یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک وادی ہمدی شریف خاندان سادات
 سے ورنہ غلطی سے تھی۔ اس کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خراب میں مجھے فرمایا کہ
 سلمان منا اهل البيت علی مشرب الحسن۔ میرا نام سلمان رکھا بیٹھ دو سلم۔ اور سلم عربی میں
 صلح کو کہتے ہیں یعنی مفقود ہے کہ صلح میرے ہاتھ پر ہوئی۔ ایک ساندرونی جو اندرونی بعض اور ساندرو
 ڈور کریگی۔ وہ میری بیرونی جو بیرونی عبادت کے وجود کو پامال کیے اور اسلام کی عظمت دکھا کر
 غیر ذابہ اللہ کو اسلام کی طرف جھکا دی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے
 بھی مراد ہوں۔ ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں پاتی۔ اور میں خاصا سے وہی پاکر
 کہتا ہوں کہ میں بنی فادر سے ہوں نہ بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں آیا ہے جو حدیث
 بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہے اور حضرت غلطی نے کشفی حالت میں اپنی زبان پر یہاں سے لیا
 اور مجھے دکھا یا کہ میں سے ہے۔ چنانچہ یہ کشفی ہوا میں سے ہے۔

ایک غلطی کا ازالہ (حاشیہ) صفحہ 11 پہلا ایڈیشن از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 39 پر درج ہے

میں اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں
مکمل ہوئی تھی یہی محد وہی یعنی ہر حال مستند
یعنی جبکہ میں روزی طور پر آنحضرت صلی اللہ
لہ علیہ وسلم کی موت محمد کے میرے لئے نہ ظنیت
بس نے ظن و طور پر موت کا دعویٰ کیا۔ بھلا
میں موجود خلق اور خلق میں ہر رنگ آنحضرت
کے ہم سے مطابق ہو گا یعنی اس کا نام بھی
ہو گا اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہو گا
وہ مائیت کے لئے اسی نبی میں سے نکلا ہو گا
مائیت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے

بت ہے کہ ایک وادی ہمدی شریف خاندان سادات
الہیہ کے ہیں۔ یہ بھی کہ اور خواب میں مجھے فرمایا کہ
میرا نام سلطان رکھا جائے وہ سلم۔ اور سلم عربی میں
پر ہوئی۔ ایک اندر وہی جو اندر وہی بنس اور عباد کو
وجود کو پائل کہے اور اسلام کی عظمت دکھا کر
ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلطان آیا ہے اس سے
شیخوہ صاف نہیں آتی۔ اور میں خاصہ وہی پاکر
میں حدیث کے جو کچھ اعلیٰ میں آج ہے بچہ خدس
ظاہر ہے کہ کشفی حالت میں اپنی دلیں پر میل سرور کیا
کشف ہوا ہے اس میں محمد ہے۔ منہ

قول الحق

از
سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

ہم کس مقام پر کھڑے ہیں خدا نے ہم کو اس مقام پر کھڑا نہیں کیا کہ ہم ان لوگوں کی دل آزاریوں اور تکلیف دہیوں سے گھبرا جائیں کیونکہ جیسا کہ ہمیشہ سے سنت ہے ضرور ہے کہ ان پر ہمیں ظاہری فتح بھی حاصل ہو جو قانع و قادیان کھلاتے ہیں اُس وقت ان کی اولاد اسی طرح ان کے نام سے شرائے گی جس طرح ابو بکر کی اولاد شریقی تھی۔ دنیا دیکھے گی کہ میری یہ باتیں جو کبھی اور چھاپی جائیں گی پوری ہو گئی اور ضرور پوری ہو گئی ان لوگوں کی سلیس جو بعد میں آئیں گی وہ یہ کہنا پسند نہ کریں گی کہ محمد حسین یا ثناء اللہ کی اولاد ہیں وہ یہ کہنے سے شرماںیں گی ان کے نام سن کر ان کی گردنیں نیچی ہو جائیں گی اور مرتضیٰ حسن جو سید کھلاتا ہے اس کی یہ سیادت باطل ہو جائے گی اب وہی سید ہو گا جو حضرت مسیح موعود کی اتباع میں داخل ہو گا اب پرانا رشتہ کام نہ آئے گا کہ ان رشتہ داروں نے اس کی ہنگ کی۔ مسلمان کھلا کر اسلام کے نام لیا کھلا کر انہوں نے بکھردیے کیا احمدی آریوں سے بھی بدتر ہیں جس خدا کی کتاب سے ان کی سیادت مثالی مٹی اور یہ ذلیل اور حقیر کئے گئے اور کئے جائیں گے اگر انہوں نے توبہ نہ کی ان کے تمام دعوائی باطل اور تمام خوشیاں بچ ہو جائیں گی کیا وہ اپنی اس وقت تک کی حالت پر نظر نہیں کرتے کسی امر میں بھی انہیں کامیابی اور خوشی نصیب ہوئی؟ ہرگز نہیں لیکن ان کے مقابلہ میں ہماری یہ حالت ہے اگر ہمیں ایک غم آیا تو خدا تعالیٰ نے چار خوشیاں دکھائیں پس ہم انکی مخالفتوں اور شرارتوں سے گھبراتے نہیں کیوں کہ خدا تعالیٰ کی تائید ہمارے ساتھ ہے پس اے عزیزو! اور دوستو! میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کے ہو کر خدا کے بن کر اسلام کی خدمت کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ تمہارے سامنے یہ لوگ ہیں جن کے حلق تم دیکھ سکتے ہو کہ ایک نبی کا انکار اور مخالفت کرنے سے ان کی حالت کیا ہو گئی ہے پس تم خدا کے لئے ہو جاؤ اور پھر نہ ڈرو جو کچھ ہو تا ہے ہو جائے کہ جو خدا کا ہو جاوے پھر وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔

١. يَسَى : ٣١ ٢- آل عمران : ٥٦ ٣- البقرة : ١٩٩ ٤- الحجج : ٣٦

۵ تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۹۶ تفسیر سورۃ الحج زیر آیت وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ..... الخ

قول الحق صفحہ 32 مندرجہ انوار العلوم جلد 8 صفحہ 80 از مرزا بشیر الدین محمود

قول الحق صفحہ 32 مندرجہ انوار العلوم جلد 8 صفحہ 80 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 39 پر درج ہے

حوالہ نمبر 6

۱۸۸۳ء
 ایشیا اٹلی
 دکان
 لیسٹن چٹ
 اور منوروت
 وقت پر پوری
 یہ آخر
 ۱۸۸۳ء
 ایشیا اٹلی
 دکان
 لیسٹن چٹ
 اور منوروت
 وقت پر پوری
 یہ آخر

لی انتظار میں تم لوگ بیٹھے ہو کاش اب بھی تم لوگ مگر افسوس ہے جسے خدا اندھا کرے اسے کوئی دکھا ہم کو اس مقام پر کھڑا نہیں کیا کہ ہم ان لوگوں کی دل سے اور تکلیف دیوں سے گھبرا جائیں کیونکہ جیسا کہ ظاہری فتح بھی حاصل ہو جو فاتح قادیان کہلاتے ہیں م سے شربائے کی جس طرح ابو جہل کی اولاد شرماتی اور چھاپی جائیں گی پوری ہوگی اور ضرور پوری ہوگی لہذا پسند نہ کریں گی کہ محمد حسین یا شاہ اللہ کی اولاد ہیں ان کی گردنیں نیچی ہو جائیں گی اور مرتضیٰ حسن جو سید ابابہ ہی سید ہو گا جو حضرت مسیح موعود کی اتباع میں ان رشتہ داروں نے اس کی ہنگ کی۔ مسلمان کہلا کر کیا احمدی آریوں سے بھی بدتر ہیں پس خدا کی کتاب تقریر کئے گئے اور کئے جائیں گے اگر انہوں نے توبہ نہ کی اچھ ہو جائیں گی کیا وہ اپنی اس وقت تک کی حالت پر بی اور خوشی نصیب ہوئی؟ ہرگز نہیں لیکن ان کے غم آیا تو خدا تعالیٰ نے چار خوشیاں دکھائیں ہیں ہم یا کیوں کہ خدا تعالیٰ کی تائید ہمارے ساتھ ہے پس خدا کے ہو کر خدا کے بن کر اسلام کی خدمت کے ہیں جن کے متعلق تم دیکھ سکتے ہو کہ ایک نبی کا انکار ہو گئی ہے پس تم خدا کے لئے ہو جاؤ اور پھر نہ ڈرو جو وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔

(الفصل ۱۳، ۱۶، ۱۷ مئی ۱۹۲۳ء)

۳- البقرة: ۱۸۹ ۴- الحج: ۳۶

برکعت و نماز و استئذان و قتلک من رسول..... الخ

يَعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَعِجٌ. وَاسْتَفْتَحْنَا أَنْفُسَهُمْ. وَفَقَالُوا لَا تَكُن مِّنَ الْمُنَاقِبَةِ. قَسَمًا وَخَمَاقَةً مِنَ اللَّهِ لَئِنْ عَلَيْنَا سِحْرٌ مُّوَكَّلَةٌ لَّكُنَّا بِقَلْبِنَا غَافِلِينَ. لَقَدْ نَقَضْنَا وَإِنْ سَحَابًا. وَكُلُّكُمْ أَتَىٰ قَرْيَاتًا مَّيْمُونًا.

کیا کہتے ہیں کہ ہم ایک قوی جماعت ہیں۔ جو جواب دینے پر قادر ہیں، عنقریب یہ ساری جماعت بھاگ جائیگی اور پیٹھ پیریں گے۔ اور جب یہ لوگ کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے حالانکہ آگے دیں ان نشانوں پر یقین کر گئے ہیں اور دونوں میں انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ آب گیز کی جگہ نہیں۔ اور شہر خدا کی رحمت ہے کہ کوئی ان پر نرم ہوا۔ اور اگر تو سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے نزدیک نہ آتے اور تجھ سے الگ ہو جاتے۔ اگرچہ شکر آئی معجزات ایسے دیکھتے ہیں سے ہمارے پیش میں آجاتے۔

یہ آیات ان بعض لوگوں کے حق میں بطور امام اللہ ہوں ہیں کا ایسا ہی خیال اور حال تھا اور شاید ایسے ہی اور لوگ بھی بلکل آویں جو اس قسم کی باتیں کریں اور بد مذہبیتیں کال پیچ کر پھرنے لگیں۔

(ابراہیم احمدی صہ چہارم صفحہ ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶

قراردید یا۔ صاحب شریعت نبی جن کا قرآن میں ذکر ہے وہ وہی ہیں حضرت موسیٰ اور نبی کریم
 انکے ساتھ تھے نبی میں وہ سب غیر شری ہیں۔ تو اگر ایک معترض کے اس کو دیکھو اسے دو بیوں کے
 اللہ تعالیٰ کے باقی تمام نبیوں کو چھوڑنا پڑا ہے۔ لہذا اللہ من ذلک۔ خدا تو کہتا ہے کہ میں کا
 یہ قول ہونا چاہیے کہ لافرقی بین احد من سلسلہ لیکن ہم کو یہ بتایا جاتا ہے کہ
 نہیں صرف وہ نبیوں کو ماننا ضروری ہے یا ان کو نہ ماننے سے کوئی جمع واقع نہیں ہوتا۔ اسے
 کاٹھن ہمارے مخالفت اعتراض کرنے سے پہلے قرآن شریف پر تو غور کر لیتے۔ قرآن کھلے اور غیر تویل
 طلب الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ ما نرسل المرسلین الا مبشّرين و منذرین یعنی
 مرسلین کے پیچھے سے ہمارا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ ماننے والوں کو بشارتیں دیں اور مہذّب
 والوں کو مذہب آہی سے ڈرائیں پس جب مامورین کے مبعوث کرنے کی بڑی غرض ہی انداز و تبشیر
 ہوتی ہے تو شری اور غیر شری کا سوال ہی نہ چلا ہے۔ اور پھر ہم کہتے ہیں کہ نبی کریم کے بعد کسی اور کا
 کی ضرورت نہیں تو یہ خود نبی کریم نے مسیح موعودؑ کا بیان کرنے کو ضروری قرار دیا اور اس سے انکار کرنے
 والوں کو یہودی اور زاری ٹھہرایا۔ اگر مسیح موعودؑ ایمان لائے تو ضروری قرار دینا غلطی ہے تو غلطی
 سے پہلے خود نبی کریم سے سرزد ہوئی لہذا اللہ من ذلک۔ اور پھر یہ غلطی اللہ تعالیٰ سے سرزد
 ہوئی جس نے ایک ایسے شخص کی خاطر جس پر ایمان لانا ضروری نہیں، انہما کو خداوں سے بھاریا۔ اگلے
 ترجمہ پر ترجمہ آتا ہے کہ نبی کریم تو یہ فرما دیں کہ ایک وقت میری امت پر ایسا آئے گا کہ ان کے درمیان سے
 قرآن اٹھ جائیگا اور لوگ قرآن کو پڑھیں گے گروہ انکے ملحق سے بنے نہیں آتے بجا لیکن ہم کو یہ کہا
 جاتا ہے کہ قرآن کے ہوتے ہوئے کسی شخص کو ماننا ضروری کیسے ہو گیا۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود
 اگر قرآن موجود تھا تو کسی کے کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔
 اسی لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہؐ کو بھڑی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپس پر
 قرآن شریف اتارا جاوے۔ معترض کو چاہیے کہ بشت مامورین کی ان غرض پر غور کرے کہ کیونکہ
 یہ ضرورت تہذیب کی وجہ سے ہی پیدا ہوئی ہے ہندوستان میں یہ کہ اکثر لوگ مذہب میں اپنے

سے حاشیہ ابھی موسیٰ اسما کے بعد کے انبیاء کا ذکر ہے۔ منہاجی

آنحضرت
 تیسرا
 برکت
 کر
 نشان
 یا
 اسے
 انکے
 پر قیام
 میں
 پر
 اس
 آن
 کو
 حقیقی
 مجھے
 اللہ یہ خدا
 طور پر اس
 پھر بیعت کرنے
 کی اور میں صد
 نفسانیہ سے پاک
 شکیاب ہوئے
 اللہ ارحم الراحمین
 سے قائم ہو گیا
 اللہ خدا تعالیٰ

دو ہی میں حضرت موسیٰ اور ہنری کریم
کے اصل کو دیکھ سوائے وہ بیوں کے
نہ من ذلک۔ خدا تو کتا ہے کہ میں کا
سلہ لیکن ہم کو بنایا جاتا ہے کہ
نے سے کوئی چچ واقع نہیں ہوتا۔ اے
خدا تو غور کر لیتے۔ قرآن کھلا ہوا فیروز دل
مبشر ہیں و مفسرین یعنی
لہنے والوں کو بشارتیں دیں وہ نہ آتے
حوت کہنے کی بڑی غرض ہی اللہ اور تشر
کتے ہیں کہ قرآن ہی کو ہم کے بعد کسی اس کے نون
نے کو ضروری قرار دیا اور اس کا حکم کرنے
نے کو ضروری قرار دینا غلطی ہے تو یہ غلطی
۱۰۰۰ اور پھر یہ غلطی اللہ تعالیٰ سے سرزد
ہوئی ہے، نیا کہ خدا اول سے پیدا۔ مجھے
و انت ہر ایسا آنگاہ ان کے درمیان سے
ملنے سے پہلے نہیں آتے لیکن ہم کو یہ کیا
ہے ہو گیا۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن میں سرحد
قرآن ہے کہ قرآن دنیا سے آٹھ لیا ہے۔
پر وہ بارہ دنیا میں مبعوث کہے کے آپ پر
مورن کی "انہر من ہر غور کہہ کیونکہ
سنان میں چونکہ اکثر لوگ مذہب ہیں اسلئے

ہے منافی

یہ حوالہ صفحہ 39 پر درج ہے

اَمْرًا مِّنَ النَّاسِ وَبَرَكَاتٍ ۚ غَرَامُ كَرِهُتُ تَوْنُزُوكَ رَسِيدٍ وَبَانِي مَحْمَدِيَاں
تیرے ذریعے سے مریموں پر برکت نازل ہوگی۔

برکت بلند تر محکم افتادہ پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار خدائے سب کام درست
کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ رب الافواج اس طرف تو تیرا کرے گا۔ اس
نشان کا مدعا یہ ہے کہ شہدائے شریف خدا کی کتاب اور اس کے کرم کی باتیں ہیں۔
يَا عِيسَى ابْنِي مَرْثُوكَ وَكَافُوكَ ابْنِي ۚ وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فُتُوٰى الَّذِينَ
اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور میں تیرے تابیین کو تیرے منکون
كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ شَلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ شَلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۚ
پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔ ان میں سے ایک پہلا گروہ ہو اور ایک پچھلا۔
میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھے کو اٹھاؤں گا۔ مومن میں ایک ذخیرہ آیا
پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور عملوں سے
اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اَنْتَ وَيَحْيٰى بِسْمٰوٰتِہٖ فَتُحْيِدُنِيْ وَ تَقْرِيْبِيْ ۚ فَحَسٰنَ
تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وہ وقت آئے ہے
اَنْ تُحَاكَمَ وَ تُقَرَّرَ بَيْنَ النَّاسِ ۚ اَنْتَ وَيَحْيٰى بِسْمٰوٰتِہٖ عَدْرِيْ ۚ اَنْتَ
کو تو دیا جائے گا اور دنیا میں مشہور کیا جائے گا۔ تو مجھ سے ہنزل میرے عرض کے ہے۔ تو
وَحْيٰى بِسْمٰوٰتِہٖ وَ اَلَدِيْ ۚ اَنْتَ وَيَحْيٰى بِسْمٰوٰتِہٖ لَا يَعْلَمُهَا الْخَلْقُ ۚ نَحْنُ
مجھ سے ہنزل میرے فرزند کے ہے۔ تو مجھ سے ہنزل اس انتہائی قرب کے ہے جس کو دنیا میں جان سکتی ہے

ملے یہ خدا کا قول کر تیسے ذریعے سے مریموں پر برکت نازل ہوگی۔ روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے مریموں پر مشتمل ہے۔ روحانی
طور پر اس لئے کہیں دیکھا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزار ہا لوگ بیٹھ کر نے والے ایسے ہیں کہ پہلے ان کی عملی حالتیں خواب میں اور
پھر بیدار ہونے کے بعد ان کے عملی حالات درست ہو گئے اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار
کی اور ان میں صد ایسے لوگ اپنی جماعت میں پائا ہوں کہ جن کے دلوں میں یہ سوز و گشاد اور تپش پیدا ہو گئی ہے کہ کس طرح وہ جذبات
نفسانہ سے پاک ہوں اور جسمانی امراض کی نسبت میں نے بار بار مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر خطرناک امراض والے میری دعا اور توجہ سے
شفا یاب ہو گئے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۳ تا ۸۴ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۸۶ تا ۸۷)

۳۰ (ترجمہ از قرب) خوش خوش ہیں کہ تیرا وقت نزدیک آ پہنچا ہے اور محمدی گروہ کا پاؤں ایک جست اُٹھنے میں تیار ہے جو
سے قائم ہو گیا ہے۔

۳۱ خدا تعالیٰ میں سے پاک ہے اور یہ کل بطور استعارہ کے ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں ایسے ایسے الفاظ سے نادان

یہ حوالہ صفحہ 40 پر درج ہے

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 548 از مرزا غلام احمد صاحب

اس الہام الہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے۔ درحقیقت یہ امر بار بار آزمایا گیا ہے کہ وحی الہی میں کسی قسم کی کمی دینے کے لئے ایک ذاتی خاصیت ہے اور ہر لمحہ اس خاصیت کی وہ یقین پر جو وحی الہی پر ہو جاتا ہے۔ افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام ہے کہ باوجود دعویٰ الہام کے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے الہام ظنی امور ہیں نہ معلوم یہ شیطان ہیں یا رحمانی ایسے الہاموں کا منہ ان کے نفع سے زیادہ ہے مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں کیونکہ اس کے ساتھ الہی چمک اور نور دیکھتا ہوں اور اس کے ساتھ خدا کی قدرتوں کے نمونے پاتا ہوں۔ غرض جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ الیس اللہ بکاف عبد، تو میں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے منافع نہیں کریگا۔ تب میں نے ایک ہندو کھتری ملاو اعلیٰ نام کو جو ساکن قادیان ہو اور ابھی تک زندہ ہے وہ الہام لکھ کر دیا اور سارا قصہ اسکو سنایا اور اس کو امرتسر بھیجا کہ تاجیک مولوی محمد شریف کلا نوری کی معرفت اسکو کسی گیند میں کھدوا کر اور غیر ہندو کر لے آوے اور میں نے اس ہندو کو اس کام کیلئے محض اس غرض سے اختیار کیا کہ تا وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جاوے۔ بناچار مولوی صاحب موصوف کے ذریعے سے وہ انگلشٹری بصرف اللہ کے پاس پہنچ گیا اور میرے پاس پہنچ گیا جو اب تک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے یہ اس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام دار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گننام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاوینہ گننامی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اسکے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع فرمایا اور ایسی متواتر فتوحات سے

کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مردہ سے
یہ امر بار بار آزمایا گیا ہے کہ وہی الہیوں کی قسطن
درجہ اس خاموشیت کی وہ یقیناً ہی جو وہی الہی
ہام ہیں کہ باوجود دعویٰ الہام کے یہ بھی کہتے
ہوئے یہ شیطانی ہیں یا رحمانی ایسے الہاموں کا
عائنے کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر
پورا اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح
کلام بیان ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو ہے
یونکہ اس کے ساتھ الہی چمک اور نور دیکھتا ہوں
ماہوں غرض جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ الیس اللہ
خدا مجھے مناجات نہیں کریگا۔ تب میں نے ایک
نہ ہوا اور ابھی تک زندہ ہوا وہ الہام لکھ کر دیا اور
تا حکیم مولوی محمد شریف کلاوڑی کی معرفت اسکو
کلاوڑی نے اس ہندو کو اس کام کیلئے محض اس
شکوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی
موفک کے ذریعے وہ انگلشٹری بصرفہ (الیں بکاوند)
ہوا ایک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے
ش اور آرام کا تمام مدار ہلے والد صاحب کی محض
ہو ایک شخص جس مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گناہ
زاویہ گناہی میں پڑا ہوا تھا پھر بعد اسکے خدا نے
یہ رجوع سے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے

22 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 40 پر درج ہے

مالا کدوہ بجائے خود اپنے تئیں معذرت سمجھتے تھے کیونکہ ان کی بائبل کے ظہری الفاظ پر نظر تھی۔
افسوس کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی اسی گرداب میں پڑے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح کی نسبت
یہودیوں کی طرح ان کے دلوں میں بھی یہ خیال جا بڑا ہے کہ ہم انہیں کج آسمان پر آتے
دیکھیں گے اور یہ عجیب ہم پر چشم خود دیکھیں گے کہ حضرت مسیح زورنگ کی پوشاک پہنے ہوئے
آسمان سے اترتے چلے آئے ہیں اور دائیں یا بائیں فرشتے ان کے ساتھ ہیں اور تمام بزاری لوگ
اور دیہات کے آدمی ایک بڑے میل کی طرح اکٹھے ہو کر دور سے ان کو دیکھ رہے ہیں اور

فیہ اختلافاً کثیراً۔ قل لو اتبع الله اھواءكم لفسدت السموات والارض
ومن فیہن ولیطلت حکمتہ وحان الله عن نزاحکم۔ قل لو حکم البشر
ملاذاً لھویات ربی لفسد البصر قبل ان تنفذ حکمات ربی ولو حکمنا بمثل
ملاذ۔ قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی عجبکم الله وکن الله غفوراً
رحیمہ۔ پھر اس کے بعد الہام کیا گیا کہ ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ
میں ان کے چلے ہیں میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیلے اور ٹھنڈیاں رکھی ہوئی ہیں اور
جو ہوں کی طرح میرے ہی کا حیرتوں کو کتر رہے ہیں رٹھوٹھیاں وہ چوٹی بنا لیاں ہیں ان کو ہندوستان
میں گوریاں کہتے ہیں۔ عبادت گاہ سے مولد اس الہام میں زمانہ حال کے اکثر مولویوں کے دل میں چھنیے
بھرے ہوئے ہیں اس پر مجھے یاد آیا کہ جس روز وہ الہام مذکور ہلا میری قادیان میں نازل ہونے کا
دیکھ رہا تھا اس روز کشتی طوبہ میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب رحم میرزا غلام قادر میرے
قرب بیٹھ کر آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے یہاں تورات کو پٹھا کر
انا انزلتہ قریناً من القادحای تو میں نے شکر مت شکر کیا کہ کیا قادیان کا نام ہی قرآن شریف
میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے تہذیب نے ظہر ڈال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ
فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صلوٰۃ شاید قرآن نصف کے موقع پر ہی ایسا ہی عبارت تھی ہوئی ہو جو
ہے تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا
کہ قادیان کا نام ان کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے کہ وہ درج ہو تو قادیان یکشف تھا

از الادب (حاشیہ) حصہ اول صفحہ 77 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 140 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 40 پر درج ہے

پیش برآورد

As the Muslims of India entertain different beliefs with regard to the coming Mehdi and especially the nature of his appearance among the Muslims, according to some Muslims he will be a reformer and engenderer of new life. Like a true lover of peace and tranquillity and a person poor in heart,— the Muslims of his party considering his appearance as merely spiritual, while other Muslims, such as Maulvi Mohammad Hussain of Batala, editor of *Isha-at-Muhammad* and leader and advocate of Ahl-i-hadis or Wahabis of his class, believe that the "coming Mehdi" will be Ghazi, general slaughterer and uprooter of the empires of the nations other than Muslims, especially the bitter opponent of the British Empire and speak of the terrible consequences resulting from the bloody deeds of this Mehdi, I have written this pamphlet to show which of these two Muslim parties is right in its beliefs with regard to "the coming Mehdi".

It will be better that our benignant Government will get this pamphlet translated into English and hence make itself acquainted with these differences concerning "the coming Mehdi".

Haqiqat-ul-Mehdi

حقیقت المہدی

The true nature of Al-mehdi

تألیف مولانا رفیع الدین صاحب دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

مائیل یاد اول

It will be better that our
get this pamphlet translated in
make itself acquainted with the
ing "The coming Mohdi".

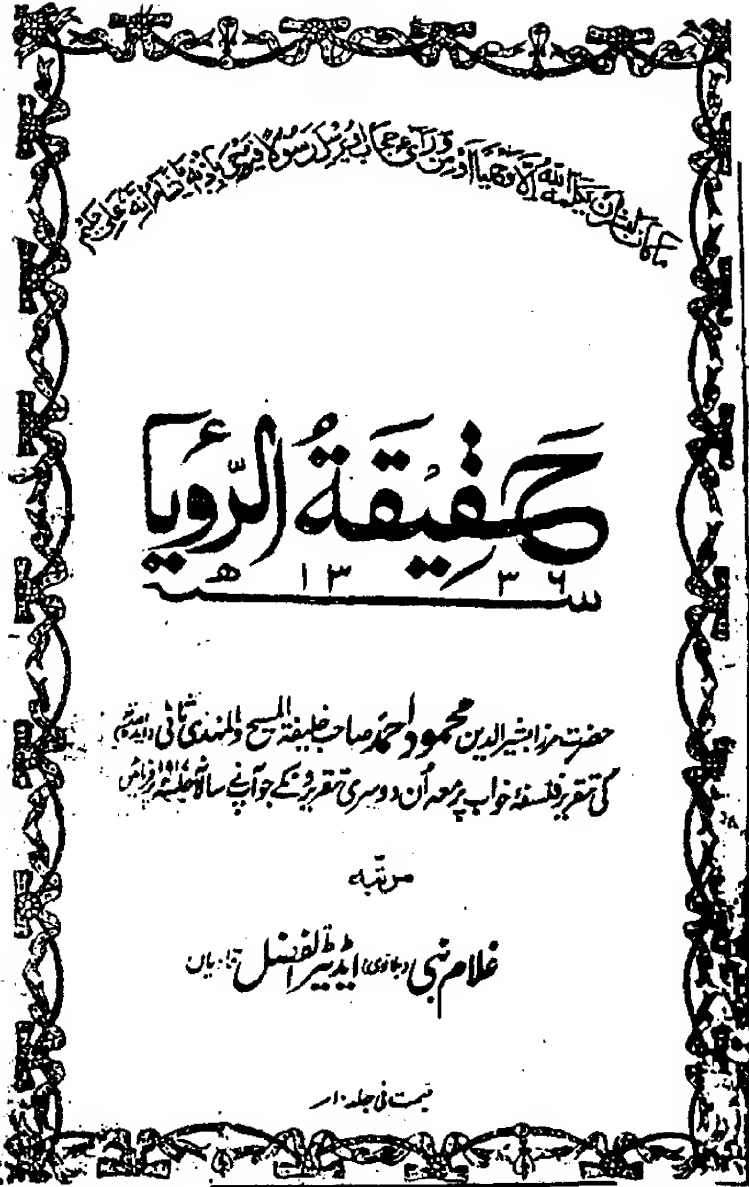
Hâqîqat - ul

ت المہدی
The true nature

اسلام آباد میں اجتماعِ فضائلِ امین صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب

اور اعتراض کا نام و نشان نہ رہے گا۔

خوب یاد رکھنا چاہیے کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی بھی امر ایسا نہیں ہے جس کی نظیر پہلے انبیاء و علیہم السلام کی پیشگوئیوں میں نہیں ہے۔ یہ جاہل اور بے تمیز لوگ چونکہ دین کے باریک علوم اور معارف سے بے بہرہ ہیں۔ اس لئے قبل اس کے جو عادتہ اللہ سے واقف ہوں بجل کے جوش سے اعتراض کرنے کے لئے ددڑتے ہیں اور ہمیشہ بموجب آیت کریمہ توبصون بکم اللہ دائرہ تشریری کسی گردش کے منتظر ہیں اور علیہم دائرۃ السوء کے مضمون سے بے خبر۔ ان میں سے ایک نے علم جفر کا دعویٰ کر کے میری نسبت لکھا ہے کہ "بذریعہ جفر میں معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص کا ذب ہے۔" مگر یہ نادان نہیں سمجھتے کہ جفر ہی جھوٹا اور مردود علم ہے جس کے ذریعہ سے شیعہ یہ باتیں نکالہ کرتے ہیں کہ ابوبکر اور عمر خود باللہ ظالم اور دائرۃ ایمان سے خارج ہیں۔ پس ایسے جھوٹے طریق کا دہی لوگ اعتبار کریں گے جن کے دل سچائی سے مناسبت نہیں رکھتے۔ اگر اس قسم کے حساب سے کوئی ہندو یہ جواب نکالے کہ فقط ہندو مذہب ہی سچا ہے اور باقی تمام نبیوں کے مذاہب جھوٹے ہیں تو کیا وہ مذہب جھوٹے ہو جائیں گے؟ انفسوں یہ لوگ مسلمان کہلا کر کن کینہ خیالات میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ کشف اور خواب بھی ہر ایک کے یکساں نہیں ہوتے۔ وہ کامل کشف جس کو قرآن شریف میں انہما علی انصیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے۔ اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بلا قرآن کو بہت شرمندہ کرتا ہے۔ انہما علی انصیب کی حقیقت یہ ہے کہ جیسے کوئی اونچے مکان پر چڑھ کر ارد گرد کی چیزوں کو دیکھتا ہے۔ تو بلاشبہ آسانی سے ہر ایک چیز اس کو نظر آسکتی ہے لیکن جو شخص نشیب کے مکان سے ایسی چیزوں کو دیکھنا چاہتا ہے تو بہت سی چیزیں دیکھنے سے رہ جاتی ہیں۔ اور درگزریدوں سے خدا کی یہ عادت ہے کہ اُن کی نظر کو اونچے مکان تک لے جاتا ہے۔ تب وہ آسانی سے ہر ایک چیز کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور انجام کی خبر دیتے ہیں۔ اور



آپ لوگ شاید
نہیں ہے۔ اس مرقعہ
اور سکھانے کی فرست
جلسے کے علاوہ اور وقت
دیکھ لیا ہے۔ کہ تازہ
ایسا نہیں جلتے وہ
کو ترک کرتے ہیں۔ یہ جو
ہوتا ہے۔ ان کا بار بار
آنا نہایت ضروری ہے
بار بار یہاں نہیں آتے
کاٹا جائیگا۔ تم ڈرو کہ
بھی سولہ جایا کرتا ہے
وہ وقت بھی آئے گا۔ وہ
چھینک دے۔ جبکہ یہ
اس دو دم کو یہ لگا
ہو سکتا۔ لڑائیوں میں
اسی وقت دے سکتا
کو خوب جانتا ہو۔ مگر
بیسویں لوگ ہر گز
لیکن پھر بھی یہ
بغیر چوری و آفت کے
اور نہ اس کے ایام کے
سے پڑانے کی ضرورت
انتظام کیا جائیگا۔ جو
ہائیں بہت فائدہ ہوتا

آپ لوگ شاید یہ کہیں کہ ہم سالانہ جلسہ پر جو آیا کرتے ہیں ہماری ہی آنا کافی ہے۔ مگر یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس موقع پر ہماری باتانی جاتی ہیں اور کام کرنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ لیکن ہرگز اور سکھانے کی فرمت ہوتی ہے۔ اس کے لئے جلسہ کے ایام کے علاوہ ہی موقع ہوتا ہے۔ اس سال جلسہ کے علاوہ اور وقتوں میں بھی آنا چاہیے۔ جو دوست اور دوستوں میں آتے ہیں۔ انہوں نے جو کہ دیکھ لیا ہے کہ تازہ اور دلوں کے دودھ میں کیا فرق ہے۔ اس لئے وہ کوئی چٹھی اور کوئی موقع ایسا نہیں جاسنے دیتے کہ یہاں نہیں آجائے۔ فرج کی بجلی برداشت کرتے ہیں۔ مگر کے آرام و سکون کو ترک کرتے ہیں۔ جو یہ بچوں سے ہمارے ہیں۔ مگر آتے ضرور ہیں۔ اور انہیں فائدہ بھی بہت پہنچتا ہے۔ ان کا بار بار آنا ہی بنانا ہے کہ انہیں فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ وہ کیوں آئیں۔ تو یہاں آنا نہایت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ آسمان کے معلق ہزاروں دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے۔ مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے جس پر قادیان سے معلق نہیں رہیں گے۔ و کائنات جیٹھا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی کائنات جاسنے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک چلیگا۔ آخر اوس کا دروازہ بھی سولہ جایا کرتا ہے۔ کیا کہ اندھین کی چھاتیوں سے یہ دودھ سرکہ گیا کہ نہیں۔ اسی طرح ایک وہ وقت بھی آئیگا۔ خدا ہمارے اولادوں اور ان کی اولادوں کی اولادوں سے بھی پرے اسے چھینک دے۔ جبکہ یہ دودھ سولہ جایگا۔ لیکن یہ وقت آئیگا ضرور۔ اس لئے تمہیں چاہیے کہ اس دودھ کو جو اقدس سے فائدہ اٹھاؤ۔ سال میں صرف ایک دفعہ تمہارا آنا کوئی زیادہ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ مگر اس میں ہے کہ اگر لوگ اس طرف غیب نہیں کرتے۔ پھر پوری اور فائدہ بخش تعلیم ہوتا ہے۔ اسی وقت دے سکتا ہے۔ جب کہ طالب علم سے اچھی طرح واقفیت بھی رکھتا ہو۔ اور اس کی علامات کو خوب جانتا ہو۔ مگر صرف جلسہ کے موقع پر آئے والے دوستوں سے ہیں ایسی واقفیت نہیں ہو سکتی۔ بیسیوں لوگ ہر گئے۔ جو مجھے چاروں مجلسوں پر ملے ہر گئے۔ اور انہوں نے اپنے نام بھی بتلائے ہر گئے۔ لیکن پھر بھی میں ان میں نہیں پہچان سکتا۔ کیونکہ اس قدر جو ہیں کوئی پتہ نہیں رہتا۔ اور تعلیم بغیر پوری واقفیت کے ہی نہیں جاسکتی۔ اور واقفیت اسی طرح ہو سکتی ہے کہ دوست باہر آئیں اور جلسہ کے ایام کے علاوہ اس میں آئیں۔ وہی صورت میں معلوم ہو سکیگا کہ کتنا کو کس طریق سے پڑانے کی ضرورت ہے۔ اور کتنا کو کس علم کی حاجت ہے۔ پھر وہی کے مطابق اس کی تعلیم کا انتظام کیا جائیگا۔ جو دوست یہاں آتے رہتے ہیں۔ ان کو کسی نہ کسی رنگ میں تعلیم دی جاتی ہے۔ اور انہیں بہت فائدہ ہوتا ہے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ ہمارے پاس حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں جو سچو دیکھا

۱۳
نہ الزوا

ساحہ خلیفۃ المسیح الدینی ثانی (علیہ السلام)
میری تقریر کے جواب میں سالانہ جلسہ ہزاروں

ایڈیٹر الفضل جلیان

جلد ۱۰

اگل کو غنڈا کر دینے کی غاصبت اس کے اندر قائم رہی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ایک ہنرمند
ہی لطیف نکتہ ہے جسے نہ کھنڈی وجہ۔ مصالک اود ہندو مذہب تہا ہو گئے اور لاکھوں مسلمان
کہانے واسے انسان بھی جیسی کا شمار ہو گئے۔

(۳۰۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولیٰ شہ علی صاحبہ علیہ السلام کی زبان مبارک پر بعض فقرے عزت کے ساتھ رہتے تھے مثلاً آپ ہی غنڈہ میں اکثر فرمایا
کرتے تھے دست درکار مل بایار۔ خدا داری چہ قدم داری۔ الامم بالنیات ملتعدہ علیہ السلام
، آنچیں تیل نہ دیکھا تینہ حساد۔ گر خطہ راتب نہ کنی زمینقی۔ ملاہد راک کلفہ لایعزلک
کلمہ الطریقۃ کلفہ العہد۔ ادب تاہست از لطف الہی۔ بندہ سرحد ہر جگہ خواہی۔
(۳۰۷) بسم اللہ الرحمن۔ مولیٰ شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا
تھے تھے کہ ہمارے ہاں اس کے آویسوں کو پالہ ہے کہ انکے قن و فہ ہمارے کتابوں کا مطالعہ کریں

اور فرماتے تھے کہ جو ہمارے کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اس کے ایمان کے متعلق ہم شبہ ہے۔
(۳۰۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ٹیکڑ میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ
حضرت سید مود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بچہ نے گھوڑے پر چڑھ کر ایک چمچیل ماری یا دھیر
اسے خفا مولیٰ عبد الحکیم صاحب دھوکا چھوٹی اہلیہ پر چڑھ کر دیا جس پر ہلکے ٹکڑے کی
تھپیں نکل گئیں اور چونکہ مسجد کرب قرب تھا ان کی آواز مسجد میں بھی سنتی رہی۔ مولیٰ عبد الحکیم صاحب
بب گھوڑے تو انہیں نے فیرت کے خوش میں بنی بڑی کوربت کہ وقت شمس کا حق لگائی
یہ خصلت کی تو از حضرت سید مود علیہ السلام نے نیچے اپنے مکان میں بھی سنائی۔ چنانچہ
اس واقعہ کے متعلق ہی شبہ حضرت صاحب کو یہ جام ہو کر یہ طریق اچھا نہیں۔ اس سے کیا
ہو جائے مسلمانوں کے لیے عبد الحکیم کو یہ لطیف یہ ہوا کہ سید مولیٰ صاحب رحمہم تو اپنی اس
بات پر شہ مندہ تھے۔ اولاً انہیں مبارک ہو میں دے رہے تھے کہ انہی خفا لے ان کا نام
مسلمانوں کا لیا رکھا ہے۔

(۳۰۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولیٰ شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب
حضرت سید مود علیہ السلام ایک شہادت کے لیے قتل شہیدین لے گئے تو راستہ میں

اور علماء وقت اُن
کہ اگر خدائے تو
مکاشفات نبویہ
کو دیکھتے ہیں حال
دو قول ہیں اور اس
کہتے ہیں کہ اگر
ہم نے
سید مود علیہ السلام
ہوئے ہیں اور
برائے عقیدہ
اول تو
ہماری ایمانیات
میں سے کیا
پیش گوئی ہو
سے اسلام کے
صور میں
قبل از ظهور
ہم سے لوگ
استدار کرتے
صورت پر
دیکھنی کر سکتے

مکے اندر قائم رہے گی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ایک نہایت
وجہ سے مصطفیٰ اللہ ہندو مذہب تہا ہو گئے اور لاکھوں مسلمان
شہید ہو گئے۔

ہم۔ مولیٰ شیر علی صاحب نے بیگانہ کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ
السلام کے ساتھ رہتے تھے مثلاً آپ اپنی گفتگو میں اکثر فرمایا
خدا اودی چہ قوم داری۔ الامل بالناس عند اللہ علیہ السلام
مگر حضرت امیر نے کئی زمینیں۔ ملا ہدایہ رک کلام اللہ علیہ السلام
محبہ تاہم است از لطف الہی۔ بندہ سرور ہر جگہ خواہی
موسیٰ شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا
میں کو چاہئے کہ ان کے حق میں دوسرے کی باتوں کا مطالعہ کریں
مطالعہ نہیں کرتا۔ اس کے ایمان کے متعلق مجھ پر ہے۔

میں نے کئی مرتبہ اس مسئلہ میں صاحب سے بیان کیا کہ ایک دفعہ
مکے زمانہ میں ایک بچہ نے گھوڑے پر ایک چھبکی ماری ہادیہ
میں ماری چھوٹی تھی پر چھبکی دیا جس پر بد سے لڑکے ان کی
تھان کی آواز سونے میں سنائی دی۔ مولیٰ عبد اللہ رحمہ اللہ
نے خوش میں پائی ہوئی کہ بہت کچھ سخت سخت کہا جاتا تھا
میں نے سلام لے کر بچے اپنے مکان میں بھیج دیں۔ بچہ چاہتا
صاحب کو یہ پیام ہو کہ یہ طریق اچھا نہیں۔ اس سے کہا
میں کو یہ لطیفہ ہوا کہ مسیح موعود صاحب رحمہ اللہ اپنی اس
میں مبارکبادیں دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام

مولیٰ شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب
شہادت کے دن ان کے شہرین نے گئے تو بہتہ میں

ازالہ اوہام

۱۷۱

حصہ اول

اور علماء وقت اُن کو تسلیم کرتے رہے ہیں لیکن اس زمانہ کے اکثر علماء کی یہ عجیب حالت ہے
کہ اگر خدا کے تعالیٰ کا اہتمام طاریت جس کا کبھی سلسلہ منقطع نہیں اپنے وقت پر بعض مجلس
مکاشفات نبویہ اور استعلاات سرستہ قرآنہ کی کوئی تفسیر کرے تو نظر انکار کا مستند اس
کو دیکھتے ہیں حالانکہ مصلحت میں ہمیشہ یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ قرآن شریف کیلئے ظہر و بطون
دونوں ہیں اور اس کے عجائبات قیامت تک ختم نہیں ہو سکتے اور ہمیشہ اپنے فہم سے اقرار
کرتے ہیں کہ اکثر کار محمد میں کشف والہامات اولیاء کو حدیث کی کئی قارئین عامہ سمجھتے ہیں۔
ہم نے جو سلف صحیح اسلام اور صحیح مرام میں اس اپنے کشفی والہامی امر کو تسلیم کیا ہے کہ
مسیح موعود سے مراد یہی عا جزیہ ہے جس نے مسیح شاہ ہے کہ بعض ہمارے علماء اس پر بہت افرغ
ہوئے ہیں اور انہوں نے اس بیان کو ایسی بدعات میں سے سمجھ لیا ہے کہ یہ خارج اجتماع اور
برنات عقیدہ متفق علیہا کے ہوتی ہیں حالانکہ ایسا کرنے میں ان کی بڑی غلطی ہے۔

اول تو یہ جانتا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو
ہماری برائیات کی کوئی جزویا ہمارے دین کے ترکش میں سے کوئی ترکش ہو بلکہ صدائے شگفتہ
میں سے یہ ایک کوشش کوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ
پیش گوئی بیان تئیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ہاتھ نہیں تھا اور سید بیان کی گئی اس
سے اسلام کچھ کل نہیں ہو گیا۔ اور یہ کوششوں کے بارے میں یہ ضروری نہیں کہ وہ ضرورتاً ظاہری
صورت میں ہی پوری ہوں بلکہ اکثر پیش گوئیوں میں ایسا سلسلہ مشہور ہوتا ہے جس کے
قبل از ظهور یہ پیش گوئی خود نبی یا کوئی جزیہ بدو وحی نازل ہو گئی ہوتی ہو سکتے ہیں چاہے
دوسرے لوگ ان کو حقیقی طور پر سمجھ لیں۔ دیکھو جس حالت میں ہمارے سید مولیٰ آپ اس بات کا
استدرا کرتے ہیں کہ بعض پیش گوئیوں کو میں نے کسی اور صورت پر سمجھا اور ان کو ان کا کسی اور
صورت پر سمجھا۔ تو پھر دوسرے لوگ گو فرس کے طور پر رسائی امت ہی کیوں نہ ہو کہ ایسا
دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہماری کچھ غلطی نہیں۔ سلف مصلح ہمیشہ اس طریق کو پسند کرتے رہے ہیں

نے منع کیا ہے
برخلاف قسم
نہیں سمجھتی
کی محبت اور
حَلَقِ آدَمِ
بڑی اللہ
ہدایت اور
مستحق ہے اور
اور اس کی
کا نیکو اور
کیا جاتا ہے
گڑھے کے
عسی رتبا
نیکو فیر
رحم کے
طرف رجوع
مقام میں
نرمی اور
سے کھل کر
خدا سے
حضرت

تمہید ہشتم جو اہل خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔
وہ حقیقت میں اس قبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت ہے اور یہ بدیہی اور
کو تادیر مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ محض نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور خسران
عاید نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر ایک قسم کے جبل اور آلودگی اور نا توانی اور غم اور حزن اور
درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر دوسرے چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو
درجہ یقین کامل پہنچ کر ہر شے میں پھر بعد اسکے فرمایا۔ اَنَا أَنزَلْنَاكَ فَرِيقًا مِّنَ الْغَالِبِينَ۔
وَبِالْحَقِّ أَنزَلْنَاكَ وَبِالْحَقِّ نَزَلْنَاكَ فَرِيقًا مِّنَ الْغَالِبِينَ۔ وَمَا كُنَّا بِمُعْجِزِينَ لَّكَ وَكُنَّا بِمُعْجِزِينَ لَّكَ۔
یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اید نیز اس الہام پر از صراف و حقانی کو
قادیان کے قریب آتا رہے اور ضرورت حق کے ساتھ آتا رہے اور ضرورت حق آتا رہے۔
خدا اور اسکے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا
وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدا نے تعالیٰ
اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حقہ سوم کے الہامات میں بھی ہو چکا
ہے اور قرآنی اشارہ اس آیت میں ہے سَمِعُوا الْكُذِبَ أَوْ سَأَلُوكَ بِالْغَدَاةِ يُذَوِّبُكَ أَوْ يَسْتَفْهِمُكَ
لِيُطَهِّرُوا عَنْكَ الذِّمَّةَ يَكْفَىٰ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاسی ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں
پیشگوئی ہے اور جس غلط کارہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ علیہ مسیح کے ذریعہ سے
ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو
ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر
ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے
روسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت
ہی متشابه واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں
اور یکدیگر اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر

لے الصفحہ

१५५

444

۴۹۹

4.5

5-5

بقدر ما فيه طبعاً

بقیہ

حاشیہ

الحمد لله

29

3

六

4.4

چشم گوش و دیدہ بندے حق مبین

يَا دُكُنْ فَرَمَانِ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ

پہلی فصل

۶۰۲

فس سے محو ہو کر اپنے شائع کی ذمہ داری

اور لقاء نام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے۔ لیکن

الہی اور موافقت باشد بخوبی داخل ہو گئی۔

ہو گیا جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں پر گیا

ت کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ

کے واقع ہوا ہے یعنی اس وقت جلالی طور پر غلطی

کے جمالی طور پر یعنی تمام مسائل اتمام حجت کر رہا ہے۔

تو جہو اذ علی اللہ تو کلوا و استعینوا بالصبر و

تو کلوا و صبر اور صلوة کے ساتھ اس سے مدد چاہو۔

ہاں ہیں۔ بشری ناک یا احمدی۔ انت مراءوی

تو میری۔ خوشخبری ہو تجھے اسے میرے احمد۔

تھے۔ میں نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھ سے

مستور امین انصار ہفہ و یحفظوا افر و جہو

کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں ہاتھوں سے بند رکھیں اور

تو امیر سے بچاویں۔ یہی ان کی پاکیزگی کیلئے ضروری

انت اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن کے لئے منہیات سے

ماثر انحال سے محفوظ رکھنا لازم ہے اور یہی طریق

یاد کن فسران قل المؤمنین

براہین احمدیہ

۲۷۵

پہلی فصل

۲۳۹

یونانی، لاطینی، انگریزی، سنسکرت وغیرہ سے کسی قدر دینی صداقتیں

ہیں کہ ایک مسکین اور عاجز اور ذلیل آدمی کی طرح مسیہ جاہادی طرف چلا آوے اور پھر صبر

اور برداشت اور طاعت اور خلوص کو صادق لوگوں کی طرح اختیار کرے تا انشاء اللہ اپنے

مطلب کو پاوے۔ اور اگر اب بھی کوئی منہ پھیرے تو وہ خود اپنی بے ایمانی پر آپ گواہ ہے۔

بعض کاتاہ نظر لوگ جب دیکھتے ہیں کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں کو بھی تکالیف پیش آتی

رہی ہیں۔ تو اخیر پر وہ یہ غدر پیش کرتے ہیں کہ اگر اقتدار الوہیت کے جوابدہ ہی خبروں کا

نشان سمجھا گیا ہے۔ نبیوں کے شامل حال ہوتا تو ان کو تکلیفیں کیوں پیش آتیں اور کیوں

اسی زمانے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا

جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ

میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کی کیا نام رکھا ہے۔

خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے جس کا نام کی عجیب اب اس اختیاری کتاب

کی تالیف ہونے پر غلطی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور حکم ہے

جس کا کلی احکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا شہنشاہ دیا گیا ہے۔ عرض آنحضرت نے وہ

کتاب مجھ سے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ

مبارک تلخ ہو گیا ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو ہر دوسے شاہد تھا مگر

بقدر زبردستی آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر

اس میں بے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرنے تک شہد سے بھر گیا تب ایک مردہ کہ

جو دروازہ سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکھڑا ہوا

اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغنیٰ حکم کے سامنے کھڑا ہوتا

ہے۔ اور آنحضرت بڑے جاہ و جلال اور مالکانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح

کمری پر سوار فرما رہے تھے۔ پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ حوالہ صفحہ 45 پر درج ہے

براہین احمدیہ مندرجہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 275

یہ حوالہ صفحہ 44، 45 پر درج ہے

60 از مرزا صاحب

ضمیمہ حقیقۃ الوحی

۶۶۰

الاستفتاء

اشد الانكار - وعلى حياته يصرون وتلك كلمة بها يموتون - فاجتنب ذلك ان كنت من الذين يؤمنون بالفرقان ولا يكفرون - ولا تكن كمثل الذين تركوا كلام الله وراء ظهورهم فلا يباليون - ويقولون ان المسلمين اجتمعوا على حياته فلا يدل لهم بيانه - وابن الاجتماع وفيهم المعتزلون - واذا قيل لهم الا تفكرون في قول ربكم قلنا توقيتني اوبه لا تؤمنون - فليس جوابهم الا ان يجرحوا آيات الله ويقولوا ان معنى التوفى رفع الروح مع الجسم العنصر انظر كيف عن الحق يعدلون - ويعلمون ان هذا القول قول يحجب به عيسى بحضرة العزة يوم القيامة اذ يسئله الله عن ضلالة الامة وكذلك في الفرقان تقررون - فنجيت والله كل العجب من شأهم ومن عقلم وعرفانهم - الا يعلمون انه ما كان لبشر ان يحضر يوم النشور - من قبل ان يقبض روحه ويكون من اصحاب القبور - ما لهم لا يتدبرون - وقد حشا السماوية الزباب فوق خير البرية - ومزاره موجود الى هذا الوقت في المدينة المنورة - فمن سوا الادب ان يقال ان عيسى ما مات وان هو الا شريك عظيم - يا كل المحسنات يخالف المحصاة بل هو توفي كمثل اخوانه - ومات كمثل اهل زمانه - وان عقيدة حياته قد جاءت في المسلمين من الملة النصرانية - وما اتخذوه الها الا بهذه الخصومية - ثم اشاعها النصارى ببذل الاموال في جميع اهل البدو والحضر - بما لم يكن احد فيهم من اهل الفكر والنظر - واما المتقدمون من المسلمين فلم يصدر منهم هذا القول الا على طريق العثار والعثرة - فلم يقيم معذرون عند المحضرة بما كانوا خاطئين غير متعدين - وما اخطاوا الا من وجه الطبائع الساذجة والله يعفو عن كل مجتهد يجتهد بعلمه النية - ويؤدى حق التحقيق من غير خيانه على قدر الاستطاعة - الا الذين جاءوهم الامام الحكم مع البيئات

۳۹

يَا
الحمد لله
المتنصرين الذي
على كتاب الله القر
الى دواء السقام
الانبياء من الدس
وط

بار اول جلد

یہ حوالہ صفحہ 45 پر درج ہے

ضمیمہ حقیقت الوحی ۱۱۱ شماره ۳۹ وصالی قرآن جلد ۲۲ صفحہ 660

الاستفتاء

۶۶۰

دون وتلك كلمة بها يموتون - فاجتنب
منون بالفرقان ولا يكفرون - ولا تكن كمثل
م فلا يزالون - ويقولون ان المسلمين اجمعوا
ن الاجتماع وفيهم المعتزلون - واذا قيل
ما توفيقين اوبه لا تؤمنون - فليس جوابهم
ان معنى التوفيق رفع الروح مع الجسم العنصر
يعلمون ان هذا القول قول يوجب به عيسى
شله الله عن ضلالة الأمة وكذلك في
العجب من شائهم ومن عقلم وعرفانهم
صبر يوم النشور - من قبل ان يقبض روحه
لا يتدبرون وقد حشا الصمابة التراب فوق
الوقت في المدينة المنورة - فمن سؤل ادب
الاشوك عظيم - يا كل الحسان يتخالف الحصة
ل اهل زمانه - وان عقيدة حياته قد جاءت
وما اتخذوه الها الابهة الخصوصية -
ال في جميع اهل البدو والحضر بما لم يكن
واما المتقدمون من المسلمين فلم يصدر
والعترة - فهم قوم معذورون عند الحضرة
ما اخطأوا الا من وجه الطبائع الساذجة
حمة النية - ويؤدي حق التحقيق من غير
الذين جاوهم الامام الحكم مع البيئات

ماثل في بار اول

يا اهل الكتاب اني كتبت هذه الرسالة والصحيفة المجالة لعلاج مرض
المتنصرين الذي امتد مداه وعرقته مداه واكثرهم نارا نكار الفرقان - والصول
على كتاب الله القرآن - فاردنا ان نجيم من غلب الحما - ونزيههم سوء داءهم ونهذيم
الى دواء السقام - فالداء هذا الكتاب مع انعام كثير من اجاب - وهو خمسة
الايت من الدرر اهر لكل من ان يشله وارى العجايب - وهو بفضل الله حسن
وطيب والطب وادق - وسميته الحصة الاولى من

نور الحق

"عسى ربكم ان يرحمكم
وان عدم عدنا وجعلنا جهنم
للكافرين حصيرا ان هذا القرآن
يهدي للقي هي اقوم ويبدش المؤمنين
الذين يعملون الصالحات ان لهم
اجرا كبيرا"

قد طبع في المطبع المصطفائي ببيت لا موروسته ١٣١١ هـ

بار اول جلد ١٣٠٠

یہ حوالہ صفحہ 45 پر درج ہے

22 ط 660

لهذه المناضلة ان كان من الصائدين وعلمت من ربي انهم من المغلوبين - والله اني لست من العلماء ولا من اهل الفضل والدعاء وكلما اقول من افواج حسن اليقين او من تفسير القرآن فهو من الله الرحمن وكلما اخطأت فيه فهو مني وكلما هو حق فهو من ربي وان ربي اروي من كاس العرفان ومعد لك ما ابرو نفسي من الشهو والنسيان وان الله لا يتركني على خطأ طرفه عين ويصممني من كل مابين ويحفظني من سبل الشياطين - فيا اهل الاهواء والادعوى والرياء ان كنتم تحسبون انفسكم من اولى العلم والفضل والاعمال او من الصالحين والاولياء والأتقياء او من الذين يسمع دعائهم كالأحباء فأتوا بمثل ذلك الكتاب في جميع الانعام واروني علمكم وقد ركم في حضرة الكبرياء وان لم تفعلوا وان تفعلوا يا محشر السفهاء فتادوا مع اهل الحق والنور والضياء ولا تعتدوا كل الاعتداء وهذا الاضيعة للرب القوي لا فعل الخزياء والضعفاء وان الكرامات تظهر في وقت توهين الاعداء وان عباد الله ينصرون عند انتقام الجور من اهل الجفاء واذا بلغ الظلم غايته فيدركهم رب السماء فتدبروا من المعائب والعيثات ويدروا الى المعصيات والصلوات وان الجزامة كل الجزامة في قبول الكرامة فاقبلوها قبل الندامة واتقوا اسواء الخزي والملازمة ونكال القيامة فطوبى لكم ان جئتم كالتائبين المتبتلين من انعامه النصيحة وخاتمة الختام العدا واتمام الحجة والسلام على من قبلنا قبل المذلة وترك سبيل الجحيمين - واخبروا فان الحمد لله رب العالمين

الراق

المفتقر الى الله الصمد غلام احمد عاقله الله وايد

وكان هذا مكتوباً في ذي القعدة ١٣١١

من هجرة نبي العهد مقبول الاحد صل الله عليه وسلم

من الازل الى الابد

ماثل جمع تول

هَذَا كِتَابُ الْقِتَّةِ مِنْ تَأْسِيدِ رَبِّي الْمَنَّانِ
وَاللَّهَ إِنِّي مِنْ قُوَّةِ رَبِّي لَا مِنْ قُوَّةِ الْإِنْسَانِ
وَأَنَّهُ لَا يَأْتِي عَظِيْمَةً لِيَنْفَكِرَ وَخَافَ الْغَدَّيَانِ
وَأَنِّي سَمَوْتُ

مَوَاهِبُ الْجَنِّ

وَأَنَا عِزُّ اللَّهِ الْأَعْدَاءِ غِلَامُ أَحَدِ عَاقِلِي
وَأَيَّدَ وَجْهَ قَرِيْبِي خُذَّ طَلَبِي
فَارَا الْإِسْلَامَ وَمُعِطَ الْمَلَكَةِ
النِّكَاحِ
رَأْسِي

قد طبع في مطبع ضياء الاسلام قاديان باعتمام
الحكيم فضل الدين البصيري لا ربعة عشر خلون
من شوال سنة ١٣٣٢ مطابقاً لا ربعة عشر خلون من
شهر جنوري سنة ١٩٠٣

التعداد ٢٠٠٠

لَمْتُ مِنْ رَبِّي أَنَّهُمْ مِنَ الْمُخْلُوبِينَ - وَ
الْفَضْلُ وَالِدُ هَاءُ وَكَلَّمَا أَقُولُ مِنْ أَفْوَاحِ
اللَّهِ الرَّحْمَنِ وَكَلَّمَا أَخْطَأْتُ فِيهِ قَهْوُ
إِنِّي مِنْ كَأْسِ الْعَرْقَانِ وَمَعْدَلُكَ مَا
لَا يَتْرَكُنِي عَلَى خَطَأٍ طَرَفَةً عَيْنٍ وَ
الشَّيَاطِينِ - فَيَا أَهْلَ الْإِهْوَاءِ وَ
كَمْ مِنْ أَوَّلِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ وَالْإِهْوَاءِ
الَّذِينَ يَسْمَعُ دَعَاءَهُمْ كَالْأَصْبَاءِ
أَرْوَى طَلْمَكُمْ وَتَدْرِكُمْ فِي حَضْرَةِ
السُّقْمَةِ فَتَادِبُوا مَعَ أَهْلِ الْحَقِّ وَالنُّورِ
لَا صَنِيعَةَ لِلرَّبِّ الْقَوِيِّ لَا فَعْلَ الْخَرِيبِ
هَيْئِ الْأَعْدَاءِ وَأَنْ عِبَادَ اللَّهِ يَنْصَرُونَ
لِظُلْمِ غَايَةِ فَيَدْرِكُهُمْ رَبُّ السَّمَاءِ
لِجَسَنَاتِ وَالصَّالِحَاتِ وَأَنْ الْحَزَامَةِ
الْبُدَامَةِ وَاتَّقُوا سَوَادَ الْخَزَى وَ
كَمْ كَالْتَأْتِيَنِ الْمُتَنَدِّينَ هَذَا الْخَاتَمَةُ
لَمْ عَلَى مِنْ قَبْلَتَا قَبْلَ الْمَذَلَّةِ وَتَرْكِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ

الحقير

أَسْجُدُ عَاقِلَةَ اللَّهِ وَأَيَّدَ
تَقْدَةُ ٣١١
عَدْلُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَكَمْ
بُكْدُ

یہ حوالہ صفحہ 45 پر درج ہے

برصاحب

وَأَلَى مَا تَقَرَّهْتَ قَطُّ بِهَذَا فَكَيْفَ إِلَى هَذَا الْقَوْلِ يُعْزَى - يَطْلُبُنِي فِي
 دین گاہ میں جہیں کلمات پر زبانی نرا اندام ہے پچھڑے تھوڑے سے غصوب کردہ شندہ ایک کس مراد یہاں
 نیا طوطا نا علی بساط و یبیین ما ظننت به بصورة أخرى - فاقول علی
 میں طلبہ دین میں بساط نشستہ ام و آن سنہا میگویہ کہ بصورت دیگر گفتہ ہوں پس میگویہ
 رسلک یا فتی ولا تعزلی الی قول ما اتعزلی - ومن حسن خصائل
 کہ تہمت ہستی ام جان و دل سوسے آن سخن غصوب کی کہ من خود را سوسے آن غصوب کی کہ من و از سر تہمت نیکو
 المرء ان یحقق ولا یعتمد علی کل ما یروی - فاتیق الله یا من یخرج جلدت
 کہ ردا می شایہ نیست کہ تحقیق کند بہر روایتی کہ بشنودا شک و گمان نہ نماید - پس بزرگ از غولہ کہ است در امر دین
 و یشہر منقصتی - و تعالی اتقن علیک قصتی - و اسمع منی معذرتی -
 یعنی و منقصت من شہد ہوائی و ہوا کہ بر تو قصہ خود می خوانم - و دعوی من بشنو
 ثم اتقن ما انت قاض و اخط خطورة التقی - واسلک سبیل التقوی ولا تقف
 باز ہر قصہ کہ ہوا ہی اختیار است کہ کردہ باشی و ہر گاہ کہ ہم بزن و را و پیر ہوا ہی و در پیر آن ہر مرد
 فالیس لك به علم ولا تتبع الهوی - الی امر یكلمنی رقی - و یعلمنی من لدنہ
 کہ بر تو ہر حقین اطلاع خدای ہوا پرستی کی من مردہ ام کہ با من خود گفتگو میکند و از غزل خاص خود را
 و یحسن ادبی و یوحی الی رحمة منه فاتبع ما یوحی - و ما کان لی ان اترك
 تعلیم میدہد و باب خود را در پی غیر مایہ دلت خود دین و ہی غیر شدہ پس من و کجا واپس و کجا یکم و مرا چہ شدہ
 سبیلہ و اختار طر قاشقی - و کلمات قلت قلت من امری - و ما فعلت شیئاً
 راہ و گزاردم و طریقہ ہست مترون اختیار کنم و ہر گاہ کہ من از امر او گفتم : از خود بہ میرے
 عن امری - و ما افتریت علی رقی الا علی - و قد خاب من افتری - اتجب
 نہ کہ وہ ام و ہر خداوند ہر گاہ خود در دین نہ بستم و ہوا کہ خداوند آنکہ منتری سستہ بازی
 من هذا فلا تعجب من فعل القدر الذی خلق الارض و السموات الطالی
 کہ وہ تعجب میکنی ہی ہر گاہ کہ خداوند چہ تعجب کی کہ زمین و آسمان ہائے بلند را پیدا کردہ است -

ممشکار ما قتلنا
 و ظنوا ظن الد
 قال الله تعالى
 قولهم ان الله
 كان احیاء و ک
 من من الشی
 فہذا عندی ظ
 الکلمات من
 فما أقول فی
 فی حضرت اللہ
 مرۃ مآء ، ثم یسأل
 لقد قتلنا من قد
 فیرد اللہ علیہ
 رأس الشور لا
 و اصحابہ الی
 واحدة ، ثم یسأل
 شبر الا ملأ
 الله طیراً کما
 من قسیرہم و نش
 مدد و لا یفرق
 بکرتک فیومئذ
 حق ان اللہ
 من الناس و اللہ

بف الى هذا القول يعزى - يطلبنى فى
 من يكره شدة منسوب كره شدة اى كى مراد بيان
 ما فعلت به بصورة اخرى - فاقول مل
 منها يكره كى بصره ديك لغة بوم پس يكره
 قول ما اعزى - ومن حسن خصائل
 سوبكى كى من خود را سوبكى كى كى كى كى كى كى كى
 ما يروى - فائق الله يا من يخرج جلدك
 من عليك قصتي - واسمع منى معدنى -
 فاقول خودى غلام - وادرس بشو
 طوة التقى - واسلك سبيل التقوى ولا تقوى
 روى - الى امر بى كلفى رضى - ويجلمنى من لى
 من مرسا كى باس غلام كى كى كى كى كى كى كى
 منه فاتبع ما يروى - وما كان لى ان اترك
 من خودى كى كى كى كى كى كى كى كى كى كى
 ما قلت قلت من امر - وما فعلت شيئاً
 روى كى كى كى كى كى كى كى كى كى كى
 رضى الاعلى - وقد خاب من افترى - اتج
 روى كى كى كى كى كى كى كى كى كى كى
 فدى الذى خلق الارض والسموات الطل
 كى كى كى كى كى كى كى كى كى كى

مشاركاً قلنا، وخابوا وحرفوا البيان ونحتوا البهتان ووقعوا فى حيز بين
 وظنوا ظن السوء، فتعسا لتلك الظانين - والله يعلم انى ما قلت الا ما
 قال الله تعالى ولم اقل كلمة قط يتألفه وما صمها قلنى فى عمرى، واما
 قولهم ان المسيح كان خالق الطيور وكان خلقه كخلق الله تعالى بعينه و
 كان احياه كاحياء الله تعالى بعينه بلا تفاوت، وكان معصوماً تاماً ومحمولاً
 من مثل الشيطان، وليس كذلك فى هذه العصمة نبينا صلى الله عليه وسلم،
 فهذه اعندى ظلم وزور، كبرها كلمة تخرج من أفواههم وانهم فى هذه
 الكلمات من الكاذبين، واما افتراؤهم على رطبهم كفى لا يؤمن بالملائكة
 فما أقول فى جواب هذه الظنون الفاسدة التى لا أصل لها ولا أثر، غير انى استعمل
 فى حق الله سبحانه واقول رب العزى ان كنت قلت مثل هذا، والا فالعن

مره مائة، ثم يسرون حتى ينتموا الى جبل الحمر وهو جبل بيت المقدس فيقولون
 لقد قتلنا من فى الارض هلّم فلنقتل من فى السماء، فيرمون بنشأهم الى السماء
 فيرد الله عليهم نشأهم مخضوبة دماء ويحصر نبي الله واصحابه حتى تكون
 رأس الشور لاجدهم خيراً من مائة دينار لاجدهم اليوم، فيرغب نبي الله عيسى
 واصحابه الى الله فيرسل عليهم النفت فى رقابهم فيصبرون فرسى موت نفس
 واحدة، ثم يبط نبي الله عيسى واصحابه الى الارض فلا يجدون فى الارض موضع
 شبر الا ملأوه زهمهم ونشأهم، فيرغب نبي الله عيسى واصحابه الى الله فيرسل
 الله طيراً كأعناق البخت فتحملهم فتطرحهم حيث شاء الله، ويستقر المسلمون
 من قسيمهم ونشأهم وجعابهم سبع سنين، ثم يرسل الله مطراً الا يكن منه بيت
 مدر ولا وبر فيخسل حتى يتركها كالزلفة، ثم يقال للارض انبثى فمركك وردى
 بركتك فيومئذ تأكل العصاة من الرمانه ويستظنون بحفها ويبارك فى الرسل
 حتى ان اللقحة من الابل لتكفى الفظام من الناس واللحمة من البقر لتكفى القبيلة
 من الناس واللحمة من الغنم لتكفى الفخذ من الناس، فيبنيهم كذلك اذبح الله

ضمیمہ برائین احمد

رہتے تھے اس

سے ثابت ہے

حضرت عیسیٰ

کی تھا کئی زلزلے

کیوں دکھا جلتے

اگر آپ حضرت

جہاں - اور یہ بھی

کی کیا آپ مجھے

میں زلزلے سے

ہم ثابت کر

ایراق اللہ

عمر خانیو

نوت ہنر

مریم کا

جس طرح

تواؤں کے

گئے تھے

تلون و گود

پس کر حضرت

ایسا کیوں

پھر زمین پر

دکھا بلکہ

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

مرت کیلئے

جاء الحق وذهب الباطل ان الباطل كان زهوقا
 آتا کہ برد علوی ماحملہ کنند
 و زراچہ چہل عربہ ہا برہا کنند
 گر یک نظر کنند دین سحر کتب
 ہست این یقین کہ ترکھا واکھند
 باورنی کنم کہ نیارند عذر خواہ
 دیں امر دیگر است کہ ترک ہیا کنند

برائین احمدیہ

نسخہ (۵)

مقب

بلیہ اہلین الاحمد علی حقیقہ کتاب القرآن والنبوة الاحمد

مؤلفہ
 حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح عمو علیہ السلام

ضمیمہ برائے احمدیہ

۲۶۲

حصہ چہم

رہتے تھے اس ملک میں تو شاید نادار کوئی ایسا سائل گذرتا ہو گا کہ زلزلہ نہ آتا ہو۔ تاہم سچ سے ثابت ہے کہ اس ملک میں ہمیشہ زلزلے آتے رہے ہیں اور سخت زلزلے بھی آتے رہے ہیں حضرت عیسیٰ نے اپنی زندگی میں جب وہ اس ملک میں تھے اور ابھی کشمیر کی طرف سفر نہیں کیا تھا کئی زلزلے خود دیکھے ہونگے۔ پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان معمولی حوادث کا نام پیشگوئی کیوں رکھا جائے۔ پس جس تسخیر کو آپ نے میری پیشگوئیوں میں تلاش کرنا چاہا اور نامراد رہے اگر آپ حضرت عیسیٰ کی ان پیشگوئیوں میں تلاش کرتے تو بغیر کسی محنت کے فی الفور آپ کو مل جاتا۔ اور یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے زلزلہ کا نام زلزلہ ہی رکھا کوئی تادل نہیں کی۔ کیا آپ مجھے حضرت عیسیٰ کا کوئی ایسا فقرہ دکھلا سکتے ہیں جس میں لکھا ہو کہ میں پیشگوئیوں میں زلزلے سے مراد درحقیقت زلزلہ ہے کوئی استعارہ نہیں۔ اور بغیر حضرت عیسیٰ کی

ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا ذرہ آسمان پر جانا محض گپ ہے بلکہ عیسیٰ بیکر و زندہ طور پر اسی دنیا میں رہا۔ لہذا نبی کا میر کہتے ہوئے کشمیر میں پیچھے اور ایک ایسی عورت ہیں برکی۔ بخیرت ہو کر سری نگر علی خانلو میں مدفون ہوئے اور اب تک انہی کی قبریں قریب بیزار دینا بولہ جہ اور صلیب پر آپ فوت نہیں ہوئے۔ کچھ زخم بدن پر آئے تھے جن کا مرہم عیسیٰ کے ساتھ علاج کیا گیا تھا۔ اور اس مرہم کا نام اسی درجہ سے مرہم عیسیٰ رکھا گیا۔

جس طرح ہم سے سیدہ مونیہ حضرت علیہ السلام کی اولاد کی موجود ہونے سے اللہ کی نعمت کوادوں کے پیشانی مبارک پر آنحضرت علیہ السلام کو آئے تھے اور مرثا پاخون سے اولاد جو گئے تھے اسی طرح بلکہ اسی سے بہت کم حضرت عیسیٰ کو صلیب پر زخم آئے تھے پھر نہ معلوم تمدن لوگوں کو حضرت عیسیٰ کے کسی مشرک نہ محبت کے کہ آنحضرت علیہ السلام کے زخم تو قبول کر لیتے ہیں مگر حضرت عیسیٰ کا مجروح اور زخمی ہونا ان کی مشاق سے بلند تر سمجھتے ہیں اور شہرہ آفاق ہیں کہ انکی نسبت ایسا کیوں کہتے ہو اور ان کو تمام دنیا سے الگ ایک خصوصیت دینا چاہتے ہیں۔ وہی آسمان پر چڑھ کر پھر زمین پر اترنے والے۔ وہی اعتقاد ایسی عمر بانیے والے۔ مگر خدا نے ان کو یہ دانش عطا کی کہ انہیں رکھا بلکہ کئی حقیقی بھائی اللہ کئی حقیقی بہنیں ان کی ایک ہی ماں سے تھیں۔ مگر بھائی علیہ السلام حضرت عیسیٰ تھے۔ نہ کوئی دوسرا بھائی تھا نہ بہن۔ منہ

الباطل کان زهوقاً

راوی جہل عربیہ یا برہان کنند
مت میں یقین کہ تو کیا دوا بخند
یا امر دگر است کہ ترک میا کنند

احمدیہ

۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عمر سعید

مطبع ریح علی

الحمد لله والمنة

کہ یہ رسالہ میر مہر علی شاہ صاحب گورکھ پوری لودان کے مریدوں
اور سخیوں لوگوں پر تمام محبت کے لئے معصی شائستہ شائع کیا
گیا ہے اور بخرش اس کے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہو جائے
اس رسالہ کے ساتھ پیس روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی
دیا گیا ہے جو اسی ٹائٹل پر کے دوسرے صفحہ پر مندرج ہے اور
یہ رسالہ موسم بہ

حق کو لے لو

مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع گورداسپور میں باہتمام
حکیم حافظ فضل الدین صاحب بیسوی مالک مطبع چکریم ستمبر ۱۹۰۲ء
کو شائع ہوا

قیمت ۱۰ روپے

چند

مضمین محمد گورکھ

ہونے کا دعویٰ کہ کے قوم کا معصی قتل
ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا
یا اللہ ہونا اور جھوٹ بولنا
طرح ہے جو نہایت ہی بڑا ہونا
نہیں کہ خدا اس کو یہ عزت دے کہ
وہ جوہ اپنی نہایت درجہ کی ذلت
اس کو بنی یا رسول یا مومن اللہ
مختار نہ عادت پر پرتشیر ہوں گا
نہیں مگر یہ بھی امید نہیں خواہ
وہ سنا ہے کاب وہ ان سے انکار
جسے جس میں انہوں نے یہاں کیا
ایک نور کلامان پر گرا اللہ میری دعا
انسانی تشل کے طور پر ظاہر ہو کر
کہتے ہیں۔ اب مجھے خیال آتا ہے
ہیں جن کو بار بار بہت سے لوگوں
پر اعتراض کیا ہے۔ کیونکہ جو
نہیں ہو کر قبول نہیں کہ نگا کہ عاق
نہیں ہیں جو مسلمانوں کی ایک بڑی
صاحب کا کشف صحت ہو چکا
نہیں نہیں ہیں کہ گو قوم کا
نہ تو انکار نہیں کیا تو وہ کیونکہ

حب کو بلوی اور ان کے مریدوں
نے محض نصیحتاً اللہ شائع کیا
م لوگوں پر حق واضح ہو جائے
ہر کے انعام کا اشتہار بھی
سب صفحہ پر مندرج ہے اور
معموم یہ

طرد

ن ضلع گورداسپور میں باہتمام
وی مالک مطبع چھپا کر ستمبر ۱۹۰۲ء
میں پڑا

دھولہ اور کل ۱۳۰

ہونے کا دعویٰ کہ قوم کا صلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے۔ اور محض
ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوم جتنے کے لئے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خوب آئی۔ اور
یا اللہ! پناہ جو جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملتا ہے وہ اس نجات کے کپڑے کی
طرح ہے جو نجات میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجات میں ہی مر جاتا ہے۔ ایسا بیخود اس کا حق
نہیں کہ خدا اس کو یہ عزت دے کہ تو نے اگر میرے پر افترا کیا تو میں تجھے ہٹا کر دھن کا جگہ
دے دو جو اپنی نہایت درجہ کی ذلت کے قابل اختلافات نہیں کوئی شخص اس کی پیروی نہیں کرتا کوئی
اس کو نبی یا رسول یا مہدی نہیں سمجھتا۔ اس کے یہ بھی ثابت کرنا چاہئے کہ اس
مفسرینانہ حالت پر براہِ شریعت میں گند گئے۔ میں حافظ محمد رفیع صاحب کی بہت کچھ واقفیت
نہیں کر رہا ہوں۔ خدا ان کے غلط فہمیوں کو مٹا دے۔ ان کے رد قول تو میں یاد میں۔
اور سنا ہے کہ اب وہ اس سے انکار کرتے ہیں (۱) ایک یہ کہ چند سال کا عرصہ گزرا ہے کہ بڑے
بڑے جلسوں میں انہوں نے بیان کیا تھا کہ مولوی عبد اللہ خاں نے میرے پاس بیان کیا کہ آسمان کے
ایک فوجدار میں پرگرا اور میری طرف اس سے بے نصیب رہ گئی (۲) دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے
انسانی تش کے طور پر ظاہر ہو کر حق کو کہا کہ مرزا غلام احمد حق پر ہے کیوں لوگ اس کا انکار
کرتے ہیں۔ اب مجھے خیال آتا ہے کہ اگر حافظ صاحب ان دو واقعات سے اب انکار کرتے
ہیں جو کو بار بار بہت سے لوگوں کے پاس بیان کر چکے ہیں تو نفوذِ بانی بے شک انہوں نے خدا تعالیٰ
پر افترا کیا ہے۔ کیونکہ جو شخص سچ کہتا ہے اگر وہ مرہمی جاسے تب بھی انکار نہیں کر سکتا
نہیں ہرگز قبول نہیں کر سکتا کہ حافظ صاحب میں ہر وہ واقعات انکار کرتے ہیں۔ یہ واقعات کا گواہ نہ صرف
میں ہیں بلکہ ساری قوم کی ایک بڑی جماعت گواہ ہے اور کتابِ لا اہل اہم میں ان کی زبانی مولوی عبد اللہ
صاحب کا کشفِ صبح چھپا ہوا ہے۔ یہ تو حقیقت جانتا ہوں کہ حافظ صاحب ایسا کذاب مرتد ہرگز
نہیں ہیں۔ ان کے گوتم کی طرح ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔ ان کے بھائی محمد رفیع
نے تو انکار نہیں کیا تو وہ کیونکر چکے۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ منہاج

یہ حوالہ صفحہ 46 پر درج ہے

تقدیر لکھنؤ (ضیمہ) صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 56 از مرزا

اس جگہ
ہم نے سنا ہے کہ
طرح حضرت
جانکا ہی کے
اور صحیح بخاری
کے روئے اسی
مقابل پر محمدی
مولوی صاحب
خدا بنا کر قربا
کے کا نہ حول
کے ساتھ چھا
وہی مقولہ تھا کہ
اُترتے دیکھے
یہی خدا ہے
علی الکاذب من
گیا کسی قدر غلط
کسی طرح وہ با
یہ مولوی اسلام
مد و پیر کا
جس قدر پہلے
گھڑا ہے۔ او

حضرت چنے کے دو بارہ آنے کا مسئلہ میسائیس نے عرض اپنے خاندان کے لئے گھڑا تھا کہ ان کی پہلی آمد میں ان کی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ ہر دفعہ مار کھاتے رہے۔ کوری دکھلاتے رہے۔ پس یہ عقیدہ پھیل گیا کہ آمد تہائی میں وہ خدائی کا جلوہ دکھائیں گے اور پہلی کسری نکالیں گے۔ تا اس طرح پور پہلی آمد کے حالات کی پردہ پوشی کی جائے۔ مگر اب وہ زمانہ آنا جاتا ہے کہ خود عیسائی ایسے عقائد سے مخور ہوتے جاتے ہیں۔ یہی یقین کرنا چاہی کہ جب انکی عقلیں ترقی کر سکیں تو وہ بہت آسانی سے اس عقیدے کو چھوڑ دیں گے اور دنیا کے بچہ پورا تیار ہو کر ہر دم میں نہیں رہ سکتا اسی طرح وہ بھی مشین کے حجاب اور جدیل سے باہر آ جائیں گے۔ منہ

اور حضرت عیسیٰ کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں اور حقیقت
حضرت عیسیٰ کے بیان سے مکمل گئی؟ اس سے کچھ
کچھ نہیں سمجھ سکتے ہیں اور اسی سے یہ بت لگتا ہے۔ اُس کا
کہ وہ نبی بھی ہو گا اور امتی بھی ہو گا کیا مریم کا بیٹا امتی
نے براہ راست نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
اکھڑا لکھا: **وَإِنْ تَوَلَّوْا أَفْجَلُ مَكَارٍ أَنْذَرُكُمْ لِقَاءَ اللَّهِ**
فَتَسْتَأْذِنُكُمْ ثُمَّ يَنْهَى عَنْ كُفْرِهِمْ فَكَفَرُوا فَقَدْ أَفْجَلُ مَكَارٍ
لے اہل تہذیب کی جگہ یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ
یہ نبی آیا اور کب جب لوگ نماز کیلئے مسجد کی طرف دوڑیں
میں قرعہ قرعہ ہوں گے تو وہ انہیں کھول بیٹھے گا اور
کی طرف مڑ کر بیٹھے تو وہ بیت المقدس کی طرف
دشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ
سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی ملتی
نہیں ایسا ہی ہے آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے
آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لیگا۔

میں اس نے نص ایسے نامہ کے لئے گھر اٹھا کر ان کی
نہ تھا۔ ہر دفعہ مار کھاتے رہے۔ کہ وہی دکھلاتے رہے۔
خدا کی کاجلور دکھائیں گے اور پہلی کسری نکالیں گے۔
پیشی کی جگہ مگر اب وہ زمانہ آتا ہے کہ خود عیسائی
یقین کرتا ہوں کہ جب انہی عقلیں ترقی کریں گی تو وہ بہت
پر عیسائی کہ پورا تیار ہو کر ہر دم میں نہیں رہ سکتا ہی طرح
بانی کے۔ منہ

اس جگہ مولوی احمد حسن صاحب امر وہی کو ہمارے مقابلہ کیلئے خوب موقع مل گیا ہے۔
ہم نے سنا ہے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہنا کہ
طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موعود کے بجائیں اور دوبارہ آکر خاتم الانبیاء بنا دیں، بڑی
جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں اور انکو برا معلوم ہوتا ہے کہ سورہ نور کی منشا کے موافق
اور صحیح بخاری کی حدیث (اما حکمہ منکم کے مطابق اور مسلم کی حدیث (اتکمہ منکم
کے رو سے اسی اُمت مرحومہ میں سے مسیح موعود پیدا ہو۔ تا موسوی سلسلہ کے مسیح کے
مقابل پر محمدی سلسلہ کا مسیح ظاہر ہو کر نبوت محمدیہ کی شان کو دنیا میں چمکادے۔ بلکہ یہ
مولوی صاحب اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح یہی چاہتے ہیں کہ وہی ابن مریم جس کو
خدا بنا کر قرینا پچاس کروڑ انسان گراہی کے دلدل میں ڈوبا جو اسے دوبارہ فرشتوں
کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُترے اور ایک نیا نظارہ خدائی کا دکھلا کر پچاس کروڑ
کے ساتھ پچاس کروڑ اور ملا دے۔ کیونکہ آسمان پر چڑھتے ہوئے تو کسی نے نہیں دیکھا تھا
وہی مقولہ تھا کہ پہاڑ نہ سے پرند مریداں سے پرانند۔ مگر اب تو ساری دنیا فرشتوں کیساتھ
اُترتے دیکھے گی۔ اور پادری لوگ اگر مولویوں کا گھلا پکڑ لیں گے کہ کیا ہم کہتے تھے یا نہیں کہ
یہی خدا ہے۔ اُس مغوس دن میں اسلام کا کیا حال ہو گا کیا اسلام دنیا میں ہو گا بھنت اللہ
علی الکاذبین۔ جو شخص کشمیر سری نگر محمد خان یار میں مدفون ہے۔ اُس کو ناحی آسمان پر بٹھایا
گیا کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو بپابندی اپنے وعدہ کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو
کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔
یہ مولوی اسلام کے نادان دوست کیا جانتے ہیں کہ ایسے عقیدوں سے کس قدر عیسائیوں کو
بددین بن چکی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کوئی نئی عظمت ابن مریم کو دینا نہیں چاہتا بلکہ یہاں تک کہ
جس قدر پہلے اس سے حضرت مسیح کی نسبت اظہار کیا گیا ہے وہ بھی خدا کو سخت ناگوار
گزارا ہے۔ اسی وجہ سے اس کو کہنا پڑا۔ **عَافَتْ قُلْتُ لِلنَّاسِ**۔ اب آسمان کی طرف

نور افشاں مطبوعہ ۲۳ اپریل کا اعتراض

پہلے نور افشاں میں مسیح کے معبود کی نسبت یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ مسیح کے معبود کی نسبت گیارہ گز گرجا میں دیکھا گیا وہ جو وہیں نہیں ہے اسے آسمان کو جہان تک مد نظر ہے جاتے دیکھا جتنا پتھر معترض صاحب نے اپنے دعوے کی تائید میں رسولوں کے اعمال باب اول کی یہ آیتیں پیش کی ہیں

(۳۳) اُن پر (یعنی اپنے گیارہ شاگردوں پر) اُس نے (یعنی مسیح نے) اپنے مرنے کے پیچھے آپ کو بت کی قوی دلیلوں سے زندہ ثابت کیا کہ وہ چالیس دن تک زمین پر اُٹھ اُڑا اور خدا کی بادشاہت کی باتیں کُتار دیا اور اُن کے ساتھ ایک جاہلوں کے حکم دیا کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ۔۔۔۔۔ اور وہ یہ کہہ کے اُن کے دیکھتے ہوئے اُپر اُٹھایا گیا اور بدلی نے اُن کی نظر سفل سے چھپا لیا۔ اور اس کے جاتے ہوئے آسمان کی طرف تگڑے تھے دیکھو دوسرے سفید پوشاں کہنے ہوئے اُن کے پاس کھڑے تھے (۱۱) اور کہنے لگے اے جلیل مرد تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو یہی رسول جو تمہارے پاس کو آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اسی طرح جس طرح تم نے آسمان کو جلتے دیکھا پھر اُسے گا۔

اب پادری صاحب موقوف اس عبارت پر خوش ہو کر کچھ بیٹھے ہیں کہ حقیقت اسی جسم فلکی کے ساتھ مسیح اپنے مرنے کے بعد آسمان کی طرف اُٹھایا گیا۔ لیکن انہیں معلوم ہو کہ یہ بیان لوقا کا ہے جس نے مسیح کو دیکھا اور اُس کے شاگردوں کے ساتھ کھانا کھا دیکھے شخص کا بیان کیونکر قابلِ اعتبار ہو سکتا ہے جو شہادتِ رویت نہیں اور نہ کسی دیکھنے والے کے نام کا اُس میں حوالہ ہے۔ ماسوا اس کے یہ بیان سراسر غلط فہمی سے بھرا ہوا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ بلکہ اسی باب کی تیسری آیت ظاہر کر رہی ہے

۲۳ اپریل کا اعتراض

سب سے پہلے پیش کی گئی ہے کہ سچ کے
کو جو میں جنہوں نے اُسے آسمان کو جہان تک
جب نے اپنے دعوے کی تائید میں رسولوں کے

اُس نے (یعنی سچ نے) اپنے مرنے کے پیچھے
لیا کہ وہ چالیس دن تک نہیں اُٹھتا اور خدا کی
تصدیق جا ہو کے حکم دیا کہ رسول سے باہر
نہ جتے ہوئے اُپر اُٹھایا گیا اور بدلی نے ان کی
ہوئے جب وہ آسمان کی طرف تک رہے
اُن کے پاس کھڑے تھے (۱۱) اور کہنے لگے
رفت دیکھتے ہو مایاں سورج جو تمہارے پاس کو
نہ سے آسمان کو جلتے دیکھا پھر آوے گا۔

نہ پر غور ہو کر کچھ شے ہیں کہ حقیقت اسی
آسمان کی طرف اُٹھایا گیا لیکن انہیں معلوم ہو
ما اور آس کے شاگردوں سے کہ سن رہے
نکتہ ہے جو شہادت رویت نہیں اور نہ کسی
اسوا اس کے یہ بیان سر اسر غلط فہمی سے بھرا
ہی جا کر فوت ہو گیا لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ
بلکہ اسی باب کی تیسری آیت ظاہر کر رہی ہے

ماہیٹل بیچ طبع اہل

الحمد لله الذي وفقنا لتأليف رسالة هذه التي ألفت
لا مقام المولوي رسول بابا الاخرت سراجا وتبكيته وفعل فيه
كل امر لتبكيته وسميت

اتمام الحجّة

عل الذي ليج وزاغ

عز الحجّة

وطلعت في مطبع گلزار محمد في بلدة لاہور ۱۳۱۱ھ

قیمت فی جلد ۲

تعداد جلد ۱۰۰

۲۹۹

جیسے جلیل الشان امام قائل وفات ہو گئے۔ اور امام بخاری جیسے مقبول الزمان امام حدیث نے محض وفات کے ثابت کرنے کے لئے دو متفرق مقامات کی آیتوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ ابن قیم جیسے محدث نے مدارج السالکین میں وفات کا اقرار کر دیا۔ ایسا ہی علامہ شیخ علی بن اسماعیل اپنی کتاب سراج منیر میں ان کی وفات کی تصریح کی۔ معتزلہ کے بڑے بڑے علماء وفات کے قائل گذر گئے۔ پر ابھی تک ہمارے مخالفوں کی نظر میں حضرت جیسے کی حیات پر اجماع ہی دبا بیغیب اجماع ہے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کے حال پر رحم کرے یہ تو حد سے گذر گئے۔ جو باتیں اللہ اور رسول کے قول سے ثابت ہوتی ہیں انہیں کو کلمات کفر قرار دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب ہم اس تقریر کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے اور نہ ہم جتنا ناچاہتے ہیں کہ مولوی رسل بابا صاحب کی رسالہ حیات المسیح کس قدر بے بنیاد اور واہیات باتوں سے بڑھے لیکن نہایت ضروری امر جس کے لئے ہم نے یہ رسالہ لکھا ہے یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے رسالہ مذکورہ میں محض حوام کا دل خوش کرنے کے لئے یہ چند لفظ بھی منہ سے نکال دیئے

بِسْمِ اللّٰهِ يَا قَائِمِمْ وَلِيْلَةُ وَمَنْهَا اِلَى الْقُدْسِ سَاعَةٌ فِي الْوَيْلِ وَالسَّلَامِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ
بَرَكَاتُهُ اَدَامَ اللّٰهُ وَجُودَكُمْ وَحَفَظَكُمْ وَاَيْدَكُمْ وَنَصْرَكُمْ عَلَى اَعْدَائِكُمْ۔ آمین۔

کتبہ خاتمہ مکہ محمد السعیدی الطرابلسی عفا اللہ عنہ

ترجمہ: اے حضرت مولا نادمانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو شفا بخشے۔ میری بیماری کی حالت میں یہ خط شامی صاحب کے آیتا تھا جو کچھ آپ نے علیہ السلام کی قبر اور دوسرے حالات کے متعلق سوال کیا ہے سو میں آپ کی خدمت میں مفصل بیانی کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت جیسے علیہ السلام بیت اللحم میں پیدا ہوئے اور بیت اللحم اور بلرہ قدس میں ہیں اس کو گناصل ہے چاہے حضرت جیسے علیہ السلام کی قبر بلرہ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اُس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اسکا اند حضرت جیسے کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور وہ دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور بنی اسرائیل کے عہد میں بلرہ قدس کا نام یروشلم تھا اور اسکو اور شلم بھی کہتے ہیں۔ اور حضرت جیسے کے فوت ہونے کے بعد اس شہر کا نام ایلیا رکھا گیا اور پھر فتح اسلام کے بعد اس وقت تک اس شہر کا نام

۲۹۹

۲۹۹

اتمام الحجہ صفحہ 27 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 299 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 47 پر درج ہے

اتمام الحجہ صفحہ 24 روحانی خزائن

ذات کی نسبت فسوب کر کے وقت یہ نہ فرمایا کہ اس آیت اور جب میری طرف فسوب میں کوئی معنوی تفسیر و تبدل علیہ وسلم اس تشبیہ و تشیل جس طرح میں قیامت کے لوگ میری وفات کے بعد میری میری وفات کے بعد میری مراد رکھتا ہوں لیکن مسیح کی زہوگا بلکہ زندہ اٹھایا جانا مراد قطعی طور پر ثابت ہے کہ اگر ہوئی۔ پس اب قدہ آنکھ کھلیے علیہ وسلم اور حضرت جیسے کے خواہ کوئی سمجھ کر وہ اسماں پر اٹھایا جانا مراد ہے عیسیٰ کی کچھ خصوصیت ہند ہیں۔ کیونکہ آیت میں دونوں علیہ وسلم زندہ آسمان پر ہند قبر مبارک موجود ہے تو پھر اور لطف تو یہ کہ حضرت جیسے ہمیں جگہ حاشیہ میں آخری درج کرتے ہیں اور وہ طر

م بخاری جیسے مقبول الزمان امام حدیث نے مقامات کی آیتوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ ابن قیم قرار کر دیا۔ ایسا ہی علامہ شیخ علی بن احمد نے معتزلہ کے بڑے بڑے علماء وفات کے قائل حضرت عیسیٰ کی حیات پر اجماع ہی رہا۔ بیخوب سے یہ تو حد سے گزر گئے۔ جو باتیں اللہ اور کفر قرار دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پہتے اور نہ ہم جتنا ناچاہتے ہیں کہ مولوی بنیاد اور واپیات باتوں سے پوسے لیکن ماسے یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے مکے کے لئے یہ چند لفظ بھی منہ سے نکال دیئے

تاعة في الرول والسلام عليكم ورحمة الله و
لہ نصرکم علی اعدائکم۔ آمین۔

ی الطرابلسی عفا اللہ عنہ
اللہ وکافر میں خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو شفا
کے آیتوں کو اپنے جیسے علیہ السلام کی قرار دے کر
فصل بیان کرتا ہوں اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
تین کو کا حاصل ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر
روایا جاتا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور
مریم صدیقہ کی قبر ہے اور وہ دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ
تھیں تا اور اس کو اور شہر بھی کہتے ہیں اور حضرت عیسیٰ
پھر فوج اسلام کے بعد اس وقت تک اس شہر کا نام

۳۱

ذات کی نسبت منسوب کر لیا جیسا کہ وہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب تھی اور منسوب کرنے کے وقت یہ نہ فرمایا کہ اس آیت کو جب حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب کریں تو اس کے اور معنی ہونگے اور جب میری طرف منسوب ہو تو اس کے اور معنی ہیں۔ حالانکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت میں کوئی معنوی تغیر و تبدل ہوتی تو رفع فتنے کے لئے یہ میں فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس تشبیہ و تمثیل کے موقع پر فرمادیتے کہ میرے اس بیان سے کہیں یوں نہ سمجھ لینا کہ جس طرح میں قیامت کے دن فلما تو قیقتی کہہ کر جناب الہی میں ظاہر کروں گا کہ بڑے والے لوگ میری وفات کے بعد بگڑے۔ اسی طرح حضرت مسیح بھی فلما تو قیقتی کہہ کر یہی کہیں گے کہ میری وفات کے بعد میری امت کے لوگ بگڑے کیونکہ فلما تو قیقتی سے میں تو اپنا وفات پانا مراد لکھا ہوں لیکن مسیح کی زبان سے جب فلما تو قیقتی نکلیگا تو اس سے وفات یا نامراد نہیں ہوگا بلکہ زندہ اٹھایا جائیگا اور ہوگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرق کر کے نہیں دکھلایا جس سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں موقعوں پر ایک ہی معنی مراد لئے ہیں۔ پس اب ذرا کہہ لیں کہ وہ لکھ لکھ کر دیکھ لینا چاہیے کہ جبکہ فلما تو قیقتی کے لفظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ نے وہ دونوں شریک ہیں گویا یہ آیت دونوں کے حق میں وارد ہے تو اس آیت کے خواہ کوئی معنی نہ کر دے دونوں اس میں شریک ہوں گے۔ سو اگر تم یہ کہو کہ اس جگہ توفی کے معنی زندہ آسمان پر اٹھایا جائیگا اور وہ ہے تو ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ اس زندہ اٹھانے جانے میں حضرت عیسیٰ کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ کیونکہ آیت میں دونوں کی مساوی شراکت ہے۔ لیکن یہ تو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ وفات پا گئے ہیں اور مدینہ منورہ میں آپ کی قبر مبارک موجود ہے تو پھر اس سے تو بہر حال ماننا پڑا کہ حضرت عیسیٰ بھی وفات پا گئے ہیں۔ اور اعلیٰ تو یہ کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے اور ہم زیادہ صفائی کے لئے اس جگہ ماسشید میں اخوالم سببی فی اللہ سید مولوی محمد السعیدی طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انہیں کی حدود میں حضرت

ملفوظات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۷

موفق ہدی کر دینی چاہیے اور
تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک صحابی سے فرمایا کہ تم
کے کڑے پہنائے جائیں گے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس کو سونے کے کڑے
کوئی اور چیز سونے کی مردود
چوکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
طرح ہر ایک دوسرے انسان
کو شش کرنی چاہیے۔
نستہ پاک
دیکھو میری پہلی کی زندگی
دور میں آئی۔ آپ نے فرمایا
نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح
کے دھڑکی یعنی مراق اور کہ
کہ وہ سکا چوکیوں کی طرح
یہ غلط ہے چوکر معروں نے
شخص جو زرد چادر دیکھے یا کہ
شخص جو ایسا دیکھے آنا سکے
دو مردوں کے جگہ سے ہر

موافق پوری کر دینی چاہیے اور خدا تعالیٰ خود بھی سامان مہیا کر دیتا ہے جیسا کہ محمد کو ہمارا کر دیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کر دے جیسا کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ تیرے ہاتھ میں کسی کے سونے کے کڑے پہنائے جائیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کسی کا ملک فتح ہوا تو حضرت عمرؓ نے اس کو سونے کے کڑے جوڑٹ میں آئے تھے پہنائے حالانکہ سونے کے کڑے یا کوئی اور چیز سونے کی مردوں کے لئے ایسی ہی حرام ہے جیسا کہ اور حرام چیزیں۔ لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے یہ بات نکلی تھی اس لئے پوری کی گئی۔ اسی طرح ہر ایک دوسرے انسان کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

نستایاک

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح محمد کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑکی اور ایک نیچے کے دھڑکی یعنی مراق اور کثرت نزل۔ ہمارے مخالف مولوی اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ وہ کچھ جگہ جگہ کی طرح دو چادریں اوڑھے ہوئے آسمان سے نیچے اتریں گے لیکن یہ غلط ہے چونکہ معبروں نے ہمیشہ زرد چادر کے معنی بیماری کے ہی کھے ہیں ہر ایک شخص جو زرد چادر دیکھے یا کوئی اور زرد چیز تو اس کے معنی بیماری کے ہی ہوں گے اور ہر ایک شخص جو ایسا دیکھے آنا سکتا ہے کہ اس کے معنی ہی ہیں۔

دو حدیثوں کے جھگڑے پر فرمایا کہ

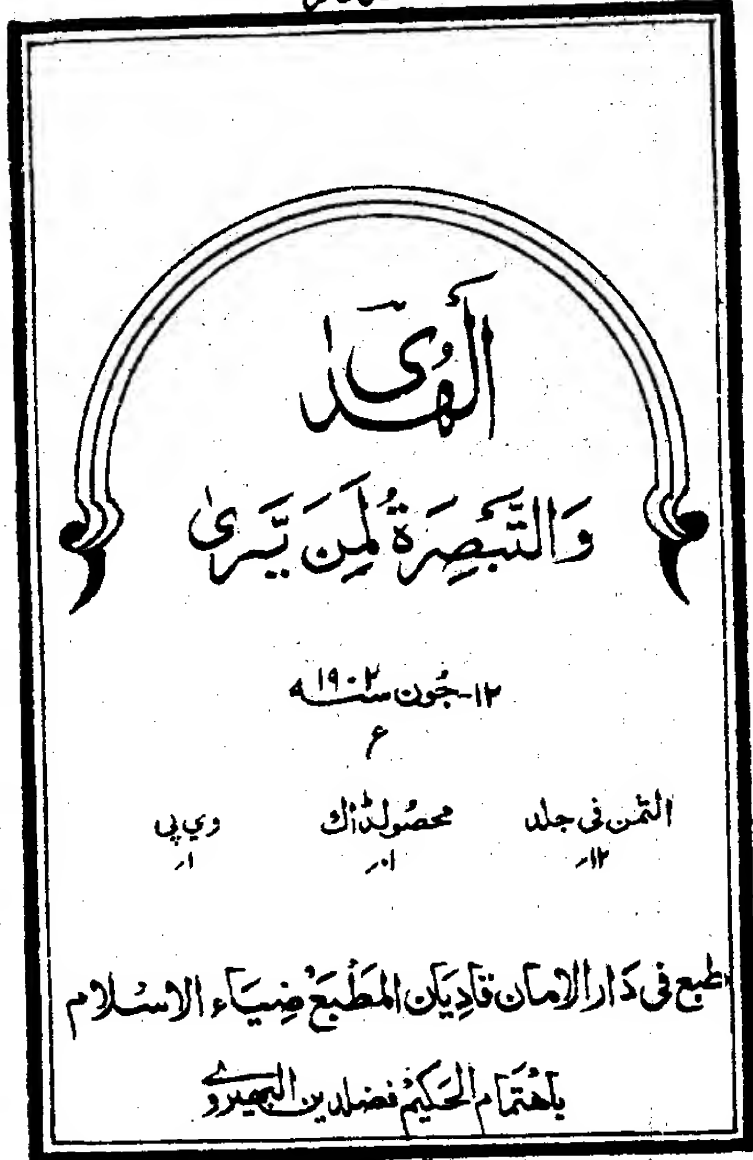
من الضربة - فلا تهنوا ولا تحزنوا
والطاعة - ولقد نصركم الله بب
في المرة الثانية - ولن الفهم قره
وعقد الهمة والادعية - فلا تفت
تموتوا الا وانتم مسلمون وص
مائة كلملة اليد معدة - وا
وانتظروا ايام النصرة -

في ذكر اهل

لحلك تقول بعد ذالك ان
يُصلحوا مفسد البلد ان والد
الا فكار - اثنى من هؤلاء امر
نعم لا شك ان هذه الصناعات
تكون كهذا الى مجاهل - وتقود
وان الجرائد مرة ترمى الغاشة
الوصلة الى بعض الخفايا -

في الحاشية - اقل بلدة بأهليها
قامت الاشرار فيها للأمانة - فلما
اللعين - بأشاعة الحق المبين -
باب الله بالضربة الواحدة - فلذلك

الهدى صفحہ 97 حاشیہ روحانی خزائن



تعداد اشاعت ...

من الضربة فلا تهنوا ولا تخزنوا وان الله معكم ان كنتم معه بالصدق والطاعة - ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة - والآن اعيد اليكم البدر في المرة الثانية - وان الغم قريب ولكن لا بالسيف والمحمدة - بل بالخنزير وعقد الهمة والادعية - فلا تظنوا ظن السوء واسعوا الى الصابية ولا تموتوا الا وانتم مسلمون وصلوا على محمد خير البرية - وان هذه مائة كليلة البدر حدة - وكليلة القدر مرتبة فأبشروا ببدركم وانتظروا ايام النصر -

في ذكر اهل الجرائد والاعخبار

لعلك تقول بعد ذلك ان اهل الجرائد والاعخبار يستحقون ان يضلحوا مفسد البلد ان والديار - فاقول رحمك الله انه خطاء في الافكار - ائتبر من هؤلاء امراض النفوس - ووساوس القسوس - نعم لا شك ان هذه الصناعات تفيد قومنا لورعره حق المراعات - و تكون كهنا الى مجاهل - وتقود الى مناهل - وتكون كناصر للدنيايات - وان الجرائد مرآة ترمى الغائب كالمشهود - والغائب كالموجود - وتكون الوصلة الى بعض الخفايا - بل قد تعين على فصل القضايا - وترمي

في الحاشية - اول بلدة بأرض الناس فيها اسمها لد هيانة - وهي قول اسحق قامت الاشرار فيها للأمانة - فلما كانت بيعة المخلصين - حرباً لقتل الدجال العبي - باشاعة الحق المبين - اشرف في الحديث ان المسيح يقتل الدجال على باب الله بالضربة الواحدة - فلذلك ملتصق من لفظ لد هيانة كما لا يخفى على ذوي الفطنة

طبع ضياء الاسلام

بمطبع الجياد

ازالہ اوہام

۰۰

صندھم

اب سمجھنا چاہیے کہ گواہی کی طور پر قرآن شریف اکمل و اتم کتاب ہے گویا ایک عظیم الشان
 دین کا اور طریقہ عبادت و عیشہ کا مفصل اور مبسوط طور پر احادیث سے ہی ہم نے لیا ہے
 اور اس احادیث کی ہم نگی ساقط الامتبار کھلیں تو پھر اس قدر ہی ثبوت دینا ہمیں مشکل
 ہو گا کہ حقیقت حضرت اور یہ کہ عمر رضی اللہ عنہما و عثمان رضی اللہ عنہما اور جناب علی رضی اللہ عنہما
 ان حضرت سے استفادہ کیا وہ علم کے صحابہ کرام اور اسی جہت سے تھے اور وہ جو کہتے تھے صرف
 فرمائی تھیں کہ یہ قرآن کریم میں ہی ہے کسی کا نام نہیں۔ ہاں اگر کوئی حدیث قرآن شریف
 کی کسی آیت سے مزین تھا تو خدا ترن سے مشق قرآن شریف کتا ہے کہ اس کا یہ مریم
 فرقت ہو گیا اور حدیث یہ کہے کہ کثرت میں ہوا تو ایسی حدیث مرہود اور ناقابل اعتبار ہو گی
 لیکن یہ حدیث قرآن شریف کے مخالف نہیں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط بیان کرتی
 ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو قبول کرنے کے لائق ہے۔ پس یہ کمال درجہ کی ہے نصیبی اور
 باری فعلی ہے کہ ایک نکتہ تمام حدیثوں کو ساقط الامتبار کھلیں اور ایسی متواتر حدیثوں
 کو جو خیر و عروں میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں اور سنات میں کو کبھی گئی
 تھیں برہم موضوعات داخل کر دیں۔ یہ بات یہ شہید نہیں کہ صحابہ کرام کے آئینے پوشگونی
 ایک اصل درجہ کی پوشگونی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور اس قدر صحاح
 میں پیش گوئیوں بھی گئی ہیں کوئی پوشگونی اس کے ہم پست اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تو
 کا اول درجہ اس کو حاصل ہے سب کچھ ہی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت یہ ہائی
 کہ پھر اور یہ کہ اگر کہ تمام حدیثیں موضوع ہیں وہ حقیقت میں لوگوں کا کام ہے کہ خدا تعالیٰ نے
 بصیرت میں اللہ تعالیٰ شہناک سے کہ یہ بھی بخیر اور صحت میں دیا اور باعث اس کے کہ اسی
 لوگوں کے حلال میں حال اللہ اور قال المرسل کی عظمت ہائی نہیں دے اس لئے جو بات اللہ کی طرف
 سمجھ سے بالاتر ہوں اس کو محالات اور متعذرات میں داخل کر لیتے ہیں۔ قانون قدرت ہے شک
 حق اور اصل کے آزمائے کے لئے ایک آلہ ہے مگر ہر ایک قسم کی آزمائش کسی پر عائد نہیں۔



قرآن شریف اکمل و اتم کتاب ہر گز ایک حدیث کو
 اصل اور مبسوط طور پر احادیث سے ہی ہم نے لیا ہے
 روایتیں تو پھر اس قدر ہی ثبوت دینا ہمیں مشکل
 نظر نہ تھا و مثلاً خود ائمہ کی اور جناب علی رضی اللہ عنہ
 م اور اس کے مفسرین کے اور وہ جو روایت کرتے تھے موت
 سے کسی کا نام نہیں۔ ہاں اگر کوئی حدیث قرآن شریف
 کے خلاف قرآن شریف کہتا ہے کہ سچا ہے مریم
 بنی تھا تو ایسی حدیث مردود اور ناقابل اعتبار ہوگی
 جس کے اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی
 ہے کے خلاف ہے۔ پس یہ کمال درجہ کی بے نصیبی اور
 کو ملاحظہ الاعتبار رکھیں اور ایسی باتوں سے بچیں
 اسلام میں پھیل گئی تھیں اور سنائے میں کو بھی گئی
 کے شیعہ نہیں کہ سچا ہیں مریم کے آنکھی پش گئی
 نے بلا اتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صاحب
 کی کہ ہم پہلو اور ہم وزنی ثابت نہیں ہوتی تو
 کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت بدستور
 کے اور حقیقت میں لوگوں کا کام ہر گز مفاد افغانی
 اور حدیث میں دیا اور باعث اس کے کہ اسی
 کی عظمت باقی نہیں رہی اس نے جو بات مان کی تھی
 میں وہ مشکل کر لیتے ہیں۔ تاہم قدرت ہے شک
 ہے مگر ہر ایک قسم کی آزمائش کا ہی یہ علامہ نہیں۔

دیرین مان برکت نشان بھون خانق کون و مکان

کتاب ستطاب

مسیح

عسل مصفی

جس میں حضرت مسیح ناصری کی فات اور حضرت مسیح موعود کے عادی کی شہادت
 بدلائل عقیدہ و نظایر برضا حتم کیا گیا ہے

از تالیف

ابوالعطا فرزند بخش احمد تقی دینی کیلئے تکریم مان مسیح موعود و عیسیٰ علیہ السلام

بماہ اپریل ۱۹۰۱ء مطابق غرہ ذی الحجہ ۱۳۱۶ھ

در مطبع اسلامیت واقع لاہور طبع کر دیا

اصحاب مجدد تسلیم کئے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض نے اپنی زبان سے دعویٰ مجددیت کیا ہے اور بعض نے نہیں کیا۔ ہفت بعن لوگوں نے انکو اپنے اعتقاد اور علم سے مجدد تسلیم کر لیا ہے۔ ہم انکے نام صدی دار لکھ دیتے ہیں۔ تاکہ جو لوگ انکے اسمائے مبارک سے ناواقف اور نا آشنا ہیں۔ اچھی طرح سے واقف ہو جائیں۔

• پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کئے گئے ہیں

- (۱) عمر بن عبدالعزیز (۲) سالم (۳) قاسم (۴) کھول۔ علاوہ انک اور بھی اس صدی میں مجدد مانے گئے ہیں۔ چونکہ جو مجدد جامع صفات سے ہوتا ہے۔ وہ سب کا سرور اور فی الحقیقت وہی مجدد فی نفسہ مانا جاتا ہے۔ اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل میں ایک نبی بڑا ہوتا تھا۔ تو دوسرے اسکے تابع ہو کر کارروائی کرتے تھے۔ چنانچہ صدی اول کے مجدد متصف بجامع صفات حتیٰ حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۴۔ وقرۃ العیون و مجالس اللابرار۔

دوسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

- (۱) امام محمد امین ابو عبد اللہ شافعی (۲) محمد بن حنبل شیبانی (۳) یحییٰ بن مصعب بن عوف عطفانی (۴) اشعوب بن عبدالعزیز بن داؤد قیس (۵) ابو عمرو مالکی مصری (۶) خلیفہ مامون رشید بن ارون (۷) قاضی حسن بن زیاد صغنی (۸) جنید بن محمد بغدادی صوفی (۹) سہل بن ابی سہل بن رخلہ شافعی۔ (۱۰) بقول امام شافعی حارث بن اسعد محاسبی ابو عبد اللہ صوفی بغدادی۔ (۱۱) اور بقول قاضی القضاات علامہ صغنی۔ احمد بن خالد الخلال (۱۲) جعفر بن بغدادی۔ دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۴۔ وقرۃ العیون و مجالس اللابرار۔

تیسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

- (۱) قاضی محمد بن شریع بغدادی شافعی (۲) ابو الحسن اشعری مشکمی شافعی۔ (۳) ابو جعفر طحاوی ازوی صغنی (۴) احمد بن شعیب (۵) ابو عبد الرحمن نسائی (۶) خلیفہ معتز بالله عباسی

(۷) حضرت ثعلبی صلی
یعنی بن محمد و ثعلبی

(۸) امام ابو بکر باقلا
نصیم (۹) ابو بکر خوافی

(۱۰) امام سہمی
چون (۱۱) حافظہ

برہانی بن یوسف
پا

(۱۲) محمد بن محمد ابو
خلیفہ مستطیر

ہروی (۱۳) ابو
محمد بن عمر ابو عبد اللہ

امام رافعی قاضی
الدین سہروردی

(۱۴) حافظ عبد الرحمن
شاہ شرف الدین

(۱۵) احمد بن عبد اللہ
شاہ شرف الدین

(۱۶) احمد بن عبد اللہ
شاہ شرف الدین

(۱۷) احمد بن عبد اللہ
شاہ شرف الدین

(۱۸) احمد بن عبد اللہ
شاہ شرف الدین

(۱۹) احمد بن عبد اللہ
شاہ شرف الدین

(۲۰) احمد بن عبد اللہ
شاہ شرف الدین

(۲۱) احمد بن عبد اللہ
شاہ شرف الدین

(۲۲) احمد بن عبد اللہ
شاہ شرف الدین

(۲۳) احمد بن عبد اللہ
شاہ شرف الدین

(۲۴) احمد بن عبد اللہ
شاہ شرف الدین

(۲۵) احمد بن عبد اللہ
شاہ شرف الدین

(۲۶) احمد بن عبد اللہ
شاہ شرف الدین

بعض نے اپنی زبان سے دعویٰ مجددیت کیا
ول نے انکو اپنے اعتقاد اور علم سے مجدد تسلیم
یتے ہیں۔ تاکہ جو لوگ انکے اسمائے مبارک سے
ن ہو جائیں۔

یل مجدد تسلیم کئے گئے ہیں

محمد دہم، کمال۔ علاوہ ننگ اور بھی اس صدی
صفات جسے بتولے۔ وہ سب کا سردار اور
اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں جیسے
تو دوسرے اسکے تابع ہو کر کارروائی کرتے
بیجا صفات جسے حضرت عمر بن عبدالعزیز
یون و مجالس ملا برار۔

مجدد اصحا ذیل ہیں

محمد بن محمد بن حبل شیبانی (۳) یحییٰ بن یحییٰ بن
نیرین داؤد قیس (۵) ابو عمرو مالکی مصری (۶)
ن بن زیاد حنفی (۸) جنید بن محمد بغدادی صوفی
بقول امام شعرانی عارف بن اسعد عباسی
اصفی القصبات علامہ صینی۔ احمد بن خالد الخلال
نہما قرۃ العیون و مجالس اللابرار۔

مجدد اصحا ذیل ہیں

ابو الحسن اشعری شکر شافعی۔ (۳) ابو جعفر
ابو عبد الرحمن نسائی (۶) خلیفہ معتز عباسی

(۷) حضرت ثعلبی صوفی (۸) عبید اللہ بن حسین (۹) ابو الحسن کرمی صوفی حنفی (۱۰) امام
بقی بن محمد قطبی مجدد سلسلہ اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجدد اصحا ذیل ہیں

(۱) امام ابو بکر باقلانی (۲) خلیفہ قادر باللہ عباسی (۳) ابو حامد سمرانی (۴) حافظ ابو
نصیم (۵) ابو بکر خوارزمی حنفی (۶) بقول شاہ ولی اللہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ العوف ہمدانی پری
(۷) امام ہبیتی۔ (۸) حضرت ابو طالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیہ سے
چن (۹) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی (۱۰) ابو اسحاق شیرازی (۱۱) ابوبکر
بن علی بن یوسف فقیہ و محدث۔

پانچویں صدی کے مجدد اصحا ذیل ہیں

(۱) محمد بن محمد ابو حامد امام غزالی (۲) بقول عینی و کرمانی حضرت داعی صوفی حنفی (۳)
خلیفہ مستنصر باللہ بن مقتدی باللہ عباسی (۴) عبد اللہ بن محمد انصاری ابو اسحاق
پروسی (۵) ابو طاهر سلفی (۶) محمد بن احمد ابو کیر شمس الدین سحرشی فقیہ حنفی۔

چھٹی صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عمر ابو عبد اللہ محمد بن ملازی (۲) علی بن محمد (۳) عزالدین ابن کثیر (۴)
امام رافعی خافعی صاحب زبدہ شرح شفا (۵) یحییٰ بن حبش بن میرک حضرت شہاب
الدین سہروردی شہید امام طریقت (۶) یحییٰ بن اشرف بن حسن بن ابی الدین لوزی۔
(۷) حافظ عبد الرحمن ابن جوزی۔

ساتویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) احمد بن عبد الحلیم تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (۲) تقی الدین ابن وقیف السید (۳)
شاہ شرف الدین محمود سہبائی سندی (۴) حضرت معین الدین چشتی (۵) حافظ

ابن ایمن جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن ایمن جوزی دینی و شفی
حنبل (۲۰) عبد اللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن خلّاج ابو محمد عقیف الدین یا فنی
شافعی (۲۱) قاضی بدر الدین محمد بن عبد اللہ الشبل حنفی و شفی -

آٹھویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) حافظ علی بن جرّ مستطانی شافعی (۲) حافظ زین الدین عراقی شافعی (۳) صالح
بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی (۴) علامہ ناصر الدین شاذلی ابن سنت سیلی -

نویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) عبدالرحمن بن کمال الدین شافعی معروف بابام جلال الدین سیوطی (۲) محمد بن عبد
الرحمن سناوی شافعی (۳) سید محمد جون پوری مہدی اور قبول عین دسویں صدی کے مجدد

دسویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) ملا علی قاری (۲) محمد طاہر فتنی گجراتی محی الدین محی السنۃ (۳) حضرت علی بن حزام
الدین معروف علی شفی مہدی علی -

گیارہویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) عالمگیر بادشاہ غازی اورنگ زیب (۲) حضرت آدم بنوری صوفی (۳) شیخ احمد
بن عبدالاحد بن زین العابدین فاروقی سرسہری معروف بابام ربانی مجدد و اہل ثانی

بارہویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی (۲) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (۳) سید
عبد القادر بن احمد بن عبدالقادر حسنی کوکبیانی (۴) حضرت محمد شاہ ولی اللہ صاحب محدث
دہلوی (۵) امام شوکانی (۶) علامہ سید محمد بن اسماعیل امیرین دہلی محمد حیات بن ملا ملازیم

بعض کے نزدیک حضرت امیر تیمور بادشاہ بھی مجدد ہیں۔

سندھی دینی، پیر صوفی

(۱) سید احمد بریلوی (۲) بعض کے نزدیک شا
عبد القادر کو مجدد تسلیم کیا
بعض بزرگ ایسے ہی ہیں
یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
الہ وسلم ایسا نہیں ہو سکتا
سرا انجام دے سکتا۔ اسل
ہر پہلو اور ہر حکم کے صنعت
پر مامور ہونے اور شاہد
مجددین سے واضح ہوتا ہے
صوفی کوئی مستطام ہے۔ اور کوئی
حقاً انسانی بہر حسن و خوبی سے
مختلف پہلوؤں میں ان
ہیں کر سکتا۔

جب یہ امر روز روشن
ہے۔ تو اب کوئی وجہ نہیں کہ
نہایت ہی ضروری ہے۔
طوت سے مصائب کے
پس گیا ہے۔ کہ جس سے
اس یہ بات یاد رکھنے کے
ہوتا تھا۔ کہ اسلام پر جس
حکمہ یا شخص کے دور کرنے کے

نابلی بکر بن ابوبکر بن سعد بن عقیل الجوزی دینی و شفی
ابن سلیمان بن صلاح ابو محمد عقیل الدین یا فقی
بالشراشیل حنفی و شفی -

ی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

۲) حافظ زین الدین عراقی شافعی (۳) صاحب
۴) علامہ ناصر الدین شاذلی ابن سنت سیلی -

ی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

عرف ابام جلال الدین سیوطی (۲) محمد بن عبد
محمد جون پوری مہدی اور بقول بعض دوسری صفی محمد بن

ی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

۱) کبرانی محی الدین محی السنہ (۳) حضرت علی بن جسام

ی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

۲) زبیب (۲) حضرت آدم بنوری صوفی (۳) شیخ احمد
وفی سر سہری معروف بابام ربانی مجدد الف ثانی

ی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

۲) بدی (۲) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (۳) سید
ی کو کھیا (۲) حضرت محمد شاذلی اللہ صاحب محدث
۳) سید محمد بن اسمیل امیرین دین محمد حیات بن ملا ملازم

۱) نزدیک حضرت امیر تیمور بادشاہ بھی مجدد ہیں -

سندھی (۲) ی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

۱) سید احمد بریلوی (۲) شاہ عبدالغفری محدث دہلوی (۳) مولوی محمد علی دہلوی
۲) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (۵) بعض نے شاہ
عبد القادر کو مجدد تسلیم کیا ہے - ہم اسکا انکار نہیں کر سکتے - کہ بعض لوگ میں
بعض بزرگ ایسے ہی ہوں گے جنکو مجدد مانا گیا ہو - اور ہمیں انکی اطلاع نہ لی ہو - وجہ
یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو جامع معج صفت انسان تھے - کوئی کامل
انسان ایسا نہیں ہو سکتا تھا - کہ شریعت اسلامی کے تمام حکمجات کی خدمات کو
سرا انجام دے سکتا - اسلئے ضروری بلکہ اشد ضروری تھا - کہ شریعت حقہ اسلام کے
ہر پہلو اور ہر حکم کے ضعف اور کمزوری کو دور کرنے کے لئے الگ الگ افراد اس خدمت
پر مامور ہوئے اور مشاہدہ اور تجربہ گواہی دیتا ہے کہ ایسا ہی ہوتا ہے - چنانچہ نہایت
مجددین سے واضح ہوتا ہے - کہ کوئی مجدد فقیہ ہے کوئی محدث ہے - کوئی مفسر ہے کوئی
صوفی کوئی منظم ہے - اور کوئی بادشاہ ہے - الغرض جن کاموں کو ایک ذات جامع معج
حقاً انسانی بہر حسن و خوبی سرا انجام دیتی تھی - اب مختلف زمانوں میں مختلف افراد
مختلف پہلوؤں میں ان خدمات کو نبھاتے رہے - اور اس سے کوئی مسلمان انکار
نہیں کر سکتا -

جب یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا - کہ ہر صدی کے سرمر کسی مجدد کا آنا ضروری
ہے - تو اب کوئی وجہ نہیں کہ چھ دہویں صدی کے سرمر کوئی مجدد حوالہ نمبر بدو کا آنا
نہایت ہی ضروری ہے - خاص کر ایسے پر فتن زمانہ میں جبکہ اسلام پر ہر پہلو اور ہر
طرف سے مصائب کے پہاڑ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں - اور اسلام ایسے شرعیہ
پھنس گیا ہے کہ جس سے جائز ہی نہایت ہی مشکل ہو گئی ہے -

اس بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر صدی میں جو مجدد آیا ہے - اسکا کام یہی
ہوتا تھا - کہ اسلام پر جس پہلو سے حملہ کیا گیا - یا جس بات میں اسلام ضعیف ہو گیا - ایسی
حملہ یا نقص کے دور کرنے کے لئے وہ مجدد کھڑا ہوا اور مجدد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام

سُنَنُ الدَّارِقُطْنِيِّ

تأليف

شيخ الإسلام حافظ عمرو . القذافي علم الحديث ومعرفة الرجال

الإمام الكبير علي بن عمر الدارقطني

المولود سنة ٢٠٦ والمتوفى سنة ٣٨٥ هـ

وبذيله

التعليق لمغني عن الدارقطني

تأليف

المحدث العلامة

أبي الطيب محمد شمس الحق العظيم آبادي

الجزء الأول

عن دار الكتب

بيروت

الطبعة الرابعة

١٤٠٦ هـ - ١٩٨٦ م

بيروت - المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى - ص.ب. ٨٧٢٣
تلفون : ٣٠٩١٦٦ - ٣١٥١٤٢ - ٣١٣٨٥٩ - برقية : نابعلكي - لكس : ٢٣٣٩٠



دينار الطاحي عن يونس
إن الله عز وجل إذا
ابن عبيد

١٠ - حدثنا أبو

ثنا يونس بن بكير ع

تكرنا منذ خلق السما

الشمس في النصف من

١١ - حدثنا أبو

ابن الحارث أن عبد

صلى الله عليه وسلم قال

ولا لحياته ، ولكنهما

الآخيرة أعني : ولد

ومن حديث الثمان

أطال الحافظ ابن الأ

عليه . قوله : عمرو

ابن عمر ، الحديث أ.

والخسوف في كل ر

وأربعة ركوعا

بين هذه الأحاديث

جائزا ، وإلى ذلك

وقال ابن خزيمة وا

من الاختلاف الج

(سنن دار قطني إماما)

ديفار الطاحي عن يونس عن الحسن ، عن أبي بكره قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :
 « إن الله عز وجل إذا تجلى لشيء من خلقه خضع له » تابعه نوح بن قيس عن يونس
 ابن عبيد

١٠ - حدثنا أبو سعيد الأصطخري ثنا محمد بن عبد الله بن نوفل ثنا عبيد بن يعقوب، ثنا يونس بن بكير عن عمرو^(٧) بن شهر عن جابر، عن محمد بن علي قال: إن مهدينا آتيت لم تكونوا منذ خلق السماوات والأرض، يكسف القمر لأول ليلة من رمضان، وتكسف الشمس في نصف منه، ولم تكونوا منذ خلق الله السماوات والأرض.

١١ — حدثنا ابن أبي داود ثنا أحمد بن صالح ومحمد بن سلة قالنا نا ابن وهب ، عن عمرو ابن الحارث أن عبد الرحمن بن القاسم حدثه عن أبيه ، عن عبد الله ^(أ) بن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : « إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله لا ينسفان لموت أحد ولا لحياته ، ولكنهما آيتان من آيات الله ، فإذا رأيتهما فصلوا » .

الآخيرة أعني : ولكن الله إذا تجلى لشيء الخ وإنما في سنن النسائي من حديث قبيصة الحلالى ومن حديث الثعالب بن بشير ولفظه : إن الله عز وجل إذا بد الشيء من خلقه خضع له ، وقد أطال الحافظ ابن القيم الكلام في معنى هذه الزيادة في كتابه مفتاح دار السعادة بما لا مزيد عليه . قوله : عمرو^(٧) بن شمر عن جابر ، كلاهما ضعيفان لا يحتج بهما . قوله : عن عبدالله^(٨) ابن عمر ، الحديث أخرجه الشيخان ، وأعلم أنه ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم في الكسوف والخسوف في كل ركعة بركوع ، وفي كل ركعة ركوعان ، وفي كل ركعة ثلاث ركوعات ، وأربعة ركوعات ، وخمسة ركوعات ، قال الحافظ في فتح الباري : وجمع بعضهم بين هذه الأحاديث بتعدد الواقعة ، وأن الكسوف وقع مراراً فيكون كل من هذه الأروجة جائزاً ، وإلى ذلك ذهب إسحاق بن راهويه ، لكن لم يثبت عنده الزيادة على أربع ركوعات ، وقال ابن خزيمة وابن المنذر والخطابي وغيرهم : يجوز العمل بجميع ما ثبت من ذلك ، وهو من الاختلاف المباح ، وقواء النووي في شرح مسلم . والله أعلم .

(م ج ۲ - سن الدار قطنی)

یہ حوالہ صفحہ 49 پر درج ہے

(سنن دارقطنی از امام علی بن عمر الدارقطنی جلد اول صفحہ 65، بیروت)

الذَّارِقُطْنِي

تأليف
م. الفقيه علم الحديث ومعه على درجاليه
م. الكبير علي بن عمر الداروقطبي
سنه ٢٠٦ و التسعين سنه ٢٨٥ هجره

وَبَذَلَهُ

بقول مغنی علی الدارقطنی

تأليف
المحدث العلامة
مفتي محمد شمس الحق العظيم آبادي

الجزء الأول

ملا الكتب

بَیروت

الطبعة الرابعة
١٤٠٦ هـ - ١٩٨٦ م

٣٣٩٠ - ٣١٣٨٥٩ - برقياً : نابعلكي - فلكنس : ٣٣٩٠

وذكر هذا إيمان بعض العلماء وإما صاحب الإنسان الكامل عليه السلام
 في بعض علماء القول في صاحب كتاب الإنسان الكامل عبد الكريم
 الذي هو من المتصوفين فبلغ الأمر إلى النهاية وقال إن التشليث
 هو متصوفين من صنفين اس بارے میں تہی کردی اور کہا کہ تشلیث
 محض حق ولا يخرج فيه وان عيسى كذا وكذا ايل اشكر الى انه ليس
 ایک منی کے روح حق ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں اور عیسیٰ ایسا ہوا ایسا ہو بلکہ اس طرف اشارہ کر دیا کہ
 مخلوق ومنهم من اعتدى في كذبه وقال بسم الله الاب والابن و
 وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سے نہیں ہوا اور بعض آدمی جھوٹ بولنے میں بہت بڑھ گئے اور یہ کہہ کر بسم اللہ الاب والابن
 روح القدس كذا ايدوا القرية ونصرها وكان الكذب في اول الامر
 روح القدس اس طرح انہوں نے جھوٹ کی تائید کی اور جھوٹ کو مدد دی اور جھوٹ پہلے پہلے تو
 قليلاً ثم من جاء بعد كاذب الحق بكذب كذا يا اخر حتى ارتفعت
 تھوڑا تھا پھر جو شخص ایک جھوٹ کے بعد آیا اس نے کچھ اپنی طرف سے بھی پہلے جھوٹ پر زیادہ کیا یہاں تک کہ جھوٹ کی
 عمارة الكذب وجعل ابن عجوة ابن الله وبعد ذلك جعل الله العلمين
 عمارت بہت اونچی ہو گئی اور ایک بڑھیا عورت کا بچہ خدا کا بیٹا بنا لیا اور پھر خدا کے مانگنا خبردار ہو کر
 الالعة الله على الكاذبين ان عيسى الانبياء كانبيا اخرين وان
 جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ عیسیٰ صوف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ
 هو الا خادم شريعة النبي المعصوم الذي حرم الله عليه المراضع حتى
 اس نبی معصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام اودھ دینا غیر الحرام کی گئی تھیں یہاں تک کہ
 اقبل على ثدي امه وكلمه ربه على طور سينين جعله من المحبوبين هذا هو موسى
 اپنے ماں کی چاہیوں تک پہنچا یا گیا اور اس کا خدا کو سینا میں اس سے حکلام ہوا اور اس کو پیارا بنا لیا یہی موسیٰ (علیہ السلام)
 ثم (الفاتحة) كذا الله عز وجل وكله الشيطان عيسى على جبل فانظر الفرق بين ما كنتم من الناطقين
 خدا ایک پیارا اور موسیٰ سے حکلام ہوا اور ایک پہاڑ پر شیطان عیسیٰ سے حکلام ہوا اس میں دونوں قسم کے
 مکالمے میں غور کر اگر غور کرنے کا مادہ ہے۔

فتی اللہ الذی اشد
 مرد خدا ہے جس کی نسبت قر
 انه حق فی السماء و
 کہ وہ زندہ آسمان میں موجود
 و اما نزول علی
 مگر یہ بات کہ حضرت عی
 وخلاصته انا لانجی
 میں بچائی ثابت کر دیا ہوا نہ کہ
 الذی نجدہا فی
 دقات کا ذکر نہ ایک جگہ بلکہ
 فی بعض الاحادیث
 لفظ آیا ہو لیکن وہ لفظ
 علی نزول المساک
 مساکین کے حق میں
 متخرین والذین
 کسی میں سرگرمی نہ ہو اور نہ
 و اما لفظ
 مگر تو فی کمال لفظ
 من بنی آدم فلا
 اور کوئی سمجھتا نہیں ہو کہ
 معناه من النبی
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم

فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الی حیاتہ و فرض علینا ان نو من
مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات ایمان لائیں
انہ حی فی السماء ولم یصت و لیس من المیتین۔

کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔

واما نزول عیسیٰ من السماء فقد اثبتنا بطلانہ فی کتابنا الحامیۃ
مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہوئے سو ہم نے اس خیال کا بطلان ہونا اپنی کتاب حاتمہ المشرقی

و خلاصتہ انا لا نجد فی القرآن شیئاً فی هذا الباب من غیر خبر و قاتہ
میں بخوبی ثابت کر دیا جو اور خدا صراحتاً کہ ہم قرآن میں بغیر وفات حضرت عیسیٰ کے کوئی خبر ذکر نہیں پاتے اور

الذی نجد ہا فی مقامات كثيرة من الفرقان الحمید نعم جاء لفظ النزول
و قات کا ذکر نہ ایک جگہ بلکہ کئی مقامات میں پاتے ہیں

فی بعض الاحادیث و لکنہ لفظ قد کثر استعمالہ فی لسان العرب
لفظ آیا ہے لیکن وہ لفظ ایسا ہے کہ زبان عرب میں اکثر استعمال اس کے

علی نزول المسافرین اذا نزولوا من بلدة ببلدة او من ملک بملک
مسافروں کے حق میں ہے جب وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں وارد ہوں اور یہ ایک ملک سے دوسرے

متخرفین و الذیل هو المسافر کما لا یخفی علی العالمین۔
لکس میں سفر کر کے آئیں اور نزول تو مسافر کو ہی کہتے ہیں جیسا کہ جلفظہ والی پر پوشیدہ نہیں۔

واما لفظ التوفی الذی یوجد فی القرآن فی حق المسیح وغیرہ
مگر تو فی کا لفظ جو قرآن میں حضرت عیسیٰ اور دوسروں کے حق میں پایا جاتا ہے سو اس میں بغیر جلفظہ والی کے

من بنی آدم فلا سبیل فیہ الی تاویل اخری بغیر الایاتہ و لمخذنا
اور کوئی تاویل نہیں ہو سکتی اور یہ جلفظہ مارنے کے ہم نے

معناہ من النبی ومن اجل الصحابة لا من عند انفسنا و انت تعلم
نہی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے بزرگ صحابہ سے لئے ہیں یہ نہیں کہ اپنی طرف سے گھڑے ہیں اور تو جانتا ہو کہ

صاحب کتاب الانسان کامل عبد الکرم نے

لی التہایۃ وقال ان التثلیث

تثلیث

انہ کذا ایل اشار الی انہ لیس

بہ ایسا ہوا ایسا ہو بلکہ اس طرف اشارہ کر دیا کہ

وقال بسم الله الاب والابن و

بسم اللہ میں بہت بڑھ گئے اور یہ لکھا کہ بسم اللہ الاب والابن

نصرنا وکان الکذیب اول الامر

اور جھوٹ کو مدد دی اور جھوٹ پہلے پہلے تو

بہ کذا با اخر حتی ارتفعت

طرف سے پہلے جھوٹ پر زیادہ کیا یہاں تک کہ جھوٹ کا

لله وبعد ذلك جعل الله العالمین

بنا دیا اور یہ تھا کہ کے مانا گیا خبر اور یہ کہ

الانبياء انبياء اخرین وان

اور نبیوں کی طرح ایک نبی تھا کہ اور وہ

ی حرم الله علیہ المراضع حتی

یہ تمام دودھ پلانے والی حرام کی گئی تھیں یہاں تک کہ

یمن جعلہ من المحبوبین هذا هو موعی

یہ سو بھلا موعی اور اس کو پیارا بنا لیا یہ وہی موعی

جہل فانظر الفرقین منہما ان کنت من الناطقین

پر شیطان جیسے سے بھلا موعی اور اس کو پیارا بنا لیا یہ وہی موعی

نمبر ۴

ریویا فیہ لمجیز

۱۶۹

جس سے ظاہر ہے کہ سچ کے ماننے والوں اور حقیقی طور پر پیروہوں یا برائے نام کا جب
کبھی منکران سچ سے مقابلہ ہوتا تو متبعان سچ ان منکران سچ پر غالب رہے مگر کج خلق
عیسائی سچ کے پیرو نہیں بلکہ صرف اسی طور پر اسکی طرف منسوب ہیں اگر پیشگوئی کا تعلق
حقیقی تبعین سے ہوتا تو عیسائیوں کا غلبہ ہرگز نہ ہوتا۔ پس برائے نام پیروہوں کا غلبہ ثبوت
ہے اس بات کا کہ پیشگوئی کا تعلق اسم سے ہوتا ہے نہ کہ جسے جسے جب تک موجودہ مدعیان اسلام کسی
طور سے سلمان کہلاتے ہیں اور عیسائیوں اور یودیوں میں ال نہیں جاتے اسوقت تک اگر وہ
کہ مدینہ پر قابض ہیں تو پیشگوئی کے صدق پر کوئی نفی لازم نہیں آتا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ امر
تو غیر ممکن کی طرف سے ہو سکتا ہے خلاف کے منکرین کی طرف سے نہیں ہو سکتا کیونکہ غفلت
کے منکرین کے بیٹے تو تباہی و بربادی کا کافی ہے کہ مدینہ کے علما کی طرف سے بھی سچ مہر پر کفر کا
فتویٰ نکل چکا ہے پس وہ تکفیر کی وجہ سے کاذب ہیں چکے ہیں اور تکفیر کا مسئلہ منکرین خلاف
کے نزدیک بھی مستم ہے۔ فتنہ بردا

گیا رحوال اعتراض۔ پیش کیا جاتا ہے کہ اچھا اگر حضرت سچ موعود واقعی اپنے
منکران کو کاذب سمجھتے تھے تو کیوں آپنے ان سے وہ سلوک روا رکھا جو کاذبوں سے جائز
نہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا اعتراض کن معترض کی نادانیت پر دلالت کرتا ہے
کیونکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت سچ موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز
رکھا ہے جو ان کے لیے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔

غیر احمدیوں سے ہماری تباہی اگر ان کی گنہگاروں کو لایا دینا حرام قرار دیا گیا، انکے
خلاف سے روکا گیا اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم انکے ساتھ ملکر کہہ سکتے ہیں۔ وہ
قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دینی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ
عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور یہ نبوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ماہ ہے سو دونوں
ہمارے لیے حرام قرار دے گئے۔ اگر کہہ سکیں کہ ان کی لڑکیاں بیٹے کی اجازت سے تو نہیں
کتاہوں انصاری کی لڑکیاں بیٹے کی بھی اجازت سے۔ اور اگر یہ کہہ سکیں کہ غیر احمدیوں کی سلام

۱۷۰

کیوں نہیں جانتے۔ تو اسکا
یہود تک کو سلام کا جواب
نہیں دینا اور نہ انکو سلام کہنا
تک کہ یہ سب اور ایسا کوئی
ہم کہ اس سے نہ روکا گیا
احمدی صورت کا کج خلق
اور نہ غیر احمدی بیٹے کو جواب
کہ شریعت کے احکام و قواعد
حکومت کے لیے نہیں ہیں
نہیں بلکہ حکومت کا ذمہ
سنگ رکھنا ہر ایک مسلم
کے تحت غیر احمدیوں
فیصلہ چاہتا ہے اور وہ
رکت اس لیے اس پر
دراشت اور کج خلق
سچ موعود کے خلاف
بھی حکم جاری فرماتے
مسئلہ ہے جو حکومت
نہیں دیا یا تو اس
سلوک جائز
بار رحوال
ہے اس میں آپنے لکھ
اس نے کچھ قبول

فی طور پر پیرو ہوں! بڑے نام کا جب
انکھان میں سوج بے غالب رہے۔ ملائکہ حضرت
موت منسوب ہیں اگر پیشگوئی کا تعلق ہے
آ۔ پس بڑے نام پیروں کا غلبہ ثبوت
کئے جب تک موجودہ دعیان اسلام کی
میں مالی نہیں جاتے اس وقت تک اگر وہ
میں لازم نہیں آتا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ امر غرض
میں کہ یہ طریقہ سے نہیں ہو سکتا کیونکہ غرض
بڑے نام کی طرف سے بھی سوج موجود ہے کہ
چشم میں اور تکفیر کا مسئلہ منکر علیہ

اچھا اگر حضرت سوج موجود واقعی ہے
سلوک روار کھا جو کافروں سے جائز

رضی کی ناواقفیت بدولت کرتا ہے
س کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز

کو لایا اور دینا حرام قرار دیا گیا، انکے
جو ہم انکے ساتھ ملکر کر سکتے ہیں۔ دو

ی۔ دینی تعلق کا سبب بڑا ذریعہ

ری ذریعہ رشتہ و ملا ہے سو یہ دلائل

دیکھا میں نے کی اجازت ہے تو میں

ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کی سلام

کیونکہ کہا جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے
یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے اور شاید مخالفین کو حضرت سوج موعود نے کبھی سلام نہیں
کھا، ورنہ ان کو سلام کہنا جائز ہے غرض ہر ایک طریقہ سے ہم کو حضرت سوج موعود نے فیروں کے
تک کیا ہے اور وہ کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر
ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو۔ اس لئے اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ بات ہے تو کیوں؟ ایسی
اعتراضی صورت کا تعلق نسخ نہیں قرار دیا جاتا جس کا خدو غیر احمدی ہے یا کیوں ایک احمدی باپ کا
ورثہ غیر احمدی بیٹے کو جاتا ہے حالانکہ مسلمان کا کافروں کا وارث نہیں ہو سکتا تو اس کا جواب یہ ہے
کہ شریعت کے احکام دو قسم کے ہیں ایک وہ جو ہر ایک انسان کے لئے ہیں اور ایک وہ جو حضرت
حکومت کے لئے ہیں مثلاً نماز پڑھنا ہر ایک کا فرض ہے لیکن چور کے ہاتھ کاٹنا ہر ایک کا فرض
نہیں بلکہ حکومت کا فرض ہے اسی طرح روزہ رکھنا ہر ایک مسلمان کے لئے فرض ہے مگر زانی کو
سنگ رکان ہر ایک مسلمان کا فرض نہیں بلکہ صرف اسلامی حکومت کا فرض ہے اب اگر اس مسئلہ
کے تحت غیر احمدیوں اور احمدیوں کے تعلقات پر نظر ڈال جاوے تو سارے مسئلے کا
فیصلہ ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ چونکہ خدائے الگ کرنے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق نہیں
رکھتا اس لئے اس پر ملکہ آمد کا حکم دیا گیا یہی حال جنازوں اور رشتے اور ناطوں کا ہے لیکن
دراشت اور نکاح نسخ ہو جانے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لئے حضرت
سوج موعود نے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا اگر آپ کو حکومت دی جاتی تو آپ انکے متعلق
بھی حکم جاری فرماتے پس مسئلہ دراشت کے متعلق ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہاں اگر کوئی ایسا
مسئلہ ہے جو حکومت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اور پھر حضرت سوج موعود نے اس کے متعلق
نہیں فرمایا تو اس کو پیش کیا جاوے ورنہ یہ کہنا کہ غیر احمدیوں کے ساتھ بعض اسلامی
سلوک جائز رکھے گئے ہیں ایک دعویٰ ہے جسکی کوئی بھی دلیل نہیں۔ ختم بردار
بار حوالا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت سوج موعود نے جو عید النکاح کو خط لکھا
ہے اس میں آپ نے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جسکو تیری دعوت پہنچی ہے اور
اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ کم از کم وہ لوگ کافر



انکیتہ صداقت

جس میں

امام شجاع احمد ریدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود و محمد خلیفۃ المسیحؒ

نے

مولوی محمد علی مسافر اور ان کے متعدد دیگر چند رفقاء کی جامعیت احمدیہ علیحدگی کے
اسباب کیسے واقعات اور سببے حالات کا انکشاف اور سببیت سے پیدائش کئے والی

غلط فہمیوں کا سد باب فرمایا ہے



اُن غلط و
اختلافات پر

مولوی محمد علی مسافر
کے متعلق مجھ پر
ثابت کرنے کی کوششوں
سے متاثر ہو کر میں

تعداد عقائد
نہی ہیں۔ دو قسم
کے مصداق ہیں۔
خواہ انہوں نے
ہر عقائد کا بیانیہ

اعتقاد رکھے ہیں۔ بلکہ
حضرت علیؓ کو روک دینا
کیلئے ہے۔ جو چھپ چھپ
علیہ السلام اعلیٰ رطوبت

باب اول

اُن غلط واقعات کی تردید میں جو مولوی محمد علی صاحب نے
اختلاف سلسلہ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کئے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کا تبدیلی عقیدہ سیروں سے غلط طور پر ہماری مشابہت جاننے کے
بد مولوی محمد علی صاحب نے اختلافات کی ایک تاریخ کے متعلق مجھ پر بے جا الزام بیان کی ہے۔ جیسے انھوں نے اپنی طرف سے یہ
ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بعض اوقات
سے متاثر ہو کر جس نے (یعنی اس عاجز نے) اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کی ہے +
یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب تین اُس کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اول یہ
تقدیر و عقائد میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق یہ خیال پھیلا یا ہے کہ آپ فی الواقع
نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیت اسماء احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورۃ احزاب)
کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے
خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہیں
ہر سہ عقائد کا بیان میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ عقائد ہیں۔ لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا
کہ مسلمانوں یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد
اختیار کئے ہیں۔ بلکہ جب کہ میں آگے ثابت کر دوں گا۔ ان میں سے اول الذکر اور آخر الذکر
حضرت مسیح موعودؑ وقت سے ہیں۔ اور ثانی الذکر عقیدہ جیسا کہ خود میں نے اپنے لیکچر میں بیان
کیا ہے۔ جو چھپ بھی چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت اساذی الصوم
علیہ السلام اہل رجب سے گفتگو اور انکی تعلیم کا نتیجہ ہے

مداقت

میں
بیر الدین محمد و احمد خلیفۃ المسیح
نے

چند فقہاء کی جماعت اسدیہ علیحدگی کے
اختلاف اور سبب سے پیدا ہو سکنے والی

تدبیر باب فرمایا ہے

۱۹۲۶ء
مرزا بشیر الدین محمود

احمدی اور غیر احمدی

میدے
کیا فرق ہے؟



مفتی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

برموقع جلسہ لائے جماعت احمدیہ ۱۹۰۵ء

نَحْمَدُكَ يَا وَدَّ

احمدی اور غیر احمدی

ایک جماعہ

کل میں نے متانت کرنا
میں سوائے اس کے اور کچھ
لوگ دعوت مسیح کے قائل نہیں
دہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے
سبح کی غلطی کو دور کرنے
غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے
ایک جماعت بنائی جاتی۔ اور
بکرم میں جانتا ہوں کہ آنحضرت
پہل گئی تھی۔ اور کئی طواغوت
اہم امر ہوتا تو خدا قائل
بہت سی باتیں مسلمانوں پر
ہے۔

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ ایک جماعت الگ بنانے کی وجہ

کل میں نے متانتاً کہ ایک شخص لے کیا کہ اس فرق میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور نکاح اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی۔ اور ایک بڑا شور مچا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمودار سے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی طوائف اور ادلیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔ لیکن اس زمانہ میں بہت سی باتیں مسلمانوں میں ایسی داخل ہو گئی ہیں۔ جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

غیر احمدی
تساہی

وعلیہ السلام
جماعت احمدیہ ۱۹۰۵ء

نے کہا آپ لوگوں کے بڑے دشمن
کہتے ہیں میں یہ نہیں مان سکتا کہ
شیخ یعقوب علی صاحب بائیں کر رہے
لوگوں کو کافر کہتے ہیں یہ منکر وہ جہ
کے آنے کے منتظر ہیں اس کے منہ
آپ کا حق ہے کہ ہم کو کافر سمجھیں
پس تم لوگ دین کو اپنی جگہ
وہاں فوراً الگ ہو جاؤ۔ وہ لوگ جو
سے پوچھو کہ جب تمہارا مسیح آئے
کہ ان کی گردن اڑا دو۔ لیکن ہم
کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو کھواگ
ہمارے جنازہ پڑھنے سے تمہارے
نہیں ہماری دعا سے آپ کا مردہ
نرا کی جگہ نہیں ہو سکتا۔

اب ایک اور سوال رہ جاتا۔
ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ لیکر
نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا
یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں
اور کہنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھنا
شریعت دی مذہب ان کے بچہ کا قاتل
لے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے
ضرورت ہی کیا ہے۔ بچہ کا جنازہ
پسماندگان ہمارے نہیں بلکہ فیراج
بائی رہا کوئی ایسا شخص جو حضرت
احمدیہ کے متعلق غور کر رہا ہے

انوار خلافت

(مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ 191۵ء)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

نے کہا آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں میں یہ نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی صاحب ہاتھیں کر رہے تھے۔ میں نے ان کو کہا آپ کہہ دیں کہ واقعہ میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں یہ منکر وہ جبران سا ہو گیا۔ لیکن جب اس سے یہ پوچھا گیا کہ آپ جس مسیح کے آنے کے منتظر ہیں اس کے منکروں کو کیا کہتے ہیں۔ تو کہنے لگائیں ہاں میں سمجھ گیا ہے شک آپ کا حق ہے کہ ہم کو کافر سمجھیں۔

ہاں تم لوگ دین کو اپنی جگہ پر رکھو اور دنیا کو اپنی جگہ پر۔ اور جہاں دین کا معاملہ آئے وہاں فوراً الگ ہو جاؤ۔ وہ لوگ جو اس بات سے چلتے ہیں کہ ہمیں کافر کیوں کہا جاتا ہے۔ ان سے پوچھو کہ جب تمہارا مسیح آئے گا اور جو لوگ اسے نہیں مانتے گے ان کو کیا کوئے۔ یہی تا کہ ان کی گردن اڑا دو۔ لیکن ہم تو کسی کی گردن نہیں اڑاتے ہم تو شریعت کا فتویٰ استعمال کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو کہو اگر تمہارے خیال میں ہم ایک جھوٹے مسیح کو مانتے ہیں تو پھر ہمارے جنازہ پڑھنے سے تمہارے مردہ کو فائدہ کیا ہو گا کیا جس صورت میں کہ ہم مسلمان ہی نہیں ہماری دعا سے آپ کا مردہ بخشا جا سکتا ہے۔ پس اگر ان باتوں پر کوئی غور کرے تو کوئی لڑائی بھگدا نہیں ہو سکتا۔

اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعودؑ کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا جھوٹا پچہ مر جائے۔ تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعودؑ کا کفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔ پھر میں کہتا ہوں بچے تو گنہگار نہیں ہوتا اس کا جنازہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچے کا جنازہ تو دعا ہوتی ہے اس کے پسماندگان کے لئے اور اس کے پسماندگان ہمارے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں۔ اس لئے بچے کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔ باقی رہا کوئی ایسا شخص جو حضرت صاحب کو تو سچا مانتا ہے لیکن ابھی اس نے بیعت نہیں کی یا احمدیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور اسی حالت میں مر گیا ہے اس کو ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی

1915ء

مدین محمد احمد

نی

کلمۃ الفصل

جلد ۱۲

۱۱۰

جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں
تفریق کریں یعنی اللہ پر ایمان لے آئیں اور رسولوں کو نہائیں یا کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو مانتے
ہیں اور کسی کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ کوئی بین بین کی راہ نکالیں یہی لوگ کچے کاڑ ہیں اور
اللہ نے کافروں کے لیے ذلیل کو نوالہ عذاب تجویز کیا اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کھلے
الفاظ میں ان لوگوں کا رد کیا ہے جو تمام رسولوں کا انکار کر دیا انہیں نہیں سمجھتے۔ میں اس آیت
کے تحت ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر موسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا اور
آدم کو مانتا ہے مگر آدم کو نہیں مانتا وہ نہ صحت کا فرق بلکہ پکا کافراور دائرۃ اسلام سے
خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ اس کی طرف سے ہے جس نے اپنے
کلام میں ایسے لوگوں کے لیے اولیٰک ہم الکفار و النفاقین یا ہر فتنہ برہا
اور اگر یہ کہا جائے کہ اس آیت میں تو صرف رسول پر ایمان لانے کا سوال ہے
مسیح موعود کا کوئی ذکر نہیں بلکہ ایک عظیم ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں
مسیح موعود کے متعلق بیسیوں جگہ نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ
قرآن ”دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا“ یا ”یہیہ فرایا یا ایہا النبی
اطعوا الباطل والمعتزاجس طع فرایا انی مع الہ رسول اتومر بوجہ
نے ابھی اپنی کتبا یوں میں اپنے دعویٰ رسالت اور نبوت کو بڑی مراحت کے ساتھ
بیان کیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں“ ”دیکھو جبر
ہ۔ ہرچ شہنام“ یا جیسا کہ آپ لکھا ہے کہ ”میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں
اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور میں حالت میں خدا پر ایمان نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر
اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اسوقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں“
”دیکھو خط حضرت مسیح موعود بطور ایڈیٹر اخبار عام لاہور“ یہ خط حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات
صرف تین دن پہلے یعنی ۲۳ مئی ۱۹۰۰ء کو لکھا اور آپ کا یوم وصال ۲۶ مئی ۱۹۰۰ء کو اخبار
عام میں شائع ہوا۔ پھر اسی پر میں نہیں کہ مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ نبیوں کے
سرکار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آئندہ مسیح کا نام نبی اللہ رکھا جیسا کہ صحیح مسلم سے

بجای
آج
آج
آج

من جعلتمہا هذا
الذین کفروا و
وان اللہ قد ساء
وقال انی خلقتک
واحدا و من جمہ
النصارى۔ ثم ما
أدری انی أو مرید
بل کنت خلقتک
کنت اقول فی فتنہ
الملت تابع ولیم قال
والنصارى و فظہ
وعن ابن مسعود
وہکذا ذکر البیضا
من ہذا اعلیٰ کل مؤ
علی اللہ علیہ وسلم
یوس من اللہ تعالیٰ
قیہ ولا استکبار و
واما تطبیق ہذا
قبیل الاستکبار
الکذا یدین فی آخر
آباد ہم المتقد من
کانہم ہم الا ان
من ذلک السجین و

کلیات فصل

جلد ۱۲

ارکے میں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں
اور رسولوں کو نہ انیس یا کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو مانتے
ہیں کہ کوئی بین کی راہ نکالیں یہی لوگ کچے کاڑھیں اور
والا غلاب جوڑ کر یکساں آیت کریم میں اللہ تعالیٰ نے کھلے
و تمام رسولوں کا نام نہ دیا ایمان نہیں سمجھتے۔ پس اس آیت
کو دیکھنا جو کوئی کہیں مانتا یا نہیں مانتا جو کچھ کہیں مانتا اور
مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ کافر اور دائرۃ اسلام سے
بے نہیں ہے بلکہ اس کی طرف سے ہے جس نے اپنے
لیکھ ہم الکافرون حقائق پر فخر برتا
اس آیت میں تو صرف رسول پر ایمان لانے کا حال ہے
نہ کہ ایک خاص پیغمبر ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں
کہ جس نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ
یاد دینے کے لئے اسکو قبول نہ کیا۔ یا جیسے فرمایا یا ایہا النبی
فرما جس طرح فرمایا انی مع المرسلون اتوا مرسلکم
اپنے دعویٰ رسالت اور نبوت کو بڑی صراحت کے ساتھ
پر ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ اور دیکھو یہ
ملے کہ میں خدا کے حکم کے موافق ہی ہوں اور اگر میں
نہ ہوں میں حالت میں خدا پر نام نہ رکھتا ہے تو میں کیونکر
پر قائم ہوں اسوقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔
پھر فرما عام لا ہور یا خدا حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات
میں کو لکھا اور آپ کا دم وصال ۲۶ مئی ۱۹۰۰ء کو احمد
نہیں کہ مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ نبیوں کے
نے بھی اپنے واسطے مسیح کا نام نبی اللہ رکھا جیسا کہ مسیح مسلم سے

۱۹۲

من جعلتمہا هذا الہام، أعنی یا عیسیٰ انی متوفیک ورافضک الی و مطہرک من
الذین کفروا و جعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ،
وان اللہ قد سمعی فی هذا عیسیٰ؛ ومن جعلتمہا الہام آخر خاطبتنی ربی فیہ
وقال انی خلقتک من جوہر عیسیٰ و انک و عیسیٰ من جوہر واحد و کشی
واحد؛ ومن جعلتمہا الہام سمی فیہ کل من خالفنی من العلماء الیہود و
النصارى۔ ثم ما ألهمت الی عشر سنین بمثل هذه الالہامات وما کنت
أدری انی أومر بعد هذه المدۃ الطویلۃ و أسئ مسیحاً موعوداً من اللہ تعالیٰ
بل کنت خلعت ان المسیح تأزل من السماء کما هو مکرر فی مدارک القوم؛ و لکنی
کنت اقول فی نفسی تعجباً ان اللہ لیم سمعی ابن مریم فی الہام المتواتر
المتتابع و لیم قال انک و انه من جوہر واحد، و لیم سمی الخالفین الیہود
و النصارى و فظهرت علی معانی تلك الالہامات و الاشارات بعد

و عن ابن مسعود لا یأتی ما شئت سنة و علی الارض نفس متفوسۃ الیوم رواہ مسلم،
و هكذا ذکر البخاری فی صحیحہ و المضمون واحد لا حاجة الی الاعادة۔ فوجب
من هذا علی کل مؤمن ان یؤمن بموت الدجال بعد المائة من زمان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و لا کیف ممکن التخلع فیما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بوس من اللہ تعالیٰ مؤكداً بقسمہ، و القسم یدل علی ان الخبر یحمل علی الظاہر لا تأویل
فیہ ولا استثناء و الا فای فائدة کانت فی ذکر القسم؛ فتدبر کالمفتشین المحققین۔
و اما تطبیق ہذین الحدیثین فلا یمکن الا بعد تأویل حدیث الدجال وجعلہ من
قبیل الاستحالة، فنقول ان حدیث خروج الدجال یدل علی خروج طائفة
الکذابیین فی آخر الزمان من قوم النصارى، و فی الحدیث إشارة الی انہم یشاہون
آباءہم المتقدمین فی حکمہم و یدعیہم و انواع فتنہم و حوصہم علی اخلال الناس
کانہم ہم، الا ان آباءہم کانوا مقیدین بالسلاسل و الا غلال و لکن هؤلاء یخرجون
من ذلک السجن و یضع اللہ عنہم اغلالہم فیعیثون مبیناً و شمالاً و یفسدون فی الارض

۲۶

۲۳۴

پیغام صلح

رقم نمبر ۲۳۴

حضرت اقدس میرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

پیغام صلح

سے نظر آوے اور
روشنی صرف ا
ابدی چراغ نمایا
جو خدا کی نصرت
سجائی کے اظہار
ہے۔ میرا بڑا حق
مگر میں سچ کا
اُس کا مقابلہ کا
کا حق اور خوا
ہم بدل نہیں پا
بلکہ سچائی مجھے مج
نہیں۔ بلکہ ایسے
خبر دی گئی ہے
نہیں کہتا۔ کیونکہ
میرے منہ میں
اتمام کلام عیسا
ہو جائے۔ مگر
ظہور میں نہیں
نہا ہے بتلاتا۔
میں مجھے حکم
ہے۔ کہ جو ایک

پیغام صلح صفحہ 63

مسلح

مؤکد

لام احمد مسیح مؤکد علیہ السلام

پیغام صلح

۲۸۵

سے نظر آوے اور کوئی کسی کو نہ سے۔ یہی حال اسلام کا ہے کہ اس کی آسمانی روشنی صرف ایک ہی طرف سے نظر نہیں آتی۔ بلکہ ہر ایک طرف سے اس کے ابدی چراغ نمایاں ہیں۔ اس کی تعلیم بجائے خود ایک چراغ ہے۔ اور اس کے ساتھ جو خدا کی نصرت کے نشان ہیں۔ وہ ہر ایک نشان چراغ ہے۔ اور جو شخص اس کی سچائی کے اظہار کے لئے خدا کی طرف سے آتا ہے۔ یہ بھی ایک چراغ ہوتا ہے۔ میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گزرا ہے۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ اس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزی اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو۔ قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔ اور یہ قول میرا اس لئے نہیں کہ میں ایک مسلمان شخص ہوں۔ بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں گواہی دوں۔ اور یہ میری گواہی بے وقت نہیں۔ بلکہ ایسے وقت میں جب کہ دنیا میں مذاہب کی کشتی شروع ہے۔ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے۔ میں زمین کی باتیں نہیں کہتا۔ کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔ زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ شاید احکام کلہ عیسائی مذہب دنیا میں پھیل جائے یا بد مذہب دنیا پر حاوی ہو جائے۔ مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی۔ جب تک وہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے۔ کہ آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کرے گا۔ اس مذہب جنگ میں مجھے حکم ہے کہ میں حکم کے طالبوں کو ڈراؤں۔ اور میری مثال اس شخص کی ہے۔ کہ جو ایک خطرناک ڈاکو قتل کے گروہ کی خبر دیتا ہے۔ جو ایک گاؤں کی

۴۴

پھر ماسوا اس کے گھر اس کے بموجب اصول آبادیوں کے وہ لیکچر اس کی موت نے اس بات کے معزور کردہ قانونِ قدسیت اس صورت میں وید کی بات ثابت ہو جائے تو پھر دوسری سے تسلی نہیں ہوتی تو پھر دوسرے تعلقہ کی عبدالماسی پریش کوئی قدسیت ایسا جبراً ثابت ہر سے بعید ہے۔ ظاہر ہے کہ اسلوب ہے گی مگر ہم نے کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کے کے برخلاف ہے وہ سہا ہے تو پھر بتاؤ کہ اس کے چکے ہیں۔ کس قدر خلاف عرض لیکچر اس کی موت نہیں ہے تو پھر وید کے معزور قدسیت ابھی غنی ہیں اور آج ہندو کہہ لیتے ہیں مگر یوں کہ ہوں یا تمام پھر کو پانی بار و عدت کہنے لگیں مگر خدا

ماہی بار اول

الحمد لله والمنة کہ بہر سالہ
موسومہ

ایام الصلح

نفاذ شریعت

قیمت فی جلد عدد

مطبع منیاء الاسلام قادیان میں بہ تمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب
بھیروی ملک مطبع کے مطبوع ہوا
یکم جنوری ۱۸۹۹ء

ایام الصلح

وَجَدَ لَكَ صَلَاحًا

نعمیں کی طرح ظاہری و
مکتبوں میں بیٹھے تھے۔غرض اسی لحاظ سے کہ
ہی دستا دہوا۔ اور پھراس نے آپ نے ظہر
معلومات انسانوں کےاس میں یہ اشارہ ہے
میں کسی دستہ کا شاکوئی ثابت نہیں کر سکا
ہے۔ یا کسی مفتر یاکے منہ پر میرے جا
جس طرح مذکورہ بالااس میں حضرت عیسیٰ
کے لایا گیا اور جس طرح آدمہے کہ میں نے مذکورہ
مہرت کی حالت کانہیں میں خود کی حق
چونکہ میں نے مذکورہدکھ میں خود کو قتل
ایسا نہیں کیاکے تابع ہے مجھ کو
میں پیشوا کا

سے (الصلح) ۸

ایام الصلح صفحہ 168 ردہ

مذہب الہیہ کی ہدایت

موسومہ

الصلح

تعارف اشاعت

ان میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب

ملک مطبع کے مطبوع ہوا

وری ۱۸۹۹ء

۳۹۲

ایام الصلح

وَجَدْتُمْ خَلْقًا قَدْ خَلَعُوا دِينَهُمْ يَوْمَ تَأْتِي السُّبْحَةُ يَوْمَ تَأْتِي السُّبْحَةُ يَوْمَ تَأْتِي السُّبْحَةُ
 نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی اُستاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ
 مکتبوں میں بیٹھے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی اُستاد سے تمام قوریت پڑھی تھی۔
 غرض اسی لحاظ سے کہ ہمارے نبی علیہ السلام نے کسی اُستاد سے نہیں پڑھا خدا آپ
 ہی اُستاد ہوئے۔ اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اُختار کیا۔ یعنی پڑھ۔ تو کسی نے نہیں کہا۔
 اس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی
 معومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی ہوئے۔ سو آنے والے کا نام جو ہماری رکھا گیا۔ سو
 اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کریگا۔ اور قرآن اور حدیث
 میں کسی اُستاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔
 کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک لفظ بھی پڑھا
 ہے۔ یا کسی مفسر یا محدث کی شکر گری اختیار کی ہے۔ پس میری ہدایت ہے جو نبوت محمدیہ
 کے شہاد پر مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور اس پر دین بلا واسطہ میرے پرکھ لے گئے۔ اور
 جس طرح مذکورہ بالا دہ سے آنے والا ہماری کہلائے گا اسی طرح دیکھ بھی کہلائگا کوئی
 اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی۔ لہذا وہ عیسیٰ ابن مریم بھی
 کہلائگا اور جس طرح آنحضرت علیہ السلام کی روحانیت اپنے خاصہ ہدایت کو اس کے اندر کھولے گا۔
 چہ تو نبی علیہ السلام کا نام بعد بھی ہے اور اس نے خدا نے ہدایت دیکھا کہ اس عبودیت کا حضور اور قائل ہے اور
 عبودیت کی حالت کا اندازہ ہے جو نبی علیہ السلام کا غلو اور غلبہ نہ ہے اور صاحب اس حالت کا اپنے علی
 نبیوں علیہ السلام کو دیکھے۔ اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے۔ عرب کا عمارہ ہے کہ وہ کہتے ہیں سواد
 چھوٹا۔ یہ مرتبہ عبودیت کا جو انسان پہنچتا ہے اس کی طرف سے دیکھے۔ جس میں ہدایت کا کوئی کیس کی مکمل تمام
 دیکھ علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوئی ہو دوسرے کو پیشتر جس آسکتا کیونکہ اپنی ہر وجہ اور کوشش کا اثر خود ایک
 ایسا غلبہ پیدا کرتا ہے کہ جو عبودیت کا اس کے معنی ہے۔ اس لئے مرتبہ عبودیت کا یہ بھی ہے کہ جو مرتبہ ہدایت کا
 کے تابع ہے جو نبی علیہ السلام کے کسی دوسرے کو جو مکمل حاصل نہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ
 من یشاء فاشہد ما انا فی شہد ات محمد عبد اللہ و رسولہ منہ

۱۲۸

ملہ الرضی: ۸

یہ حوالہ صفحہ 58 پر درج ہے

ایام الصلح صفحہ 168 روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 394 از مرزا صاحب

اس طرح پر ہوئی کہ
گیا جنہوں نے قرآن
تھا۔ اور جب میرا
کے لئے مقرر کیا
کے فضل کی ایک
تھا۔ مولوی صاحب
سے پڑھاتے رہتے
اس کے جب میں

كتاب البرية حاشية على 162 و 163 من معجم حاشية

کتاب الایات الاسلامیہ
 مع
 کتاب البریۃ
 مع
 آیات البریۃ
 مطبع ضیاء الاسلام قادیان
 تعداد جلد ۴۰۰

کے حق میں بہت ہی برا بکوتا تھا۔ دوسرے دو بیٹے لینے کی از حد خواہش رکھتا تھا۔ اور سوچ
وہ بلاوجہ اور بلاطلبی ہمارے کوشش پر اگر گشت اور میر اور ملاقات چاہتا تھا اور باوجودیکہ
طے سال کی عمر میں وہ محمدی ہوا تھا۔ اپنی گوت (برہمن) سے ناداقت تھا اور ناکوں سے
ناداقت تھا اور مختلف اشخاص سے مختلف قسم کی اپنی نسبت کہانی بیان کی مثلاً ایک شخص
سے اُس نے اپنے دوست ایسرواس نام کو بجائے کر پارام کے بتلایا۔ بعد ازاں اپنے پانچ دفع
ہم نے اپنے اسپتال واقع بیاس پر اُسے بھیج دیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں جاتے
ہی اس نے ایک خط مولوی نور الدین کے نام جو میر زاد صاحب کا دہشتہ ہاتھ کا فرشتہ ہے لکھا یہ
اس شخص کی زبان معلوم ہوا تھا کہ خدا اُس نے لکھا ہے۔ مطلب اس خط کا یہ تھا کہ میں عیسائی
ہونے لگا ہوں آپ روک سکتے ہیں تو روک لیں۔ یہ مطلب بھی اُس کی زبان ہی معلوم ہوا تھا
اور دیگر شہادت بھی ہے۔ باعث خط لکھنے کا یہ تھا کہ ہم نے اس کو کہا تھا۔ کہ یہ بہتر نہ ہوگا کہ
ہم مرزا صاحب کو لکھیں کہ یہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ کل کو یہ نہ کہیں کہ تم اُن کے چور ہو۔
اس نے کہا کہ نہیں میں خود ہی خط لکھتا ہوں۔ اور اس نے خط لکھ کر یہ رنگ ڈاک میں ڈالا۔ اور
مجھے خط کے ذریعہ سے خط لکھنے سے منع کیا تھا۔ جب تک میرے بیٹے کا وقت ہو۔ وہ خط

اتفاق ہوا۔ ابن کا نام علی شاہ تھا۔ بن کو بھی میرے والد صاحب نے لکھ کر تادیب میں بھیجے
کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ابن آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے خواہ و منقہ اور ملک وغیرہ
معلوم مروہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے
والد صاحب پر میں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ابن دونوں میں مجھے
کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا میرے والد صاحب مجھے
بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے
دیکھتے تھے کہ صحت میں آواز آئے اور نیز اُن کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے ملگ

تفاتیق ہوا۔ ابن کا نام علی شاہ تھا۔ بن کو بھی میرے والد صاحب نے لکھ کر تادیب میں بھیجے
کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ابن آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے خواہ و منقہ اور ملک وغیرہ
معلوم مروہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے
والد صاحب پر میں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ابن دونوں میں مجھے
کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا میرے والد صاحب مجھے
بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے
دیکھتے تھے کہ صحت میں آواز آئے اور نیز اُن کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے ملگ

بیتسہ لینے کی از حد خواہش رکھتا تھا۔ اور سوچ
شست اور سیر اور ملاقات چاہتا تھا۔ اور باوجودیکہ
وہ (برہمن) سے ناواقف تھا اور ناگلوں سے
قسم کی اپنی نسبت کہانی بیان کی۔ مثلاً ایک شخص
چلے کر پارام کے بتلایا بعد انقضائے پانچ روز
بچھ دیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں جاتے
جو میرا صاحب کا داہنے ہاتھ کا فرشتہ ہے لکھ دے
تھ لکھا ہے۔ مطلب اس خط کا یہ تھا کہ میں عیسائی
نہیں۔ یہ مطلب بھی اُس کی زبانی ہی معلوم ہوا تھا
کا یہ تھا کہ ہم نے اس کو کہا تھا۔ کہ یہ بہتر نہ ہوگا کہ
ناچا ہوتا ہے۔ کل کو یہ نہ کہیں کہ تم اُن کے چور ہو۔
اور اس نے خط لکھ کر میرے کمرے میں ڈال دیا۔ اور
تھا جب تک میرے بیتسہ کا وقت ہو۔ وہ خط

۱۸۱
ہاں کو بھی میرے والد صاحب نے ذکر رکھا کہ دیاں میں چلنے
روڑی صاحب سے میں نے غور و منظر اور حکمت وغیرہ
نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے
بت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے
توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا میرے والد صاحب مجھے
ان کا مطالعہ کرنا چاہتے تھے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے
اور نیرافان کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے ملگ



میرے خیال میں انسانی شرم نے ہی کو امانت نہیں دی اور جب میرے بعض غمغوسہ نے ان کو وہ مقام پہنچا کر سنا تو یہ ہر طرف غصے میں اٹھ کر طرقات میں چلتے تھے کہ جب خدا ہرگز محبت کے پاس ہوا نہ سکے۔ پھر جب کہ ان کو سنا گیا کہ سنیہ فقہ کاوش میں یہ بیان کھلا ہے کہ یہ نامزد ہو جاتا قابل ہزار ہوں میں اس میں معصوموں کی اصل میں اجماعت کے لئے یہ تو پھر سے تباہیوں میں گر گئی قابل وہ وہ نہیں معصوموں میں کیا کرے نہیں یہ سنی ہے۔ یہ نہیں کھلا کہ اب ہرگز محبت نہ کر سکا ہو بلکہ یہ رنگ کھلا ہے کہ اگر وہ قابل اور ہو مگر گویا ایسی ہی ہو جاتی تھی یہ بھی رنگ ہو گا تو یہ جب ہو سکے وہ اگر خدا خوش ہو گئے تھے ان میں سے ایک پشت تھی اس لئے کہ یہ شکایتیں سنیں تھیں یہ بھی رنگ کہ ان کا یہ مضامین نہیں اور یہ ایسے رنگ پر راضی ہیں غرض اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ عام ہیئت جو کہ کہی ہے کہ کہ لوگ ضرورتوں کے وقت یعنی یوں یوں اور پوچھنے میں سے رنگ کیا کریں گویا ہر کے کہ انسانی فاضل اس کو قبول نہیں کرتا اسلاف ان کی فطرتاً ہی یہ ضرورت ہر روز ہر کسی سے اس کام پر پشت بھیجتی ہے اسلاف ان تو اس کے سر پر بھیجتی غرضوں کے لئے فطرت نہ کہتا ہے اس کا نام کام ہے کہ اگر اس میں کوئی اندازہ یہ موجب بھیجے کہ کیا پہنچتا ہیں تو ہم اپنے فرقہ سے ان کو ان کی درخواست پہنچا دیا ان میں کیا کہتے ہیں اور ہر گز سے

راقم مینو انعام احمد

خیانت پیشوں کی منوا بھی یہی ہے کہ ان کے خیانت کی
سخت کرکھیل پہلے ہی غرض سے ہم نے اس رسالہ کو
تکڑے تین جز بنایا جو میری نسبت کی گئیں اور کہا گیا کہ
اس ہے یہ ایسا غلط سے بھر پڑا بہتان ہے کہ کوئی
اس دہشت سے خلق اند کو نہ پہنچے گا جہاں تک کہ وہاں
اس نہیں بلکہ نہوت شر برا بد ذات لوگوں کا کام ہے
اگلیں اور ہم کو کتنا حق ان لوگوں نے گالیاں دیکھیں اور جو
وہی اس وجہ سے میرے بعض غمخواروں نے کہ وہ تمام غم
سخت ہیں یہ کہ جب متادم ہو کر محبت کے پس ہاں سکے۔
صفت کھا ہے کہ یہ نامور ہو گیا کہ وہ جو یہی اس میں
میں گزشتہ تین دنوں میں شوشی شاکر نے نہیں دیا
تہو بیکر یہ کہ کھا ہے کہ اگر وہ تین دنوں میں ہو کر دیا
سکھو وہ لوگ خوش ہو گئے ہوں میں سے ایک
یہی ہو گیا کہ کچھ مضامین اس میں سے ہو گئے پر ماضی
کے ہیں یہ کہ کہ وہ لوگ ضرورت کے وقت جی ہوں
کہ کہانی کا عنصر اس کو قبول نہیں کہ اس صنف ان کی
نسبت سے جی ہے اس صنف تو اس کو کچھ سہجہ جی
ہم ہے کہ اگر اس میں کوئی اور کہیے صاحب اس وقت
اور غرضت ہے لیکن اس کا کہتے ہیں اس وقت گستا

راقم امین غلام احمد

۲۹۵

(پیش رو طبع ہاشمی)

الحمد لله والمنةت کہ رسالہ طیبہ مبارکہ

المسماة به

شهادة القرآن

نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان

مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں

باہتمام

ملشی غلام قادر صاحب

فصیح کے چھاپا

یہ چند احکام بطور نمونہ ہم نے لکھے ہیں اس میں ایک تھوڑی سی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ بظاہر یہ تمام خطاب صحابہ کی طرف ہی لیکن درحقیقت تمام مسلمان ان احکام پر عمل کرنے کے لئے مامور ہیں نہ یہ کہ صرف صحابہ مامور ہیں و بس۔ غرض قرآن کا اصلی اور حقیقی اسلوب جس سے سارا قرآن بھرا پڑا ہے یہ ہے کہ اسکے خطاب کے مورد حقیقی اور واقعی طور پر تمام وہ مسلمان ہیں جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے گو بظاہر صورت خطاب صحابہ کی طرف واضح معلوم ہوتا ہے پس جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ یہ وعدہ یا وعید صحابہ تک ہی محدود ہے وہ قرآن کے عام محاورہ سے عدول کرتا ہے اور جب تک پورا ثبوت اس دعویٰ کا پیش نہ کرے تب تک وہ ایسے طریق کے اختیار کرنے میں ایک لمبہ ہے۔ کیا قرآن صرف صحابہ کے واسطے ہی نازل ہوا تھا اگر قرآن کے وعدہ اور وعید اور تمام احکام صحابہ تک ہی محدود ہیں تو گویا جو بعد میں پیدا ہوئے وہ قرآن سے بکلی بے تعلق ہیں۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ هَذِهِ الْخُرَافَاتِ۔

اور یہ کہنا کہ حدیث میں آیا ہو کہ خلافت تیس سال تک ہوگی عجیب فہم ہے جس حالت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہو کہ ثَلَاثَةَ سِنِينَ الْاَوَّلِيْنَ وَ ثَلَاثَةَ سِنِينَ الْاٰخِرِيْنَ تو پھر اس کے مقابل ہر کوئی حدیث پیش کرنا اور اسکے معنی مخالف قرآن قرار دینا معلوم نہیں کہ کس قسم کی سمجھ ہے اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہو تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کسی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہو کہ آسمان سے انکی نسبت آواز آئیگی کہ هٰذَا خَلِيفَةُ اللّٰهِ الْمُرْسَلِ۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہو جو کسی کتاب میں درج ہو جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی جو علماء کو اس میں کئی طرح کا جرح ہوا اور اسکی صحت میں کلام ہو کیا معترض نے غور نہیں کیا جو آخری زمانہ کی نسبت بعض خلیفوں کے ظہور کی خبریں دی گئی ہیں کہ حادث آئیگا مہدی آئیگا۔ اسمانی خلیفہ آئیگا۔ یہ خبریں حدیثوں میں ہیں یا کسی اور کتاب میں۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے یمن ہیں۔

میں اس میں ایک تھوڑی سی عقل کا آدھی بھی بچ سکتا ہو لیکن وہ حقیقت تمام مسلمان ان احکام پر عمل کرنے کے لئے ہیں۔ غرض قرآن کا اصلی اور حقیقی اسلوب جس سے خطاب کے مورد حقیقی اور واقعی طور پر تمام مسلمان کو بطور صورت خطاب صحابہ کی طرف راجع معلوم ہوا وہ یا وہ عید صحابہ تک ہی محدود ہے وہ قرآن کے تک پورا نبوت اس دعویٰ کا پیش زد کہ سے تب تک محدود ہے۔ کیا قرآن صرف صحابہ کے واسطے ہی نازل ہوا ہے ام صحابہ تک ہی محدود ہے تو گویا جو بعد میں پیدا ہوئے اللہ من هذا الخبر فانہ۔

فہم تیس سال تک جو کی عجیب فہم ہے جس حالت میں تین و ثلثہ میں الایضاً تین تو پھر اس کے مقابل پر کوئی قرار دینا معلوم نہیں کہ کس قسم کی کج فہم ہے اگر حدیث کے پر ناچا پیئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کوئی حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض غلیفوں کی نسبت بخاری میں لکھا ہو کہ اسان سے اسکی نسبت آواز ہے سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہو جو کسی کتاب میں لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی ہو علماء کو کلام ہو کیا معترض نے غور نہیں کیا جو آخری زمانہ کی ہیں کہ عمارت آئیگا مہدی آئیگا آسمانی خلیفہ آئیگا۔ میں۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانہ تکمیل میں

القمر والشمس فی رمضان۔ لیكون ایتین لی من ربی الرحمن ثم انزل الطاعون لعل الناس یتفکرون۔ فما لکم لا تنظرون الی امی اللہ او تعات عیونکم ما تنظرون۔ ایہا الناس عندی شہادات من اللہ فهل انتم تؤمنون۔ ایہا الناس عندی شہادات من اللہ فهل انتم تسلمون۔ وان تعدوا شہادات ربی لا تحصوها فاتقوا اللہ ایہا المستعجلون۔ افکلما جاءکم رسول بما لا تهوی انفسکم ففریقاً کذبتم و فریقاً تقتلون انا نضرنا من ربنا ولا تنصرون من اللہ ایہا الخاشعون۔ اقتلتمونی بقتاوی القتل او دعاوی رفعتموها الی الحکام ثم لا تشد مودن کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی ولن تعجزوا اللہ ایہا المحاربون۔ وواللہ انی صادق ولست من الذین یختلفون۔ انکافی وقد تمت علیکم الحجۃ الا تردون الی اللہ او انتم کسبکم خلدون۔ الا تشد برون سورة النور والفریعر والفا حجة او تکرهون قراءتها او علی انفسکم تحر مودن۔ وھذا رسالۃ منی اھدیث لکم یا اھل الندوة لعلکم تفقہون عیونکم او تتم علیکم حجة اللہ فلا تعتذرون بعدھا ولا تختصمون وانی سمیتھا

تَحْفَةُ النَّدْوَةِ

وانی ارسل الیکم رسلی وانظر کیف یرجعون
وانی اذہم اللہ ان یجعلها مبارکۃ لقرم لا یتکبرون۔ رب اشہد انی بلغت
ما امرت فاکتبنی فی الذین یبلغون رسالتک ولا یخافون۔ آمین ثم آمین۔

کام بھی انہیں مولویوں میں سے بعض سے ظہور میں آئے۔ میرے پر محبوبی خبریں بھی لیں اور خواہ مخواہ
کو فرسٹ کو خلافت واقعہ باتوں کے ساتھ اکسا یا گیا۔ مگر کچھ خبر ہے کہ انہی کو لکھا گیا ہے کہ یہ بڑا کہ
میں ترقی کرتا گیا۔ جب یہ لوگ میری تکفیر اور تکذیب کے لئے کھڑے ہوئے اور خود بخود پیشگوئیاں کیں کہ
جلد تر ہم اس شخص کو نابود کر دیں گے۔ اس وقت میرے ساتھ کوئی بڑی جماعت نہ تھی بلکہ صرف چند
آدمی تھے جن کو انگلیوں پر گن سکتے تھے۔ بلکہ براہین احمدیہ کے زمانہ میں جب براہین احمدیہ چھپ
رہی تھی۔ میں صرف اکیلا تھا۔ کوئی ثابت کر سکتا ہو کہ اس وقت میرے ساتھ کوئی ایک ہی تھا۔ یہ وہ
زمانہ تھا کہ جبکہ خدا نے تعالیٰ نے پچاس سے زیادہ پیشگوئیوں میں مجھے خبر دی تھی کہ اگرچہ تو اس وقت
اکیلا ہو مگر وہ وقت آتا ہے کہ تیرے ساتھ ایک دنیا ہوگی۔ اور پھر وہ وقت آتا ہے جو تیرے اس قدر
عروج ہو گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کیونکہ تو برکت دیا جائیگا۔ خدا پاک ہے
جو چاہتا ہے کہ تاج ہو۔ وہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلائیگا اور انہیں برکت دیگا
اور بڑھائے گا اور انکی عزت زمین پر قائم کرے گا جب تک کہ وہ اسکے عہد پر قائم ہونگے۔ اب دیکھو کہ
براہین احمدیہ کی ان پیشگوئیوں کا جس کا ترہنہ کیا وہ زمانہ تھا جبکہ میرے ساتھ دنیا میں ایک ہی نہیں تھا
جبکہ خدا نے مجھے یہ دھماکہ دیا کہ کہتے ہیں کہ لا تَذَرْنِي فَرْدًا اَوْ اَنْتَ خَيْرٌ اَلَا اَرِنِي لَيْسِي اَمْ
تھا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو سب سے بہتر وادب ہو۔ یہ دھماکہ بھی براہین میں ہی ہے۔ غرض اس وقت
کے لئے تو براہین احمدیہ خود گواہی دے رہی ہیں کہ میں اس وقت ایک گناہ آدمی تھا۔ مگر آج باوجود مخالفت
کو ششوں کے ایک لاکھ سے بھی زیادہ میری جماعت مختلف مقامات میں موجود ہیں کیا یہ معجزہ ہے
یا انہیں کہ میری مخالفت اور میرے گمانے میں ہر قسم کے فریب خد کے منصوبے کئے مگر یہ سب
مولوی اور لٹکے رفیق چھوٹے بڑے سب کے سب نامراد ہے۔ اگر یہ معجزہ نہیں تو پھر معجزہ کی تعریف نہ
جستہ پوش خدا ہی کریں کہ کس چیز کا نام ہو۔ اگر میں صاحب معجزہ نہیں تو مجھ کو ہول۔ اگر قرآن سے
ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو میں مجھ کو ہول۔ اگر حدیث معراج نے میں مریم کو مردہ روح میں
نہیں بٹھا دیا تو میں مجھ کو ہول۔ اگر قرآن نے سورہ نور میں نہیں کہا کہ اس آیت کے خلیفے اسی امت میں

ہونگے تو تم
ہر شیار چھو
براہین احمد
کہ اس زمانہ
آباد کئے جا
زمانہ میں ج
تو براہین آ
مخالفت کو ل
کاڑ باطل کا
مل جاتی۔ اور
پہلے دنیا ہ
دوسرا مڑا
کیا احاطہ
ہر ایک شخص
پوچھ لو کہ ا
ہر لکھا ہو
آئی بلکہ قر
نوعہ قبول
میں میرے
لے دیکھو کہ
مباہل

لے شہ الم

تھا اندوہ مط

یہ حوالہ صفحہ 59 پر درج ہے

تھا اندوہ مطہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 97، 98 از مرزا صاحب

ہونگے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔ اے غافی انسانو! ہشتیار ہو جاؤ۔ اور سوچو کہ مجھ کے مجرہ کیا ہونگے کہ اس قدر مخالفوں کے جنگ و جدل کے بعد آخر براہین احمدیہ کی وہ بیشک گواہیاں سچی نکلیں جو آج سے بائیس برس پہلے کی گواہیاں تھیں۔ تم ثابت نہیں کر سکتے کہ اس زمانہ میں ایک فرد انسان بھی میرے ساتھ تھا مگر اس وقت اگر میری جامع کے لوگ ایک جگہ آباد کئے جا دیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ شہر اتر سر سے بھی کچھ زیادہ ہوگا۔ حالانکہ براہین کے زمانہ میں جب یہ پیشگوئی کی گئی تھی صرف اکیلا تھا۔ پھر اگر مولویوں کی مزاحمت درمیان نہ ہوتی۔ تو براہین احمدیہ کی پیشگوئی پر دو ہزار تک نہ بڑھتا۔ لیکن اب تو مولویوں اور انکے تابعداروں کی مخالفانہ کوششوں نے اس اعجاز پر دو ہزار تک بڑھا دیا اور بجائے اسکے کہ حسب مضمون ان یات کا ذکر باقاعدہ کئے گئے تھے صرف صادق ہونے کی وجہ سے اس آیت کی مقرر کردہ علامت سے بریت مل جاتی۔ اب تو اسکے علاوہ براہین احمدیہ کی عظیم الشان پیشگوئیاں جو اس زمانہ سے میں بائیس برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں وہ پوری ہو گئیں اور ہزار ہا اہل فضل و کمال میرے ساتھ ہو گئے۔ اب دوسرا مزمور اس آیت کا دیکھو **وَإِنَّ يَاقُ صَادِقًا يُصَدِّقُكَ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُ** کچھ رعایا بھی کیسا اعجازی رنگ میں پورا ہوا۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اتنی مہینوں میں ارادہ امانتک ہر ایک شخص جو تیری امانت کر لیا وہ نہیں مرے گا جب تک وہ اپنی امانت نہ دیکھ لے۔ اب اہل مولویوں سے پوچھ لو کہ انہیں نے میرے مقابلہ خدا کے حکم کو کوئی ذلت بھی دیکھی ہو یا نہیں۔ اب کوئی میری توہین کر نہو والا بل سکتا ہو کہ قرآن کی یہ پیشگوئی جو یصیبکہ بعض الذی یعد کہ ہے میری تائید کیلئے نمود میں نہیں آئی بلکہ قرآن شریف نے بعض کے لفظ سے حکاویا کہ عید کی پیشگوئی کیلئے بعض کا منہ کافی ہوا اس جگہ نمونے تھوڑے نہیں۔ کیا مخالفوں کی اس میں کچھ تھوڑی دقت ہے کہ غلام سید علی گڑھی کتاب نفع رحمانی میں ص ۳۲ میں میرے پر عالم فطون میں بڑے عالمانہ فریقین میں کاذب پر بڑے عاقل کے خود ہی چند روز کے بعد مر گیا۔ محمد حسینی

اے دیکھو کیا یہ مجرہ نہیں کہ میں مولیٰ نے کر کے بعض نادان ملاؤں سے میرے پرفتویٰ کو کھکھوا دیا تھا۔ وہ سب بڑے کر کے خود ہی مر گیا۔ منہ

لے ۲۹: ۱۰ - ۱۰

۵ ہے پر مجبوری مجبوریان بھی کی گئیں اور خواہ کچھ مجرہ ہے کہ اس کا جواب دیا گیا ہے یہ پتہ ہے کہ شے ہوئے اور خود خود پیشگوئیاں کیں کہ تھوڑی بڑی چاقوت نہ تھی بلکہ صرف چند برس کے زمانہ میں جب براہین احمدیہ چھپ وقت میں سے ساتھ کوئی ایک تھا۔ یہ وہ یوں میں مجھے خبر دی تھی کہ اگرچہ تو اس وقت لی۔ اور پھر وہ وقت آتا ہے جو تیرا اس قدر ہے کہ کوئی تو برکت دیا جائیگا۔ خدا پاک ہے کہ زمین پر پھیلائیگا اور انہیں برکت دیگا وہ اسکے عہد پر قائم ہونگے۔ اب دیکھو کہ غلام سید علی گڑھی میں ایک بھی نہیں تھا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا جَاءْنَاكُمْ بِالْحَقِّ** اے عالم الہامی براہین میں نبی ہو۔ غرض اس وقت ایک گناہ آدمی تھا مگر آج دو ہزار مخالفانہ مقالات میں موجود ہے۔ پس کیا یہ مجرہ ہے یہ خراج کے منصوبے کے مگر یہ سب پتہ لکھ مجرہ نہیں تو پھر مجرہ کی تعریف نہ دے مجرہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن سے

یہ معراج نے اب میں مریم کو مرہ روحوں میں میں کہا کہ اس لئے کے خلیفہ اسی امانت میں

انور احمد نے کہا کہ خدا کی قدرت سے کیا تعجب کہ وہ لوکا سے۔ اس سے قریباً تین برس کے بعد جیسا کہ ابھی لکھنا چوں دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لوکا بھی فرمایا اور تین اور عطا کئے۔ اس بیان کی تمام یہ لوگ تصدیق کریں گے بشرطیکہ قسم نمونہ نمبر ۲ سے کو پوچھا جائے۔ اور حافظ نور احمد سخت مخالفت ہے مگر نمونہ نمبر ۲ کی قسم اس کو بھی سچ بولنے پر مجبور کرے گی۔

۱۰- تخمیناً اٹھارہ برس تک قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بشا لوی ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی الہام ہوتا ہے؟ میں نے اسکو یہ الہام سنایا۔ جس کو میں کسی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ بکر و شیب۔ جس کے یہ سننے ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا۔ اور اسوقت بفضلہ تعالیٰ چارپسہ اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے میں نہیں یقین کر سکتا کہ مولوی محمد حسین بوجہ شدت عناد اور تعصب اس پیشگوئی کی نسبت اپنی ذاتیت بیان کر سکے۔ لیکن اگر مصلحت مطابق نمونہ نمبر ۲ دیکھائے تو ایسی صورت میں اُمید ہے کہ سچ بول دے۔

۱۱- تخمیناً سولہ برس کا عرصہ گزرا ہے کہ میں نے شیخ حامد علی اور لالہ شریف کھتری ساکن قادیان اور لالہ ملاوعل کھتری ساکن قادیان اور جان محمد مرحوم ساکن قادیان اور بہت سے اور لوگوں کو یہ خبر دی تھی کہ خدا نے اپنے الہام مجھے اطلاع دی ہے کہ

نہایت عجیب اور شریف اور عالی نہ نکاح کے تمام ضروری مصارف تیار پڑا اور اب تک اسی اپنے وعدہ کو پورا

۱۸۸۱ء (قریباً) "اسی طرح

نام بھی لیا گیا تھا جو دہلی ہے اور یہ آیا کہ میرے سابق تعلقات قرابت سے..... سوچو خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا شخص پیدا کرے گا جو آسمانی نور میں لاوے اور اس سے وہ اولاد سے زیادہ پیلاوے اور یہ عجیب آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے بھی اس کی پیشگوئی تھی ہوتی ہے

۱۸۸۱ء (تخمیناً) "تخمیناً اٹھارہ

رسالہ اشاعت السنۃ کے مکان پر اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں نے جس کے یہ سننے ان کے آگے اور نکاح میں لائے گا ایک بکر ہوگی بفضلہ تعالیٰ چارپسہ بیوی۔

لے خاکسار کی رائے میں یہ الہام انٹو شخصیت میں یہ وہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

تذکرہ محمود الہامات صفحہ

یہ حوالہ صفحہ 60 پر درج ہے

تزیان القلوب صفحہ 73 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 201 از مرزا صاحب

کیا تعجب کہ وہ لڑکا ہے۔ اس سے قریباً تین برس
میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا
تھام یہ لوگ تصدیق کریں گے بشرطیکہ قسم لوند
لاؤں اور احمد سخت محال ہے مگر نوہ نمبر کی قسم
ہے گی۔

وہ گدرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین
تہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اُس نے
ہام پڑھا ہے؟ میں نے اسکو یہ الہام سنایا۔
سنایا چکا تھا۔ اور وہ یہ کہ بکڑ و شیتب۔
زیر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ
نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بکر
درا ہوگی۔ اور اسوقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر
لے الہام کی انتظار ہے میں نہیں یقین کر سکتا کہ
معتب اس پیشگوئی کی نسبت اپنی واقعیت
نہ نمبر ۲ دیکھائے تو کس صورت میں اُمید

میں نے شیخ حامد علی اور لار شریعت کھتری ہاکن
قادیان اور جانی محمد مرحوم ساکن قادیان اور
مدانے اپنے الہام سے مجھے اطلاع دی ہے کہ

نہایت عجیب اور شریف اور عالی نسب..... بزرگوار خاندان سادات سے یہ تعلق قرابت اس عاجز کو پیدا ہوا اور اس
نکاح کے تمام ضروری مصارف تیار ہی مکان وغیرہ تک ایسی آسانی سے خدا تعالیٰ نے ہم پہنچائے کہ ایک ذرہ بھی ٹھکرنا نہ
پڑا اور اب تک اس اپنے وعدہ کو پورے کئے چلا جاتا ہے۔ (شخص علی صفحہ ۳۱۲ م۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۸۳ م۔ ۳۸۴)

۱۸۸۱ء (قریباً) "اس پیشگوئی کو دوسرے اہل سادات میں اور بھی تصریح سے بیان کیا گیا ہے یہاں تک کہ اُس شہر کا
نام بھی یاد کیا تھا جو وہی ہے اور یہ پیشگوئی بہت سے لوگوں کو سنائی گئی تھی..... اور یہ کہ کھانگیا تھا ایسا ہی طور میں
آیا کہ یہ نمبر سابق تعلقات قرابت اور رشتہ کے دہلی میں ایک شریف اور مشہور خاندان سیادت میں میری شادی ہوئی
..... سوچو خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری سہیلی سے ایک بڑی بنیا و حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ
شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہو گا اس لئے اُس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح
میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان خوردوں کو جن کی میرے ہاتھ سے تحریری ہوئی ہے دنیا میں زیادہ
سے زیادہ پیلاوے اور عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی داوی کا نام شہر با تو تھا اسی طرح میری یہ جوی جو
آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے
کہ خدا نے تمام جہاں کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کہیں ناموں میں
جس اُس کی پیشگوئی تھی ہوتی ہے۔ (ترباق القلوب صفحہ ۶۳ م۔ ۶۵ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۷۲ م۔ ۲۷۵)

۱۸۸۱ء (تحقیق) "تین اشارہ برس کے قریب وہ گدرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین شاہی ایڈیٹر
رسالہ اشاعت السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اُس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی امام ہوا ہے یا نہیں
اُس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنایا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ
سکڑ و شیتب
جس کے یہ سننے ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں ہوں
نکاح میں لائے گا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس وقت
بفضلہ تعالیٰ چار پسراں جوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔
(ترباق القلوب صفحہ ۳ م۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۷۱ م۔ ۲۷۴)

لے خاکسار کی رائے میں یہ الہام بھی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت آمان جان کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے جو بکر سے کنواری تھیں اور
عجب یہی بیوہ رہ گئیں۔ (مترجم)

پھر ماسوا اس کے مگر اس وجہ سے انکار کیا جاتا ہے کہ یہ امر خالق عادت ہے۔ تو کیا بموجب اصول آدمیوں کے دید کے بعد اللہ عالم الہی جو نایہ خارق عادت امر نہیں ہے پس جبکہ لیکچر ہم کی موت نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ قادر خدا اس زمانہ میں بھی برضات دید کے معقولہ کردہ قانون قدرت کے اللہ کو تسلیم ہے تو دید کا سارا قانون قدرت دریا برد ہو گیا اس صورت میں دید کی بات کا کوئی بھی اعتبار نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹ ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا اور مگر لیکچر ہم والی چیز کوئی سے تسلی نہیں ہوئی تو پھر درخواست کرنے سے اور کوئی ذریعہ تسلی کا پیدا ہو سکتا ہے اور خدا قلمانی صمد الہامی پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں تسلی دے سکتی ہیں غرض دید کا قانون قدرت ایسا جھوٹا ثابت ہوا کہ ساتھ ہی دید کو بھی لے ڈوبا۔ پھر اسی بنیاد پر اعتراض کرنا عیا سے بعید ہے۔ ظاہر ہے کہ دید نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے بعد خدا کی قوت تکمیل ہمیشہ کے لئے مسلوب رہے گی مگر ہم نے چکے ہوئے نشانیوں کے ساتھ ثابت کر دیا کہ دید نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کے لئے خدا کے اللہ کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ محال اور قانون قدرت کے برخلاف ہے وہ سراسر جھوٹ اور خلاف حق ہے بلکہ خدا ہمیشہ اپنے بندوں کو اللہ کرنا ہے تو پھر بتلاؤ کہ اس کے بعد باور اسی دید کو پیش کرنا جس کے قانون قدرت کا غور ہم دیکھ چکے ہیں۔ کس قدر خلاف حیا و شرم ہے۔

۲۳۳

غرض لیکچر ہم کی موت نے ثابت کر دیا کہ دید کی یہ تسلیم سراسر غلط ہے کہ اس کے بعد اللہ ہم نہیں ہے تو پھر دید کے معقولہ کردہ قانون قدرت پر اعتبار کیا رہا۔ خدا تعالیٰ کے کوڑا قانون قدرت ابھی غنی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں مگر افسوس ان لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ بند کر لیتے ہیں مگر یورپ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کرے کہ میں تمہارے سے پانی نکال سکتا ہوں یا تمام تمہارے کو پانی بنا سکتا ہوں تو اس کے مقابل پر بیولگ دم بھی نہ مایں اور فی الفور آہستہ دم دم قہقہے لگیں مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اس کو نہیں مانتے۔

کا کر کیا جاتا ہے کہ یہ امر خالق عادت ہے۔ تو کیا
 ام ایسی ہوتا یہ خارق عادت امر نہیں ہے پس جبکہ
 دیا کہ وہ قادر خدا اس زمانہ میں بھی برضات دید
 ہے تو وہ کا سارا قانون قدرت دریا بردہ ہو گیا
 اعتبار نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی پھرنا
 اس پر اعتبار نہیں رہتا اور اگر لکھرام والی چیز کوئی
 سے اور کوئی ذریعہ تسلی کا پیدا ہو سکتا ہے اور خدا
 کو چاہی ہیں تسلی دے سکتی ہیں غرض دید کا قانون
 دید کو بھی لے ڈوبا پھر اسی بنا پر احترام کرنا صحابہ
 یا تھا کہ اس کے بعد خدا کی قوت علم ہمیشہ کے لئے
 قانون کے ساتھ ثابت کر دیا کہ دید نے جو کچھ دعویٰ
 نام کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ محال اور قانون قدرت
 حق ہے بلکہ خدا ہمیشہ اپنے بندوں کو علم کرنا
 دیکھ پیش کرنا جس کے قانون قدرت کا نوہم دیکھ

یا کہ دید کی تعلیم ہر امر غلط ہے کہ اس کے بعد انہام
 مت پر اعتبار کیا رہا۔ خدا تعالیٰ کے کہ وہ قانون
 ور ہے ہیں مگر افسوس ان لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ
 ت ظاہر کرے کہ میں تجھ میں سے پانی نکال سکتا
 کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ مایں اور فی غنور کرتا
 بیان کیا اس کو نہیں مانتے۔

مجموعہ اشہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم

(از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۸ء)

النشئة
 الشریکۃ الاسلامیۃ لیسٹڈ کمپنی

مولوی شہداء اللہ صاحب دہلوی کے ساتھ آخری فیصلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ختم فی فیصلہ طاعتی و صلوات اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بجائے مولوی شہداء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں تیری شہرت اور قسین کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب و جہاں مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفسد کذاب اور جہاں ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دُعا کی اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پیروانوں کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پرچہ کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان کا یوں اور ان بہتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ میں سے بدھ کو کوئی نفع صفت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں میرا ہی کذاب اور مفسد ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت کم عمریں ہوتی ہیں اور آخری وقت اور حسرت کے ساتھ اپنے ختم شدہ مشن کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفسد نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشغول ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ نعت اللہ کے مطابق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں لپکیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے افعال سے جہنم تک پہنچانے والی ہے جیسے ظالموں، بیعتہ و غیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری

مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 578 تا 580 از مرزا قلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 61 پر درج ہے

مجموعہ اشتہارات جلد سوم

زندگی میں ہی داند نہ ہوئی تو میں نہیں جس دعا کے طور پر میں نے حکم بصیر و قدیر پر ملیم و غیرہ ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء کرنا میرا کام ہے تو اسے میرے شہداء صاحب کی زندگی میں نہیں آئیں۔ مگر اسے میرے کامل اور نہیں تو میں صاحب کی سے تیری کلماتوں سے بلکہ ظالموں و بیعتہ و روم اور میری جماعت کے مجھے کہ ہمیشہ مجھے دُعا دیتے رہے کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وہ اور بدتر بنیوں میں آیت لا مجھے بدتر سمجھ لیا اور دُعا اور دو کا نثار اور کذاب اور پر بدتر نہ ڈالتے تو میں ان ذلیلہ سے میرے سلسلہ کو آکا اور میرے پیچھے والے پکار کر تیری جناب میں ملتی ہوں مفسد اور کذاب ہے اگر

تیری کے ساتھ آخری فیصلہ

ترجمہ

سے قتل و غارتگری

ہو۔ قتل ای دوری اللہ لختی

میں تیری آیت الہیہ۔ مدت سے آپ کے پرچہ الحمد پر
ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کتاب و حال
میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ شخص مفتری اللہ
کا مسیح موجود ہونے کا سر اسرا قرار ہے۔ میں نے آپ سے
دیکھا ہوں کہ میں حق کے پیچھے گئے کے لئے مامور ہوں
تاکہ میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں
کا کہن سے بڑھ کر کوئی نقص نہ ہو سکتا۔ اگر میں
آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ
کا شاکر ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت کڑھیں ہوتی اور
کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس ہلاک
نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا
کا موصوف ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ
میں سے نہیں پھیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے استحقاق
ہیے طاعون، ہیضہ وغیرہ ہلاک بیماریاں آپ پر میری

مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 61 پر درج ہے

زندگی میں ہی وارد نہ ہوتی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر نہ ہوگی
نہیں۔ مجھ دعا کے طور پر نہیں۔ خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ میرے
حکام بعیر و قہر پر عظیم وغیرہ ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے، اگر یہ دعویٰ مسیح کو
ہونے کا محض میرے نفس کا اختراع ہے اور میں تیری نظریں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات اختراع
کرنا میرا کام ہے تو اسے میرے پیار سے ناکام نہیں جاوے گی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی
شہداء صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے
آمین۔ مگر اسے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی شہداء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر
نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نالود کر مگر نہ خدائی
ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض ہلاک سے جو اس صحت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے
روہ اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانوں سے توہر کرے جس کو وہ فرض منصبی
مجھ کو ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں اُن کے ساتھ سے بہت سستا گیا اور صبر
کر لیا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانیاں حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے
بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں
اور بدزبانوں میں اُپریت لائق مالیس لالہ جہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے
مجھے بدتر سمجھ لیا اور دُور دُور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور کذاب
اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درہم کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں
پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی شہداء اللہ انہیں تہمتوں کے
ذلیل سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمل کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے
آقا اور میرے پیچھے والے اپنے اُتار سے بنائی ہے۔ اس لٹاب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا ان
پکار کر تیری جناب میں یقینی ہوں کہ مجھ میں اور شہداء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت
مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اُٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت

مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 578-580 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 61، 62 پر درج ہے

برعریا سے ملک تو لیا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ روحنا
مستقر الفاتحون۔ آمین
مخزون کو اپنے پرین پہنچ دیں اور پہنچا کر اس کے بچہ کو

امام احمد مسیح موعود عافہ اللہ وایت
رقمہ مدار پیل پختہ

کون سے دور پہنچا گیا اور پیل پختہ ہو گیا
(۱۵ اکتوبر ۲۲۰۱۸ کے نصف صفر ہے)

۱۲۷۵

جلان
دوم

کی اللہ کو بتا آدھ کتاب پایا ہے

یہ لکھتے یا نہیں پختہ کا دم ہاتھ آتی ہے خدا تعالیٰ
مقرر ہے۔ ان لوگوں پر تمام جنت کی نعمت کے لئے
بک یہ لوگ رہنا کریں گے تو ہر ایک فیوض کے لئے

مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 61, 62 پر درج ہے

ملفوظات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی مہود علیہ السلام

جلد ۹

شہادت اہمال کے سبب اسی طرح ہلاک ہوئے تھے جیسے کہ اب ہو رہے ہیں۔ دین اسلام کی خاطر اگر اس وقت تمہاری جی تھی تو اس وقت بھی دین اسلام ہی کی خاطر نکلو اور چل رہی ہے۔

شہادۃ اللہ

فستردایا۔

یہ زمانہ کے مجاہدات ہیں۔ رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ ہر ایک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں رہتا۔ شہادۃ اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی تہنیت اور رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری قوم اس کی طرف ہوئی اور آتا کہ تو یہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اچھی دعا دعا اللہ صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استہوت دعا ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں

خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تسلی

ہم صاحب ہو کہ خدا اس سے رحمت کے واسطے آئے ہیں۔ ان کے متعلق عرب صاحب ابو سعید نے ذکر کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ قادیان میں آئے سے پہلے میں نے علیا میں یہ سدا نقشہ جو بہو دیکھا تھا۔ یہ تمام مکانات وغیرہ مجھے ایسے دکھائے گئے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔

خدا تعالیٰ تسلی دینے کے واسطے یہ باتیں دکھلا دیتا ہے اور اس کی تسلی بے بغیر ہوتی ہے۔ دیکھو شہنشاہ تمام زمین پر کسی کو یہ تسلی نہیں دی گئی کہ باقی احافظا کل من فی العدا پر تسلی فقط ہم کو اس گھر کے متعلق عطا فرمائی گئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے عجیب کام ہیں۔

لہ البقرة ۱۸۰

ملفوظات جلد 9 صفحہ 268 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 63 پر درج ہے

ازالہ اوہام صفحہ 698 مندرجہ

ازالہ اوہام

سو وہ بھی ہے جو یہ
از کجی کلمہ ایک
اس نے اپنی تفسیر کیا
بات جو تحصیل علوم عقلی
کتابوں اور مشائخ سے
بھی خدای متعالیٰ اور
یہ الہام چھپ چکا ہے
یعنی تو ہماری آنکھوں
کہ انہوں سے ملو جو
نے حدیث مسند پر
رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے متعلق
حدیثیں اور قرآن کریم
ہے تو فرشتے اس
خدمت کرتے ہیں وہ
علیہم السلام
ایسی ہی خدا تعالیٰ
میں اور دنیاؤں میں
میں لے کر آئے
اب غلام احمد
پراس عاجز کے
۱۲ مہینہ ۱۳۱۰

۱۱۵

۱۱۶

والله

سوئے ہیں تو کوئی خیال نہیں رہتا کہ یہ ایک ایک
بڑا ہے کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں
اصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی
ایک دفعہ پہلی توہر اس کی طرف ہوئی اور تا
اجیب دعوة الداعی صوفیہ کے نزدیک
اس کی شافیں ہیں

ہوئی تھی

اسطے آئے ہیں۔ ان کے متعلق عرب صاحب
نیا آئے سے پہلے میں نے لکھا تھا یہ
دنیو مجھے ایسے دکھائے گئے تھے۔

خدا کو یاد دلاتا ہے اور اس کی تسبیح بے نظیر ہوتی
 نہیں دی گئی کہ کوئی احفاظہ کل موت فی العباد
 ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے عجیب کام ہیں۔

حتم

سودہ ہی ہے جو پیدا ہو گیا۔ قال احمد ملہ علی ذلک۔
از ترجمہ ایک ہے کہ سچ کے نزول کی عادت یہ تھی کہ حکم فرشتوں کے پروں پر
اس نے بڑی تھیلیاں لٹکی ہوئی ہوں گی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا وہاں اور وہاں
اتھ جو تحصیل علوم عقلی اور انوار باطنی کا ذخیرہ ہے آسمانی لوگوں کے سامنے پر ہو گا اور یہ مکتب اور
کتبوں اور مشائخ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے علم لدنی پائے گا اور اس کی ضروریات (یعنی) کا
بھی خدا ہی متولی اور محقق ہو گا جیسا کہ عرصہ دس سال سے براہین احمدیہ میں اس باب کی نسبت
یہ الہام چھپ چکا ہے کہ انک باعیننا سمیتک العتوکل وعلمنہ مولانا علما
یعنی تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہم نے قیور نام توکل رکھا اپنی طرف سے علم سکھایا اور ہم
کو انہ سے ملو جو حدیث میں ہے صفات اور قوی تھیں میں اس کا صاحب لمحات شایع مشکوٰۃ
نے حدیث سند مجوز کی شرح میں بھی منسے کھے ہیں عیوب ولد ابن ثابت قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طوبی للشیام قلنا لای ذلک یا رسول اللہ قال لان
ملائکتہ الجن باسطۃ اجفہما علیہا رواہ احمد والترمذی۔ یہ بات بہت سی
حدیثیں اور قرآن کریم سے ثابت ہے کہ جو شخص کامل اقطع اور کامل توکل کا مرتبہ پیدا کر لیتا
ہے تو فرشتے اس کے خدام کئے جاتے ہیں اور ہر ایک فرشتہ اپنے منصب کے موافق اس کی
خدمت کرتا ہے۔ وقال اللہ تعالیٰ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقلوا تمغزل
علیہم الملائکتہ الاتخافوا ولا تحزنوا وادبوا بالجنۃ الی الی کنتم قوعود و
ایسا ہی خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وحملناہم فی البتداء یعنی اٹھایا ہم نے ان کو جنگوں
میں اور دنیاؤں میں۔ اب کیا اس کے یہ معنی کرنے چاہئیں کہ حقیقت میں خدا تعالیٰ اپنی گود
میں لے کر اٹھائے پھر وہی طرح لاکا کے پہلوں پر اتھو رکھا حقیقت چٹھل نہیں۔
اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ عاجز ایسی علامت متذکرہ ملا کہ اتھ کر آیا ہو اور انہ کا کہ
پراس عاجز کے پہلوں پر اتھ ہیں اور یہی قویوں کے سامنے سے علوم لدنی مکمل رہے ہیں۔ اگر کوئی

۵۷ اسم اسجد: ۱۰۳ ۵۸ بنی اسرائیل: ۷۱

الاسلامیۃ لیکون بلاغاً تاماً للطالبین۔ فاعلموا یا معشر الکرام کہ
 آہرے طالبین کے مبلغ برتہ کمال رسد۔ پس یائندے گدہ جو کلاں و جہان صاحب
 اولی الابصار والاحیاء ان الله قد بعثنی محمدًا علی راس هذا الامانة
 بعیرت و ہم کہ خوائے عز و کل مراد مراد صدی مجدد بعوث فرستہ و بندہ طہرے مصطفیٰ عامر
 و انقص عبد المصالح العامة و اعطانی علومًا و معارفی لصلام
 خاص گمانید است۔ و مراد آن علوم و معارف بخشد کہ برے اصلاح این است انما جہا
 هذه الامنة و ذهب لی من لدنه علمًا حیًا لاتمام الحجۃ علی الکفر الخیرۃ۔ و
 اند۔ و موطن نہ بخشد تاکہ بر کافران و فاسقان محبت تمام شود۔ و مراد وہ مذہب
 اعطانی ثم اغضاً طریاً بالتغذیۃ جاع الملة۔ و کاساً مہاقا العطاشی
 تر عنیت کہ آہرے گدہان کلت را غذا دادہ شود۔ و مہارے بر خشد تا تشنگان وایت و
 الهدایۃ و المعرفۃ و جعلنی اماماً للکل من یرید صلاح نفسه و محبت
 معرفت را نشانید شود۔ و مراد ہر کس شخص کہ معرفت نفس خود بخشد و بدعا و بدعت سے خواہد
 رضاد و تہ و جعلنی مدرک المکین المملکین۔ و اکمل علی نعمہ و اقم تفضله
 امام گمانید و مراد ان گمانید کہ بشون کمال الہیہ مشرف میباشند۔ و ہر من نعمتاً خود کمال کردہ نشد
 و صفاتی المسیم ابن مریم بالفضل الرحمة۔ و قدر بینی و بیکہ تشاہد الفطرۃ
 خود امام مانید و نام من افضل محمد سید ابن مریم نہاد۔ و درین دنیا و آخرت شہادت قدرت مقدر
 کالجہر من من المادۃ العاجدة و ذهب لی علوماً مقدسۃ نقیۃ و معارف
 کہ۔ چنانچہ مدبر از یک مادہ ہی باشند و مراد علوم مقدس و معارف بخشد و معارف مانت و در شمس
 صافیۃ جللیۃ و علمنی ما لم یعلم غیری من المعاصرین۔ و صحبت فی
 معارف و مراد چنانچہ با معرفت کہ غیر من از مردم ہم فائدہ من اذان با بخیر اند۔ و در دل من معارف
 قابلی ما لم یحیطوا بها علی۔ و نوراً لم یستہ احد منہم و جعلنی من
 برکت کہ کم کن از ایشان اصغر و انیس و در دل من فہم برکت کہ کسی کس از ایشان بزرگتر نشانی ندارد

انجام آتم مطر 75 مندرجہ دہائی خزائن جلد 11 مطر 75 از مراد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 64 پر درج ہے

پیغام صلح

اور حق پوشی میں مد سے
 صبح واقعات سے منہ
 ملک میں ایک بادشا
 کیا جاتا۔ کہ چونکہ وہ با
 لوگ جان پہچانے کے
 پس سوال کریت
 حالت میں خدا کی توحید
 کس تلوار کے خوف
 تھے تو پھر پھر کرنے کے
 گئی تھی۔ اسے حق کے
 جو اسلام کے سخت
 دہی ایک تہم لڑکا تھا
 صورت چند ماہ کا بچہ
 بغیر کسی کے سہارے
 کے ایام میں بعض لوگو
 پچیس برس تک پہنچ
 بظاہر نظر آتا تھا۔ آپ
 اور یہ شخص اتنی تھے
 برس کے سن تک پہنچ
 سے چند میل کے فاصلہ
 کے اندر چھپ جاتا۔

پیغام صلح مطر 28 مندرجہ

البین۔ فاعلموا یا معشر الکفران
 پس بایندے گئے ہنگامہ نما
 یعنی محمدنا علی اس هذا المانة
 مدعوں فرستاد و ہندو ہائے معلوت عام
 طانی علوما و معارفہ لاصلاح
 بن شد کہ ہائے اصلاح ابن امت افواج
 حیالاتہما لہجۃ علی الکفرۃ الفجرۃ - و
 ن جنت نام شود۔ و مرامہ ازہو
 اع الملة وکاسا ہما فاعطاشی
 و۔ و ہما ہائے پر خیر و نیکوین ہایت و
 ل من یرید صلاحہ لنفسہ و جنت
 بیت نفس خود بخیر و نیکوین ہایت و جنت
 یں و اکمل علی نعمہ و اتم تفضلہ
 ن میباشند و ہر نیکوین ہایت و جنت
 و قدر بلی و یدیکہ تشاہد الفطرۃ
 و۔ و ہر نیکوین ہایت و جنت
 علی علوما مقدسہ نقیۃ و معارفہ
 و مصفا بخیر و معارفہ صاف و روشن
 ی من المعاصرین و صبت فی
 من ازال باہر اندہ و و دل من معارفہ
 نہ احد منهم و جعلنی من
 بے غایت کہ کسی نیکوین ہایت و جنت

اور حق پوشی میں مد سے گزر گئے ہیں۔ ہائے افسوس ان کو کیا ہو گیا کہ وہ عہد ا
 صبح واقعات سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے
 ملک میں ایک بادشاہ کی حیثیت سے ظہور فرما نہیں ہوئے تھے۔ تاہم گمان
 کیا جاتا کہ چونکہ وہ بادشاہ ہی بہرہ و اور شوکت اپنے ساتھ رکھتے تھے اسلئے
 لوگ جان بچانے کے لئے ان کے جھنڈے کے نیچے آگئے تھے۔

پس سوال تو یہ ہے کہ جب کہ آپ کے لئے اپنی عربی اور سکینی اور تنہائی کی
 حالت میں خدا کی توحید اور اپنی نبوت کے بارے میں منادی شروع کی تھی تو اس وقت
 کس تلوار کے خوف سے لوگ آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ اور اگر ایمان نہیں لائے
 تھے تو پھر جبر کرنے کے لئے کس بادشاہ سے کوئی لشکر مانگا گیا تھا۔ اور مدد طلب کی
 گئی تھی۔ اسے حق کے طالبو! تم یقیناً سمجھو کہ یہ سب باتیں ان لوگوں کی افتراء ہیں۔
 جو اسلام کے سخت دشمن ہیں تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 دہی ایکسٹیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔ اور ماں
 صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔ تب وہ بچہ جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ تھا۔

بغیر کسی کے سہارے کے خدا کی پناہ میں پرورش پا تا رہا۔ اور اس مصیبت اور تنہائی
 کے ایام میں بعض لوگوں کی بکریاں بھی چرا میں۔ اور بجز خدا کے کوئی متکفل نہ تھا اور
 پچیس برس تک پہنچ کر بھی کسی چچا نے بھی آپ کو اپنی رزق نہ دی۔ کیونکہ جیسا کہ
 بظاہر نظر آتا تھا۔ آپ اس لائق نہ تھے کہ غمانہ داری کے اخراجات کے متحمل ہو سکیں۔
 اور یہ محض اتنی تھی۔ اور کوئی حرفہ اور پیشہ نہیں جانتے تھے۔ پھر جب آپ چالیس
 برس کے سن تک پہنچے تو یک دفعہ آپ کا دل خدا کی طرف کھینچ گیا۔ ایک غار منگہ
 سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ جس کا نام حرا ہے۔ آپ کیلئے وہاں جاتے اور غار
 کے اندر چھپ جاتے۔ اور اپنے خدا کو یاد کرتے۔ ایک دن اسی غار میں آپ

کامل تعلق تبھی ثابت ہوتا ہے کہ بظاہر بہت سے تعلقات میں وہ گرفتار ہو۔ بیویاں ہوں
اولاد ہو تجارت ہو نہایت ہو اور کسی قسم کے اُس پر بوجھ پڑے ہوئے ہوں اور پھر وہ
ایسا ہو کہ گویا خدا کے سوا کسی کے ساتھ بھی اُس کا تعلق نہیں۔ یہی کامل انسانوں کے علامات
ہیں مگر ایک شخص ایک بن میں بیٹھا ہے نہ اُس کی کوئی جو دوسرے نہ اولاد ہے نہ دوست
ہیں مادہ نہ کوئی بوجھ کسی قسم کے تعلق کا اُس کے دامن گیر ہے تو ہم کیونکر سمجھ سکتے ہیں کہ اس
نے تمام اہل دیال اور ملکیت اور مال پر خدا کو مقدم کر لیا ہے اور بے امتحان ہم اُس کے
کیونکر قائل ہو سکتے ہیں اگر ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیویاں نہ کھاتے
تو ہمیں کیونکر سمجھ آ سکتا کہ خدا کی راہ میں جان فحشائی کے موقع پر آپ ایسے بے تعلق تھے کہ
گرمایا آپ کی کوئی بھی بیوی نہیں تھی مگر آپ نے بہت سی بیویاں اپنے علاج میں لاکر مصداق
امتحانوں کے موقع پر یہ ثابت کر دیا کہ آپ کو سمائی لذات سے کچھ بھی غرض نہیں اور آپ
کی ایسی فحشوائی نہ تھی کہ کوئی چیز آپ کو خدا سے روک نہیں سکتی۔ تاویخ دان لوگ جانتے
ہیں کہ آپ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے اور

آپ کے ہر ایک لڑکے کی وفات کے وقت یہی کہا کہ مجھے اس سے کچھ تعلق نہیں میں خدا کا ہوں
اور خدا کی طرف جاؤں گا ہر ایک دفعہ اولاد کے مرنے میں جو لخت جگر ہوتے ہیں یہی منہ سے
نکلتا تھا کہ اے خدا ہر ایک چیز پر میں تجھے مقدم رکھتا ہوں مجھے اس اولاد سے کچھ تعلق نہیں
کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ بالکل دنیا کی خواہشوں اور شہوات سے بے تعلق تھے
اور خدا کی راہ میں ہر ایک وقت اپنی جان تمہیلی پر رکھتے تھے ایک مرتبہ ایک جنگ کے موقع
پر آپ کی انگلی پر تلوار لگی اور خون جاری ہو گیا تب آپ نے اپنی انگلی کو مخاطب کر کے کہا کہ اے
انگلی تو کیا چیز ہے صرف ایک انگلی ہے جو خدا کی راہ میں نہ مرنے ہو گئی۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے گھر میں گئے اور دیکھا کہ گھر میں کچھ اسباب
نہیں اور آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور چٹائی کے نشان بیٹھ پر گئے ہیں تب عمر کو یہ

لحاظ سے
دنوں میں
بہر چوتھا
حقیقتہً ہوا
امساک
میں خدا تو
طور پر لوگوں
لاکھوں
میں اس
پاؤں کے
ہر ایک
ہونے
تمام دنیا
پیدا ہو
ہر سچا
نے حضرت
۲۰۔ فرزند
رکھا گیا
ہوں کہ

محافل سے اُس نے اسلامی جہینوں میں سے جو تھا ہمدینہ لیا۔ یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے جو تھا دن لیا۔ یعنی چار شنبہ۔ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد جو تھا گھنٹہ لیا۔ اور پیشگوئی۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۷ء کے مطابق پیر کے دن اُس کا حقیقہ ہوا۔ اور اس کی پیدائش کے دن یعنی بروز چار شنبہ جو تھے گھنٹہ میں کئی دلی کے امساک باران کے بعد خوب بارش ہوئی۔

یہ چار لڑکے ہیں جن کی پیدائش سے پہلے ان کے پیدا ہونے کے بارے میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک دفعہ پرچہ خبر دی اور یہ ہر چار پیشگوئی نہ صرف زبانی طور پر لوگوں کو سنائی گئیں بلکہ پیش از وقت اشتہار دلی اور رسالوں کے ذریعہ لاکھوں انسانوں میں مشہور کی گئیں۔ اور پنجاب اور ہندوستان میں بلکہ تمام دنیا میں اس عظیم الشان غیب گوئی کی نظیر نہیں ملے گی۔ اور کسی کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں پاؤ گے کہ اولیٰ تو خدا تعالیٰ نے چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی اکٹھی خبر دی اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے الہام سے اعلان کر دی کہ وہ پیدا ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ تمام پیشگوئیاں لاکھوں انسانوں میں شائع کی جائیں۔ تمام دنیا میں پھرو۔ اگر اس کی کہیں نظیر ہے تو پیش کر دو۔ اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۷ء میں دی تھی اس وقت ہر چار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خدا تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۰۔ اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۷ء تو دوسرے کالم کی سطر نمبر ۷۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ تب اس نام رکھنے کے بعد یک دفعہ وہ پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۷ء کی یاد آگئی۔ اب ناظرین کے یاد رکھنے کے لئے ان ہر چار پسر کی نسبت یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کس کس تاریخ میں ان کے تولد کی نسبت پیشگوئی ہوئی اور پھر کس کس تاریخ

دوسرا حصہ

۱۔ تعلقات میں وہ گرفتار ہو۔ بیویاں ہوں اُس پر لہجہ پڑے ہوئے ہوں اور پھر وہ اُتعلق نہیں۔ یہی کامل انسانوں کے علامات کی کوئی جوہر ہے نہ اولاد ہے نہ دوست راسخ گیر ہے تو ہم کو کچھ سمجھ سکتے ہیں کہ اس کے مذکر کیا ہے اور بے امتحان ہم اُس کے فی الحقیقت صلی اللہ علیہ وسلم ہیو یا نہ ہو سکتے کے موقع پر آپ ایسے بے تعلق تھے کہ تھیو یاں اپنے نکل میں لاکر صدمہ مالی لذات سے کچھ بھی غرض نہیں اور آپ کے روک نہیں سکتی۔ تاریخ دان لوگ جانتے

۳۹۹

۲۔ میں زخمی ہو گئی۔ میں گئے اور دیکھا کہ گھر میں کچھ اسباب کی کے نشان بیٹھ پر گئے میں تب غم کو یہ

سے نظر آدے اور کوئی کسی کو نہ سے۔ یہی حال اسلام کا ہے کہ اس کی آسمانی روشنی صرف ایک ہی طرف سے نظر نہیں آتی۔ بلکہ ہر ایک طرف سے اس کے ابدی چراغ نمایاں ہیں۔ اس کی تعلیم بجائے خود ایک چراغ ہے۔ اور اس کے ساتھ جو خدا کی نصرت کے نشان ہیں۔ وہ ہر ایک نشان چراغ ہے۔ اور جو شخص اس کی سچائی کے اظہار کے لئے خدا کی طرف سے آتا ہے۔ وہ بھی ایک چراغ ہوتا ہے۔ میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گذرا ہے۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ اس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزی اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو۔ قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔ اور یہ قول میرا اس لئے نہیں کہ میں ایک مسلمان شخص ہوں۔ بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں گواہی دوں۔ اور یہ میری گواہی بے وقت نہیں۔ بلکہ ایسے وقت میں جب کہ دنیا میں مذاہب کی کشتی شروع ہے۔ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے۔ میں زمین کی باتیں نہیں کہتا۔ کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔ زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ شاید انجام کا عیسائی مذہب دنیا میں پھیل جائے یا بد مذہب دنیا پر حاوی ہو جائے۔ مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی۔ جب تک وہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے۔ کہ آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کریگا۔ اس مذہبی جنگ میں مجھے حکم ہے کہ میں حکم کے طالبوں کو ڈراؤں۔ اور میری مثال اس شخص کی ہے۔ کہ جو ایک خطرناک ڈاکوؤں کے گروہ کی خبر دیتا ہے۔ جو ایک گاؤں کی

کہ باوجود مدعا عرواق خلعت و جود خوش نصوت الحق مکھا ہے جس کے پہلے حصہ نیم مکھا گیا کیا گیا۔ اور چونکہ پانچ حصوں سے

دوسرا حصہ کہ خدا تعالیٰ کو نہ بدگمانی میں مبتلا بدگمانی میں بڑھ حصے اس کتاب تھے اور کچھ مفدا نے گالیں بھی نہ کرتے تو حق گئی۔

اس دیر کا یہ کاروبار اس کے سابقہ میں مکھے اگر یہ کتاب خدا سے نہ ہوتے تو

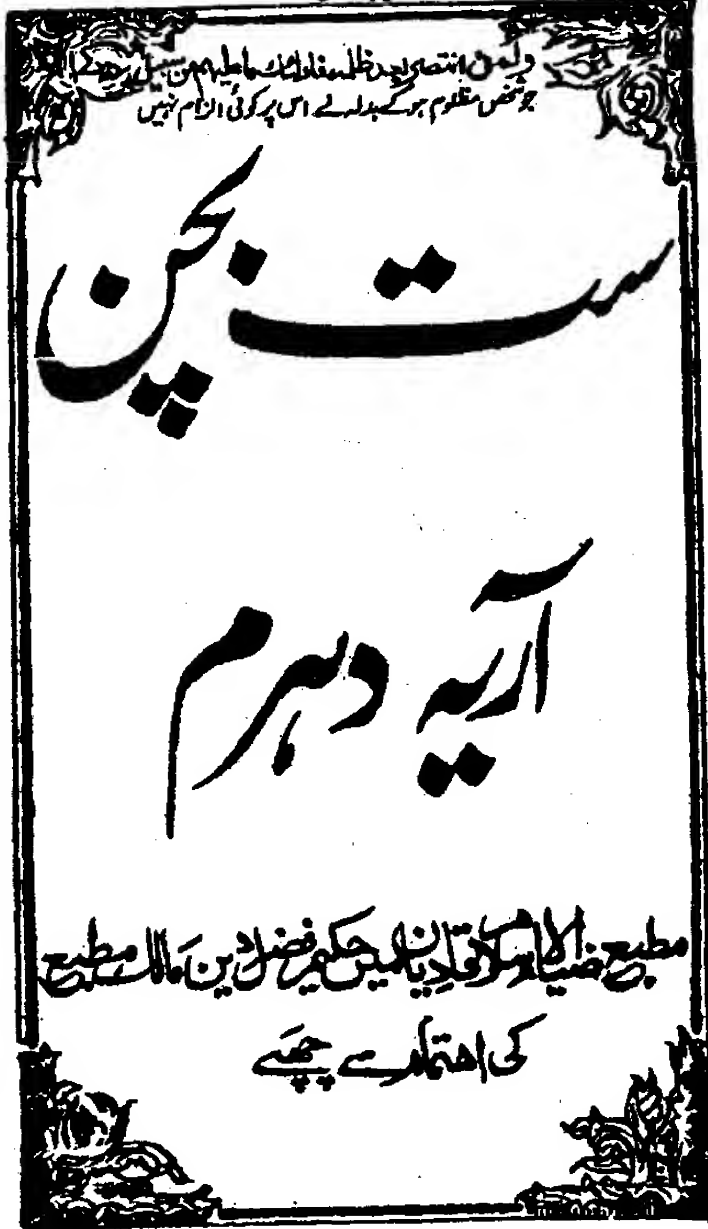
یہی حال اسلام کا ہے کہ اس کی آسمانی
ترتیب نہیں آتی۔ بلکہ ہر ایک طرف سے اس کے
نئے خود ایک چراغ ہے۔ اور اس کے ساتھ
ایک نشان چراغ ہے۔ اور جو شخص اس کی
سے آتا ہے۔ وہ بھی ایک چراغ ہوتا
کی کتابوں کے دیکھنے میں گذرا ہے۔
سی دوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ
م اور خواہ تدبیر منہری اور سیاست مدنی
حکمہ ہو۔ قرآن شریف کے بیان کے
لئے نہیں کہ میں ایک مسلمان شخص ہوں۔
دوں۔ اور یہ میری گواہی ہے وقت
میں مذہب کی گشتی شروع ہے۔ مجھے
سلام کو فتح ہے۔ میں زمین کی باتیں
ہوں۔ بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے
لوگ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ شاید
جائے یا بعد مذہب دنیا پر حاوی
ہوں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات
آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا
بے دلوں کو فتح کر لیا۔ اس مذہبی جنگ
کو ڈراؤں۔ اور میری مثال اس شخص کی
روہ کی خبر دیتا ہے۔ جو ایک گاؤں کی

کہ باوجود مدعا عوائق اور موانع کے محض خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد نے اس حکمہ کو
خلعت وجود بخشا۔ چنانچہ اس حکمہ کے چند اوائل و درق کے ہر ایک صفحہ کے سر پر
نصوت الحق لکھا گیا مگر پھر اس خیال سے کہ تا یاد دلایا جائے کہ یہ دی براہین احمدیہ
ہے جس کے پہلے جلد سے طبع ہو چکے ہیں بعد کے ہر ایک سر صفحہ پر براہین احمدیہ کا
حکمہ پنجم لکھا گیا۔ پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے بائیس پر مکتوم
کیا گیا۔ اور چونکہ پچاس اور بائیس کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اسلئے
پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔

دوسرا سبب اس التوا کا جو تین برس تک حکمہ پنجم لکھا نہ گیا یہ تھا
کہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ اُن لوگوں کے دلی خیالات ظاہر کرے جن کے دل مرض
بدگمانی میں مبتلا تھے اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔ کیونکہ اعتقاد دیر کے بعد علم طبع و لک
بدگمانی میں بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ بعض ناپاک فطرت گاہیل پر اتر آئے اور چار
حصے اس کتاب کے جو طبع ہو چکے تھے کچھ تو مختلف قیمتوں پر فروخت کئے گئے
تھے اور کچھ مفت تقسیم کئے گئے تھے۔ پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں اکثر
نے گاہیل بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی۔ اگر وہ اپنی جلد بازی سے ایسا
نہ کرتے تو اُن کے لئے اچھا ہوتا۔ لیکن اس قدر دیر سے اُن کی فطرتی حالت آزمائی
گئی۔

اس دیر کا ایک یہ بھی سبب تھا کہ تا خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر ظاہر کرے کہ
یہ کار و بار اُس کی مرضی کے مطابق ہے اور یہ تمام الہام جو براہین احمدیہ کے حصوں
سابقہ میں لکھے گئے ہیں یہ اُسی کی طرف سے ہیں نہ انسان کی طرف سے۔ کیونکہ
اگر یہ کتاب خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہ ہوتی اور یہ تمام الہام اُس کی طرف
سے نہ ہوتے تو یہ امر خدا نے عادل و مقدوس کی عادت کے برخلاف تھا کہ جو شخص

ہفتش پر اہل



حوالہ نمبر 129

پرواز نہ ہو جاتے تو کوئی کہہ بھی نہیں دیکھ کے کہتا کہ یہ کہا جاسکتا ہے۔ میں آؤں تو بڑا مان تو لیا آ جاتے ہیں۔ یعنی سننے یا دیکھنے میں آؤں میں آ جاتے ہیں۔ اقرار ہاں تاکہ صاحب اہل یہ تو کچھ ہے کہ ہاں تاکہ صاحب پر لازم تھا کہ نہ رکھتے بلکہ ان کے کے کسی صوفی کے کہتے تھے غور و فکر ہے۔ ظاہر ہے کہ مومن معلوم ہوتی ہے اور نہ قولہ۔ تاکہ جی بڑے اور جہم سا بھی دیکھو میں نے لے بڑی بات جیت ہاتھی سونا چاندی مرقی کیوٹے نہیں تو کہ جیلوں نے پختی تاکہ

سچین

ہرم

کم فیض الدین مالا مطبع

چھپے

بیزار نہ ہو جاتے تو کوئی بھی بیٹلت اُن کو بُرا نہ کہتا۔ اب تو ہوا صاحب ان بیٹلتوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں دیکھ کے مذبذب ہو گئے۔

قولہ۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُنہوں نے دیوؤں کو نہ سُنا نہ دیکھا۔ کیا کریں جو سننے اور دیکھنے میں آوے تو بُدھ مان لوگ جو کہ ہنسی دہ گہے نہیں وہ سب سمجھ دای والے بیدار مت میں آجاتے ہیں۔ یعنی ٹانگ وغیرہ اس کے سکھوں نے نہ دیوؤں کو سُنا نہ دیکھا کیا کریں؟ سُنے یا دیکھنے میں آویں تو جو عقلمند متعصب نہیں وہ فوراً اپنی ٹانگ بڑیا چھوڑ کر دیو کی ہدایت میں آجاتے ہیں۔ اقول اس تمام تقریر سے بیٹلت صاحب کا مطلب صوف آتا ہے کہ ہوا ٹانگ صاحب اور اُن کے پیرو ٹانگ ہیں اُنہوں نے دنیا کے لئے دین کو بچا دیا مگر چند یہ تو سچ ہے کہ ہوا ٹانگ صاحب نے دیکھ کو چھوڑ دیا اور اس کو گمراہ کرنے والا طوطا سمجھا لیکن بیٹلت صاحب پر لازم تھا کہ یوں ہی ہوا صاحب کے گرد نہ ہو جاتے اور ٹانگ اور مکار اُن کا نام نہ رکھتے بلکہ اُن کے وہ تمام عقیدے جو گنتہ میں درج ہیں اور مخالف دید میں اپنی کتاب کے کسی صفحہ کے ایک کالم میں لکھ کر دوسرے کالم میں اس کے مقابل پر دید کی تعلیمیں درج کرتے تا عقلمند خود مقابلہ کر کے دیکھ لیتے کہ ان دو تعلیموں سے کچھ تعلیم کو نسی معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ صوف گالیاں دینے سے کام نہیں نکلتا۔ ہر ایک حقیقت مقابلہ کے وقت معلوم ہوتی ہے اور ناحق گالیاں دینا سفلیں اور کینوں کا کام ہے۔

قولہ۔ ٹانگ جی بڑے دھنڈا اور رئیس بھی نہ تھے۔ پر تو اُن کے چیلوں نے ٹانگ چند دوسرے اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے بڑے پیش رو لے کئے ہیں۔ ٹانگ جی برہما دی سے لے کر بڑی بات چیت کی سب نے ان کا مان کیا۔ ٹانگ جی کے دواہ میں گھومتے۔ رتھ ہاتھی سونا چاندی موتی پنا دی رتنوں سے چلے ہوئے پادارانہ تھا لکھا ہے۔ بھلا یہ گپوٹ سے نہیں تو کیا ہے؟ یعنی ٹانگ جی کہیں کے ملہارا اور رئیس نہیں تھے۔ مگر اُن کے چیلوں نے پوٹھی ٹانگ چند دی اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے دو عقلمند اور بھگت کہہ لکھا ہے

ہر شے اور مرنے کو پاکسٹان دیا ہو کہ باوجود قوت ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے کہ وہ ہو۔ اور باوجود ایک ہونے کے اسے تباہات ملک الگ ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آئے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خط بن جاتا ہو۔ اور ایک نئی تہذیب کے ساتھ اس کے معاملہ کرتا ہو۔ اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہو۔ مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجائے۔ بلکہ وہ انہی سے بغیر تغیر اور کمالی نام رکھتا ہو۔ لیکن انسانی تغیر اس کے وقت جب دنیا کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں۔ تو خدا بھی ایک نئی تہذیب کو سامنے ظاہر ہوتا ہو۔ اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت ہر انسان کو ظہور میں آتی ہو خدا تعالیٰ کی قادرانہ تہذیب میں ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ وہ خلاق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہو جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہو۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے۔ یہ خدا ہو جو ہر اسے سلسلہ کی شرط ہو۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس پر اور اپنے آرام میں پرورد اپنے کئی تعلقات پر ہنسکو مقدم رکھو۔ اور علی طور پر یہاں دی کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفادار کھلاؤ۔ تو اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر ہنسکو مقدم نہیں رکھتی مگر تم ہنسکو مقدم رکھو تا تم انسان پر اس کی حمایت کھسے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلاؤ تا تم خدا کی عادت ہو۔ مگر تم اس حالت میں اس عادت پر حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جہانی نہ ہے اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں جو جائیں۔ اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت میں وہاں باقی اور نامزدی میں اس کے آستانہ پر پڑا ہے جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہو گا جس نے تم کو اپنا چہرہ چھپا لیا ہو۔ کیا کوئی تم میں ہر ایک پر عمل کرے اور اس کی رضا کا طلب ہو جائے اور اس کی رضا و قہر پر تائب نہ ہو۔ سو تم صیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے نہ کرے تمہاری توفیق کا ذریعہ ہے اور اس کی توحید زمین پر پھیلنے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اس کے بندوں پر حکم کرو اور ان پر زبانی یا قہر یا کسی دوسرے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو اور اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو کرو۔ اور گالی دینا اور غریب اور یرم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمراہ بننا تا قبل کئے جانے۔ بہت ہیں جو ظلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندھے

۱۰۶
تو مناسب تھا کہ وہ موجودہ دیکھ کی پرندہ وہ یہی ہے کہ ہر ایک کہتا ہے کہ اگر اندر اندر یہ کہ اندر یہ کہ تمام چیزوں سے بچنے یہ کہ ہر ایک ہم پر نہیں ہے کہ کتاب ہے پھر تو ہے کہ کوئی اصل کتاب صورت بدلتی جس میں ہمیشہ کہ گویا وہ مخلوق کی بکھریب کے طائر ہے نہ وہ اصل و ایمان لاتے ہیں مگر موجودہ دیدہ و معلوق پرستوں کی انسانی پاکیزگی کی کی ہی پاک کا ہے کہ کون آ کر

ماہر کو باوجود وہ نہ ملے کے نزدیک ہے اور نزدیک ہونے کے
کے ساتھ ساتھ ایک ایک الگ ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ
کے لئے ایک نیا خط بناتا ہو۔ اور ایک نئی شکل کے ساتھ اس کے ساتھ
نئے رنگ کے خدائیں بھی تبدیل ہو جکتا ہو مگر یہ نہیں کہ خدائیں کچھ تیرا بناتا
بلکہ اس کے ساتھ ہوتا ہو۔ لیکن انسانی تیرا کے وقت جسم کی طرف
اور بھی ایک نئی شکل کو اس پر ظاہر ہوتا ہو۔ اور ایک ترقی یافتہ حالت
کی جو خدا تعالیٰ کی قادرانہ تخلیق میں ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے
مگر دکھانا جو وہاں خلاق قدرت تبدیلی ظاہر ہوتی ہو۔ خواہ وہ
جو جو ہر اسے سلسلہ کی شرط ہو۔ اس پر ایمان لائے اور اپنے نفس پر
حالات پر اس کو مقدم رکھو۔ اور عقلی طور پر یہاں ہی کے ساتھ اس کی
پانچے اسباب دینے جو عقل پر اس کو مقدم نہیں کرتی مگر اس کو
ماہر کے لئے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھانا قدم سو خدا کی عادت ہو۔
جو جس کے لئے کہ تم میں اور اس میں کچھ بدلتی نہ ہے اور تمہارا حق
کی خدائیں جو جانشین اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت
کے آستانہ پر پڑا ہے جو چاہے سو کہو۔ اگر تمہارا گردے تو تم میں
اور اپنا جو چاہے لیا ہو۔ کیا کوئی تم میں جو اس پر حمل کرے اور اس کی
مختلفہ قدر پر تاہم نہ ہو۔ سو تم صیبت کو دیکھو اور یہی قدم اس کے دیکھو
اور اس کی توحید زمین پر پیوستہ کے لئے اپنی تمام طاقت سے کہ جس کو
پہلے نہ ہاں یا آخر یا کسی تدریس سے ظلم نہ کہ وہ مخلوق کی بھلائی کے لئے
نہ کہ وہ اپنا مانت ہو اور کسی کو گالی مت دو کہ وہ کل دیتا ہو غریب
اور بجا و تا قبول کئے جانے بہت ہیں جو ظلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے

تو مناسب تھا کہ وہ اس بحث میں اپنے نہیں نہ ڈالتے اور چپ ہی رہتے اور خواہ مخواہ اپنے
موجودہ وید کی پر ۵۵ درمی نہ کراتے۔ جو کچھ وید نے اپنا فلسفہ اور علم طبعی ظاہر کیا ہے
وہ یہی ہے کہ ہندوؤں کے پریشکر کو ایک انسان کا فرزند قرار دیتے ہیں اور
کہتا ہے کہ انڈر آریوں کا پریشکر کشلیا کا بیٹا ہے۔
اور نیز یہ کہ عنانہ اور اجرام سماویہ سب پریشکر ہی ہیں اور نیز وہ تعلیم دیتے ہیں کہ ان
تمام چیزوں سے مراد میں مانگی جائیں اور نیز یہ تعلیم جو نہایت گندی اور قابل شرم تعلیم ہے
پینے پریشکر نواف سے دس انگلی نیچے ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں)
ہم یہ نہیں سمجھتے کہ کسی پہلے زمانہ میں یہی وید تھا۔ بلکہ ہماری ہمت ہے کہ یہ ایک حق مبتدل
کتاب ہے کچھ تو باعتبار الفاظ کے اور کچھ باعتبار معنوں کے۔ اور ہمارے نزدیک ممکن اور اغلب
ہے کہ کوئی اصل کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے پہلی کچھ کم کی گئی ہے اور کچھ زیادہ کی گئی۔ اور
صورت بدلتی گئی ہے اور موجودہ وید بلاشبہ ایک گمراہ کر نیوالی کتاب ہے۔
جس میں پریشکر کا بھی پتہ نہیں لگتا اور اس قدر مخلوق چیزوں کی اس میں پرستش کی تعلیم ہے
کہ گویا وہ مخلوق پرستی کی ایک دوکان ہے جس جگہ ہم وید پر کوئی حملہ کرتے ہیں یا اس کی
مخرب کے مطلق پریشکر کرتے ہیں اس جگہ یہی موجودہ وید مراد ہے جو سراسر معرفت مبتدل
ہے نہ وہ اصل وید جو کسی زمانہ میں خدا کی طرف سے آیا تھا اور ہم خدا کی تمام کتابوں پر
ایمان لاتے ہیں اور ایسا ہی اس وید پر جو کسی زمانہ میں ملک ہند کے کسی نبی پر نازل ہوا ہو گا
مگر موجودہ وید کی نسبت ہم اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے کہ جس قدر گندے فستے
مخلوق پرستوں کے اس ملک میں پھیلے ہوئے ہیں یہ سب وید کی ہی مہربانی ہے اور
انسانی پاکیزگی کی نسبت جو کچھ وید نے سکھایا ہے اس کا عمدہ نمونہ نیوگ ہے۔ یہ نیوگ
کی ہی پاک کارروائیوں میں سے ہے کہ آریہ قوم میں اس بات کا ثبوت طنا مشکل
ہے کہ کون آریہ صاحب اصل باپ کے لطفہ میں سے ہے۔ اور کون آریہ

ایک شخص کو کہہ کر میں وہ وہیں رہتی دوسری شادی کر لیں مگر اس کی رو سے حرام ہے اور شوگر
 کی طبیعت ہے یا رو صحت مشہور دیتے ہیں کہ وہ صاحب شوگر کا لے اور بہت بوجھائی ایک
 یوں لکھتا ہے کہ شوگر جو اس کے لئے ہے اس کام کے بہت بوجھ ہے اور یہی حال ہے اس سے
 شوگر کا کیا تھا اور یہ لکھتا ہے کہ شوگر کا کام شوگر کا ہی ہے اور شوگر کا کام شوگر کا ہی ہے
 سب کام لے لیں تو شوگر کا کام بھی نہیں۔ ہمارا شوگر شہر میں ہے کہ ان کام میں گے
 مات کو کہا ہے کہ شوگر کو پوری گئی وہ مال میں ایک مشہور قدیم اول نیر کا بدعاش اور برا کرد تھا
 سنے ہی بہت خوش ہو گیا اور ان میں کاموں کو چاہتا تھا جو اس سے زیادہ اس کو کیا چاہیے تھا ایک
 خزان صحت اور شوگر صحت شام ہوتے ہی آسودہ ہوا۔ اور صاحب پہلے ہی ملاحتوں کی طرح ایک
 کوٹری میں نرم ہونے لگا تھا اور وہ مال بھی وہ تیروں میں اس نے کی ملاحت میں کھانا تھا مگر
 یہ مال کا صحت ہو تو کھانا ہو۔ یہ شوگر کا تھا آتے ہی سیرجہ مال نے مال دھرت کے نام میں کا شیشہ توڑ
 جا اور وہ بدعت صحت تمام ہوتے اس سے مال کا کاتی رہی اور اس طریقہ نے جو صحت کا ملا تھا خزان
 مال شرم اس صحت سے کہ شوگر کے مال میں اس کے مال میں اس کے مال میں اس کے مال میں اس کے مال میں
 کی بیکر مشقت ہے اکثر شوگر کی ملاحتوں سے مشابہ بھی کہتے ہیں یہ صحت و طبیعت بھی طرح طرح کی ہاں
 کھان کر کوٹری سے ہمارا شوگر اور شوگر ہی تھے کہ کر اس کی ملاحت وہ مال سے اس سے اس سے اس سے
 بدعاش کو کہا۔ سرور صاحب مال کی طبیعت گندی اس شوگر اگر مالک با دوی اور مالوں میں ہوا
 دیا کر اس مال میں لکھتا ہے کہ شوگر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ مجھے تو اسی دن سے تپ پڑتا ہے شوگر کا
 جبکہ میں نے پہلی مال کے گھر کی کیفیت مٹی مٹی اور پھر کہا وہ حقیقت میں دنیا سے ہوا ہوا ہے کیا
 عورت نہ پیر گئی ہے جو ملاحت گئی۔ شوگر نے کہا کہ ان ملاحتوں میں سب کچھ ہے کیا مید کی آگیا کسی ملاحت
 بھی ہوتی ہے میں تو ان ہی ملاحتوں کے خیال سے دیکھ کر صحت دنیا میں کا پوسٹک مال میں اس کے مال میں
 جو شوگر ایک شہوت پرست ہوئی تھا۔ اس کو کسی دیر شہوت پرست اور شوگر کی ملاحت مٹی اور مال میں
 (لوٹ چہ بہرہ) نے کھانا خوش ہو گیا اور جو ملاحت گئی اس کی ملاحت میں اس کے مال میں اس کے مال میں

یہ کچھ حوالہ لکھتا تھا اس
 میں ان ملاحتوں کے حوالے
 ہیں اس کے بعد ہر شوگر
 اسٹیوٹ میں دیکھتا ہے
 برصغیر میں صحت کو
 اور شوگر کی شہوت ہوئی
 ہے کہ دل میں اس کے
 مال کے کچھ میں صحت
 میں پہلے ہی ملاحت
 خوشیاں بھی تو ہوتی
 کے کچھ کوئی ملاحت
 صحت کے بہت بوجھ
 اس کی تعلیم دیتے ہیں
 اگر کسی ملاحت ہے
 قریب ہو گیا کہ
 راقم دیکھتا ہے سب ملاحت
 یہ ملاحت کاٹیں ملاحت
 میرے شوگر نے
 سے تیرے ہی ملاحت
 میں نے خوب ملاحت
 اب وہ شوگر اور

پہنچا اعتقاد رکھتا تھا اسی نے صوفیہ راہِ دولت کی محنت کی باتیں سن کر اُس کے خوش کرنے کے لئے اس
 میں اس راہ کی گمان پہنے طے میں رہت ہنساکہ اس وقت کی پٹریچنے کے لئے کہاں تک فوجت پہنچ گئی
 پھر اس کے بعد ہر سنگ و زحمت ہوا اور اللہ مگر کی طرف خوش خوش کیا اور اُسے یقین تھا کہ اُس کی
 ہستی دِلم و دلی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہوگی نیز کہ وہ دوسری ہوئی۔ لیکن اُس نے اپنے گمان کے
 برخلاف اپنی محنت کو روکتے پایا اور اس کو دیکھ کر وہ بہت ہی دلی بہا تک کہ چہ نہیں چل گئیں۔
 اور چکی آئی شروع ہوئی۔ اور نہ یہ اپنا سا جو کہ اپنی محنت کو کہا کہ "بہے جھاگوں آج تو خوشی کا دن
 ہے کہ دل کی مرادیں پھری جو کس اور پیچ بٹھ گیا پھر تو دلی کیوں ہے وہ دلی میں کیوں نہ دوں تو نے
 سارے کتھ میں میری ٹھٹھیلید کی اور اپنی پاک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری بھی۔ اس سے بہتر تھا کہ
 میں پہلے ہی مصافی۔ اور دلیٹ ہوا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر اب کچھ ہونے کی بھی کس قدر خوشی ہوگی وہ
 خوشیاں بھی تو توئی کے سے گی مگر راقم دلی شایہ کوئی نیک اصل کی تھی اُس نے فوجت جواب دیا کہ راقم
 کے کچھ کوئی حرام کا ہی جو تو خوشی مناد سے اور تیز ہو کہ وہ کہ ہے جسے کیا کہہ دیا یہ تو میدان گیا ہے
 محنت کو یہ بہت سن کر آگ ملک گئی دلی میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیسا دید ہے جو بیکاری سکھاتا اور نہ
 کالی کی تعلیم دیتے ہیں تو دنیا کے غلاب ہزاروں باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں کبھی کہیں نہیں من
 کر کسی مذہب سے دیک کے تمام تسلیم بھی دی ہو کہ اپنی کل میں صدقوں کو دوسروں سے بہتر کراد۔ آخر
 غلاب اپنی کی سکھونے کے لئے ہوتا ہے نہ بیکاری اور نہ کالی میں ترقی دینے کے لئے۔ جب
 راقم دلی یہ سب باتیں کہہ چکی تو لالہ نے کہا کہ چپ و چوب جو ہوا سو ہوا ایسا نہ ہو کہ شریک نہیں اور
 میرا تک کا میں سلام دلی نے کہا کہ اسے یہ کیا ابھی تک تیرا تک تیرے منہ پر پاتی ہے صدی رات
 جسے شریک نے جو تیرا سلام ہے اور تیرا چا دشمن ہے تیری سمجھوں کی یہاں تا حد حرت کے مخالفان دلی
 سے تیرے ہی بستر پر چل کر تیرے ہی مگر میں خواب کی اور ہر ایک تلک حرکت کے وقت جتا بھی دیا کہ
 میں نے خوب بدایا سو کیا اس بے فحش کے بعد بھی تو جوتا ہے کاش تو اس سے پہلے ہی مرا جوتا
 اب نہ شریک اور ہر دشمن باتیں نہ لے اور بٹھا کرنے سے کب باز رہے گا بکن تو کہہ گیا ہے

یہ حوالہ صفحہ 67 پر درج ہے

آرہم سنہ 34۳76۳۳۱ مندرجہ ذیل خزانہ جلد 10 سنہ 31۳75۳76

انہیں مسکا کر دیکھا کہ اے اوس سے اوس سے آخر فرنگ
 سب ٹنگ کر اے اوس اوسیت جو جانیگی ایک
 سبیت ہیں ہے ظاہر ہی حال نے اس سے
 کرنا داغ ہو گیا وہ سب ملے آپ ہی نے
 ملا کر شرف نفس لئے کہ اوس ہم سجدہ دیں گے
 جو قدم اول نمبر کا دعاش اور ہر ایک ہند
 چوس سے زیادہ اس کو کیا چاہیے تھا ایک
 صاحب نے پہلے ہی ملا مراد کی طرح ایک
 زلف میں اس نے کی طرف سے دیکھا یہ تھا مگر
 لائے لہذا ریش کے نام میں کاشیہ کوڑ
 اس پیلید نے جو صورت کا ملا تھا نہ ریت
 اس کے وہ تمام بات اپنے کانوں سے جیانی
 تھے ہے صبح و غیثت بھی طرح حال کی ہیک
 اوف وٹھ سارے کے ادب سے اس پیلید
 سکرا کر ملک باد دی ہوا شمول میں جتا
 مجھے تو اسی دن سے سب پرستین ہو گیا تھا
 وہ حقیقت میں دنیا سے ہوا ہر ہیکما
 صاحب سب کے کیا ہوئی کی گئی کسی خوا
 دنیاؤں کا پستک مانا ہوں بعد دراصل
 ہر زور شرقی شلوک کی پیمانہ بھی ہو نہ ان
 کا میں نظم نے ہر ایک کو سجدہ کر کے لیا ہے

یہ حوالہ صفحہ 67 پر درج ہے

76t75.34t3

کرمیں اس فتح عظیم کو چھپا نہیں سکا کہ جو تاج و سادھل کے مقابل پر کچھ حاصل ہوئی۔ میں ضرور راقم دلی
 کھدا راقشہ محل کے لوگوں پر ظاہر کروں گا سو یاد رکھ کہ وہ ہر ایک مجلس میں تیرا تک کاٹنے کا اور ہر ایک
 روٹی میں بیکہر تھے جتنے گاہ اندر آئے کہ تعجب نہیں کہ وہ دعوے کر دے کہ رام دئی میری ہی
 عورت ہے کیونکہ وہ اشد سے یہ کہ بھی گیا ہے کہ آئندہ بھی میں تھے کسی نہیں چھوڑ دینگا اور قیوت
 نے کہا کہ نکاح کا دعوی ثابت ہوتا تو مشکل ہے البتہ بارانہ کا اظہار کرے تو کہہ سکتا ہوں اور بھی
 رسوائی ہو بہتر تو یہ ہے کہ ہم دیش ہی چھوڑ دیں۔ بیٹا ہونے کا خیال تھا وہ تو ایشرنے دے ہی دیا بیٹے
 کا ہم شکر محنت نہ پر خندہ ہنسی اور کہا کہ تھے کس طرح ان کے کوکر لفظیں ہوا کہ ضرور بیٹا ہوگا اہل
 قریب ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر بھی تو اس بات پر کئی دلیل نہیں کہ وہاں ہی ہوگا کیا بیٹا
 ہون کسی کے اختیار میں رکھا ہے کیا ممکن نہیں کہ محل ہی خطا جائے یا لڑکی پیدا ہو جائے اور ٹوٹ بولے
 کہ اگر محل خطا گیا تو میں کہیں سگے کو جو اسی محل میں رہتا ہے بیوگ کے لئے بلا لیاں گا محنت نہایت
 غصہ سے بولی کہ اگر کوئی سگے بھی کہہ دے کہ تو پھر کیا کریگا۔ اور کہ تو جانتی ہے کہ لڑکی سگے بھی ہوں
 محفل سے کہ نہیں اس کو بلا لائوں گا۔ پھر اگر ضرورت پڑی تو جیسا سگے۔ بہنا سگے۔ پڑ سگے۔ جیوں سگے
 صوبہ سگے۔ خیران سگے۔ بچن سگے۔ راقم سگے۔ کشن سگے۔ دیال سگے۔ سب اس محل میں رہتے ہیں اور نہ
 اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر میں میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں عورت دلی کی میں
 اس سے بڑھ کر تیرے صراح دیتی ہوں کہ کچھ بلار میں ہی بیٹھا ہے تب دیش میں کیا چیزوں کو کھوں
 سکتے ہیں منہ کا لا جو ہر تاقادہ تو ہم کا مگر یاد رکھ کہ بیٹا ہونا پھر بھی اپنے بس میں نہیں اور اگر ہوا بھی
 تو تھے اس سے کیا جس کا وہ نطفہ ہے آخر وہ اسی کا ہوگا اور اسی کی غور ہونے گا کیونکہ در حقیقت وہ
 اسی کا بیٹا ہے اس کے بعد راقم دئی نے کچھ سوچ کر یہ مفاد شروع کیا اور دودھ دھک آجاتی اور آواز
 سن کر ایک چٹت نہال چند نام دھڑا آیا اور اتنے ہی کہا کہ لا سگے تو ہے یہ کسی راقم نے کی آواز آئی۔
 اور تک کھا جاتا تو نہیں تھا کہ نہال چند کے آگے قصہ بیان کہ ہے مگر اس خوف سے کہ راقم دئی
 اس وقت غصہ میں ہے اگر میں بیان نہ کروں تو وہ ضرور بیان کر دے گی کچھ کہیں یا سا جو کہ زبان دیکر

کہنے لگا کہ جہاں تاج آپ جانتے ہیں کہ وہیں
 میں نے بہت دنوں سوچ کر رات کو بیوگ
 پر سگے کو لایا ہے معلوم ہوا کہ وہ میرے
 اور میری بہتری کو خود غلبہ کریگا اور نہ
 نہال چند لے گا کہ در حقیقت بڑی غلطی ہوئی
 کیا تھے معلوم نہ تھا کہ بیوگ کے لئے یہ
 کس محل کی تمام کھڑکیاں بند کر دیں تھے
 ہوں پھر اگر تھے بیوگ کی ضرورت تھی تو
 اس محل میں بائیس سنی ہونے کے قریب
 بھی سنی پرہ کی باتیں ہیں سب کچھ
 نہ دو چار کھنڈی تک دیکھ کر سار
 تھا کہ در حقیقت مجھ سے محنت غلطی ہوئی
 ہونے پر پھر نہ کے رام دئی کو کچھ چکا
 اگر اسی وقت راقم دئی مجھ سے بیوگ
 لوں گا اور پہلا محل ایک سنگی بات ہے
 بات پر میری روٹی ہو گیا مگر راقم دئی
 کو کہا کہ بس راج اس کا یہی حال ہے
 یاد کہ کے بیٹا اور یہی ہے کہ میرا
 دھکے کے تہ وہ شہوت ہوت
 کہا نہیں بھاگوں بیوگ کو کڑا نہیں
 ہیں اور وہ عیش کسی دوسرے سے

لی کے مقابل پر مجھے حاصل ہوئی میں ضرور رام دئی
و کہ وہ ہر ایک مجلس میں تیرا تاک کاٹنے کا اور ہر ایک
بہنوں کو وہ دھمکے کر دے کہ رام دئی میری ہی
کہ از بندہ ہی میں تجھے کسی نہیں چھوڑ دنگلہ وقت
نہ بارانہ کا اظہار کرے تو کہے تا ہماری اندر بھی
یٹا ہونے کا خیال تھا وہ تو ایشور نے دے ہی دیا بیٹے
اس طرح اندر کو کر لیتیں ہوا کہ ضرور بیٹا ہوگا اعلیٰ
تو اس بات پر کہ کئی دین نہیں کہ لڑکا ہی ہوگا کیا بیٹا
ہی خطا بلانے والا پیدا ہو لالہ درٹ لے
رہتا ہے بیڑگ کے لئے بلا ملان کا محبت نہایت
کیا کر لگا لالہ لڑکا تو جانتی ہے کہ لڑکی سنگہ بھون
ہوئی تو جیت لے سنگہ۔ لہنا سنگہ۔ پڑ سنگہ۔ جیتوں سنگہ
کہ۔ خیال سنگہ سب اس محل میں رہتے ہیں اندر نہ
کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں محبت دلی کی میں
یہ بٹھا ہے تب دلی میں کیا جڑوں کو کھوں آ
بیٹا ہونا پھر بھی اپنے میں نہیں اندر ان کو بھی
ہوگا اندر کسی کی غور ہونے گا کیونکہ در حقیقت وہ
پھر بڑا شروع کیا اندر دنگلہ آواز گئی اور آواز
کی کیا کہ لڑکے تو ہے یہ کسی اندر کی آواز کی۔
تو صدیقان کہے مگر اس خوف سے کہ رام دئی
ضرور بیان کر دے گی کچھ کہیں سا جو کر زمان دیگر

کہنے لگا کہ ہمارا آپ جانتے ہیں کہ وید میں وقت ضرورت بیڑگ کیلئے لگایا ہے۔
میں نے بہت دنوں سوچ کر رات کو بیڑگ کر لیا تھا مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں نے بیڑگ کے لئے
ہر سنگہ کو لایا لیکن مجھے معلوم ہوا کہ وہ میرے دشمن کر م سنگہ کا بیٹا اور نہایت شریک آدمی ہے وہ مجھے
اور میری بہتری کو ضرور غلب کر لگا اندر وہ مجھ کر گیا ہے کہ میں یہ ساری کیفیت خوب شیخ کروں گا
نہال چند لڑکا کہ در حقیقت بڑی غلطی ہوئی اور پھر لڑکا کہ وساطت تیری کچھ نہایت ہی افسوس ہے
کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ بیڑگ کے لئے پہلا حق پرستوں کا ہے اور غالباً یہ بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہوگا
کہ اس محل کی تمام کھڑائی محبتیں مجھ سے ہی بیڑگ کرتی ہیں اور میں دن رات اسی سدا میں لگا ہوا
ہوں پھر اگر تجھے بیڑگ کی ضرورت تھی تو مجھے لایا ہوتا سب کام ہر دن ہوجاتا اور کوئی بات نہ نکلتی
اس محل میں لایا سنگہ تین ہزار کے قریب ہندو عورتوں نے بیڑگ کیا ہے مگر کیا کسی تم نے اس کا ذکر
بھی منہ نہ پرہ کی باتیں ہیں سب کچھ ہوتا ہے ہر ذکر میں کیا جاتا لیکن ہر سنگہ تو ایسا نہیں کر لگا
فردہ دو چار گھنٹوں تک دیکھتا کہ سارے شہر میں رام دئی کے بیڑگ کا شور و غوغا ہوگا۔ لالہ درٹ
لگا کہ در حقیقت مجھ سے سخت غلطی ہوئی اب کیا کروں اس وقت شری پٹلت نے یہ کام مٹ نہ
ہونے پر دم نہ دے رام دئی کو دیکھ چکا تھا کہ جوان اور خوش شکل ہے نہایت نہایتی کا جواب دیا کہ
اگر اسی وقت رام دئی مجھ سے بیڑگ کرے تو میں قہہ دار ہوتا ہوں کہ ہر سنگہ کے فتنہ کو میں نہیں
لیں گا اور یہ اصل ایک سنگی بات ہے اب ہر چال تیری ہر چالے کا تب وساطت درٹ تو اس
بات پر بھی راضی ہو گیا مگر رام دئی نے سنگہ سخت گالیاں اس کو نکالیں تب وساطت نے فتنہ
کو کہا کہ ہمارا اس کا یہی حال ہے ہرگز بیڑگ کر نہیں چاہتی پہلے بھی شکل سے کر لیا تھا جس کو
یاد کہ کے بیڑگ لڑا ہی ہے کہ میرا سنگہ کا کیا لڑا ہی سے تو اس نے جینیں ماری تھیں جن کو آپ سنگہ
دھڑکے تب وہ شہوت بہت پنڈت وساطت کی یہ بات سن کر رام دئی کی طرف متوجہ ہوا اور
کہا نہیں بھانوں بیڑگ کو کر نہیں مانتا چاہئے یہ روٹا گیا ہے مسلمان بھی تو عورتوں کو طلاق دیتے
ہیں اندر وہ عورتیں کسی دوسرے سے طلاق کر لیتی ہیں سو جیسے طلاق جیسے بیڑگ بات ایک ہی ہے

لو کہ ہمارا صحت کو ختم ہوتا تھا کہ اگر وہ فحش پیش رفتی رہے گی تو اسے قانون دکھائی کی سخت آزمائش بھی برداشت کرنی پڑے گی۔ بہت سی عورتیں اسی سختی کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے بچ رہی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریقہ نادر ہے۔ مرض آنکھ کے ادویات کے شہادت کثرت سے مشالے جوتے ہیں۔ جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آنکھ بہت پھیلا ہوا ہے اور انہیں اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت دشمنیت ہے۔ گرا بیچہ ناد میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت کرہی ہو رہی ہے یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ نہایت دانا ہو جو جانے لگے ہیں نہایت جوری ہے کہ ان کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ اسحق اور ذریعہ کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو ہمیشہ کے لئے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور ان قانون موت قانون دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت متحرک رہیں گے کہ اگر وہ ملہ ہند میں قانون دکھائی جاری کیا جاوے گا۔ اگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورنر کو ان کے لئے پورے میں رہیں انہیں ہم پر پوری نگرانی ہوگی۔ یقین ہے کہ گورنٹ ہند اور ہر ذمہ دار اس معاملہ پر ضرور توجہ اور طور فرمادیں گے۔

ہیں کہ رسم نیوگ پیاری ہے	دین دنیا میں ان کی خواہی ہے
ہیں کہ دیں میں سے ایسی بے شرمی	عقل و تہذیب سے وہ جلدی ہے
ہیں کہ آتی نہیں نیوگ سے جلد	ان کی شہے طمان نے عقل ملی ہے
ہیں کہ مکمل گئی حقیقت کئی	اب تو باقی کی بے حداری ہے
ہیں کہ ہفت یہ گنتی پھیلی	وہ تو کج غیث کی پندی ہے
دوسرا پیادہ کیوں مسلام نہو	جبکہ رسم نیوگ جلدی ہے
کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم	اس کے عہد میں تو جلدی ہے
پیکے پیکے حرام کر دیا	انہیں کا اصول جلدی ہے
آدھے یہ نجیٹ اور ہر رسم	ہیں کہ خادوں میں سادگی ہے

نہیں بیگنہ پر یہ شرم
ایک سوختن میں ان
وہ ما کیا دہرم ہے
آپ لو! دل میں غیب
ہیں کہ کہتے ہیں اگر غیب
کچھ نہیں سمجھتے یہ
مذہب اس کا ہے
غیر مردوں سے
غیر کے ساتھ جو کہ
ہے وہ چشمال و شرم
ہیں کہ شرم و شرم
ایسی اولاد پر
نام اور کے
بیٹا بیٹا پکاری
وہ سے کہنا کہ
وہ صاحب بھی
گرمیں لہے لہے
اس کے پادوں کو
ہر دوہا پر شرم
شرم و غیبت
ہے تو کی مرد کی

زن بیگنہ پر یہ شیدا ہیں	جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
ہوئی سوختن میں اُن کے مزے	اُن کی ماری ہر ایک ماری ہے
مادہ ماکا وہم ہے کیا ایمان	جس میں واجب حرام مکاری ہے
فریو دل میں فور سے سوچ	شرم و غیرت کہاں تھا ماری ہے
جس کو کہتے ہیں آریوں میں نیوگ	ناک کے کانٹے کی ماری ہے
کچھ نہیں سوچتے یہ دشمن شرم	کہ یہ پل شیدا ایک ماری ہے
مذہب اس کا ہے بلا دلت	انتقاد اس پر بد شعاری ہے
غیر مردوں سے مانگتا لطف	سخت خبیث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے	وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
یہ وہ چٹا دل دلت اور پانی	بھخت اس کی کوئی چماری ہے
ایں کٹھنوں نیوگ کے بچے	آریہ دیس میں یہ غماری ہے
ایسی اولاد پر خدا کی مار	یہ نہ اولاد قہر باری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے	ساری شہوت کی بیقراری ہے
پیشا پکاری ہے غلط	یار مکی اس کو آہ و نزاری ہے
دس سے کہہ چکی زنا بیگن	پاک دامن ابھی بچاری ہے
والہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں	اُن کی لالی نے قتل ماری ہے
گھر میں کہتے ہیں اس کی یاد کو	ایسی جود کی پاسداری ہے
اس کے پلوں کو دیکھنے کے لئے	مرا بازار اُن کی باری ہے
بھروسہ پر خا ہوا یہ کیا ہے	وہ نیوگی پہ اپنے داری ہے
شرم و غیرت ذرا نہیں باقی	کس قدر اُن میں بد باری ہے
یہ قوی مرد کی کاٹش انہیں	طوب بزدل کی حق گناری ہے

یہ کی تو اسے قانون دکھائی کی سخت آزمائش
 کی وجہ سے مری زندگی غراب کرنے سے تنگ
 رہی آنکھ کے ادھیات کے شہادت کٹر
 میں مرض آنکھ بہت پھیلا ہوا ہے اول تو میں
 سے خاندان میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت
 قیمت دیکھ کر جو جلتے جلتے ہیں یہ نہایت
 سے یہ اس کی اور مذہب کو بگاڑنے کے
 میں زندہ مکیں اور وہ قانون موت قانون دکھائی
 قانون دکھائی جاری کیا جاوے گا مگر یہ شرط
 پر پناہی ہاویں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند

اور دنیا میں ان کی غماری ہے
 لڑتے تہذیب سے وہ ماری ہے
 کی شہادت نے قتل ماری ہے
 ب تو احمق کی بد شعاری ہے
 تو ک خبیث کی پکاری ہے
 رسم نیوگ جاری ہے
 کے بھلے میں تو غماری ہے
 کا اصول بھاری ہے
 کے خاندان میں ماری ہے

ضمیمہ برائے ابن احمد

۱۹۲

حصہ خیم

کہہ ہیں اس لئے وہ باوجود اپنے طور کے وجود اور نقص اور اشعار خوانی اور سرود وغیرہ کے
رحیم خدا کے تعلق سے سخت بے نصیب ہوتے ہیں اور اس نطفہ کی طرح ہوتے ہیں تو بڑا شک
کی بیماری یا جذام کے عارضہ سے مل جائے اور اس قابل نہ رہے کہ رحم بھی تعلق کر سکے۔
پس رحم اور رحیم کا تعلق یا عدم تعلق ایک ہی بنا پر ہے صرف روحانی اور جسمانی عواض
کا فرق ہے۔ اور جیسا کہ نطفہ بعض اپنے ذاتی عواض کی رو سے اس ذاتی نہیں رہتا کہ رحم
اس سے تعلق کر سکے اور اس کو اپنی طرف کھینچ سکے ایسا ہی حالت شروع ہو نطفہ کے
دور پہلے بعض اپنے عواض ذاتیہ کی وجہ سے جیسے بکتر اور عجب اور دیا یا اور کسی قسم کی
ضمانت کی وجہ سے یا شرک سے اس ذاتی نہیں رہتی کہ رحیم خدا اس سے تعلق کر سکے
پس نطفہ کی طرح تمام فضیلت روحانی وجود کے اولی مرتبہ کی جو حالت شروع ہے رحیم خدا
کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے جیسا کہ تمام فضیلت نطفہ کی رحم کے ساتھ
تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے۔ پس اگر اس حالت شروع کو اس رحیم خدا کے ساتھ حقیقی
تعلق نہیں اور حقیقی تعلق پیدا ہو سکتا ہے تو وہ حالت اس گندے نطفہ کی طرح ہے
جس کو رحم کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا نہیں ہو سکتا اور یاد رکھنا چاہیے کہ نماز اور یاد الہی
میں جو کبھی انسان کو حالت شروع میں آتی ہے اور وہ بعد از مدتی پیدا ہو جاتا ہے یا
لذت محسوس ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی
تعلق ہے جیسا کہ اگر نطفہ اندام نہانی کے اندر داخل ہو جائے اور لذت بھی محسوس ہو
تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس نطفہ کو رحم سے تعلق ہو گیا ہے بلکہ تعلق کے لئے
طبیعیہ آمادہ اور مقامات ہیں۔ پس یاد الہی میں ذوق شوق جس کو دوسرے قطعوں میں حالت
شروع کہتے ہیں نطفہ کی اس حالت سے مشابہ ہے جب وہ ایک صورت انمول پر کار
اندام نہانی کے اندر گر جاتا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ وہ جسمانی عالم میں ایک
کمال لذت کا وقت ہوتا ہے لیکن تاہم فقط اس قطعوں کا اندر گنا اس باکو مستلزم نہیں

۳۷

ضمیمہ برائے ابن احمد

کہ رحم سے اس نطفہ کا تعلق
ذوق شوق اور حالت
جائے اور اس کی طرف
اندام نہانی میں پڑتا ہے
جیسا کہ اپنی پوی کے
اور حالت ذوق و شوق
ان لوگوں کا جو محض
رکھتا ہے جو زمانہ روح
نطفہ میں تعلق کر سکی
اور لذت اور سرور اس
جو اس روحانی صورت
اور عینی صورت اندام
اس بات پر حالت
گودہ کیسی ہی لذت
کسی شخص میں نماز اور
تبدلی حالت میں
ہے اور بات بار بار
بہت سے لغویہ
اور کثر و کرم کا
حد پر پہنچا دیا
تو کہہ کر کہ
بہتر نہ کہ ہے

جلد 21 صفحہ 192-196 | یہ حوالہ صفحہ 67 پر درج ہے

ضمیمہ ۱ این احمدیہ حصہ پنجم منی 192-196 مند بھرومانی خزان جلد 21 منی 192-196 یہ حوالہ صفحہ 67 پر درج ہے

مستکرم نہیں کہ اس شخص کو خدا سے تعلق بھی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ سب علامات کسی شخص میں موجود ہوں
مگر ابھی اس کو خدا تعالیٰ سے تعلق نہ ہو۔ جیسا کہ مشاہدہ حکیمہ اس بات پر گواہ ہے کہ بہت سے
لوگ ہندو نصیحت کی مجلسوں اور غلط و تذکیر کی محفلوں یا نماز اور یاد الہی کی حالت میں خوب
دوڑتے کودتے اور نعرے مارتے اور سوز و گداز ظاہر کرتے ہیں اور انہوں نے ان کے نصیحتوں پر
پانی کی طرح دیاں پوچھتے ہیں بلکہ بعض کا دنا تو منہ پر رکھا ہوا ہوتا ہے۔ ایک بات سنی اور
دوسری مدویا۔ مگر ہم لغویات سے وہ کنو کش نہیں ہوتے اور بہت سے لغو کام اور لغو باتیں
اور لغو سیر و تماشے ان کے گمے کا کار ہو جاتے ہیں۔ جن سے سمجھا جاتا ہے کہ کچھ بھی ان کو خدا کا
سے تعلق نہیں اور نہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور سمیت کچھ ان کے دلائل میں ہے۔ پس یہ عجیب
تماشا ہے کہ ایسے گندے نفسوں کے ساتھ بھی مشغول اور سوز و گداز کی حالت میں جمع ہو جاتی ہے
اور یہ حیرت کا مقام ہے اور اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بجز مشغول اور گمے و زلزلہ
کہ جو بغیر ترک لغویات ہو کچھ فخر کرنے کی جگہ نہیں اور نہ یہ قریب الہی اور تعلق با خدا کی کوئی
علامت ہے۔ بہت سے ایسے فقیر نے چشم خود دیکھے ہیں اور ایسا ہی بعض دوسرے لوگ
بھی دیکھے ہیں آئے ہیں کہ کسی مدناک شعر کے پڑھنے یا مدناک نظارہ دیکھنے یا مدناک قصہ
کے سننے سے اس جلدی سے ان کے آنسو گرنے شروع ہو جاتے ہیں جیسا کہ بعض بادل اس قدر
جلدی سے اپنے ٹوٹے ٹوٹے قطرے برساتے ہیں کہ باہر سونے والوں کو رات کے وقت فرصت
نہیں دیتے کہ اپنا بستر بغیر تہہ ہونے کے اندر لے جائیں۔ لیکن میں اپنی ذاتی شہادت کو ہی دیتا
ہوں کہ اکثر ایسے شخص میں نے بڑے مکاد بلکہ دنیا دہوں سے آگے بڑے ہوئے پائے ہیں اور
بعض کو میں نے ایسے خبیث طبع اور بد دیانت اور ہر پہلو سے بد معاش پایا ہے کہ مجھے آنکھی
گریہ و زاری کی حالت اور شروع مشغول کی خصلت دیکھ کر اس بات سے کراہت آتی ہے
کہ کسی مجلس میں ایسی رقت اور سوز و گداز ظاہر کہوں۔ ہاں کسی زمانہ میں خصوصیت کے ساتھ
یہ نیک باندوں کی علامت تھی مگر اب تو اکثر یہ پیرایہ مکادوں اور قریب وہ لوگوں کو چھوٹا

بزرگڑے۔ بال سر کے لیے۔ ہاتھ پر
گو باہر وقت ذکر الہی نہیں ہر
اپنے فقر کی ظاہر کرتے ہیں مگر
میری اس تحریر سے مستثنیٰ ہیں
تکلف اور قال کے۔ ہر حال
کے لئے کوئی مخصوص علامت نہیں
دوئل مولد میں حرکت کرتی ہے
ہے کہ یہ فرجی اور ایک باند کی قہر
کو اس کا دل اپنے قہر سے
نہیں۔ ایسے مدناک قصے پر
ایک پر سوز قصہ بیان کرنا شروع
موتھ پر پہنچتا ہے تو آپ ہکا
شخص کے رنگ میں ہو جاتی ہے۔
کی مسودہ لذت ہے وہ اس
پر وہ دتا ہے وہ بنا ہی تھا
اس کی یہی وجہ ہے کہ سوز و گداز
ایک واقعہ کے مجھ یا غلط ہونے
ہو جاتے ہیں جو اس قوت کو
میں آجاتی ہے اور ایک قسم کا
یا کافر ایسی وجہ سے غیر مشغول
بے قید لوگ ہر فقیروں کے

ہے کہ یہ سب حالات کسی شخص میں موجود ہوں
وہ محکمہ اس بات پر گواہ ہے کہ بہت سے
لوگوں یا نماز اور یاد الہی کی حالت میں خوب
ظاہر کرتے ہیں اور انہوں نے ان کے رخصتوں پر
غور پر رکھا ہوا ہوتا ہے۔ ایک بات سنی اللہ
میں ہوتے اور بہت سے لوگوں کا کام اللہ بخوابیں
ان سے بچا جاتا ہے کہ کچھ بھی ان کو خدا کا
کچھ فتنے کے دلائل میں ہے۔ پس عجیب
شعور اور سوز و گداز کی حالت میں ہوجاتی ہے
ت ہوتی ہے کہ ہجر و خشوع اور گریہ و زاری
اللہ نہایت قرب الہی اور تعلق باللہ کی کوئی
کو دیکھے ہیں اور ایسا ہی بعض دوسرے لوگ
یا ہونا دکھانے دیکھنے یا ہونا دکھانے
ہو جاتے ہیں جیسا کہ بعض بادل اس قدر
باہر ہونے والے کو رات کے وقت فرصت
لیکھیں۔ لیکن میں اپنی ذاتی شہادت کو ہی دیتا
میں سے آگے بڑھے ہوئے پائے ہیں اور
ہر پہلو سے بدعاش پایا ہے کہ مجھے آنکھیں
ت دیکھ کر اس بات سے کراہت آتی ہے
میں کسی زمانہ میں خصوصیت کے ساتھ
پیرایہ متکون اور غریب وہ لوگوں کو چھوٹا

میں کڑے بال سر کے لیے۔ اسی میں تسبیح۔ آنکھوں سے دمدم آنسو جاری۔ بہن میں کچھ حرکت
گواہ ہر وقت ذکر الہی زبان پر جاری ہے۔ اور ساتھ اس کے برکت کی پابندی سے عاتق
اپنے فقر کی ظاہر کرتے ہیں۔ مگر دل مجذوم۔ محبت الہی سے محروم۔ اللہ ماشاء اللہ۔ راستہ باز لوگ
میری اس تحریر سے مستثنیٰ ہیں جن کی ہر ایک بات بطور جوش اور حال کے ہوتی ہے نہ بطور
تکلف اور قائل کے۔ بہر حال یہ تو ثابت ہے کہ گریہ و زاری اور خشوع اور خضوع نیک بندوں
کے لئے کوئی مخصوص علامت نہیں بلکہ یہ بھی انسان کے اندر ایک قوت ہے جو عمل اللہ کے عمل
دو لہجوں میں حرکت کرتی ہے۔ انسان بعض اوقات ایک فرضی قصہ پڑھتا ہے اور جانتا
ہے کہ یہ فرضی اور ایک نامل کی قسم ہے مگر تاہم جب اس کے ایک ہونا دکھانے پر پہنچتا ہے
تو اس کا دل اپنے قابو سے نکل جاتا ہے اور بے اختیار آنسو جاری ہوتے ہیں جو کہتے
نہیں۔ ایسے ہونا دکھانے سے یہاں تک مؤثر پائے گئے ہیں کہ بعض وقت خود ایک ہونا
ایک پر سوز قصہ بیان کرنا شروع کرتا ہے اور جب بیان کرتے کرتے اس کے ایک ہونا
موقع پر پہنچتا ہے تو آپ ہی چشم پر آب ہو جاتا ہے اور اس کی آواز بھی ایک ہونا
شخص کے رنگ میں ہو جاتی ہے آخر اس کا رونا اچھل پڑتا ہے اور ہونا دکھانے کے اندر ایک قسم
کی سوز اور لذت ہے وہ اس کو حاصل ہو جاتی ہے اور اس کو خوب معلوم ہوتا ہے کہ جس بندہ
پر وہ روتا ہے وہ بنا ہی غلط اور ایک فرضی قصہ ہے۔ پس کیوں اور کیا وجہ کہ ایسا ہوتا ہے
اس کی یہی وجہ ہے کہ سوز و گداز اور گریہ و زاری کی قوت جو انسان کے اندر موجود ہے اس کو
ایک واقعہ کے معنی یا غلط ہونے سے کچھ کام نہیں بلکہ جب اس کے لئے ایسے اسباب پیدا
ہو جاتے ہیں جو اس قوت کو حرکت دینے کے قابل ہوتے ہیں تو خواہ مخواہ وہ رقت و حرکت
میں آجاتی ہے اور ایک قسم کا سوز اور لذت ایسے انسان کو پہنچ جاتا ہے گو وہ مومن ہو
یا کافر۔ اسی وجہ سے غیر مشرور مجالس میں بھی جو طرح طرح کی بدعات پیشکش ہوتی ہیں
بے قید و نگاہ و تفسیر کے لباس میں اپنے نہیں ظاہر کرتے ہیں مختلف قسم کی کافیوں اور

شخصوں کے شہنے اور سرود کی تاثیر سے دھن اور وجد اور گریہ و زاری شروع کر دیتے ہیں اور اپنے رنگ میں لذت اٹھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مل گئے ہیں۔ مگر یہ لذت اس لذت سے مشابہ ہے جو ایک زانی کو حرامکار عورت سے ہوتی ہے۔

اور پھر ایک اند مشابہت خشوع اور نطفہ میں ہے اندہ یہ کہ جب ایک شخص کا نطفہ اس کی بیوی یا کسی اور عورت کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس نطفہ کا اندام نہانی کے اندر داخل ہونا انداز ازال کی صورت پر گرا کر رواں ہو جانا یعنی نہ روکنے کی صورت پر ہوتا ہے جیسا کہ خشوع کی حالت کا نتیجہ بھی رونا ہی ہوتا ہے۔ اور جیسے بے اختیار نطفہ اچھل کر صورت ازال اختیار کرتا ہے۔ یہی صورت کمال خشوع کے وقت رونے کی ہوتی ہے کہ نہ آنکھوں سے آنسو پھونکے اور نہ ہی لذت کی لذت کی طرح ہوتی ہے بلکہ اپنی بیوی کا اندام صحبت کرتا ہے اور کسی حرام طوطی کو نہ دیکھتی

حرام کا و عورت سے صحبت کرتا ہے۔ یہی صورت خشوع اور سوز و گداز اور گریہ و زاری کی ہے یعنی کبھی خشوع اور سوز و گداز معنی خدا سے واحد لا شریک کے لئے ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی برکت اور شکر کا رنگ نہیں ہوتا۔ پس وہ لذت سوز و گداز کی ایک لذت حوال ہوتی ہے مگر کبھی خشوع اور سوز و گداز اور اس کی لذت بدعات کی آمیزش سے یا غفلت کی پرستش اور بتوں اور دیولوں کی پوجا میں بھی حاصل ہوتی ہے مگر وہ لذت حرامکاری کے جماع مشابہ ہوتی ہے غرض مجروح خشوع اور سوز و گداز اور گریہ و زاری اور اس کی لذت حق باطلہ کو مستلزم نہیں بلکہ جیسا کہ بہت سے ایسے نطفے میں جو ضائع جاتے ہیں اور دم ان کو قبول نہیں کرتا جیسا ہی بہت سے خشوع اور خشوع اور زاری ہیں جو محض آنکھوں کو کھوتا ہے اور ہم خدا ان کو قبول نہیں کرتا غرض حالت خشوع کو جو روحانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے نطفہ ہونے کی حالت جو جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے ایک کھلی کھلی مشابہت ہے جس کو ہم تفصیل سے دکھ چکے ہیں اور یہ مشابہت کوئی معمولی امر نہیں ہے بلکہ صانع قدیم جل شانہ کے خاص اذہ سے ان دونوں میں مکمل اور مشابہت ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں بھی لکھا گیا ہے کہ

۲۴

ایک برس تک انتظار کریں۔ اور کیا تم میں ایک بھی سوچ کو بچے۔ زمین نے خزانہ پانچواں

محبت ہے میں نے کو باندھ آؤ تھے اس لوگوں میں سے کسی کی کے سوس اعلان ذاتوں کی بڑے ہونے کتاب کرامات العبادہ سکا۔ تو کیا اب تک ہوا کہ مہار کے لیے چھٹا

کہ عبدالحق نے مہار بھی خدا تعالیٰ سے عطا کرے گا۔ سو خدا شریف احمد نے چاہیے کہ اس کا باپ بھرت تھری کے نے کہا وہ پورا نہ ہو ضیاء الحق میں بھی سال

راستباز بندوں کے مجھے کبھی یہ طاقت اور جسمانی طور پر مہار

ایک برس تک انتظار کریں۔ اور یا مبالغہ کر لیں۔ قسم۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی سچی تو مجھ سے

کیا تم میں ایک بھی سوچنے والا نہیں جو اس بات کو سمجھے۔ کیا تم میں ایک بھی دل نہیں جو اس بات کو سمجھے۔ زمین نے عزت دی۔ آسمان نے عزت دی اور قبولیت پھیل گئی۔

پانچواں وہ امر جو مبالغہ کے بعد میرے لئے عزت کا موجب ہوا۔ علم قرآن میں مہتمم ہوتے ہیں۔ میں نے یہ علم پا کر تمام مخالفوں کو کیا جواب دیا کہ اگر وہ اس کی بظاہر ہی کا گروہ۔ غرض سب کو بلند آواز سے اس بات کے لئے مدعو کیا کہ مجھے علم حقائق اور معارف قرآن دیا گیا ہے۔ تم لوگوں میں سے کسی کی مجال نہیں کہ میرے مقابل پر قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کر سکے۔ سو اس اعلان کے بعد میرے مقابل ان میں سے کوئی بھی نہ آیا۔ اور اپنی جہالت پر جو تمام ذلتوں کی جڑ ہے انہوں نے ٹھہر گئی۔ سو یہ سب کچھ مبالغہ کے بعد ہوا۔ اور اسی زمانہ میں کتاب کرامات الصادقین لکھی گئی۔ اس کرامت کے مقابل پر کوئی شخص ایک حرف بھی نہ لکھ سکا۔ تو کیا اب تک عبدالحق اور اس کی جماعت ذلیل نہ ہوئی۔ اور کیا اب تک یہ ثابت نہ ہوا۔ کہ مبالغہ کے بعد یہ عزت خدا نے مجھے دی۔

چھٹا امر جو مبالغہ کے بعد میری عزت اور عبدالحق کی ذلت کا موجب ہوا۔ یہ ہے کہ عبدالحق نے مبالغہ کے بعد استہارہ دیا تھا کہ ایک فرزند اس کے گھر میں پیدا ہوگا۔ اور میں نے بھی خدا تعالیٰ سے الہام ہوا کہ یہ اشتہار تو ہوا لا سہم میں شاید کیا تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے عطا کرے گا۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرے گھر میں تو لڑکا پیدا ہو گیا۔ جس کا نام شریفیت احمد ہے اور قریباً پونے دو برس کی عمر رکھتا ہے۔ اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہیے کہ اس کا وہ مبالغہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اللہ ہی اخذ میث میں حقیقی پا گیا یا پھر رجعت تہتری کے نطفہ بن گیا۔ کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا۔ اور جو کچھ میں نے خدا کے الہام سے کہا خدا نے اس کو پورا کر دیا۔ چنانچہ ضیاء الحق میں بھی اسی لڑکے کا ذکر لکھا گیا ہے۔

ساتواں امر جو مبالغہ کے بعد میری عزت اور قبولیت کا باعث ہوا خدا کے راست باز بندوں کا وہ غلغلہ نہ بوش ہے جو انہوں نے میری خدمت کے لئے دکھلایا۔ مجھے کبھی یہ طاقت نہ ہوئی کہ میں خدا کے ان احسانات کا شکر ادا کر سکوں۔ جو روحانی اور جسمانی طور پر مبالغہ کے بعد میرے وار و حال ہو گئے۔ روحانی انعامات کا نمونہ میں کبھی چکا

جد لود گرہ و زادی شروع کر دیتے ہیں لود میں کہ ہم خدا کو مل گئے ہیں۔ مگر یہ لذت و عورت سے ہوتی ہے۔

نہیں ہے اودہ یہ کہ جب ایک شخص کا دل ہوتا ہے تو اس نطفہ کا اندام نہانی کے

ہو جانا بعینہ روئے کی صورت پر ہوتا ہے

و تا ہے۔ اور جیسے بے اختیار نطفہ ارجل

لہ وقت بیک کی ہوتی ہے کہ نہ انکھوں کو چھلے

نہیں صحت کرتا ہے اور کبھی آرام و سکون نہ لے

بت مشورہ اودہ و زادی لود گرہ و زادی کی ہے

لا شریک کے لئے ہوتا ہے جس کے ساتھ

ذلت و سوز گداز کی ایک لذت حلال ہوتی

بدعات کی آمیزش سے یا مخلوق کی پرستش

ہے مگر وہ لذت عوامکادی کے جوار مشابہ

زادی لود اس کی لذت نفس بائدہ کو مستلزم

جاتے ہیں اور ہم ان کو قبول نہیں کرتا۔ ایسا

ن انکھوں کو کھوتا ہے اور عظیم خدا ان کو

ود کا پہلا مرتبہ ہے نطفہ ہونے کی حالت کے

بہت ہے جس کو ہم تفصیل سے لکھ چکے

سایح قدیم بلشاند کے خاص اودہ سے انی

خدا تعالیٰ کی کتاب میں بھی لکھا گیا ہے کہ

کی حادث کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں۔ پس اگر ان سات سال

سورہ پیرے گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سورہ پیرے شاید اُس غریب نے لکھی ہوگی جس میں میرے کیا ہوگا۔ مگر قلمی بخشش نے خدائی رضا کا بخش دیا۔ ❖

پس یہ حضرات تھے۔ اور خدا کا فضل ہے کہ انہوں نے ہمیں ان تکالیف سے بچایا۔ جن میں ہمارے مخالفت کرتے ہیں۔ میں اُس واحد و شریک کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگرچہ مبارک ہے پہنچے ہو یہ ہمیشہ میرا مشکل رہا۔ مگر مبارک کے بعد کچھ ایسے برکات و روحانی اور جسمانی نازل ہوئے کہ پہلی زندگی میں میں ان کی نفی نہیں دیکھتا۔

آٹھواں اور سہ ماہیہ کے بعد میری محنت زیادہ کرنے کے لئے ظہور میں آیا۔ کتاب مسیحیچن کی تالیف ہے۔ اس کتاب کی تالیف کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے وہ سامان عطا فرمایا جو تین سو پورس سے کسی کے خیال میں بھی نہیں آتے تھے۔ میری یہ کتاب سولہ لاکھ مسلمانوں کے لئے ایسی ایک لطیف دعوت ہے جس سے میں امید کرتا ہوں۔ کہ اُن کے دلوں پر بہت اثر پڑے گا۔ میں اس کتاب میں باواثابک صاحب کی نصیحت شہید کر چکا ہوں کہ ہر صاحب درحقیقت مسلمان تھے اور اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ کا ورد تھا۔ آپ بڑے صالح آدمی تھے۔ آپ نے دو مرتبہ حج بھی کیا۔ اور اولیاد اسلام کی قیادت پر مشفق بھی کہتے تھے۔ جہنم سے انھیں میں آپ کے دھما میں اسلام اور توحید اور خدا وند ازادوں کی تکید پائی جاتی ہے۔ آپ نہانہ کہ بہت پابند تھے۔ اور منہض نفس خواہ گاہ بھی دیا کرتے تھے نوری شادی آپ کی ایک نیکوخت مسلمان کی لڑکی سے ہوئی تھی جس سے چھ ماہ تاجہ کہ آپ نے بدل مسلمانوں کے ساتھ تعلیق رشتہ بھی پیدا کر لیا۔ اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ آپ کی بھاری بیگم روہ چوکلہ ہے جس پر کنگہ شریف اور قرآن شریف کی بہت سی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ آپ نے بیگم کے طور پر گتہ کو نہیں چھوڑا۔ اور نہ اس کے حیر کرنے کے لئے کوئی دھت کی خاطر چھوڑا۔ کچھ دُشمن جس پر قرآن شریف لکھا ہوا تھا۔ اور جس پر سنی قلم سے یہ لکھا ہوا تھا۔ اِنَ الَّذِیْنَ مَنَعُوا اللہَ الْاِسْلَامَ یَحْسَبُوْنَ دِیْنََ جُھُوْمًا هُنَّ مِگر اسلام۔ پس یہ کتاب جو بعد میں ہر تہذیب ہوئی۔ یہ وہ معیار رہائی ہے جو مجھے کو بھی عطا کیا گیا۔ اور خدا نے اس تبلیغ کا ثواب مجھے کو بھی عطا فرمایا۔

نوائے امرجو مبارک کے بعد میری عزت کے زیادہ ہونے کا موجب ہوا یہ ہے کہ اس

مذہب میں پختہ ہوں، حکو بہرت کے کے سوایت تمام خیال اولیٰ علیہ السلام کی تشریح میں اور ہر یک خدمت میں حاضر ہوں گے اور اپنی
ننگا کس راہ میں واقع کر رہے ہیں۔ منہ۔ ۳۰

4

१०

میں نے

نہایت عجب و شگفتہ ہے کہ اس کے ہر ایک اعضاء میں ایک خاص خاص کام ہے۔ مثلاً اس کے دل میں خون کو پمپ کرنے کا کام ہے۔ اس کے پیٹ میں کھانے کی ہضم و تغذیہ کا کام ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں میں حرکت دینے کا کام ہے۔ اس کے دماغ میں سوچنے سمجھنے کا کام ہے۔ اس کے ہر ایک اعضاء میں ایک خاص خاص کام ہے۔

میں میری طرف سے خدا تعالیٰ

عمر میں آٹھ ہزار کا
بعض نے منہ پر خطا
کو شہر لایا گیا یہ اس ق
کے سر کی دست کر اور
جہات میں ایک ۱۱۰
کرتے ہیں تپاک لڑ
ہمارے زعم و دست
میں کشش کر رہے
دل میں رکھتے ہیں
میرزا الہیاب و گ
غرض ہاں

اس راہ میں وہ صاحب
غشی زین الدین
کہ تمام بیسی میں
صاحب کا ذکر کر
میں نے پیش نہیں
بعد اس قدر
غرض جہات میں
کو پور تھلک
افلاس اور
توینا بھری
ان کی موت

کی شہادت اور شہادت کو چھوڑ دی پس اگر ان سات سال

کی وہ میں فرج ہو جائے۔ وہ سورہہ شائد اس غریب نے
نے خدا کی رضا کا خوش دہایا۔

ما کا فضل ہے جو اس نے میں ان تکلیف سے بچایا۔
اس دامن شریک کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگرچہ
میں مگر مہار کے بعد کچھ ایسے برکات روحانی اور
میں ان کی نظیر نہیں دیکھتا۔

بعد میری عزت زیادہ کرنے کے لئے ظہور میں آیا۔ کتاب
ب کی تکلیف کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے وہ سامان
کسی کے خیال میں بھی نہیں کہتے تھے۔ میری یہ کتاب
لطیف دعوت ہے جس سے میں امید کرتا ہوں۔ کہ

اس کتاب میں یا اوائلیک صاحب کی نسبت
میں مسلمان تھے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ کا

آپ نے دوسرے حج بھی کیا۔ اور اولیاء اسلام کی قبر
میں آپ کے دھام میں اسلام اور توحید اور نماز روزہ

پابندی تھے۔ اور منہش نفس خود باگ بھی دیا کرتے تھے قوی
کی سے ہوئی تھی جس سے مجھ جاتا ہے کہ آپ نے بدل

دیا کر لیا۔ اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ آپ کی بھاری
رفیق شریف کی بہت سی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ آپ نے

اس کے جمع کرنے کے لئے کوئی وصیت کی جس میں چار
میں چسلی رقم ہے یہ لکھا ہوا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَمَا

لہے میں مگر اسلام۔ پس یہ کتاب جو بعد مہار تیار
علا کیا گیا۔ اور خدا نے اس تسلیع کا ثواب مجھے

میری عزت کے زیادہ ہونے کا موجب ہوا یہ ہے کہ اس
تک کہ میری اس میں اور ہر ایک خدمت میں حاضر ہوں مگر انجی

میں میری طرح خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں شرفا ہر شہ ہوں اور جیسا کہ مسیح

عصر میں آٹھ ہزار کے قریب لوگوں نے میرے ہاتھ میں بیعت کی اور بعض کا دیا ان پہنچ کر اور
بعض نے ہندو خط توبہ کا اقرار کیا۔ پس میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس قدیمی آدم کی توبہ کا ذریعہ جو مجھ

کو پہنچا گیا یہ اس قبولیت کا نشان ہے جو خدا کی رضا مندی کے بعد حاصل ہوتی ہے اور میں دیکھتا ہوں
کہ میری وصیت کرنا لوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے۔ اور ایسا مہار کے بعد گیا ہمارا

جماعت میں ایک اور عالم پیدا ہو گیا ہے۔ میں اکثر دیکھتا ہوں کہ سجدہ میں روتے اور تہجد میں تضرع
کرتے ہیں تپا کال کے لوگ ان کو فریختہ ہیں۔ اور وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ

ہمارے فخر و دست جیسا کہ خواجہ کمال الدین بی۔ اسے بڑی سرگرمی سے دین کی اشاعت
میں کوشش کر رہے ہیں۔ ان کے پیرو پر نیک نیتی کے نشان پاتا ہوں۔ وہ دین کے لئے سپا ہوش اپنے

دل میں دیکھتے ہیں۔ نمازوں میں خشوع ظاہر کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے فخر و دست میرا تقرب کیا ہے
میرا ایوب بیگ جوان صلہ ہیں۔ بارہا میں نے ان کو نماز میں روتے دیکھا ہے۔

غرض یہ سب اس راہ میں خدا ہو رہے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے محبہ خاص میرا محمد انجی

اس راہ میں وہ صدق دیکھتے ہیں کہ میں نے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔ اور یہاں غرض دعوت
خشعی زین الدین محمد امیر ایمم صاحبہ فقیر بدلی وہ ایسا ہی ہوش رکھتے ہیں کہ میں گراں نہیں کر سکتا

کہ تم بدلی میں ان کا کوئی نظیر بھی ہے۔ ہمارے غرض اور محبت و اخلاص میں جو مولوی ایمم نور الدین
صاحب ذکر کہ اس جو ضروری نہیں کیونکہ وہ تمام دنیا کو ہمال کے میرے پاس ان فقرائے رنگ

میں دیکھتے ہیں جیسا کہ انص صاحبہ رضی اللہ عنہم نے طریق اختیار کر لیا تھا۔

اب ہمارے مخالفین کو سوچنا چاہیے کہ اس بارے کی ترقی اور سرسبز جہان کے مہار کے
بعد اس قدر ہوئی ہے۔ یہ خدا کی قدرت نے کیا ہے جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے۔ ہماری اہم قسم کی

غرض جماعت۔ ہندی لاہور کی غرض جماعت۔ ہندی سیالکوٹ کی غرض جماعت۔ ہماری
کیونکہ تھلہ کی غرض جماعت۔ ہماری ہندوستان کے شہروں کی غرض جماعتیں وہ نور

اخلاص اور محبت اپنے اندر رکھتی ہیں کہ اگر ایک با فرست آدمی ایک مجمع میں ان کے نزدیک تو
ہوتا ہے لیکن کہ یہ خدا کا ایک پیڑ ہے جو ایسا غرض ان کے دل میں بھر دیتے۔ ان کے پیروں

ان کی محبت کے نور تک رہے ہیں وہ ایک پہلے جماعت جس کا خدا صدق کا نور دکھانے کیلئے تیار کیا تھا

دعوائے امر و نہی الحق کے مہار کے بعد میری عزت کا موجب ہوا جس نے مہار کا ہند

حقیقۃ الہی

۴۴۴

نثر

نہ اٹھایا مگر پادریوں کی اطاعت کا جو آٹھالیا۔ پس ان معنوں کے رُوسے بھی وہ ابتر ٹھہرا۔ پھر جیسا کہ بیان کر چکا ہوں ان معنوں کے رُوسے بھی ابتر ہوا کہ اُس وقت سے جو اسکی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن شانِ شاکِ ہوا لا بتوگیا اُسی دم سے خدا تعالیٰ نے اُسکی بیوی کے بطن میں لگا دی اور اُسکو یہ الہام کھلے کھلے لفظوں میں سُنا یا گیا تھا کہ اب مومن کے دن تک تیرے گھر میں اولاد نہ ہوگی اور نہ اُسکے سلسلہ اولاد کا چلے گا اور یقیناً اُسکی اس الہام کو توڑنے کے لئے اولاد حاصل کرنے کی غرض سے بہت کوشش کی ہوگی مگر وہ کوشش ضائع ہو گئی۔ آخر نامراد مرزا اور ابتر کے ہر ایک معنی اُسپر صادق آگئے۔ اور دوسری طرف جو میری نسبت وہ بار بار بدو غائب کرتا تھا کہ شخص مغتری ہے ہلاک ہو جائیگا اور اولاد بھی مرے گی اور جماعت متفرق ہو جائیگی۔ اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس الہام کے بعد یعنی اُن شانِ شاکِ ہوا لا بتو کے بعد میں لڑکے میرے گھر میں پیدا ہوئے اور میں لاکھ سے زیادہ جماعت ہو گئی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور کئی عیسائی اور ہندو میری دعوت سے مسلمان ہوئے۔ پس کیا یہ نشان نہیں اور کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور یہ کہنا کہ سعد اللہ کے لڑکے کی عبد الرحیم کی دختر سے نسبت ہو گئی ہے اور شادی ہو جائے گی اور اولاد بھی ہوگی یہ ایک خیالی پلاؤ ہے اور محض ایک گپ ہے جو ہنسی کے لائق ہے اور اس کا جواب بھی یہی ہو کہ خدا کے وعدے تل نہیں سکتے۔ یہ بات تو اُس وقت پیش کرنی چاہیے کہ جب شادی ہو جائے اور اولاد بھی ہو جائے۔ بالفعل تو ایمان داری کا یہ تقاضا ہو کہ اس بات کو غور سے سوچیں کہ جیسا کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ اُن شانِ شاکِ ہوا لا بتو

مجاہد حاشیہ۔ یہ اسی طرح کی امید ہے جیسا کہ عبد الحق غزنوی تمام قرسی نے مباہلہ کے بعد اپنی نسبت مباہلہ کا اثر یہ ظاہر کیا تھا کہ میرزا جہاں مرگیا ہوا اسی بیوی کو جس نے نکاح کیا ہوا اُسکو ملے ہو گیا ہو اور اب اُسکو لڑکا پیدا ہو گا اور وہ مباہلہ کا اثر سمجھا جائیگا مگر اُس حمل کا انجام یہ ہوا کہ کچھ بھی پیدا نہ ہوا اور اب تک وہ باوجود گذرے چودہ برس کے نامرادی اور ولت کی زندگی بھگت رہا ہو اور برخلاف اسکے مباہلہ کے بعد میرے گھر میں کئی لڑکے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ انسان نے بیعت کی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دنیا کے کما دین تک عرصہ تک ساتھ میری شہرت ہو گئی اور اکثر دشمن مباہلہ کے بعد مر گئے اور ہزار ہا نشان آسمانی میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ منہ چھ

الحمد للہ والمنت کہ بتائید و توفیق
اُس ذاتِ جلیل و عظیم

آئینہ

جس کا

بہار

مطبع ریاض ہند قاف

دہلی

دائیل مسیح اول

الحمد لله والمنة کریمہ توفیق نعم المولیٰ ونعم النصیر و عنایات
اوس ذات جلیل و عظیم و کیر حصلا و لی کتاب الجواب موم بہ

آئینہ مکاتبات

جس کا دوسرا نام دافع الوسوس بھی ہے

بمہ ماہ فروری سنہ ۱۸۹۳ء

مطبع ریاض ہند قادیان میں باہتمام شیخ نور احمد ہستم

و مالک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

حقیقۃ الہی

پس ان معنوں کے رو سے بھی وہ اہتر ٹھہرا ہے
بھی اہتر ہوا کہ اس وقت سے جو اسکی نسبت خدا
یا اسی دم سے خدا تعالیٰ نے اسکی بیوی کے رحم
کی سنایا گیا تھا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر
کا اور یقیناً اسکی اس الہام کو توڑنے کے لئے
کی ہوگی مگر وہ کوشش ضائع ہوئی۔ آخر نامراد مر۔
دوسری طرف جو میری نسبت وہ بار بار بد دعائیں
ولا بھی مرتبی اور جماعت متفرق ہو گیا۔ اسکی
شانفک ہوا کہ باقر کے بعد میں لڑکے میرے
موت ہو گئی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور کئی عیسائی اور
شان نہیں اور کیا یہ بیشکونی پوری نہیں ہوئی اور
میں نسبت ہو گئی ہے اور شادی ہو جائے گی اور
ایک گپ ہے جو ہنسی کے لائق ہے اور اس کا
تہ۔ یہ بات تو اس وقت پیش کرنی چاہیے کہ
بالفعل تو ایسا نہ ہو کہ یہ تقاضا ہو کہ اس بات
بیشکونی پوری ہوئی کہ ات شانفک ہوا کہ بچہ

نوی شہر قسری نے مہاراجہ کے بعد اپنی نسبت مہاراجہ کا
میں نکاح کیا جو اور اسکو ملے ہو گیا جو اور اب اسکو لڑکا
انجام یہ ہو کر کچھ بھی پیدا نہ ہوا اور اب تک وہ باوجود
رہا جو اور بخلات اسکے مہاراجہ کے بعد میرے گھر کی لڑکی
یہ آیا اور دنیا کے کنارہ میں تک عزت کے ساتھ میری شہرت
آسانی میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ منہ چلے

مرد و عورتیں ہیں۔ خاوندوں کی حاجت براری کے بارے میں جو عورتوں کی فطرت میں ایک تفصیل پایا جاتا ہے جیسے ایام عمل اخصیض نفاس میں یہ طریق با برکت اس نقصان کا تدارک تام کرتا ہے اور جس حق کا مطالبہ مرد اپنی فطرت کی نڈ سے کر سکتا ہے وہ اسے بخشتا ہے۔ ایسا ہی مرد اور کئی وجوہات اور موجبات سے ایک سے زیادہ بیوی کر کے کیلئے مجبور ہوتا ہے مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تفسیر عمر یا کسی بیماری کی وجہ سے بد شکل ہو جائے تو مرد کی قوت فاعلی جیسے سارا مدار عورت کی کارروائی کا ہے بیکار اور معطل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مرد بد شکل ہو تو عورت کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ کارروائی کی کل مرد کو دی گئی ہے اور عورت کی تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں اگر مرد اپنی قوت مردی میں قصور یا عجز رکھتا ہے تو قرآنی حکم کے رُو سے عورت اس کی طلاق لے سکتی ہے۔ اور اگر پوری پوری تسلی کرنے پر قادر ہو تو عورت یہ عذر نہیں کر سکتی کہ دوسری بیوی کیوں کی ہے کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی صورت ذمہ دار اور کار بار نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے مرد کا استحقاق دوسری بیوی کرنے کے لئے قائم رہتا ہے۔ جو لوگ قوی الطاق اور متقی اور یارِ صالح ہیں ان کیلئے یہ طریق نہ صرف ہمارے بلکہ واجب ہے۔ بعض اسلام کے مخالف نفس تارہ کی پیروی سے سب کچھ کرتے ہیں مگر اس پاک طریق سے سخت نفرت رکھتے ہیں کیونکہ وہ جہانِ اندرونی بے قیدی کے جوآن میں پھیل رہی ہے ان کو اس پاک طریق کی کچھ پروا اور حاجت نہیں۔ اس مقام میں عیسائیوں پر سب سے بڑھ کر شکوک ہے کیونکہ وہ اپنے مسلم القیوت انبیاء کے حالات سے انکھ بند کر کے مسلمانوں پر ناحق دانت پیسے جاتے ہیں۔ شرم کی بات ہے کہ جن لوگوں کا اقرار ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم اور وجود کا خمیر اور اصل بڑھ اپنی ماں کی بہت سے وہی کثرتِ اندواج ہے جس کی حضرت داؤد علیہ السلام کے باپ نے نہ نہ تین بلکہ سو بیوی تک زینت پہنچائی تھی وہ بھی ایک سے زیادہ بیوی کرنا نہ نکلنے کی فکر سمجھتے ہیں اور اس پر خفت کلمہ کا نتیجہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے بارے میں جو عورتوں کی فطرت میں ایک نقصان پایا
 ہر طریق بابرکت اُس نقصان کا تدارک تمام کرتا ہے اور جس
 ستا ہے وہ اسے کثرت سے ایسا ہی مرد اور کئی وجوہات اور
 مجبور ہوتا ہے مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تفسیر عمر یا
 مرد کی قوتِ فاعلیٰ جیسے سارا مدار عورت کی کارروائی کا ہے
 یہ تو عورت کا کچھ بھی سرج نہیں کیونکہ کارروائی کی کل
 کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں اگر مرد اپنی قوتِ مردی میں قصور
 سے ملحق ہے تو اسے بھی اور اگر پوری پوری تسلی کرنے پر
 مردی بیوی کی عقل کی ہے کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں
 قی اور اس سے مرد کا استحقاق دوسری بیوی کرنے
 کیلئے مقرر ہے اور پادرساطح ہیں ان کیلئے یہ طریق نہ صرف
 حالت نفسِ آوارہ کی پیروی سے سب کچھ کرتے ہیں مگر
 کیونکہ پورا اندرونی بے قیدی کے جوان میں پھیل
 و حاجت نہیں۔ اس مقام میں عیسائیوں پر سب
 بیوت انبیاء کے حالات سے انکھ بند کر کے مسلمانوں
 ہے کہ میں لوگوں کا اقرار ہے کہ حضرت عیسیٰ
 کی حجت سے وہی کثرتِ ازدواج ہے جس کی
 نہ تین بلکہ سو بیوی تک نوبت پہنچائی تھی وہ بھی
 ہیں اور اس پر حجت کلمہ کا نتیجہ جو حضرت موسیٰ

مذہب بیچ و بار ادل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اتعار الاسلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 تعداد اشاعت (۳۰۰۰)

بلکہ میرا رحمت دل اور دشمن اسلام را اور مسیح کو برا بر خدا ہی کہتا رہا۔ پھر اگر ہم اسی وقت جاؤ توقت حد ہزار
روپیہ دین تو ہم پر رحمت اور ہم جھوٹے اور ہمارا لہام جھوٹا۔ اور اگر عید الشہدائے حق ہم نہ کھائے تو ہم کی شہادت
کے اندر دیکھو کہ ہم سچے اور ہمارا اللہ ہم سچا۔ پھر یہی اگر کوئی حکم سے ہمارے لکھنے کو لے اور اس سے ہمارے
کی طرف متوجہ نہ ہو اور واقعی سچائی پر پردہ لگا لے چاہے تو یہ شک وہ ولد الحلال اور نیک ذات
نہیں ہو گا کہ خواہ مخواہ حق سے روگردان ہوتا ہے اور اپنی شیفت سے گمشدہ کرتا ہے
کہ سچے جھوٹے ہو جائیں۔

اب اس سے زیادہ صاف اور کون فیصلہ ہو گا کہ ہم دو گلوں کے محل میں خود مرید سر میں
جا کر دہر اور دیر دیتے ہیں۔ مرید خدا قسم اگر در حقیقت مجھے کا ذب سمجھتا ہے تو جانتا ہے کہ
ایک ذرہ بھی اس نے اس کی عظمت کی طرف رجوع نہیں کیا تو وہ ضرور بلا وقت جہنم و کفر ہلاک ہو گا
آزاد کر دے گا کہ کتاب توحید اسے تہذیب سے جان چکا کہ میں جھوٹا ہوں اور مسیح کی عظمت کو اس نے شہادہ
کر لیا پھر اس مقابلہ سے اس کو کیا خوف ہے کیا پہلے بندہ جہنم میں مسیح زندہ تھا اور مرید خدا
بہتم کی حفاظت کر سکتا تھا اور اب مر گیا ہے اس نے نہیں کر سکتا جیسے عیسائیوں نے اپنے شہداء میں
یکہ کے اعلان و اب ہے کہ خداوند مسیح نے مرید خدا قسم کی جان بچائی تو پھر اب بھی خداوند مسیح جان
بچانے لگا۔ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی کہ اب مسیح کے خداوند قرار دینے کی نسبت مرید خدا قسم کو کچھ شک
اور تردد پیدا ہو جائے۔ شک نہ ہو بلکہ اب تو بہت یقین چاہیے کہ اس کی خداوندی اور
کلمت کا تجربہ ہو چکا اور نیز ہمارے گھمبٹ کا تجربہ۔ لیکن یاد رکھو کہ مرید خدا قسم نے دل میں
طوبہ جاسکے کہ وہ سب باتیں جھوٹ ہیں کہ اس کو مسیح نے پھانسی پر خود مر چکا وہ کس کو پکارتا ہے اور جو
مر گیا وہ کاد کر کو اور خداوند کر گیا بلکہ حق تو یہ ہے کہ اسے اور کمال خدا کے خوف نے اس کو بچایا اگر اب
مادان عیسائیوں کی تحریک سے جیسا کہ ہو جائے گا تو پھر اس کمال خدا کی طرف سے بیانی کا ضرر کچھ
گفتار میں اب ہم نے فیصلہ کی صاف صاف راہ بتا دی اور جھوٹے سچے کے تشابہک میں پیش کر دیا۔
اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف غمراہی راہ سے گمراہی کرے گا اور اپنی شہادت
سے ادا رہے گا کہ عیسائیوں کی فتح جھوٹی اور کچھ شرم اور حیا کو کلم نہیں لائے گا اور غیر اس کے جو ہمارے
اس فیصلہ کا انصاف کی دوسرے جواب دے سکے انکار اور زبان و ذرازی سے باز نہیں آئے گا
اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہو گا تو صاف مجاہد سے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے
اور طالع تادمہ نہیں پس سلال نادہ بننے کے لئے واجب تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے اور

ومنح بی من النعمان الطام
وقد شخت وما استفت
وما استكشفت من امر
وكل ذاك من حق بال
صل وسلم عليه بعدد لم
الذي كان في فطرتي كان
خبري عند خلقي وحلي
العشرين ان انصر الد
في هذه المناظرات
البراهين. كتاب
من امر تايين. قد سا
درمیت بشبه الشيا
السيف المسلول. وبت
المصنفين. فيه دقائق
الكشوف الجليله
كتب اخرى تشابه
وكتاب آخر سبق
للذين يريدون
ينظر اليها كل من

ایسی کتاب رہا۔ پھر اگر ہم اسی وقت بلا توقف وہ ہزار
اور ہزار کلمہ اللہ تعالیٰ تمہیں دے سکے۔ تمہاری شریعت
کو کوئی کلمہ سے جاری نہ کرے اور اس میں
بے شک وہ ولد الحلال اور نیک ذات
نہ ہے اور اپنی شیفت سے کاشف کرتا ہے

کہ ہم دو کلموں کے بدل میں خود اسے سر میں
تحقیق تجھے کاذب سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ
کیا تو وہ ضرور بلا توقف جہالت زدہ بالکے ہوتا
ہے جو ہر ماہوں اللہ تعالیٰ کی مخالفت کو اس نے مشاہد
ہے بندہ پھیل میں سچ زندہ تھا اور سرحد اللہ
میں نہ کر سکتا جبکہ عیسائیوں نے اپنے شہنشاہ میں
مکہ کی جان بچانی کو پھر بھی خداوند سچ جان
اور پھر نے کی نسبت سرحد اللہ تعالیٰ کو کچھ شک
پرست تھیں چاہیے کہ اس کی خداوندی امد
لیکن یاد رکھو کہ سرحد اللہ تعالیٰ نے دل میں
بجایا جو خود ہم چکا وہ کس کو چکا کہ اسے اللہ
اور کامل خدا کے خوف سے اس کو بچایا اگر اب
پھر اس کامل خدا کی طرف سے یہاں کا فرقہ کچھ
اور جو ملے بچے کے لئے ایک میا پیش کر دیا
خدا کی راہ سے گمراہ کرے گا اپنی شریعت
جیسا کہ ہم نہیں لائے گا اور پھر اس کے ہوا سے
ورنہ بالذاتی سے بے باور نہیں آئے گا
کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے
بے شک کہ اگر وہ تجھے جھوٹا جانتا ہے اور

ومنح بی من النعم الظاهرة والمبطنة وجعلني من المجدوبين - وكنت شاباً
وقد شغفت وما استفتحت باباً الا فتحت - وما سألت من نعمة الا اعطيت
وما استكشفت من امر الا كشفت - وما ابتغيت في دعاي الا اجيبته -
وكل ذاك من حق بالقرآن وحب سيدي وامامي سيدي المرسلين - اللهم
صل وسلم عليه بعدد نجوم السموات وذرات الارضين ومن اجل هذا الحب
الذي كان في فطرتي كان الله معي من اول امري حين ولدت وحين كنت
ضرباً عند ظمري وحين كنت اقر في المتعلمين - وقد حبيب الى منذ ولدت
العشرين ان انصر الدين - واجادل البراهمة والقسيسين - وقد الفت
في هذه المناظرات مصنفات عديدة - ومؤلفات مفيدة منها كتابي
البراهين - كتاب نادر مانع على منواله في ايام خالية فليقرء من كان
من المترابين - قد سللت فيه صوارم الحجج القطعية على اقوال الملحدين -
ورميت بشبهات الشياطين المبطلين - قد خفض هام كل معاند بذالك
السيف المسلول - وتبينت فضيحتهم بين ارباب المنقول والمقول - وبين
المصنفين - فيه دقائق العلوم وشواردها والالهامات الطيبة الصريحة و
الكشوف الجلية ومواردها - ومن كل ما يجلي ذرر معارف الدين المتين ولي
كتب اخرى تشابهه في الكمال - منها الكحل والتوضيح والازالة وفتح الاسلام
وكتاب آخر سبق كلها الفقه في هذه الايام اسمه دافع الوسوس هو نافع جداً
للمذنبين يردون ان يروا حسن الاسلام - ويكفون انراة الخالفين - تلك كتب
ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة ديت نفع من معارفها ويقبلني ويصدق

دہ رقی۔ الاذریۃ البغایا الذین ختم اللہ علی قلوبہم فہم لا یقبلون۔ ولما
بلغت اشد عمری وبلغت اربعین سنۃ جاء تنی نسیم الوحی بریا عنایات
ربی لایزید معرتی و یقینی و یرفع جہی و اکون من المستیقنین فاؤل ما
فتح علی بابہ ہوالرؤیا الصالحۃ فکنت لا اری رؤیا الا جاءت مثل فلق
الصبح وانی رايت فی تلك الايام رؤیا صالحۃ صادقة قریباً من الفین او
اکثر من ذالک۔ منها محفوظۃ فی حافظتی وکثیر منها نسیتھا۔ ولعل
اللہ یکررھا فی وکت اخر و نحن من الآملین۔ ورايت فی غلواء شبابی
وعند دواعی التصابی کافی دخلت فی مکان وفیہ حفدتی وخدمی فقلت
طہروا قراشی فان وقی قد جاء ثم استیقظت و خشیت علی نفسی
وذهب وھلی الی انی من المائتین۔ ورايت ذات لیلۃ وانا غلام
حدیث السن کافی فی بیت لطیف نظیف یدکر فیہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقلت انھا الناس این رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشاروا
الی حجرۃ فدخلت مع الداخلین۔ فیش بی حین واقیتہ۔ و حیاتی باحسن
ما حییتہ وما انسی حسنہ وجمالہ وملاحتہ وتحننہ الی یومی ہذا۔ شغفتی
حکلو جذ بنی بوجہ حسین قال ما هذا بیمینک یا احمد فنظرت فاذا
کتاب بیدی الیمنی وخطر بقلبی انه من مصنفاتی قلت یا رسول اللہ
کتاب من مصنفاتی قال ما اسم کتابک فنظرت الی الکتاب مرۃ اخری
وانا کالمتحیرین۔ فوجدتہ یشابہ کتابا کان فی دار کتبی واسمہ
قطبی قلت یا رسول اللہ اسمہ قطبی قال ارنی کتابک القطبی فلما

(۲۵)

(۲۶)

(۲۷)

بسم اللہ
حضرت سید
دہاں کو
آپ کے
کما
ہوتی۔ پھر آپ سے
فرمایا۔ کئی دفعہ میر
ہمایا کر دیتا ہے۔
دل میں پونڈ سے
میسر نہیں تھا۔ مگر
جس کے پاس پونڈ
بسم اللہ
میں ایک دفعہ
احمد اور مرزا فضل
بھی حضرت صاحب
دیکھا۔ کہ مرزا سدا
رہے۔ مگر مرزا فف
ادھر جا گئے تھے۔
انہا کا بچتے تھے
بسم اللہ
محمدی بیگم کی سدا
حضرت صاحب کی

احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کو شش کر کے لڑائی کی شادی ہو کر
جگہ کرادی۔ تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں کو
الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے اب انکے
ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکٹھی
نہیں ہو سکتیں لہذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کر دو اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا
ہے۔ تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہو گا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے
ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ میں اس صورت میں تم کو مافی کرتا ہوں۔
والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ تم پر تائی صاحبہ کے
احسانات ہیں۔ ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ مگر مرزا فضل احمد نے لکھا
کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب
نے مرزا فضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ دہوت ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو
دو سخت مخالفت تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی ح طلاق دے دو۔ مرزا
فضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا۔ والدہ
صاحبہ فرماتی ہیں کہ پھر فضل احمد باہر سے آکر رہائے پاس ہی ٹھہرتا تھا مگر اپنی
دوسری بیوی کی فتنہ بردازی سے آخر پھر آہستہ آہستہ اودھر چلا۔ والدہ
صاحبہ فرماتی ہیں کہ فضل احمد بہت شرمیلہ تھا۔ حضرت صاحب کے سامنے
آہکے نہیں اٹھاتا تھا۔ حضرت صاحب اس کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ فضل احمد
سیدھی طبیعت کا ہے۔ انداس میں محبت کا ادہ ہے۔ مگر وہ سروں کے پست
سے اودھر چلا ہے۔ نیز والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ جب فضل احمد کی وفات کی
خبر آئی۔ تو اس رات حضرت صاحب قریباً ساری رات نہیں سوئے۔ اور دو تین دن
میں منوم سے رہے۔ خاک رسنے پوچھا کہ کیا حضرت صاحب نے کچھ فرمایا ہے
تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ صرف اس قدر فرمایا تھا کہ ہمارا اسکے ساتھ تعلق تو
نہیں تھا۔ مگر مخالفت اسکی موت کو بھی اعتراض کا نشانہ بنا لینگے خاکسار عرض

ایک شہزادہ
ازاد

چول بدندان تو
ناظرین کو یاد ہو گا کہ اس حاجت
ایک نشان کے مطالبہ کے
ہوشیار پوری کی دختر کا
ایک مقدادہ تھی
کی حالت میں آہستہ
تفصیل ان کی امور
ہذا یہ ہے کہ میرا
جہوں نے اس کو بیٹا بنا
اپنے ماتھے میں لے کر اس تجویز
نکاح کیا جائے اگر یہ اودوں

دیا خود کو شش کر کے لڑکی کی شادی ہو کر
مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں کو
پس نے میری بہت مخالفت کی ہے اب انکے
اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکٹھی
قبر فیصلہ کر دیا اگر تم نے میرے ساتھ تعلق کرنا
وگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر چر
کنا۔ میں اس صورت میں تم کو معاف کرتا ہوں۔
خان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر سالی صاحبہ کے
نہیں کر سکتا۔ مگر مرزا فضل احمد نے کہا
ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب
روایت ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیکر کو
بیگ کی بجائی محی (طلاق دے دے دو۔ مرزا
رحمۃ صاحبہ کے پاس روانہ کر دیا۔ واللہ
ہرے آکر جائے پاس ہی طیرتا تھا گرا پنی
سے آفریں آہستہ آہستہ اُدھر جا ملا۔ والدہ
بشریلا تھا۔ حضرت صاحب کے سامنے
حب اس کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ فضل
میں محبت کا مادہ ہے۔ مگر دوسروں کے ہر
بہ نے فرمایا کہ جب فضل احمد کی وفات کی
پ قریباً ساری رات نہیں سوئے۔ اور دو تین دن
پوچھا کہ کیا حضرت صاحب نے کچھ فرمایا ہی
س قدر فرمایا تھا۔ کہ ہمارا اسکے ساتھ تعلق تو
میں اعتراض کا نشانہ بنا لیگے۔ خاکسار عرض

یہ حوالہ صفحہ 68 پر درج ہے

بشر احمد اے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
لَھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ

لَا یُحِبُّ اللَّهُ الْجَاهِلَ بِالْسُّوْمِ وَالْقَوْلُ الْآسَنَ فَلَمَّا دَعَا اللَّهُ سُبْحَانَا عَلَیْہَا

اشتہار نصرت دین و قطع تعلق
از اقارب مخالف دین

عَلَّیْہَا صَلَّی وَسَلَّیْہَا حَنِیْفًا

پہول ہندوان تو کرے اوقندہ ان نہ دزدانی بکن ہی دستاد

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصوصیت کے پیش آجانے کی وجہ سے
ایک نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی میرزا احمد بیگ ولد میرزا گاماں بیگ
ہوشیار پوری کی دختر کلاں کی نسبت مکرم والہام الہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے
یہی مقدر اور قریب افتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی ہا کہ ہونے
کی حالت میں آجائے اور یہ خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ
تفصیل ان کل امور مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔ اب باعث قریب اشتہار
ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی نانی صاحبہ
جنہول نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے، وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اور یہ سدا کام
اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے
نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفت کا رد دوائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں

یہ حوالہ صفحہ 69 پر درج ہے

مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 219 تا 221 از مرزا غلام احمد صاحب

ذیل دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امریٰ تھا۔ اور وہی اس کو اپنے فعل و کرم سے ظہور میں لانا۔ مگر اس کام کے مدار المہام وہ آگے ہو گئے جن پر اس عاجز کی طاقت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکید کی خط لکھے کہ تو اورتیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا۔ اور بتائی مجھ سے بیزار ہی تک نہ ہوئی۔ اگر ان کی طرف سے ایک تیز نکواری کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو ہندو میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آثار دے کر مجھے بہت مستحیا۔ اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عسدا چاہا کہ میں سخت دلیل کیا جاؤں سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اول یہ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔ اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو۔ اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک فیور رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی۔ اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفت ارجحانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔ اور اس نادان نے نہ کہا کہ خداوند تعالیٰ پر فیور اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضائع نہ کریگا۔ اگر سدا جہان مجھے برباد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت کے ماتھے سے مجھ کو تمام لے گا۔ کیونکہ میں اس کا ہوں اور وہ میرا۔ دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت تہمید قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی اور قوی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدلی جہان منظور رکھی۔ سوچو کہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا۔ سوچو کہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ کیا۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا

کسی قسم کا تعلق
میں مصیبت نہ
بنیاد اشتہار
اس لڑکی کے نہ
نہ کر دیا۔ اور جو
شخص کے ساتھ
ہوگا اور اکی لفظ
فصل احمد جس
دن جو اس کو نہ
اور آئندہ ان
تعلقات قریشی
شادی اور ماتم
اور تو نے نہ پورا
کے بر غلط
ہوں

امریلی تھا۔ اور وہی اس کو اپنے فضل و کرم
م وہ لوگ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت
اور بہت تاکید خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ
جدا ہو جاؤ گی کا۔ اور تیار کوئی حق نہیں رہیگا
یا۔ اور بچی مجھ سے بیزار کی ظاہر کی۔ اگر ان کی
پتا تو کھنڈ میں اس پر صبر کرتا لیکن انہوں نے
نار دے کر مجھے بہت مستایا۔ اور اس حد تک
لگتا اور خدا چاہا کہ میں سخت ذلیل کی جاؤں
بہا۔ اول یہ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ
اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا
بکریو رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے
مخالفوں کی فوج۔ اس نے اپنی طرف سے
اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خداوند قدیر و غیور
کی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضایع نہ کریگا۔
اپنی رحمت کے ساتھ سے مجھ کو تمام لے گا۔
م سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ
نفت پر کرنا بھی اور قوی اور فعلی طور پر اس
مخالفی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدل
مخالف کے گناہوں کو اپنے اندک سمجھ گیا۔ اپنے خدا
اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا۔
قی نکھا۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا

م احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 69 پر درج ہے

کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈنڈا ہوں کہ ایسے دینی دشمنوں سے پرہیز رکھتے
میں مصیبت نہ ہو۔ لہذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی سال ۱۱۸۷ ہے۔ حوام اور غوام پر
بنیاد اشتہار نہ ظاہر کر ہوں کہ اگر یہ لوگ اس اعادہ سے باز نہ آئے۔ اور وہ تجویز جو
اس لڑکی کے تعلق اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف
نہ کر دیا۔ اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے اس کو نہ نہ کیا بلکہ اسی
شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محرم الارث ہو گا
ہو گا اور اسی لحاظ سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی
فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اسی بیوی کو اسی
دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو اور طلاق نہ ہو تو پھر وہ بھی عاق اور محرم الارث ہو گا
اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا۔ اور اس نکاح کے بعد تمام
تعلقات قریشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی۔ اور کسی نیکی۔ بری۔ رنج و رامت
شدی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی۔ کیونکہ انہوں نے آپ تعلق توڑ دیئے
اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سوا اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیور کی
کے برخلاف اور ایک دنیوی کام ہے۔ جو میں دقوت نہیں ہوں۔

ہوں نہ بود خویش نا دیانت و قہنے و قطع رحم بہ از مودت قریبے

وانت کلام عظیم من اتیم الہدائے

المشاعر

مرزا غلام احمد لودیانہ

حقائق جدیدیں لکھیاں

۲۲ مئی ۱۸۸۷ء

مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 219 تا 221 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 69 پر درج ہے

النعصون بغیا من اقل من طينكم
 کیا تم میں سے بغاوت کرنے والے لوگ ہیں جو تم سے کم ہیں؟
 وقد قيل منكم يا ثينان اما مكم
 اور تم میں سے کچھ لوگ تیار ہیں تم سے ہی آئے ہو
 اتاني كتاب من كذب يسوق
 مجھے ایک کتاب کتاب کی طرح سے پہنچ رہی ہے۔
 فقلت لك الويلات يا ارض جلد
 میں نے کہا کہ اے گولہ کی زمین تجھ پر لعنت
 سكتة هذا النكس كالزعم شامتا
 اس فریب دہ کھڑکیوں کی طرح گلاب کے ساتھ بات کی
 اتزعج يا شيخ الضلالة اني
 کیا تو اسے گمراہی کے شیخ یہ لگے کہ یہ کچھ نہیں ہوگا
 انتكس حقا جاء من خالق السما
 گمراہی تو اس سے ہے انکار کرتا ہے جو آسمان سے آیا۔
 اذا ما رأينا ان قلبك قد غشا
 جب ہم نے دیکھا کہ تیرا دل سب سے ہو گیا۔
 اخذتم طريق الشرك مركزا بينكم
 تم نے شریک کے طریق کو اپنے دین کا مرکز بنا لیا۔
 وما انا الا نائب الله والوري
 اور میں مخلوق کے لئے خدا کا نائب ہوں۔
 وان قضاكم الله ياتن من السما
 اور خدا کی تقدیر اس مہل سے آئے گی۔

وقد تمت الاخبار والاخي تبهر
 کیا تم پر تمام خبریں پہنچ گئیں اور تم میں سے کچھ
 وذلك في القرآن نبا مكر
 اور یہ خبر تو قرآن میں کچھ مکر پر آچکی ہے۔
 كتاب خبيث كالعقارب يا بر
 کتاب خبیث کتب اور بھوک کی طرح ٹیسٹ زہن۔
 لعنت بلعون فانيت تدمر
 تو تم کو کچھ لے لوں گی جو تم کو تباہ کر دے گا تو تم کو تباہ کر دے گا
 وكل امرء عند التقى اهم كسبر
 اور ہر ایک آدمی عند کے وقت ڈر رہا ہوتا ہے۔
 تقولت فاعلم ان ذيلي مظهر
 بنایا ہوا ہوں میں جان کر میرا دامن جھوٹ سے پاک ہے۔
 سيدى لك الرحمن ما انت تترك
 سیدنی کی رحمت کی طرف سے نظر کرنا
 فقامت موع الحين القلب يضجر
 تو اٹھ کھڑا ہو اسوجاری ہوئے اور دل پر قرار تھا۔
 اهذاهو الاسلام يا متكبر
 کیا یہ اسلام ہے اے متکبر۔
 فقم الي وجانبوا البغوا حذروا
 پس میری طرف سے بھاگو اور نافرمانی چھوڑ دو اور ڈرو
 وما كان ان يطعن ويبلغني ويحجر
 اور میں نے نہیں دیکھا کہ وہ دھوکا دے گا اور وہ دھوکا دے گا۔

على مثلها لم نطلع
 ان تمام مہینوں کی طرح دو سو تری میں
 ففكر اهذا كله
 پس سوچ کیا یہ تمام کاروں
 الا لا ائمن عار النس
 لے عورتوں کے عار
 اردت الهوى من بعد
 کیا میں نے سادہ پس کی عمر کے
 اربناك ايات فلا
 ہم تجھے اپنے نشان دکھائے ہوا دیکھ لے
 اردت بمدي ذلتى
 تو نے مقام میں میری ذلت کو دکھا لیا
 وكاين من الايات
 اور بہت سے نشان ہیں جن کا
 فحق لنا بعد التجر
 پس ہم نے بہت تھارے کئے
 فلهذا هو التبيكيت
 پس اسکا ذریعہ ہے تمہارا خدا
 لے سب کاتب سے کئی کالاف
 دیکھ لے میرے
 يستعمل لفظ

وَقَدْ تَمَّتِ الْأَخْبَارُ وَالْأَمْرُ قَبِيرٌ
 وَذَلِكَ فِي الْقُرْآنِ نَبَأٌ مُكَرَّرٌ
 كِتَابٌ خَبِيثٌ كَالْعُقْلَابِ يَا بَرُّ
 لَعْنَتٌ بِمَلْعُونٍ فَاَنْتَ تَذْكَرُ
 وَكُلُّ امْرٍ عِنْدَ الْقَنَاصِمِ كَيْسَلٌ
 تَقُولُ فَاَعْلَمُ انْ ذِيْلِي مُطَهَّرٌ
 سَيِّدِي لَكَ الرَّحْمَنُ مَا أَنْتَ تَذْكَرُ
 قَضَا ضَمْتِ دَمْعِ الْعَيْنِ الْقَلْبُ بَضْرٌ
 أَهَذَا هُوَ الْإِسْلَامُ يَا مُتَكَبِّرُ
 قَفْرٌ أَلِيٍّ وَجَانِبُوا الْبَغْوَاحِدُ
 وَأَمَّا كَانَ أَنْ يَطْعَى وَيَلْعَى وَيُجْعَلُ

عَلَى مَثَلِهَا لَمْ نَطْلَعْ فِي مَكَلَمٍ
 فَفَكَّرْنَا أَهَذَا كُلُّهُ كَانَ بَاطِلًا
 الْأَلَا تُكْمِي عَارَ النِّسَاءِ يَا الْوَفَا
 أَرَدْتَ الْهَوَى مِنْ بَعْدِ سَتِينَ حَبِيبَةٍ
 أَرِنَاكَ آيَاتٍ فَلَا عَذْرَ بَعْدَهَا
 أَرَدْتَ بَعْدَ ذَلَّتِي فَرَأَيْتَهَا
 وَكَأَنَّ مِنْ الْآيَاتِ قَدْ مَرَّ ذِكْرُهَا
 فَحَقُّ لَنَا بَعْدَ التَّجَارِبِ حِيلَةٌ
 فَهَذَا هُوَ التَّبَكُّيْتُ مِنْ فَاطِرِ السَّمَاءِ

لَقَدْ سَبَّوْا كَاتِبَ سَعْدِ كُنْ لَافِظُ جُحُوثٍ لِيَا سَعْدِ - اصل ترجمہ یہ ہے کہ "ہم تجھے کئی ایک نشان
 دکھلائے ہیں" (عربی)

يُسْتَعْمَلُ لَفْظُ كَاتِبٍ كَمَا يُسْتَعْمَلُ كَاتِبٌ فِي لِسَانِ الْعَرَبِ - من لا

وہیں للمعتزین المذکورین۔ شیخ ضل بطلوی۔ وجہ سرغوتی۔ يقال له
 ویکے ہو احوال کندگان شیخ گزہ ساکن پانہ است کہ ہمایہ گزہ است۔ لارا
محمد حسنین۔ وقد سبق الكل في الكذب والمين۔ وانه ابی
 محمد بن یے گوید۔ وازہمہ در مدح و تادیب سیقت بہ است۔ واد انکار کرد
 واستکبر۔ وانشاع الکبر و اظهر حق قبل انه امام المستکبرین۔ و رئیس
 و کبر نمود۔ و کبر و اشیاء کہہ و ظاہر سرائف تا آنکہ گفتہ شد کہ اولام حکیمین است۔ و رئیس
 للمعتدین۔ و رئیس الغاوین۔ و الذی کفر فی قبل ان یکفر الآخر۔ و اعترف
 تہذیب کنگن۔ و سرگرایان است۔ او بہل شخص است کہ پیش از ہمدردی کا فرگفت۔ و ہر کتابی ہست
 علی کتب و اظهر جملہ المکنون۔ فقال ان تلك کتب مشحونة من الاعطال
 من مزین کرد۔ و بہل خود ظاہر نمود۔ پس گفت کہ این کتابہا از علی پیر ہستند و در کل
 و ساقطہ فی وحل الاعطال۔ و لیست کما موعین۔ وان هذا الرجل من
 اعطال فہو اقلہ اند۔ و بہر آب صافی نیست۔ و این شخص از جاہلان است
 الجاہلین۔ و کما یوجد فی کتبہ من ملحمہ و قیافہا۔ فلیس قریبہ حجر
 و ہرچ از کلمات تمہید و قافیہ از کلام او یافتہ شود۔ پس آن بیعت را و
 اثافہا بل تلك کلمہ عرجت من اقلام الآخرين۔
 و تک بیعت او نیست بلکہ این کلمات از ظہمائی و بزرگان برآمدہ اند۔
 فقلت یا شیخ النوکی۔ وعدو العقل والنهی۔ ان کتبہ مبرورۃ ممتا
 پس گفت کہ شیخ اعقل و دشمن عقل و ہش۔ بہ تحقیق کتاب ہست من آنچه کہ ہست
 زہمت۔ و ممتزۃ عما ظننت۔ الا مہو الکاتبین۔ لوزیع القلم بتغافل منی لا
 ہی ہستند۔ و لا آنکہ زعمت منزه ہستند۔ مگر ہو کاتب یا کجی علم و تفاخر من زعم جہل و جاہلان
 من مہو کاتب و صاحب منزهۃ۔ حق

من مہو کاتب و صاحب منزهۃ۔ حق

انجام آختم سلو 242, 241 روحانی خزائن جلد 11 سلو 242, 241 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 72 پر درج ہے

کجھل الجاہلین۔ فان قلت
 ہن اگر زمینانی کہہ
 دینا لار۔ و اجمع ہونہا و تضاراً
 و سیم و نہ را جمع کن۔
 تقریبہ عینا۔ و تستوی بہ
 است۔ و بہرہم از کتب ہوا و شد۔ و
 الہام۔ و فقط کالمعتزین۔
 و ہر سرگرایان آقاہ محمدی گوید۔ و
 عداۃ السنۃ۔ و عداۃ الد
 و اشدۃ الہ کہ مسائل عدۃ السنۃ
 پیدا فی اوردیدان انہی
 گزہ است کہ می خواہم کہ بگو
 انک من علماء خذہ
 تا بہ ہمین کہ تو از علمائے این سنہ
 من الجاہلین المعجور
 جاہلان و مجبوران و تانیان
 فاتفق لوشل حفظ
 پس ہماشت کم تبیین و ہر
 ہذا الصلۃ۔ و ما
 و غایتش

انجام آختم سلو 242, 241 روحانی خزائن

نحوہ خلیل بطالوی۔ وجہ سرغوی۔ یقال له
 وہ ساکن بلاد است کہ ہمایہ گزہ است۔ لا را
 بنی الکذب والمین۔ وانہ ابلی
 واد استی بہت بہ است۔ واد انکار کرد
 بل انہ امام المستکبرین۔ و سر رئیس
 کو کہتہ شد کہ او امام حکیمین است۔ و رئیس
 قرنی قبل ان یکفر الآخرین۔ و اعترض
 کہ پیش از ہمر کا فرقت۔ و ہر گناہانے
 ان ثلاث کتب مشحونہ من الاعلاط
 کہ این کتبہ از علی پور ہستند و در محل
 ت کما معین۔ وان هذا للرجل من
 ب صانی نیست۔ وین غرض از جہا لانی است
 ہما و قیافہا۔ فلیس قریبہ حجر
 کلوم او یا قریبہ شجر۔ پس آن ہمعز او
 اقلام الآخرین۔
 و در بیان برآمدہ اند۔

قل والنہی۔ ان کتبہ مبتزۃ متا
 بن۔ بہ تحقیق کتاب ہستہ من آنچہ گویا کہ
 بنین۔ ووزیع القلم بتغافل و غی لا
 کاتب یا کتبہم و اتفاق من نہ کل جہا لانی

کجھل الجاہلین۔ فان قلت استثبت ذہا غبار الفخذ جہا لانی
 پس اگر تو میدانی کہ در این کتاب ہا غرض ثابت کنی پس از من بپا بلکہ ہر نقطہ غلطہ یا سہ گہ
 دینارا۔ واجمع حوفا و نصارا۔ وکن من الممتولین۔ و هذا صلاۃ ثلاثہم ہواک۔ و
 و سیم و نہ را جمع کن۔ و از الدار ان بشو۔ و این آن نام است کہ نامہا بل غرض
 تقریبہ عیناک۔ و تستریح بہ رجلاک۔ فتنبجو من السفر الدائم۔ و لا تخفہ کالغفلا
 کست۔ و بدو چشم تو غفلت خواہد شد۔ ہر دو ہائے تو از این آرام خواہند گرفت۔ پس از سفر نہایت خوب وقت
 الہام۔ و تقعد کالمتنعین۔ و تنفخ بہ عن جعائل اخری۔ و مکائد شقی۔ و اشاعہ
 قہر مرگہاں آوارہ غمخوار گویہ۔ و شش شغلان غمخوار شست۔ و دریں حال از مریضی و کج فریب آگاہ گوی
 حدیث السنۃ۔ و وعظ الدجل والغریۃ۔ و تعیش کالمستوحیین۔
 و اشاعر الہ کہ کمال مدد است و از جہا و فریب بہ بنیاد ہوا شہ۔ و کج آرام با این اندک غمخوار گزینہ
 بیدا فی اوردان اری قبلہ و یا فاصلتک و اشاہد ریح بلاعتک۔ لا خہم
 مگر ای است کہ می خواہم کہ قبل ازین امر خوش بپوشہ فصاحت ترا بینم و بپوشہ بلاغت تو را بردارم۔
 انک من علماء هذه الصناعة۔ و من اهل تلك العقولۃ۔ و لست
 تا بہ بینم کہ تو از علمائے این صنعت ہستی۔ و از آنان ہستی کہ ای این علم ہستند۔ و از
 من الجاہلین المعجوبین العین۔

جاہلان و مجنونان و تانیان ہستی۔

فاتفق لوشل عقلہ المتعوس۔ و نکد طالعه المموس۔ انہ ما قبل
 پس ہماست کہ بعضی و بعضی طالع نحوس او این اتفاق افتاد کہ او این نامہ را قبول نکرد
 هذا الصلۃ۔ و ما صتی نفسه ليقبل هذا الشریطۃ۔ و صتی الذلۃ
 و خوشترین ما بر خدی آگاہی نیاورد تا شرطہ را قبول کند۔ و از ذلک در سوانح

ثم اعلم ايها الشيخ الضال - والدجال البطل - ان الثمانية الذين هم
 باز اسے شیخ گمراہ و دجال بطل
 ثار عودك - ووقود ووقودك - الذين اخطوا في التسعة المخاطبين - فمنهم
 بود اسے شیخ کو - دیزم آتش افزہ تو مستند - آنا کہ در نہ مخاطبین داخل اند - پس بچہ از آہنا
 شيخك الضال الكاذب نذير المبشرين ثم الدملوی عبد الحق
 شیخ گمراہ و دملوئی است کہ بشارت یافتہ کن را می ترساند - باز عبد الحق دملوی کہ
 رئیس المتصلین - ثم عبد الله التوكلی ثم احمد علی السہارنوی من المقلدین
 رئیس ہفت نفر است - باز عبد اللہ توکل - ابوہدی احمد علی سہارنوی از مقلدان
 ثم سلطان المتكبرين - الذي اضاع دينه بالكبر والتواهي - ثم الحسن
 باز مولوی سلطان الدین صہروردی است کہ از تکبر و توہین دین خود را ضائع کرد - باز محمد حسن
 الامرودي الذي اقبل علي اقبال من ليس الصفاقة - وخلص الصداقة
 امرودی کہ سوئے من بچو بے مایان توجہ شد - و از راستی خود را دور افکند -
 الحاشية - هذا الرجل لا يحسب العربية المباركة ام الالسة - بل هي
 ہیں شخص عربی مبارک را ام الالسة ہی نہ دارد - بلکہ عربی
 عند مستفحجة من العبرية - التي هي لها كالفصالة - ويستيقن ان اثبات
 نزدیک او از عربی خاصہ کہ شدہ است - حالیکہ عربی و اصل فضلہ است - و این شخص یقین می کند
 هذه الخطاة عقلا مستصعبة الافتتاح - او كزمنه مستعسرة الافتتاح - مع انما
 کہ عربی را ام الالسة قرار دہون کاسہ شکل است کہ نتواند شد - یا دل شکستہ است کہ از آن آتش برآورد
 فرغنا من فتح هذا الميدان - في كتابنا من الرحمن - وسون
 حال آنکہ ما از فتح این میدان فراغت یافتیم - و این فراغت در کتاب

انجام آختم مطہ 251 رومانی خزائن جلد 11 مطہ 251 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 72 پر درج ہے

واعتقلت الظفارة بعرضي كالذي ياب
 و این اسے پکڑ کر کان آہر کے من و سخت - و
 لا يخلق بمشاجلا الا شيطان بعين - و
 کہ کہ بجز شیطان بعین سچس بلکہ گوشت بکلمہ
 يقال له رشيد البنجوحي -
 کہ او را رشید البنجوہی مے گویند - و او
 فهو لا تسعة رهط كفرننا و
 پس ایہ نہ شخص اند کہ تکفیر را کہند و در
 للشهورين - يعني الشيخ الرطش تونسوي
 بزرگتری کہیم - یعنی شیخ الرطش تونسوی
 يشاع في الديار والبلدان - فيوما
 من آواجن شدہ است - و تقریب این کتاب
 وایندنا في انظارنا - و من الله رزقنا
 خواہم گردید - و ادر فکر کنی خود و نظر
 ان العربة ما سبق غير بطون
 در حسن خود بر غیر خود بہتت نبر
 المستحل وكشي عهوس
 بیکار است و کل چیز سے بدی بے سودا
 وانا اثبتناه عوضا حق الاشياء
 و ادا دہی خود را چنانکہ حق نامت کریم

انجام آختم مطہ 252 رومانی خزائن جلد 11

تمہ

۴۴۵

حنیفۃ الہی

وہیسا ہی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آگئی جو خدا تعالیٰ نے میرے ذریعے سے ظاہر فرمائی کیونکہ جیسا کہ
میں بیان کر چکا ہوں اسی روز سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اسکی نسبت مجھے یہ خبر دی کہ ان شانہ شکی
ہو الا بتو جس کو آج تک بارہ برس گزر گئے اسی وقت سے اولاد کا دروازہ سدا شد پر بند کیا گیا
اور اُس کی بددعاؤں کو اُسی کے منہ پر مار کر خدا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے
مجھ کو دیئے اور کروڑ ہا انسانوں میں مجھے عزت کے ساتھ شہرت دی اور اس قدر مالی فتوحات
اور آمدنی تقدار جنس اور طرح طرح کے تحائف مجھ کو دیئے گئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی
کوٹھے اُن سے بھر سکتے تھے سدا شد چاہتا تھا کہ میں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس
خدا تعالیٰ نے اس آرزو میں اُسکو نامراد رکھ کر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا اور وہ چاہتا تھا
کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اُسکی زندگی میں ہی اُسکو دکھلادیا کہ ایک جہان میری مدد کیلئے
میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مالی مدد کی کہ صد ہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں
ہوئی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کے ہزار ہا انسانوں کی
گردنیں میری طرف جھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ میں اُسکی زندگی میں ہی مر جاؤں اور میری
اولاد بھی مر جائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اُسکو ہلاک کیا اور الہام کے دل کے بعد
اسیں لڑکے اور مجھ کو عطا کئے پس یہ موت اُسکی بڑی نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہوئی۔ اور
یہی پیشگوئی میں نے کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو گئی۔
اور وہ پیشگوئی جس میں میں نے کھا تھا کہ نامرادی اور ذلت کے ساتھ میرے دو برو
وہ مرے گا۔ وہ انجام آتھم میں عربی شعر دل میں ہے اور وہ یہ ہے:-

وَمِنْ أَجْلِ أَنْ أَرَى رُحِيلًا فَاسْقَا

خَوَّلَا لِحَيْثَا نَطَقَهُ الشَّفْهَاءُ

کہ ایک شیطان لہجوں سے سفیہوں کا نطق

مَحْسُوسٌ يَسْتَعِذُّ السَّعْدُ فِي الْجَهْلَانِ

مخسوس ہے جس کا نام جاحلون نے سدا شد رکھا ہے

اور وہی شعر ہے ایک نامزدی کو دیکھتا ہوں

شَكْسٌ خَبِيرٌ مَقْسِلٌ وَمَزُورٌ

اگر کچھ خبردار اور غیور ہو تو کچھ کے دکھانے والا

یہ کچھ کچھ ہیں کہ یہ خبردار و حقیت ہے لکھ لکھ کر ہر قسم سدا شد کی بدنامی حد سے زیادہ گزرتی تھی۔ منہ

یہ وار نہ ہو جاتے تو کوئی
کچھ بھی نہیں دیکھ کے گا
قولہ۔ یہ کہا جاسکتا ہے
میں آؤں تو بڑھائی
میں آجاتے ہیں۔ یعنی
نہیں یاد کیجئے میں آؤں
میں آجاتے ہیں۔ اقولہ
بادا تاک صاحب
یہ تو کچھ ہے کہ بادا تاک
صاحب پر لازم تھا کہ
نہ رکھتے بلکہ اُن کے
کے کسی صفحہ کے ایک
کے تھے تاقتند خود
ہے۔ ظاہر ہے کہ میرے
معلوم ہوئی ہے اور وہ
قولہ۔ جیک جی بڑ
اور جیم ساکی و فیو
نے بڑی ہمت جیسے
باتی سونا چاندی
کپوٹ سے نہیں
پہلوں نے پرتھی

حنیفۃ الہی تحریر صفحہ 14 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 445 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

حقیقۃ الہی

نے میرے ذمے سے ظاہر فرمائی کہ یہ نہ کہ جیسا کہ
نے اسکی نسبت مجھے یہ خبر دی کہ اُن کی شانِ شریف
ت سے اولاد کا دروازہ سعادۂ پر بند کیا گیا
تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے
کے ساتھ شہرت دی اور اس قدر مالی فتوحات
دے دیے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی
اکیلارہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس
وہ اسلئے میرے ساتھ کر دیا اور وہ چاہتا تھا
میری اسکو دکھلا دیا کہ ایک جہان میری مدد کیلئے
کی مدد کی کہ صد ہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں
ملے تھی ایک طبقہ کے ہزار ہا انسانوں کی
اسکی زندگی میں ہی مر جاؤں اور میری
اسکو ہلاک کیا اور الہام کے دن کے بعد
نامراد کی اور دولت کے ساتھ ہوئی اور
میرے پوری ہو گئی۔
رادی اور دولت کے ساتھ میرے ڈوبو
اور وہ میرے۔

لَا لِحَيَاتُ نَطْفَةِ السَّهْمَاءِ

ایک شیطان ملعون سے سفیہوں کا نطفہ

میں کیستے السعد فی الجہان

یہ ہے جن کا نام جاہلوں نے سداً رکھا ہے

ساحل کی مذبذبان سے زیادہ گڈر گئی تھی۔ منہ

۱۳۳

بیزار نہ ہو جاتے تو کوئی بھی پٹت اُن کو بُرا نہ کہتا۔ اب تو ہوا صاحب ان پٹتوں کی نظر میں
کچھ بھی نہیں دیکھ سکے مگر وہ بھولے۔

قولہ۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے دیدوں کو نہ سنا نہ دیکھا۔ کیا کریں جو سننے اور دیکھنے
میں آئے تو بڑھان لوگ جو کہ ہنسی درد کہہ نہیں دے سب سمجھادی والے بیدست
میں آجاتے ہیں۔ یعنی ٹانگہ وغیرہ اس کے سکھوں نے نہ دیدوں کو سنا نہ دیکھا کیا کریں
سننے یا دیکھنے میں آویں تو جو عقلمند متعصب نہیں وہ فوراً اپنا ٹانگہ بیا چھوڑ کر دیکھا ہوا ریت
میں آجاتے ہیں۔ اقول اس تمام تقریر سے پٹت صاحب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ
ہوا ٹانگہ صاحب اہل اُن کے پیرو ٹانگہ ہیں انہوں نے دنیا کے لئے دین کو بچ دیا مگر چہرہ
یہ تو بچ ہے کہ ہوا ٹانگہ صاحب نے دیکھ کر چھوڑ دیا اور اس کو گمراہ کرنے والا طرار کھانیا کی پٹت
صاحب پر لازم تھا کہ یوں ہی ہوا صاحب کے گرد نہ ہو جاتے اور ٹانگہ اور مکار اُن کا نام
نہ رکھتے بلکہ اُن کے وہ تمام عقیدے جو گرتے ہیں درج ہیں اور مخالفت دید میں اپنی کتاب
کے کسی صفحہ کے ایک کالم میں لکھ کر دوسرے کالم میں اس کے مقابل پر ہونے کی تعلیمیں درج
کرتے معلقند خود مقدمہ کے دیکھ لیتے کہ ان دو تعلیموں سے سچی تعلیم کو کسی معلوم ہوتی
ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف گالیاں دینے سے کام نہیں نکلتا۔ ہر ایک حقیقت مقابلہ کے وقت
معلوم ہوتی ہے اور ناحق گالیاں دینا مفلوں اور کینوں کا کام ہے۔

قولہ۔ ٹانگہ جی بڑے دھناڑ اور رئیس بھی نہ تھے۔ پر تو اُن کے چیلوں نے ٹانگہ چند و ص
اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے بڑے بشریچ ولے کئے ہیں۔ ٹانگہ جی برتا ادا سے
لے بڑی بات حیرت کی سب نے ان کا مان کیا۔ ٹانگہ جی کے دواہ میں گھومتے۔ رتہ
ہاتھی سونا چاندی موتی پنا ادا رتنوں سے بڑے بھلے پار ادا تھا کھا ہے۔ بھلا یہ
گیو ٹسے نہیں اڑ کیا ہے۔ یعنی ٹانگہ جی کہیں کے مالدار اور رئیس نہیں تھے۔ مگر اُن کے
چیلوں نے چوتھی ٹانگہ چند وری اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے دو قلمند اور بھگت کے کھا ہے

۲۱

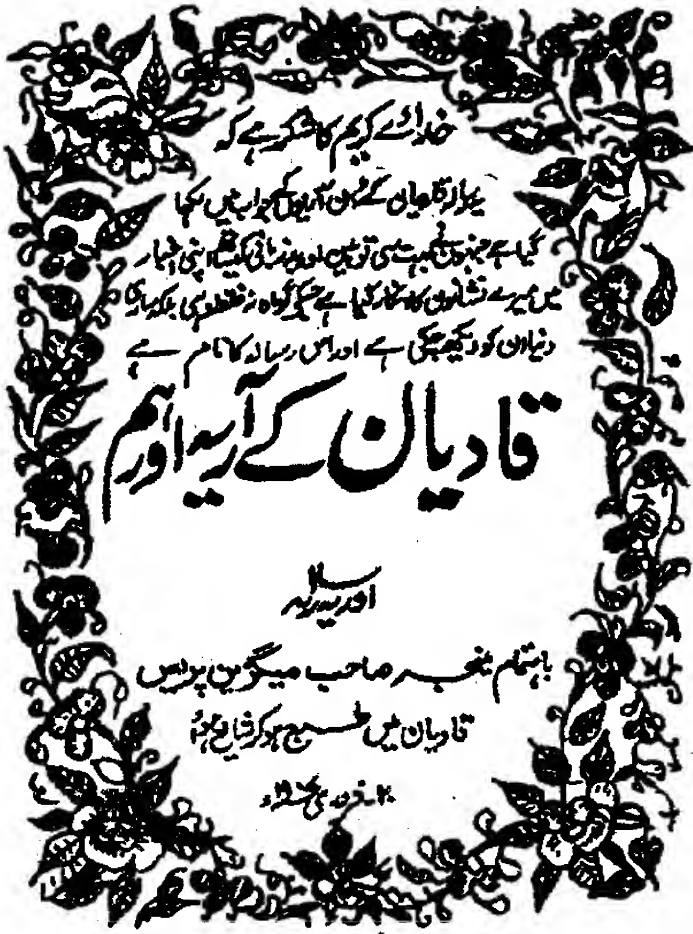
یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

ست بجی ص 21 روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 133 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

صاحب

غورہ ٹائٹل بار اول



تعداد ایک ہزار
قیمت ۲۰ روپے

تدوین کے لیے

اس کتاب میں
دن کے پانچ
لے میرے لیے
فرقت بھی کر
تیری دعا
تجربہ میں
ہم نے نہ ہو
لے میرے
یک دین کی
یوں کر تیرے
ایسا فائدہ
شعانی دعا
بھیجیں ہر
نعلین میں
انکار کر کے
پر کریوں کی
بدترہ ہر ایک

۱۱

اس دہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سنائوں
 دن کر کے پارہ پارہ چاروں میں ایک نظامہ
 نے میرے پیار جانی کر خود ہی مہر سربانی
 فرقت بھی کیا مینی ہے ہر دم میں جاگنی ہے
 تیری دفا ہے پوری ہم میں ہے عیب دہی
 تجھ میں دفا ہے پیکر ہے جس عہد سے
 ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخصت ڈالا
 نے میرے دل کے صلیں میں تیرا صول
 ایک دین کی آفتل کا غم کھایا ہے مجھ کو
 کیونکر تیرہ وہ جو دے کیونکر فنا وہ دوسے
 ایسا زمانہ آیا جس نے غضب دکھایا
 شلوائی و طاقت اس دین کی کیا کہوں میں
 انھیں ہر ایک دین کی ہے قدم نہ پائیں
 اصل میں بھی دیکھے درّ علی بھی دیکھے
 انکار کر کے اس سے پھتاؤ گے بہت تم
 پر کریوں کی آنکھیں اندھی ہوئیں میں ایسی
 بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے

تکھمد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے
 دیوانہ مت کہو تم عقل رسا یہی ہے
 مت کہہ کہ کئی تلافی تجھ سے دعا یہی ہے
 عاشق جہاں پر مرتے وہ کر پا یہی ہے
 طاقت بھی ہے ادھوری ہم پر بنا یہی ہے
 ہم جا پڑے کنارے جائے بکا یہی ہے
 پر تو ہے فضل دال ہم پر کھٹا یہی ہے
 کہتے ہیں جس کو مدد نہ جاں گزرا یہی ہے
 سینہ پر دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے
 ظالم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے
 جو جیتی ہے دین کو وہ آسیا یہی ہے
 سب خشک ہو گئے ہیں بیولا پھلا یہی ہے
 نمرود سے معرفت کے ایک سرور سا یہی ہے
 سب جو ہوں کو دیکھا دل میں چھا یہی ہے
 بننا ہے جس سے سونا وہ کیا یہی ہے
 وہ گایوں پر اترے طلی میں پڑا یہی ہے
 جس دل میں ہے نجات بیت الخلاء یہی ہے

المهلة مثلاً ثلثة اشهر للمعارضين فان لم يعارضوا ولم يعارضوا فاعلموا
انهم كانوا من الكاذبين۔
تین مہینے کی مدت۔ اور اگر مقابل نہ آویں اور ہرگز نہ آئیں گے۔ پس یقیناً جاز
کہ وہ جھوٹے ہیں۔

واعلموا ان هذا الانعام في صورة اذ اتوا برسالة كمثل رسالتنا وجمالة
اور یاد رکھنا چاہیے کہ یہ انعام اس صورت میں ہے کہ جب بالقابل رسالہ پہنچے چارے اس رسالہ کے
کمثل جمالتنا واثبتوا انفسهم كما تثبتون ومشابهين۔ واما اذا ابوا وولوا
مشابہ ہو۔ اور ثابت اور مشابہت کو ثابت کریں۔ لیکن اگر تنہا سے انکار کریں
الديبر كالشعالب ما استطاعوا على هذه المطالب وما تركوا اعادة توهين القرآن
اور کونزوں کی طرح پیشیں وکھلا دیں اور ان مطالب پر قدرت نہ پاسکیں اور نہ توہین قرآن شریف کی
وما امتنعوا من قدح كتاب الله القرآن وما تابوا من ان يسموا انفسهم مولويين
عادت کو چھوڑی اور کتاب اللہ کی قدح سے باز نہ آویں

وما ازدجروا من سب رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين ما ازدجروا
اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشنام دی ہے کہیں اور نہ اس پیغمبر کی سچائی تنہا
من قولهم ان القرآن ليس بفصيم وما تركوا سبيل التوحيد والتوهم فعلية
روکیں کہ قرآن فصیح نہیں ہے اور نہ توہید اور توحید کے طریق کو چھوڑیں بلکہ تیرے مخالف
من الله الف لعنت فليقل القوم كلهم امين۔
کہوں سے ہزار لعنت ہے پس چاہیے کہ تمام قوم کہے کہ آمین۔

۱ لعنت ۲ لعنت ۳ لعنت ۴ لعنت ۵ لعنت ۶ لعنت
۷ لعنت ۸ لعنت ۹ لعنت ۱۰ لعنت ۱۱ لعنت ۱۲ لعنت
۱۳ لعنت ۱۴ لعنت ۱۵ لعنت ۱۶ لعنت ۱۷ لعنت ۱۸ لعنت
۱۹ لعنت ۲۰ لعنت ۲۱ لعنت ۲۲ لعنت ۲۳ لعنت ۲۴ لعنت

۲۵	لعنت	۲۶	لعنت
۲۷	لعنت	۲۸	لعنت
۲۹	لعنت	۳۰	لعنت
۳۱	لعنت	۳۲	لعنت
۳۳	لعنت	۳۴	لعنت
۳۵	لعنت	۳۶	لعنت
۳۷	لعنت	۳۸	لعنت
۳۹	لعنت	۴۰	لعنت
۴۱	لعنت	۴۲	لعنت
۴۳	لعنت	۴۴	لعنت
۴۵	لعنت	۴۶	لعنت
۴۷	لعنت	۴۸	لعنت
۴۹	لعنت	۵۰	لعنت
۵۱	لعنت	۵۲	لعنت
۵۳	لعنت	۵۴	لعنت
۵۵	لعنت	۵۶	لعنت
۵۷	لعنت	۵۸	لعنت
۵۹	لعنت	۶۰	لعنت
۶۱	لعنت	۶۲	لعنت
۶۳	لعنت	۶۴	لعنت
۶۵	لعنت	۶۶	لعنت
۶۷	لعنت	۶۸	لعنت
۶۹	لعنت	۷۰	لعنت
۷۱	لعنت	۷۲	لعنت
۷۳	لعنت	۷۴	لعنت
۷۵	لعنت	۷۶	لعنت
۷۷	لعنت	۷۸	لعنت
۷۹	لعنت	۸۰	لعنت
۸۱	لعنت	۸۲	لعنت
۸۳	لعنت	۸۴	لعنت
۸۵	لعنت	۸۶	لعنت
۸۷	لعنت	۸۸	لعنت
۸۹	لعنت	۹۰	لعنت
۹۱	لعنت	۹۲	لعنت
۹۳	لعنت	۹۴	لعنت
۹۵	لعنت	۹۶	لعنت
۹۷	لعنت	۹۸	لعنت
۹۹	لعنت	۱۰۰	لعنت
۱۰۱	لعنت	۱۰۲	لعنت
۱۰۳	لعنت	۱۰۴	لعنت
۱۰۵	لعنت	۱۰۶	لعنت
۱۰۷	لعنت	۱۰۸	لعنت
۱۰۹	لعنت	۱۱۰	لعنت
۱۱۱	لعنت	۱۱۲	لعنت
۱۱۳	لعنت	۱۱۴	لعنت
۱۱۵	لعنت	۱۱۶	لعنت
۱۱۷	لعنت	۱۱۸	لعنت
۱۱۹	لعنت	۱۲۰	لعنت
۱۲۱	لعنت	۱۲۲	لعنت
۱۲۳	لعنت	۱۲۴	لعنت
۱۲۵	لعنت	۱۲۶	لعنت
۱۲۷	لعنت	۱۲۸	لعنت
۱۲۹	لعنت	۱۳۰	لعنت
۱۳۱	لعنت	۱۳۲	لعنت
۱۳۳	لعنت	۱۳۴	لعنت
۱۳۵	لعنت	۱۳۶	لعنت
۱۳۷	لعنت	۱۳۸	لعنت
۱۳۹	لعنت	۱۴۰	لعنت
۱۴۱	لعنت	۱۴۲	لعنت
۱۴۳	لعنت	۱۴۴	لعنت
۱۴۵	لعنت	۱۴۶	لعنت
۱۴۷	لعنت	۱۴۸	لعنت
۱۴۹	لعنت	۱۵۰	لعنت
۱۵۱	لعنت	۱۵۲	لعنت
۱۵۳	لعنت	۱۵۴	لعنت
۱۵۵	لعنت	۱۵۶	لعنت
۱۵۷	لعنت	۱۵۸	لعنت
۱۵۹	لعنت	۱۶۰	لعنت
۱۶۱	لعنت	۱۶۲	لعنت
۱۶۳	لعنت	۱۶۴	لعنت
۱۶۵	لعنت	۱۶۶	لعنت
۱۶۷	لعنت	۱۶۸	لعنت
۱۶۹	لعنت	۱۷۰	لعنت
۱۷۱	لعنت	۱۷۲	لعنت
۱۷۳	لعنت	۱۷۴	لعنت
۱۷۵	لعنت	۱۷۶	لعنت
۱۷۷	لعنت	۱۷۸	لعنت
۱۷۹	لعنت	۱۸۰	لعنت
۱۸۱	لعنت	۱۸۲	لعنت
۱۸۳	لعنت	۱۸۴	لعنت
۱۸۵	لعنت	۱۸۶	لعنت
۱۸۷	لعنت	۱۸۸	لعنت
۱۸۹	لعنت	۱۹۰	لعنت
۱۹۱	لعنت	۱۹۲	لعنت
۱۹۳	لعنت	۱۹۴	لعنت
۱۹۵	لعنت	۱۹۶	لعنت
۱۹۷	لعنت	۱۹۸	لعنت
۱۹۹	لعنت	۲۰۰	لعنت
۲۰۱	لعنت	۲۰۲	لعنت
۲۰۳	لعنت	۲۰۴	لعنت
۲۰۵	لعنت	۲۰۶	لعنت
۲۰۷	لعنت	۲۰۸	لعنت
۲۰۹	لعنت	۲۱۰	لعنت
۲۱۱	لعنت	۲۱۲	لعنت
۲۱۳	لعنت	۲۱۴	لعنت
۲۱۵	لعنت	۲۱۶	لعنت
۲۱۷	لعنت	۲۱۸	لعنت
۲۱۹	لعنت	۲۲۰	لعنت
۲۲۱	لعنت	۲۲۲	لعنت
۲۲۳	لعنت	۲۲۴	لعنت
۲۲۵	لعنت	۲۲۶	لعنت
۲۲۷	لعنت	۲۲۸	لعنت
۲۲۹	لعنت	۲۳۰	لعنت
۲۳۱	لعنت	۲۳۲	لعنت
۲۳۳	لعنت	۲۳۴	لعنت
۲۳۵	لعنت	۲۳۶	لعنت
۲۳۷	لعنت	۲۳۸	لعنت
۲۳۹	لعنت	۲۴۰	لعنت
۲۴۱	لعنت	۲۴۲	لعنت
۲۴۳	لعنت	۲۴۴	لعنت
۲۴۵	لعنت	۲۴۶	لعنت
۲۴۷	لعنت	۲۴۸	لعنت
۲۴۹	لعنت	۲۵۰	لعنت
۲۵۱	لعنت	۲۵۲	لعنت
۲۵۳	لعنت	۲۵۴	لعنت
۲۵۵	لعنت	۲۵۶	لعنت
۲۵۷	لعنت	۲۵۸	لعنت
۲۵۹	لعنت	۲۶۰	لعنت
۲۶۱	لعنت	۲۶۲	لعنت
۲۶۳	لعنت	۲۶۴	لعنت
۲۶۵	لعنت	۲۶۶	لعنت
۲۶۷	لعنت	۲۶۸	لعنت
۲۶۹	لعنت	۲۷۰	لعنت
۲۷۱	لعنت	۲۷۲	لعنت
۲۷۳	لعنت	۲۷۴	لعنت
۲۷۵	لعنت	۲۷۶	لعنت
۲۷۷	لعنت	۲۷۸	لعنت
۲۷۹	لعنت	۲۸۰	لعنت
۲۸۱	لعنت	۲۸۲	لعنت
۲۸۳	لعنت	۲۸۴	لعنت
۲۸۵	لعنت	۲۸۶	لعنت
۲۸۷	لعنت	۲۸۸	لعنت
۲۸۹	لعنت	۲۹۰	لعنت
۲۹۱	لعنت	۲۹۲	لعنت
۲۹۳	لعنت	۲۹۴	لعنت
۲۹۵	لعنت	۲۹۶	لعنت
۲۹۷	لعنت	۲۹۸	لعنت
۲۹۹	لعنت	۳۰۰	لعنت

۳۵	لَعْنَتُ	۲۶	لَعْنَتُ	۲۷	لَعْنَتُ	۲۸	لَعْنَتُ	۲۹	لَعْنَتُ	۳۰	لَعْنَتُ	۳۱	لَعْنَتُ
۳۲	لَعْنَتُ	۳۳	لَعْنَتُ	۳۴	لَعْنَتُ	۳۵	لَعْنَتُ	۳۶	لَعْنَتُ	۳۷	لَعْنَتُ	۳۸	لَعْنَتُ
۳۹	لَعْنَتُ	۴۰	لَعْنَتُ	۴۱	لَعْنَتُ	۴۲	لَعْنَتُ	۴۳	لَعْنَتُ	۴۴	لَعْنَتُ	۴۵	لَعْنَتُ
۴۶	لَعْنَتُ	۴۷	لَعْنَتُ	۴۸	لَعْنَتُ	۴۹	لَعْنَتُ	۵۰	لَعْنَتُ	۵۱	لَعْنَتُ	۵۲	لَعْنَتُ
۵۳	لَعْنَتُ	۵۴	لَعْنَتُ	۵۵	لَعْنَتُ	۵۶	لَعْنَتُ	۵۷	لَعْنَتُ	۵۸	لَعْنَتُ	۵۹	لَعْنَتُ
۶۰	لَعْنَتُ	۶۱	لَعْنَتُ	۶۲	لَعْنَتُ	۶۳	لَعْنَتُ	۶۴	لَعْنَتُ	۶۵	لَعْنَتُ	۶۶	لَعْنَتُ
۶۷	لَعْنَتُ	۶۸	لَعْنَتُ	۶۹	لَعْنَتُ	۷۰	لَعْنَتُ	۷۱	لَعْنَتُ	۷۲	لَعْنَتُ	۷۳	لَعْنَتُ
۷۴	لَعْنَتُ	۷۵	لَعْنَتُ	۷۶	لَعْنَتُ	۷۷	لَعْنَتُ	۷۸	لَعْنَتُ	۷۹	لَعْنَتُ	۸۰	لَعْنَتُ
۸۱	لَعْنَتُ	۸۲	لَعْنَتُ	۸۳	لَعْنَتُ	۸۴	لَعْنَتُ	۸۵	لَعْنَتُ	۸۶	لَعْنَتُ	۸۷	لَعْنَتُ
۸۸	لَعْنَتُ	۸۹	لَعْنَتُ	۹۰	لَعْنَتُ	۹۱	لَعْنَتُ	۹۲	لَعْنَتُ	۹۳	لَعْنَتُ	۹۴	لَعْنَتُ
۹۵	لَعْنَتُ	۹۶	لَعْنَتُ	۹۷	لَعْنَتُ	۹۸	لَعْنَتُ	۹۹	لَعْنَتُ	۱۰۰	لَعْنَتُ	۱۰۱	لَعْنَتُ
۱۰۲	لَعْنَتُ	۱۰۳	لَعْنَتُ	۱۰۴	لَعْنَتُ	۱۰۵	لَعْنَتُ	۱۰۶	لَعْنَتُ	۱۰۷	لَعْنَتُ	۱۰۸	لَعْنَتُ
۱۰۹	لَعْنَتُ	۱۱۰	لَعْنَتُ	۱۱۱	لَعْنَتُ	۱۱۲	لَعْنَتُ	۱۱۳	لَعْنَتُ	۱۱۴	لَعْنَتُ	۱۱۵	لَعْنَتُ
۱۱۶	لَعْنَتُ	۱۱۷	لَعْنَتُ	۱۱۸	لَعْنَتُ	۱۱۹	لَعْنَتُ	۱۲۰	لَعْنَتُ	۱۲۱	لَعْنَتُ	۱۲۲	لَعْنَتُ
۱۲۳	لَعْنَتُ	۱۲۴	لَعْنَتُ	۱۲۵	لَعْنَتُ	۱۲۶	لَعْنَتُ	۱۲۷	لَعْنَتُ	۱۲۸	لَعْنَتُ	۱۲۹	لَعْنَتُ
۱۳۰	لَعْنَتُ	۱۳۱	لَعْنَتُ	۱۳۲	لَعْنَتُ	۱۳۳	لَعْنَتُ	۱۳۴	لَعْنَتُ	۱۳۵	لَعْنَتُ	۱۳۶	لَعْنَتُ
۱۳۷	لَعْنَتُ	۱۳۸	لَعْنَتُ	۱۳۹	لَعْنَتُ	۱۴۰	لَعْنَتُ	۱۴۱	لَعْنَتُ	۱۴۲	لَعْنَتُ	۱۴۳	لَعْنَتُ
۱۴۴	لَعْنَتُ	۱۴۵	لَعْنَتُ	۱۴۶	لَعْنَتُ	۱۴۷	لَعْنَتُ	۱۴۸	لَعْنَتُ	۱۴۹	لَعْنَتُ	۱۵۰	لَعْنَتُ
۱۵۱	لَعْنَتُ	۱۵۲	لَعْنَتُ	۱۵۳	لَعْنَتُ	۱۵۴	لَعْنَتُ	۱۵۵	لَعْنَتُ	۱۵۶	لَعْنَتُ	۱۵۷	لَعْنَتُ
۱۵۸	لَعْنَتُ	۱۵۹	لَعْنَتُ	۱۶۰	لَعْنَتُ	۱۶۱	لَعْنَتُ	۱۶۲	لَعْنَتُ	۱۶۳	لَعْنَتُ	۱۶۴	لَعْنَتُ
۱۶۵	لَعْنَتُ	۱۶۶	لَعْنَتُ	۱۶۷	لَعْنَتُ	۱۶۸	لَعْنَتُ	۱۶۹	لَعْنَتُ	۱۷۰	لَعْنَتُ	۱۷۱	لَعْنَتُ
۱۷۲	لَعْنَتُ	۱۷۳	لَعْنَتُ	۱۷۴	لَعْنَتُ	۱۷۵	لَعْنَتُ	۱۷۶	لَعْنَتُ	۱۷۷	لَعْنَتُ	۱۷۸	لَعْنَتُ
۱۷۹	لَعْنَتُ	۱۸۰	لَعْنَتُ	۱۸۱	لَعْنَتُ	۱۸۲	لَعْنَتُ	۱۸۳	لَعْنَتُ	۱۸۴	لَعْنَتُ	۱۸۵	لَعْنَتُ
۱۸۶	لَعْنَتُ	۱۸۷	لَعْنَتُ	۱۸۸	لَعْنَتُ	۱۸۹	لَعْنَتُ	۱۹۰	لَعْنَتُ	۱۹۱	لَعْنَتُ	۱۹۲	لَعْنَتُ
۱۹۳	لَعْنَتُ	۱۹۴	لَعْنَتُ	۱۹۵	لَعْنَتُ	۱۹۶	لَعْنَتُ	۱۹۷	لَعْنَتُ	۱۹۸	لَعْنَتُ	۱۹۹	لَعْنَتُ
۲۰۰	لَعْنَتُ	۲۰۱	لَعْنَتُ	۲۰۲	لَعْنَتُ	۲۰۳	لَعْنَتُ	۲۰۴	لَعْنَتُ	۲۰۵	لَعْنَتُ	۲۰۶	لَعْنَتُ
۲۰۷	لَعْنَتُ	۲۰۸	لَعْنَتُ	۲۰۹	لَعْنَتُ	۲۱۰	لَعْنَتُ	۲۱۱	لَعْنَتُ	۲۱۲	لَعْنَتُ	۲۱۳	لَعْنَتُ
۲۱۴	لَعْنَتُ	۲۱۵	لَعْنَتُ	۲۱۶	لَعْنَتُ	۲۱۷	لَعْنَتُ	۲۱۸	لَعْنَتُ	۲۱۹	لَعْنَتُ	۲۲۰	لَعْنَتُ
۲۲۱	لَعْنَتُ	۲۲۲	لَعْنَتُ	۲۲۳	لَعْنَتُ	۲۲۴	لَعْنَتُ	۲۲۵	لَعْنَتُ	۲۲۶	لَعْنَتُ	۲۲۷	لَعْنَتُ
۲۲۸	لَعْنَتُ	۲۲۹	لَعْنَتُ	۲۳۰	لَعْنَتُ	۲۳۱	لَعْنَتُ	۲۳۲	لَعْنَتُ	۲۳۳	لَعْنَتُ	۲۳۴	لَعْنَتُ
۲۳۵	لَعْنَتُ	۲۳۶	لَعْنَتُ	۲۳۷	لَعْنَتُ	۲۳۸	لَعْنَتُ	۲۳۹	لَعْنَتُ	۲۴۰	لَعْنَتُ	۲۴۱	لَعْنَتُ
۲۴۲	لَعْنَتُ	۲۴۳	لَعْنَتُ	۲۴۴	لَعْنَتُ	۲۴۵	لَعْنَتُ	۲۴۶	لَعْنَتُ	۲۴۷	لَعْنَتُ	۲۴۸	لَعْنَتُ
۲۴۹	لَعْنَتُ	۲۵۰	لَعْنَتُ	۲۵۱	لَعْنَتُ	۲۵۲	لَعْنَتُ	۲۵۳	لَعْنَتُ	۲۵۴	لَعْنَتُ	۲۵۵	لَعْنَتُ
۲۵۶	لَعْنَتُ	۲۵۷	لَعْنَتُ	۲۵۸	لَعْنَتُ	۲۵۹	لَعْنَتُ	۲۶۰	لَعْنَتُ	۲۶۱	لَعْنَتُ	۲۶۲	لَعْنَتُ

لَعْنَتُ یَا رَزَا وَلَن یَا رَزَا قَاعِلَمَا
یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا

لَا اَتُوْا بِسَالَةِ كُتْل رَسَالَتَا وَجَالَةِ
یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا
وَمَشَابِهَیْنِ - وَاَا اِذَا اَبُوْا وَاَلَمَا
یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا
طَالِب وَاَتْرُوْا عَادَةَ تَوْهِيْدِ الْقُرْآنِ
یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا
یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا

لَعْنَتُ عَلَیْهِ وَسَلَّم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَآلِ اَزْجَرِ
یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا
سَبِیْلِ التَّحْقِیْقِ وَالتَّوْحِیْدِ فَعَلِیْهِمْ
یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا
لَعْنَتُ اَمِیْن -
یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا یَا رَزَا

لَعْنَتُ ۵ لَعْنَتُ ۶ لَعْنَتُ
لَعْنَتُ ۷ لَعْنَتُ ۸ لَعْنَتُ
لَعْنَتُ ۹ لَعْنَتُ ۱۰ لَعْنَتُ
لَعْنَتُ ۱۱ لَعْنَتُ ۱۲ لَعْنَتُ

14.-

此

11

144

三

ازالہ اور نام حذف

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

نورالحق صفحہ 118 تا 122 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 158 تا 162 از مرزا صاحب

۱۶۲
 ۱۶۱
 ۱۶۰
 ۱۵۹
 ۱۵۸
 ۱۵۷
 ۱۵۶
 ۱۵۵
 ۱۵۴
 ۱۵۳
 ۱۵۲
 ۱۵۱
 ۱۵۰
 ۱۴۹
 ۱۴۸
 ۱۴۷
 ۱۴۶
 ۱۴۵
 ۱۴۴
 ۱۴۳
 ۱۴۲
 ۱۴۱
 ۱۴۰
 ۱۳۹
 ۱۳۸
 ۱۳۷
 ۱۳۶
 ۱۳۵
 ۱۳۴
 ۱۳۳
 ۱۳۲
 ۱۳۱
 ۱۳۰
 ۱۲۹
 ۱۲۸
 ۱۲۷
 ۱۲۶
 ۱۲۵
 ۱۲۴
 ۱۲۳
 ۱۲۲
 ۱۲۱
 ۱۲۰
 ۱۱۹
 ۱۱۸
 ۱۱۷
 ۱۱۶
 ۱۱۵
 ۱۱۴
 ۱۱۳
 ۱۱۲
 ۱۱۱
 ۱۱۰
 ۱۰۹
 ۱۰۸
 ۱۰۷
 ۱۰۶
 ۱۰۵
 ۱۰۴
 ۱۰۳
 ۱۰۲
 ۱۰۱
 ۱۰۰
 ۹۹
 ۹۸
 ۹۷
 ۹۶
 ۹۵
 ۹۴
 ۹۳
 ۹۲
 ۹۱
 ۹۰
 ۸۹
 ۸۸
 ۸۷
 ۸۶
 ۸۵
 ۸۴
 ۸۳
 ۸۲
 ۸۱
 ۸۰
 ۷۹
 ۷۸
 ۷۷
 ۷۶
 ۷۵
 ۷۴
 ۷۳
 ۷۲
 ۷۱
 ۷۰
 ۶۹
 ۶۸
 ۶۷
 ۶۶
 ۶۵
 ۶۴
 ۶۳
 ۶۲
 ۶۱
 ۶۰
 ۵۹
 ۵۸
 ۵۷
 ۵۶
 ۵۵
 ۵۴
 ۵۳
 ۵۲
 ۵۱
 ۵۰
 ۴۹
 ۴۸
 ۴۷
 ۴۶
 ۴۵
 ۴۴
 ۴۳
 ۴۲
 ۴۱
 ۴۰
 ۳۹
 ۳۸
 ۳۷
 ۳۶
 ۳۵
 ۳۴
 ۳۳
 ۳۲
 ۳۱
 ۳۰
 ۲۹
 ۲۸
 ۲۷
 ۲۶
 ۲۵
 ۲۴
 ۲۳
 ۲۲
 ۲۱
 ۲۰
 ۱۹
 ۱۸
 ۱۷
 ۱۶
 ۱۵
 ۱۴
 ۱۳
 ۱۲
 ۱۱
 ۱۰
 ۹
 ۸
 ۷
 ۶
 ۵
 ۴
 ۳
 ۲
 ۱

۱۱۶۱ از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

اب تم غور کر سکتے ہو کہ اس حدیث سے صلیح معلوم ہوتا ہے کہ جب جیل بھری ہو
 اور مشاغل بھری ہو سب سے بدترین میں دشمنان کے ساتھ قیصر کی گئی ہے دنیا میں پھیل
 جانے کی اور زمین میں تیشی ایمان داری ایسی کم ہو جائے گی کہ گویا وہ آسمان پر اٹھ گئی ہوگی
 اور قتل کریم ایسا متروک ہو جائے گا کہ گویا وہ قتل خانے کی طرف بھاگ گیا ہوگا۔
 تب منور ہے کہ قاس کی اصل سے ایک شخص پیدا ہوا اور ایمان کو شریا سے لے کر پھر
 زمین پر نازل ہو۔ سو قیصر شاکر کہہ کر نازل ہونے والا ان مریم ہی ہے جس نے قیصر میں مریم
 کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والہ روحانی کو نہ پایا جس کی روحانی پرورش کا موجب
 نظر تائب قتل خانے کو خاص کا متولی تھا۔ اور تربیت کی کتاب میں لیا اھو اس اپنے بڑے
 کام ان مریم رکھا۔ کیونکہ اس نے شایع میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو مشق کھا جس کے
 قریب سے اس نے قلب سلیم پایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو نہیں دیکھ سکتا تھا
 کے حاصل ہوئی تائب وہ وجود روحانی پا کر قتل خانے کی طرف اٹھ گیا۔ کیونکہ قتل خانے
 نے اپنے ہوا اس کے کو موت دے کر اپنی طرف اٹھ گیا اور پھر ایمان اور عرفان کے
 دشمنیہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نکل گیا۔ سو وہ اس کے عرفان کا ثمر سے دنیا میں
 حقیقت پا اور زمین پر ششیں پڑی تھی اور تاریک تھی اس کے رخصت ہوا بلکہ اس کے فکر
 میں گنگ گیا کسی مثالی صورت کے طور پر یہی تھی۔ لیکن مریم ہے جو بغیر باب کے پر دنیا
 کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے۔ کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ قتل خانے
 سب اس پر زمین کی کسی سلسلہ میں داخل ہو چکا ہے اگر یہ آریں مریم نہیں تو کون ہے؟
 اور اگر اب بھی نہیں دیکھ سکتے ہیں معلوم ہو کہ سلفان کے ساتھ جوئی شکوفات کی
 وجہ کشت ہلائی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن تعان نہیں ہوتا لیکن ایک طریق پرست
 آسان ہے اور وہ حقیقت قائم مقام مہاجر ہی ہے جس سے کاذب اور صادق الکاویل
 اور وہ کی تفریق ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے جو قتل میں صفائی قلم نے نکھتا ہوں۔

۱۱۶۱ از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

لکھنا کہ جب تک میں زندہ ہوں

"یہ سب مضمونی اور طالب
نے اس عاجز کو دل پر مرزا
۱۸۹۱ء

"میں علم ہی پر
لفظ کی تیسری جہ پر ہے جو غیب
ہیں جو یزیدی اعلیٰ و درجہ پیکر
دراصل وہ مقام مراد ہے
کے آئنے کی جگہ جو روشن کیوں
انجیل تہذیبی ہوتی تھی بلکہ سائنس
سے بھی بہت رکتا ہے کہ جو کچھ
عالمی احکام نافذ ہوئے وہ روش
جس میں ایسے سنگ و لعل اور
ایمان بیٹھ گئے کہ ان کو گڑھ
برکت کے ملکات بتادیا ہے

۱۸۹۱ء

"قاریان کی تہذیب
یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا
۱۸۹۱ء

(۱) "یکسا
نے عارف کے مستندین اور
پائی جاتی ہے۔ (ترج)

پہلے ہی باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چار پائی پر قبضہ کر لیا۔
 فرس نہ اٹھیں اور محبت اور ہمدردی کی راہ کو اپنی چار پائی میں لے کر
 صحتی بیمار ہو کر کسی حد تک لاچار ہو کر میری حالت پر صحت پر لگ
 تنگ میرے پس منہ کو آرام دہانی کی تدبیر نہ کر سکا اور لگ کر کوئی
 کئی گز سے تو میری حالت پر صحت ہو کر گھر میں نہ وادانت اس
 سب کو دل میں اپنی تندرستی میں اس کے لئے رو کر دیکھ کر دل پر نہ کر
 سادہ ہو یا کم علم یا سادگی کو کوئی خطا اس سرزد ہو کر مجھے نہیں
 ہو کر دیکھاؤں یا بدینہ کو صحت کی گری کر دی کہ یہ سب طاقت
 دل میں نہ ہو جب تک کہ اپنے تئیں ہر ایک ذلیل تو نہ سمجھے اور
 دم بھٹکی نشانی ہو اور غریبوں کو نرم ہو کر اور جسک کر
 کے ساتھ صاحب دینا سادہ کے آثار میں اور غصہ کو کھالینا اور
 میں کیستہ ہوں کہ یہ باتیں ہماری جاکھ کے بعض لوگوں میں بھی
 سے اسکی چار پائی پر قبضہ ہے تو وہ مستحق اسکو اٹھا کر چاہتا
 ہو کہ پھر دوسری فرق نہیں کہ انکو دیکھ کر کوئی گلابوں سا ہو اور
 ہو کر کہیں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہو اور بے اختیار
 دل تو اب ہی آدم کو چاہتا ہو کہ جس کو خوشی کی آہ کو لوگوں کو
 نہیں اسکی تنگ میں جانتا ہوں کہ میں کیلئے جس بزرگ شخص
 خاص رحمت میں جس کا دل اور جو پر میرے خاص دوست اور محبوب
 میں جانتا ہوں کہ وہ صرف خدا تعالیٰ کیلئے میرے ساتھ تعلق
 نظر سے دیکھتے ہیں اور انکی آخرت پر نظر ہے سو وہ انشاء اللہ
 میں اپنے ساتھ ان لوگوں کو کیا کہیں جسکے دل میرے ساتھ نہیں
 دیکھ کر کوئی مجاز نہیں کہ کسی کا نام لیکر انکا ذکر کہے ورنہ وہ

نکارہ جب تک میں زندہ ہوں، جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا۔
 (ازالہ اوہام صفحہ ۱۹-۱۸۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲)
 "یہ سب مضمون اور خطاب کے قصہ کا اگرچہ کتابوں میں درج ہے مگر یہ تمام عبارت الہامی ہے جو خدائے تعالیٰ
 نے اس عاجز کے دل پر نازل کی۔ صرف کوئی کئی فقرہ نقل کرنے کے لئے اس عاجز کی طرف سے
 ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۸، ۱۹ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۱۲، ۱۱۱ حاشیہ)

۱۸۹۱ء
 "میں مسلم میں یہ جو کچھ ہے کہ حضرت مسیح و شوق کے منارہ منید بشری کے پاس آتے ہیں۔۔۔۔۔ شوق کے
 لفظ کی تفسیر میں میرے پر محض شہر زماں کا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصہ کا نام و شوق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ ہوتے
 ہیں جو بڑی طبیعت اور بڑی پلیدی کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔۔۔۔۔ پھر یہ بڑی ظاہر کیا گیا ہے کہ و شوق کے لفظ سے
 دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ و شوق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے اور خدائے تعالیٰ نے مسیح
 کے آتے کی جگہ جو و شوق کو بیان کیا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصلی مسیح نہیں ہے جس پر
 انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی رو سے مسیح سے اور بڑا نام میں
 سے بھی شہرت رکھتا ہے کہ جو و شوق پائے تخت پر بڑی ہو چکا ہے اور بڑیوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزار ہا طرح کے
 عطا اور حکام نافذ ہوئے وہ و شوق ہی ہے۔۔۔۔۔ سو خدا تعالیٰ نے اس و شوق کو جس سے ایسے حکم احکام نکلتے تھے او
 جس میں ایسے سنگ دیں اور سیارہ دروں لوگ پیدا ہو گئے تھے جس طرح سے نشانہ بنا کر رکھا کہ اب شیل و شوق عدل ہو
 ایمان پھیلانے کا بہتر گواہ ہو گا کہ جو بزرگی ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ نعمت کی بگموں کو
 برکت کے مکانات بنا کر رہا ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۸، ۱۹ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۳۲-۱۳۶ حاشیہ)

۱۸۹۱ء
 "قاریان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ
 اَخِرَ حَيَاتِهِ الْيَزِيدِيُّ
 یعنی اس میں بڑی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۸ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۳۸ حاشیہ)

۱۸۹۱ء
 (۱) "ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص حادث نام یعنی حرث آئے والا جو
 نے حادث کے لئے زمیندار کے ہیں اور حرث سے مراد بڑا زمیندار ہے اور یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں
 پائی جاتی ہے۔ (مرتب)

اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص مابقتہ میں میرانام ابراہیم بھی دکھا گیا ہے جیسا کہ فرمایا۔
 سلام علیک یا ابراہیم دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸ یعنی اے ابراہیم کچھ پر سلام۔ ابراہیم
 علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بہت برکتیں دی تھیں اور وہ ہمیشہ دشمنوں کے حملوں سے مدد دیا۔ پس
 میرانام ابراہیم رکھ کر خدا تعالیٰ یہ اشارہ کرتا ہے کہ ایسا ہی میں ابراہیم کو برکتیں دی جاؤں گی۔
 اور مخالف اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ جیسا کہ اسی براہین احمدیہ کے حصص مابقتہ میں
 اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے بودکرت یا احمد وکان ما بارک اللہ فیکم خائفک
 یعنی اے احمد! تجھے مبارک کیا گیا اور یہ تیرا ہی حق تھا۔ اور انہیں حصص مابقتہ براہین احمدیہ
 میں اللہ تعالیٰ ایک جگہ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میں تجھے اس قدر برکت دوں گا کہ بارش
 تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور جس طرح ابراہیم سے خدا نے خاندان شروع کیا اسی
 طرح اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ کے حصص مابقتہ میں میری نسبت فرماتا ہے۔ سبحان اللہ
 زاد مجدک۔ ینقلح اباءک ویبدع منک۔ یعنی خدا پاک ہے جس نے تیری بزرگی کو

برای جن احمد یہ حصہ پنجم صفحہ 87 روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 114 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 74 پر درج ہے

شہادت القرآن ص ۲۰۰ "ز" روحانی

میں میرا نام ابراہیم بھی رکھا گیا ہے جیسا کہ فرمایا۔
 (حدید صفحہ ۵۵۸) یعنی اسے ابراہیم کبھی پر سلام۔ ابراہیم
 (لہذا ہمیشہ دشمنوں کے حملوں سے سواست رہا۔ پس
 بتا ہے کہ ایسا ہی اس ابراہیم کو کرکٹیں دی جائیں گی۔
 جیسا کہ اسی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں
 لکھتے ہیں یا احمد وکان ما بورك الله فيك حقائق
 تیری ہی حق تھا۔ اور انہیں حصص ما بقاعدہ براہین احمدیہ
 فرماتا ہے کہ میں تجھے اس قدر برکت دوں گا کہ بلاشبہ
 اس طرح ابراہیم سے خدا نے خاندان شروع کیا وہی
 میں میری نسبت فرماتا ہے۔ سبحان الله
 م منك۔ یعنی خدا پاک ہے جس نے تیری بزرگی کو

۹۰
 ہندوستان میں مسلمانوں کی تاریخ
 ۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

تھے مگر حضرت صاحبزادہ نے اپنے نانا کو شہادت کے لئے پیش فرمایا۔ پھر ادا میرا سر شہادت پیش نہ گئی۔ پھر امام مظلوم دہے دیا گیا۔ خاکسار جس پر اس مقدمہ پر بسم اللہ ہم نے حضرت صاحبزادہ کو براں چرائی ایک دفعہ ہر ایک فرد ایک کام میں شام کو دوا پس بسم اللہ

دعوت الامیر

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
حیۃ المسیح الثانی

جائیں۔

آپ کے دعوے کو
بیان کر دینا مناسب سمجھا
ہوئے ہیں اور پھر یہ کہ
جب یہ ثابت ہو جائے کہ
بھیا ہوا ہے تو پھر اجملاً
امر کو تسلیم نہیں کر سکتی
سے دور بھی لے جاتا ہوں
نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ
مُؤْمِنًا دینا جو دل کا پناہ
عزت چاہتا اور اللہ تعالیٰ
علاوہ اس کے کہ یہ
کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن
وَالنَّبِيُّ ثُمَّ يَقُولُ لِلنَّاسِ
فَتَعْلَمُونَ الْكِتَابَ وَمِنَ
اَنَّا مَرْكُم بِالْكَفْرِ بَعْدَ اِذَا
اور حکم اور نبوت دے
جاؤ بلکہ وہ تو ہی کے گام
سکھاتے اور پڑھتے ہو اور
رب سمجھ لو کیونکہ یہ منکر
دے
فرض اصل سوال

جائیں۔

آپ کے دعوے کے دلائل

آپ کے دعوے کو مختصر الفاظ میں بیان کر دینے کے بعد میں اصولاً اس امر کے متعلق کچھ بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک مأمور من اللہ کے دعوے کی صداقت کے کیا دلائل ہوتے ہیں اور پھر یہ کہ ان دلائل کے ذریعہ سے آپ کے دعوے پر کیا روشنی پڑتی ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مأمور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اعمال اس کے تمام وعادی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ محض سلیم اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کا مأمور بھی ہو اور لوگوں کو دھوکا دے کر حق سے دور بھی لے جاتا ہو اگر ایسا ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے علم پر ایک سخت حملہ ہو گا اور ثابت ہو گا کہ **لَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَلِكَ** اس نے اپنے انتخاب میں سخت غلطی کی اور ایک ایسے شخص کو اپنا مأمور بنا دیا جو دل کا ناپاک کساور گندہ تھا اور بجائے حق اور صداقت کی اشاعت کے اپنی بڑائی اور عزت چاہتا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اپنے نفس کو مقدم کرتا تھا۔

علاوہ اس کے کہ یہ عقیدہ محض سلیم کے خلاف ہے قرآن کریم بھی اس کو باطل کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ **مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَيَنْ كُوْنُوا يَنْبَغِيَّ لَكُمْ أَنْ تَقْلَمُونَ الْكِتَابَ وَمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ** ○ **وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا التَّمَلِكَةَ وَالتَّيْبَتَ أَزْكَاءَ مِنْكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ** ○ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کتاب اور حکم اور نبوت دے کر بھیجے اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ بسبب اس کے کہ تم اللہ تعالیٰ کا کلام لوگوں کو سکھاتے اور پڑھتے ہو اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایسا آدمی لوگوں سے یہ کہے کہ فرشتوں یا انجیوں کو رب سمجھ لو کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ وہ کوشش کر کے لوگوں کو مسلمان بنائے اور پھر ان کو کافر کر دے۔

غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی مأموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی

الامیر

بشیر الدین محمود احمد
لسع الشانی

صداقت ثابت ہو جائے تو اس کے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے اور اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے حلقہ تعلیمات میں ہر وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔ پس میں اسی اصل کے مطابق آپ کے دعوے پر نظر کرنی چاہتا ہوں تاکہ جناب والا کو ان دلائل سے مختصر آگاہی ہو جائے جن کی بناء پر آپ نے اس دعوے کو پیش کیا ہے اور جن پر نظر کرتے ہوئے لاکھوں آدمیوں نے آپ کو اس وقت تک قبول کیا ہے

پہلی دلیل

ضرورتِ زمانہ

سب سے پہلی دلیل جس سے کسی امور کی صداقت ثابت ہوتی ہے وہ ضرورتِ زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ بے عمل اور بے موقع کوئی کام نہیں کرتا جب تک کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اسے نازل نہیں کرتا اور جب کسی چیز کی حقیقی ضرورت پیدا ہو جائے تو وہ اسے روک کر نہیں رکھتا۔ انسان کی جسمانی ضروریات میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے مہیا نہ کیا ہو چھوٹی سے چھوٹی ضرورت اس کی پوری کر دی ہے پس جب کہ دنیاوی ضروریات کے پورا کرنے کا اس نے اس قدر اہتمام کیا ہے تو یہ اس کی شان اور اس کی رفعت کے متانی ہے کہ وہ اس کی روحانی ضروریات کو نظر انداز کر دے اور ان کے پورا کرنے کیلئے کوئی سامان پیدا نہ کرے حالانکہ جسم ایک فانی شے ہے اور اس کی تکالیف عارضی ہیں اور اس کی ترقی محدود ہے اور اس کے مقابلے میں انسانی روح کیلئے ابدی زندگی مقرر کی گئی ہے اور اس کی تکالیف ایک ناقابلِ شمار زمانے تک مستند ہو سکتی ہیں اور اس کی ترقی کے راستے انسانی عقل کی حد بندی سے زیادہ ہیں۔

جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی صفات پر اس روشنی کی مدد سے نظر ڈالے گا جو قرآن کریم سے حاصل ہوتی ہے وہ کبھی اس بات کو باور نہیں کرے گا کہ بنی نوع انسان کی روحانی حالت تو کسی مصلح کی محتاج ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا سامان نہ کیا جائے جس کے ذریعے سے

مسئلہ علیٰ اور اس کے
عنایت خاص کو
ضرورت کی استغاثہ
یہ باتوں عقیدہ
کے دشمن ہیں میری
مستزعم تک پہنچا
گورنٹ حالیہ کے
بروم میں ماضی
اور مستقبل کو
اٹھارہ سال کی تالیف
مسکراہنگری کی
میں پیدا کرے۔ ۳۱
غزبی کی وجہ سے
ہوجاتے ہیں۔ ص
پرس کے متواتر
گورنٹ حالیہ کے
کہ وہ قدیم سے
نسبت نہایت
فرماتے کہ وہ
جو امت کو
انگریزی کی راہ

صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے اور
تعلیمات میں جذبات کو صالح کرنا ہوتا ہے۔
پر نظر کرنی چاہتا ہوں تاکہ جناب والا کو ان
نے اس دعوے کو پیش کیا ہے اور جن پر نظر
تک قبول کیا ہے

بل
مانہ

وقت ثابت ہوتی ہے وہ ضرورت زمانہ ہے۔
کئی کوئی کام نہیں کرتا جب تک کسی چیز کی
بھی چیز کی حقیقی ضرورت پیدا ہو جائے تو
بات میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جسے اللہ
کی پوری کردی ہے پس جب کہ دنیاوی
کیا ہے تو یہ اس کی شان اور اس کی رفعت
نہ از کروے اور ان کے پورا کرنے کیلئے
ہے اور اس کی تکالیف عارضی ہیں اور اس
ح کیلئے ابدی زندگی مقرر کی گئی ہے اور
قی ہیں اور اس کی ترقی کے راستے انسانی

بعد سے نظر ڈالے گا تو قرآن کریم سے
کہ نئی نوع انسان کی روحانی حالت تو کسی
اسمان نہ کیا جائے جس کے ذریعے سے

یہ حوالہ صفحہ 76 پر درج ہے

والدین محمد

مسئلہ علی اور اخص اور جوش وفاداری سے سرگودھا انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں
عنایت خاص کا مستحق ہوں۔ لیکن یہ سب اور گوندٹ حالیہ کی تہمت پر سمجھ کر یا نسل
ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے تنہا اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض ماسد برائیتیں جو
جوہر اعتقاد عقیدہ یا کسی اور جوہر سے مجھے بعض اور بدانت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں
کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت شک و اقرار اور گوندٹ کے
معزز حکام تک پہنچاتے ہیں اس لئے اندیشہ ہے کہ ان کی ہر دو کی مغربانہ کاندہ ہو کر سے
گوندٹ حالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشانیوں پس اس سالہ میرے والد
جوہر میرا غلام مرتضیٰ اور میرے شقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرگودھا چھپیت
اور سرگودھا کی کتاب تاریخ رنجیاں پنجاب میں ہے اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو بہت
اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں سب کی سب ضائع اور برباد نہ جائیں اور نہ انھیں
سرگودھا انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تکذیب خاطر اپنے دل
میں پیدا کرے۔ اس بات کا علاج تو خیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا منہ بند کیا جائے کہ جو حقائق
مذہبی کی وجہ سے یا انسانی حسد اور بغض اور کسی ذاتی غرض کے سبب سے جھوٹی خبریں پکڑتے
ہو جاتے ہیں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرگودھا دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت میں کو بیجا
بس کے متواتر جبر سے ایک وفادار بھائی نثار خاندان ثابت کر چکا ہے اور جس کی نسبت
گوندٹ حالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چھپیات میں یہ گواہی دہی ہے
کہ وہ قدیم سے سرگودھا انگریزی کے پختہ خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کا شہتہ پردہ کی
نسبت نہایت محترم اور اہمیت اور تحقیق اور قوی سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اس
فرمانے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری
جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرگودھا
انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرقی نہیں کیا اور نہ اب

یہ حوالہ صفحہ 78 پر درج ہے

محمدا شہادت جلد سوم صفحہ 21 از مرزا غلام احمد صاحب

۴

ایک ظلم عظیم ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جس کو دہلی گورنری میں کرکری ملحق تھی اور جن کا ذکر سرگرمین صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑے سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ لیکن کچھ اس سولہ اور گھوڑے ہم پہنچا کر عین زمانہ غدار کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دینے سے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو جیشیات خوشنودی حکام ان کو دی گئیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین جیشیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں ماضی میں مدح کی گئی ہیں۔ میر میر سے والد صاحب کی وفات

نقل مراسلہ

(دوسرے صاحب)

نمبر ۲۵۲

تہذیب شاہ شجاعت دہلی، منہ غلام مرتضیٰ

رئیس قادیان ضلع

عزیز شاہ شجاعت ریوڑانی خدمات و حقوق

خود و خاندان خود بلا غلط حضور شاہ شجاعت

ماتوبہ ایم کے پاشک شام و غلامان شام

ابتداءً دہلی و حکومت سرکار انگریزی جان شام

دفاع کیش ثابت قدم مانده اید۔ و حقوق

شام و اصل قابل قدر اند۔ بہرنگہ تسلی

و کشتی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق

Translation of Certificate of
J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Qadian

I have perused your application reminding me of your and your family's past services and rights. I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the

یہ حوالہ صفحہ 78 پر درج ہے

کتاب البریہ صفحہ 15, 4, 3 شمارہ 20 ستمبر 1897ء بمطابق 13 صفر 1343ھ از مرزا صاحب

کتاب البریہ صفحہ 15, 4, 3 شمارہ 20

ن سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا ہنگامہ خواہ
گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفا دار اور خواہ
رج کے کا ذکر سرگرمی صاحب کی تادیب و تہنیت
نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو
سے ہم پہنچا کر عین زمانہ غدار کے وقت سرکار
کی وجہ سے جو بھینسیاں خوشنودی کا کام ان کو
نے لگے کم ہو گئیں مگر تین چھٹیاں جو مدت سے
ہیں۔ میرے والد صاحب کی وفات

نقل مراسلہ

(دلسر صاحب)
نمبر ۲۵۲

تہذیب و شہادت و شہادہ مرزا غلام مرتضیٰ
رئیس قادیان مظفر

میرزا شہر علیا و ان خدمات و حقوق
خود و خاندان خود بخود حضور انجانب در آمد
مخوبہ ہدائیم کہ بلا شک و شک و خاندان شہادہ
ابتداءً دخل و حکومت سرکار انگریزی بہانہ شہادہ
و فاکش ثابت قدم مانده اید۔ و حقوق
شہادہ اصل قابل قدر اند۔ بہر حال تسلی
و تشفی مانید۔ سرکار انگریزی حقوق و

کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب ترقی کے
گندہ پرستوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی

خدمات شامہ و توجہ کردہ خواہ شد۔
باید کہ ہمیشہ ہمہ خواہ و جان نشہ
سرکار انگریزی بہانہ کہ وہی اس خوشنودی
سرکار و ہمہ جہدی شامہ است فقط
المرقومہ ہوا کہ وہ مقام بہانہ لائی

British Govt. will never forget
your family's rights and services
which will receive due considera-
tion when a favourable opportuni-
ty offers itself.

You must continue to be
faithful and devoted objects as in
it lies the satisfaction of the Govt.
and your welfare.

11.6.1849 Lahore.

نقل مراسلہ

دارہ شہادت صاحب بہانہ کشن لائی
تہذیب و شہادت و شہادہ مرزا غلام مرتضیٰ
رئیس قادیان با نیت ہا شہادہ۔

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم
سترہ برس سے سرکار انگریزی کی اعادہ تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

ایک ایک ہنگامہ منصفہ ہندوستان مرقوم
۱۸۵۷ء اور ۱۸۵۸ء کے وفات و غیر وفات
وہ وہ وہی سرکار و حکومت انگلشیہ در باب
نگاہداشت سلطان و پیرسانی اسباب
نہایت ہندوستان و پیرسانی اسباب
سے کچھ کچھ جمل پر خواہہ سرکار ہے
اور باعث خوشنودی سرکار ہوا پسند
بجائے دی اس غیر فرائی اور غیر کمال کے
خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے
آپ کو عطا ہوتا ہے اور سب شہادت
صاحب چین کشنریا اور میری ۱۸۶۱
نوردار گشت ۱۸۵۸ء پیمانہ ہذا
باظہار خوشنودی سرکار و نیک نامی و
وقاوری تمام آپ کے لکھا جاتا ہے۔
مرقوم تاریخ ۱۸۵۸ء

Translation of
Mr. Robert Cast's Certificate

To,
Mirza Ghulam Murtaza Khan,
Chief of Qadian.

As you rendered great help in
enlisting sowers and supplying
horse to Govt. in the mutiny of
1857 and maintained loyalty since
its beginning upto date and
thereby gained the favour of Govt.
a *Khata* worth Rs. 200/- is
presented to you in recognition of
good services, and as a reward for
your loyalty.

Moreover in accordance with
the wishes of Chief Commissioner
as conveyed in his no. 578 dt.
10th August 58. This parwana is
addressed to you as a token of
satisfaction of Govt. for your
fidelity and repute.

ہر مال کو فی المہام پیش کرنا چاہیے۔ اجتہادی غلطی نہیں اور رسولوں سے بھی ہوجاتی ہے۔
پیسر وہ قائم نہیں رکھے جاتے۔ ذرہ صبح بخاری کو کھولو اور سہریٹ ذہب و ہلی کو غور
سے پڑھو۔ ایسا محترم اصر کرتا جو دوسرے پاک نبیوں پر بلکہ ہائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی
ذہبی احترام اصر آئے۔ مسلمانوں اور نیک آدمیوں کا کام نہیں ہے بلکہ لعنتیوں اور شیطانوں
کا کام ہے۔ اگر دل میں فساد نہیں تو قوم کا تفرقہ دور کرنے کے لئے ایک جلسہ کرو۔ اور
جلسہ عام میں میرے پر محترم اصر کرو کہ فلاں پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ پھر اگر حاضرین نے قسم کھا کر
کہہ دیا کہ فی الواقع جھوٹی نکلی اور میرے جواب کو سن کر بددلی بیان اور شرعی دلیل سے رتہ
کر دیا تو اسی وقت میں تو یکروز غلط دہنہ چاہیے کہ سب توبہ کر کے اس جماعت میں داخل
ہوجائیں اور مدد غلگی اور ہند بانی چھوڑ دیں۔

۱۵۰
اسے مسلمانوں کی ذریت! میں نے آپ لوگوں کو کیا گناہ کیا ہے کہ آپ لوگ انواع
انعام کے منصوبوں سے میری ایذا کے در پئے ہو گئے تم میں سے جو مولوی ہیں وہ ہر وقت یہی
دعا کرتے ہیں کہ یہ شخص کا فریب دین و جلال ہے اور انگریزوں کی سلطنت کی مدد سے زیادہ
تقریر کرتا ہے اور دعوئی سلطنت کا مخالف ہے۔ اور تم میں سے جو ملازم مسیحیہ ہیں وہ
اس کو شش میں ہیں کہ مجھے اس محسوس سلطنت کا باغی ٹھہراویں۔ میں مُنتابا ہوں کہ ہمیشہ خلاف
واقعہ خبریں میری نسبت پہنچانے کے لئے ہر طرف سے کو بکشی کی جاتی ہے حالانکہ آپ
لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ میں باغیانہ طریق کا آدمی نہیں ہوں۔ میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت
انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی مباحث کے
بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں لکھی
کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابیں کو تمام ممالک عرب اور
مصر اور شام اور روم تک پہنچا دی ہے۔ میری ہمیشہ کو بکشی رہی ہے کہ مسلمان اس
سلطنت کے بچے غیر خواہ ہو جائیں اور جہدی غولی اور مسیح غولی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے

وفات کے بعد ایک گھنٹہ نشین آدمی تھا۔ تاہم
مدتائید میں اپنی قلم کے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

انکار کلام مفسدہ ہندوستان اور
 ۱۸۵۷ء سے از جانب آپ کے وفات و غیر فراموشی
 و عہد دی سرکار و تحریک انگلشیہ در باب
 نگہداشت سلطان و جبرسانی اسماہان
 بخوبی بخیرہ نمود و پوچھی اور شروع مفسدہ
 سے کچھ کچھ بدل ہوا خواہ سرکار سے
 اور باعث خوشنودی سرکار ہوا پس
 بکلامی اس غیر فراموشی اور غیر نکالی کے
 خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے
 آپ کو عطا ہوتا ہے اور سب فساد چینی
 صاحب چین کشتہ سپاہ اور نمبر ۱۸۵۷ء
 مورخہ مارگست ۱۸۵۷ء کے بعدانہ فضا
 باظہار خوشنودی سرکار و نیکامی و
 وفاداری تمام آپ کے گھانا تاج ہے
 مرقوم تاریخ ۱۸۵۷ء

پوش دلانے والے مسائل جو عقل کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے معدوم ہو جائیں
پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی ناہیا تو باغیانہ منصوبے اپنی جماعت
میں پھیلاتا جبکہ میں جس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے
مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف
کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کر دلی۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے
خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنادیا ہے۔ یہ امن جو اس
سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن کہ معتقد ہیں مل سکتا ہے نہ دہریہ میں۔ اور
نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن ہوں۔ اگر اس
سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں جھنکی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں
ایسے بدخیال بہاد اور بغاوت کے دلوں میں جھنکی رکھتے ہوں میں انکو سخت تلافی اور قیمت
عظیم بھگتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کو گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے
امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کہہ دو۔ گالیاں نکالو۔ یا چپے کی طرح کانفر
کافتونی لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا
ایسے خیال میں سے بغاوت کا استعمال ہوسکے سخت بد فاقی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتر ہے
ایسے نہ سمجھیں جن کے دل کسی صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ غوثی مہدی
اور غوثی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔
اے مسلمانو! اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر بچی ہمدردی نہ کیا اس مسئولیت کے
زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں کیا سیر کرنا اور زہر
اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی
طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ یہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ اگر اس کی پہلو کا
مسئلہ رکھا جائے اور زہر دیتی اپنے مذہب میں داخل کرنا اس کی تعلیم ہے۔ خداوند ہرگز

پوش دلانے والے مسائل
پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس
میں پھیلاتا جبکہ میں جس تک
مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری
کسی بغاوت کے منصوبے کی میں
خاص فضل سے میری اور میری
سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل
نہ سلطان روم کے پایہ تخت
سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ
ایسے بدخیال بہاد اور بغاوت
عظیم بھگتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس
امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے
کانفر کافتونی لکھو۔ مگر میرا
ایسے خیال میں سے بغاوت کا
ایسے نہ سمجھیں جن کے دل کسی
اور غوثی مسیح کی حدیثیں تمام
اے مسلمانو! اپنے دین کی
زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر
اور تعدی سے اپنے دین میں
طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور
مسئلہ رکھا جائے اور زہر دیتی

دولوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے صدقہ ہر جگہ
بغیر وہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت
میں تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے
ہا۔ تو کیونکو ممکن تھا کہ ان تمام ہڈیوں کے برخلاف
دولوں۔ مگر انکے میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے
کہ کی پناہ اس سلطنت کو بنادیا ہے۔ یہ امن جو اس
سلطنت کے زیر سایہ ہیں حاصل ہے نہ یہ امن کہ منظر میں مل سکتا ہے نہ مزینہ میں۔ اور
یہ امن۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس
منصوبہ دل میں خفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے
میں میں خفی رکھتے ہوں میں انکو خفیہ نواہن اور قیمت
کی میں ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے
ہو دل میں مجھے کہہ دو۔ گالیوں نکالو۔ یا پہلے کی طرح کافر
میں سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا
ایسے خیال میں سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتر سے
ایسے مسلمان ہیں جن کے دل میں صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ خفیہ ہدی
اور خفیہ مسیح کی حد نہیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی بھروسہ تو اختیار کرو مگر کبھی ہمدردی۔ کیا اس مستحیبت کے
زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ تم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں کیا جبر کرنا اہل زور
اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی
طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ یہود و الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس کی جہاد کا
مسئلہ رکھا یا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اس کی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

پوشش دلانے والے مسائل جو عقل کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے صدقہ ہر جگہ
پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بغیر وہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت
میں پھیلاتا جبکہ میں میں برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے
مزید دل میں یہی حقیقتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکو ممکن تھا کہ ان تمام ہڈیوں کے برخلاف
کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کر دوں۔ مگر انکے میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے
خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنادیا ہے۔ یہ امن جو اس
سلطنت کے زیر سایہ ہیں حاصل ہے نہ یہ امن کہ منظر میں مل سکتا ہے نہ مزینہ میں۔ اور
نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس
سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں خفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے
ایسے بد خیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں خفی رکھتے ہوں میں انکو خفیہ نواہن اور قیمت
اطعام بھجواتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کو گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے
امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کہہ دو۔ گالیوں نکالو۔ یا پہلے کی طرح کافر
کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا
ایسے خیال میں سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتر سے
ایسے مسلمان ہیں جن کے دل میں صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ خفیہ ہدی
اور خفیہ مسیح کی حد نہیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی بھروسہ تو اختیار کرو مگر کبھی ہمدردی۔ کیا اس مستحیبت کے
زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ تم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں کیا جبر کرنا اہل زور
اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی
طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ یہود و الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس کی جہاد کا
مسئلہ رکھا یا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اس کی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

اس جماعت کو تسلیم ہی جاتی ہے اور اس طرح بار بار ان کو تاکید کیا گیا ہے کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے پیچھے خیر خواہ اور صلح ریز ہیں اور تمام ہتھیاروں کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت کے انصاف اور دم اور ہمدردی سے پیش آویں۔ یہ سب کچھ کہہ کر ہم نے ہمدی ایشیائی قریبی قومی کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں اپنی فاطمہ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بہرہ دے گا۔ لیکن ایسی سرخسوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذہنی و مضمونیت جانتا ہوں۔ ہاں میں اپنے نفس کے لئے اس طرح خود کا اذکار کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح غربت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بیزاد ہوگا اور نرمی اور صلح کاری اور امن کے ساتھ قوتوں کو اس پیچھے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھائے گا جو اکثر قوتوں سے چمپ گیا ہے۔ میرے اصولوں اور اعتقادوں اور باتوں میں کوئی امر منجھوٹی اور نفاق نہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے نزدیک رہیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے یسوع اور ہمدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرتا ہے۔ میں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ جیسے جیسے مول پانچا ہیں اول یہ کہ خدا تعالیٰ کو داعی لاشریک اور ہر ایک شفقت موت اور بیماری اور بیماری اور درد اور دکھ اور دوسری ناقصی صفت سے پاک سمجھنا۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتمہ آخری شریعت لانے والا اور خجالت کی حقیقی راہ بتلانے والا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا۔ تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور ہسانی نشانیوں سے کرنا اور خیالات خفیاً اور جہاد اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لئے قطعی طور پر حرام اور منقطع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند نہ رہنا۔ چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ عجیب کی نسبت جس کے ہم نے ہر سارے میں اپنے گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفید خیالات دل میں نہ دیا اور غلط دلی ہے اس کی اور جہاد کے مفادات نہایت مرگزی سے میرے ہر وقت غرض مولوں نے ہر طرف سے تعلیم کیا ہے اور کہہ رہے ہیں کہ بہت بڑا اثر ہے۔

مجموعہ اشتہارات ہلدی سٹریٹ 19 اور بازار صاحب

یہ حوالہ صفحہ 80 پر درج ہے

میں تو دلوں کو اندر بھی
نے اس قوم میں سو ہوا
شکر کرنا کوئی سہل بار
اسی طرح تخلص اور شیر خوار
آج کا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ
پس پا کرے۔ خدا تعالیٰ
اگر ہم اس حسن گوشت
شکر ادا نہیں کیا کیونکہ
بند دل کو بطور نعمت
ہیں اور ایک چھوڑ
اس گورنمنٹ
انکا نہایت
اور واجب
بد خواہی کرنا
میں بار بار ظاہر کرتا
دوسرے اس سلطان
پتا دی ہو۔ سودہ
اختلاف مذہب
نے پسند کی ہیں۔

اس طرح بار بار ان کو تکیہ گیری کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ
 نوٹ کر ساتھ بلاعتیق مذہب و ملت کے انصاف اور
 محکمہ میں کسی ایسے ہمدی دہشی قریبی غرضی کا قائل نہیں ہوں
 حاضر میں سے ہوگا اور زمین کو کفایت کے خون سے بہرہ دے گا
 و محض ذخیرہ موصوفت جانتا ہوں۔ ہاں میں اپنے نفس
 و حضرت علی علیہ السلام کی طرح غربت کے ساتھ زندگی
 بیزور ہوگا اور نرمی اور صلہ کاری اور امن کے ساتھ قوموں
 کے مابین کٹر قوموں سے چمپ گیا ہے۔ میرے مصلوں اور
 فی اور خدا کا نہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے
 میرے سوا جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے
 انکار کرنا ہے۔ میں بار بار اس طرح سے چکا ہوں کہ میرے
 لئے کو داعی لا شریک اور ہر ایک منقصد موت اور
 دوسری نافرمانی صفت سے پاک سمجھتا ہوں میرے یہ
 راقی شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھتا۔ تیسرے
 عقیدہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیانت خدایا
 قطعی طور پر حرام اور منقذ سمجھنا اور ایسے خیانت کے
 کہ اس گورنمنٹ عجیب کی نسبت جس کے ہم مذہب سایہ
 خیانت دل میں نہ ہوں اور غرض دل سے اس کی
 میرے پر وفاضل مصلوں نے ہزاروں تکیہ گیری میں تعلیم

۱۸-۱۹-۲۰

میں تو دلوں کو اندر ہی اندر دبی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام ہندی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ
 نے اس قوم میں سوسہائے لئے گورنمنٹ قائم کیا اور اپنے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات کیے جن کا
 شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے
 اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارا ہاتھ میں بجز خدا کے اور کیا ہو سکتا
 تھا کہ ہم نے اس گورنمنٹ کو ہر ایک شے سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ
 پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہو جیسا کہ اس کا شکر کرنا سو
 اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر جانے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی
 شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدا نے تعالیٰ اپنے
 بندوں کو بطور نعمت عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک ہی سہری ہو سکتے
 ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ
 اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال
 انکا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض
 اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی
 بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جسکو
 میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصہ ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں
 دوسرے اس سلطنت کی جس سے امن قائم کیا ہو جس کے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہیں
 پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ
 اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انھوں
 نے پسند کی ہیں۔ لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

۷۷

ضمیمہ نمبر ۱۷۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ صَلَّى عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

دینی جہاد کی ممانعت کا فتوے مسح موعود کی طرف سے

دیں کئے سلام ہے اب جنگ اور قتل
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے

نوٹ:- (ایک زبردست الہام اور کشف) آج ۲۲ جون ۱۹۷۹ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر
دیکھ کے وقت مجھے تھوڑی سی خودی کے ساتھ ایک دقیق جو نہایت سفید تھا دکھائی گیا۔ اس کی اتنی سی طرح
میں گھبراہٹا اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخر میں یہ فقط کھٹے سے انعام کی طرف اشارہ تھا یعنی انعام
بالہاں ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا کہ کادور نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے کہ گرفتار ہو گئے
اس کے ہر حصے کے کھلنے کے ساتھ کہ فریب کھلے۔ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائینگے جس سے
کافر کہنے سے جو جگہ کافر کہتے تھے اتمام میں پھنس جائینگے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ
نہ ملے گا۔ باقی میں یہ ہے۔ یہ پیش گوئی ہے۔ ہر ایک پر اسے پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔
اس کے بعد ۲۲ جون ۱۹۷۹ء کو وقت ساٹھ بجے یہ الہام ہوا کہ کافر جو کہتے تھے کہ گرفتار
ہو گئے جتنے تھے سب ہی گرفتار ہو گئے۔ یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی رحمت میں پھنسی ہو
گئی کہ میں کہنے کوئی غلطی کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ نواز کی خبر ہے کہ فریب جیسا جو گا اور کوئی ایسی
چکنی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائیگی کہ فیصلہ کر دے گی۔ منہ

۱۴

تقریر کردہ یہ خبر ۱۷ جولائی ۱۹۷۹ء کو ۷۸، ۷۷ اور ۷۶

یہ حوالہ صفحہ ۸۰ پر درج ہے

ضمیمہ نمبر ۱۷۰

دیں ہے وہ خدا کا جو
کیوں چھوڑتے جو لوگ
کیوں بھڑکتے ہو تم
فریاد کیا ہے سیتے
جب آئے گا تو مع
ہیں گے ایک گھاٹ
یہی وہ وقت ہے
یہ حکم سن کے بھی
ایک مجبور کے طور
انفصاف یہ مسیح کے
ظاہر میں خود نشان
اب تم میں خود وہ
وہ نام وہ نمود وہ
وہ علم وہ مصلح
وہ وہ وہ گداز
دل میں تمہارے
حق کیا گیا ہے سر
وہ علم و معرفت
دنیا و دین میں
وہ آنسو و حقوق
ہر وقت چھوٹے

تقریر کردہ یہ خبر ۱۷ جولائی ۱۹۷۹ء کو

میر محمد گولڑیہ

نعت کا فتوے دو کی طرف سے

دیں کیلئے سلام ہے اب جنگ اور قتل
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

نعت (۱) آج وہ جو سترہ کو بردہ مشہور بعد دہر
ایک صدق جو نہایت مفید تھا دکھایا گیا۔ اس کی آخری سطر
یہ یہ تھا کہ ہے، انہی کی طرف اشارہ تھا یعنی انہی
کا دوا و نودار ہو گئے۔ کافر کہتے تھے کہ گرفتار ہو گئے
پھر ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائیگے جن سے
پانی گنگہ و غیب پر کھسک جائیں گے وہ کوئی گزیر کی جگہ
ہر ایک پرلے والے اس کو یاد رکھے۔
یہ گیدہ بچے یہ ہدم ہوا کہ کافر کہتے تھے وہ کوئی نادر
تھیں کافر کہتے تھے وہاں پر خدا کی جوت میں پوری ہو
نادر کی خبر ہے کہ قریب ایسا ہو گا اور کوئی ایسی
جگہ نہ

میر محمد گولڑیہ

۷۸

۱۵ دشمن ہے وہ خدا کا بھوکتا ہے اب جہاد
کیوں چھوڑنے جو لوگوں کی حدیث کو
کیوں بھرتے ہو تم یہ علم الحجب کی خبر
فرما چکا ہے سید کوین مصطفیٰ
جب آئے گا تو مع کو وہ ساتھ لے گا
ہیں گلیک گھاٹ پر شیر اد کو سپند
یعنی وہ دقت امن کا ہو گا نہ جنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جلنے گا
ایک مجروح کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
انقصہ یہ سیر کے آنے کا ہے نشان
ظاہر ہیں خود نشان کہ نہاں وہ نہاں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ علم وہ صلاح وہ عظمت نہیں رہی
وہ مدد وہ گلاز وہ رقت نہیں رہی
دل میں تمہارے یاد کی آفت نہیں رہی
حق کا گیا ہے سر میں وہ عظمت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراغت نہیں رہی
دنیا دی میں کچھ بھی یاقوت نہیں رہی
وہ آفس و شوق و دہر وہ طاقت نہیں رہی
ہر وقت جھوٹ۔ سچ کی تو عادت نہیں رہی

۱۶ شکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس نبیٹ کو
کیا یہ نہیں بخانی میں دیکھو تو کھول کر
یعنی سیر جنگوں کا کر دے گا اتوا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر ٹائے گا
کیس گئے تھے ماہوں سے بے غوث وہ گزند
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
وہ کافوں سے سنت نہایت اٹھائے گا
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
کر دے گا ختم آگے وہ دین کی لڑائیاں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و توان نہیں
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ عزیمت و قیاد وہ ہمت نہیں رہی
وہ نور اللہ وہ چاند سی طاعت نہیں رہی
خلق خدا پر شفقت و رحمت نہیں رہی
حالت تمہاری جاؤب نصرت نہیں رہی
کس آگیا ہے دل میں جلالت نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پر سلطنت نہیں رہی
تھمت کی کچھ بھی خلد نہایت نہیں رہی
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

اور پھر دوسرا شکریہ ہے کہ وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا۔ وہ جیسا کہ تمام نبیوں پر ظاہر ہوا۔ اور ابتداء سے زمین کو تاریکی میں پا کر روشن کرتا آیا اور اُس نے اس زمانہ کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ جب دنیا کو آسمانی روشنی سے دور پایا۔ تب اُس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک نئی معرفت سے منور کرے۔ اور نئے نشان دکھائے۔ اور زمین کو روشن کرے۔

سو اُس نے مجھے بھیجا

اور میں اُس کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند

۳۲
کی حکومت
ہیں۔ ہرگز
زیر سایہ
گورنمنٹ
اب میں
دعا پر یہ عرض
اے قلم
خوش
خوش
احسان
کرمانہ
ہر ایک
الم

۲۱

وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل
نہ پر ظاہر ہوا۔ اور ابتداء سے
میں نے اس زمانہ کو بھی اپنے
ب دُنیا کو آسمانی روشنی سے دور
بہ نئی معرفت سے منور کرے۔
روشن کرے۔

مجھے بھیجا

کہ اُس نے مجھے ایک

ت کے نیچے جسد

بڑی آزادی سے

کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ

میں شکر واجب ہے۔ مگر میں

زیادہ واجب ہے۔

جو جناب قیصر ہند

۲۸۲

۲۲ کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے
ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا۔ کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے
زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی
گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضور مکہ معظمہ میں زیادہ مصلحت اوقات ہونا نہیں چاہتا۔ اور اس
دعا پر یہ عرض نہ ختم کرتا ہوں۔ کہ

اے قادر و کوکم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملک معظمہ کو
خوش رکھ جیسکہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے
خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسکہ ہم اس کی نیکیوں اور
احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروفات پر
کریمانہ توجہ کرنے کے لئے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ
ہر ایک قدرت اور طاقت مجھ کو نہ ہے۔

امین شہ امین

الملک

نہال کشادہ۔ میرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپورہ پنجاب

پبلشر ہفتم شواہت کدہیں

۳۲

یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

تقدیر یا زمر صاحب صفحہ 31، 32 روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 283، 284

یہ حوالہ صفحہ 80 پر درج ہے

صفحہ 283، 284

رسالہ مبارکہ

ستارہ فیض

از تصنیف متیف

حضرت غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جسے

مینجربکے پوتالیف اشاعت قلوب این بشر

نے شائع کیا

ڈیرہ ہند پریس امرتسر میں باہتمام مسانی بیاد رنگہ مخدوم نور محمد صاحب

دسمبر ۱۹۲۵ء

سب
جہت برکت
کی عاقبت
میرزا غلام
میں رہتا ہے
گورداپورہ
دالوں کو جو
گستر کی راہ
رعایا کے
منظور ام
دلی احوال
میں جو مشن
علم کے جو

بارک
قیصر

میت

موجود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اشاعت قادیان پش

یادگار
موجود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ستارہ قیصر

بھٹو عالی شان قیصر ہند ملکہ معظمہ شہنشاہ ہندوستان و انگلستان ادام اللہ قباہا

سب سے پہلے یہ دعا ہے کہ خدائے قادر مطلق اس ہماری عالیجاہ قیصر ہند کی عمر میں
بہت برکت بخشے۔ اور اقبال اور باد و جلال میں ترقی دے۔ اور عزیزوں اور فرزندوں
کی عافیت سے آنکھ بند نہ کرے۔ اس کے بعد اس عظیمہ کے لکھنے والا جس کا نام
میرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان نام
میں رہتا ہے۔ جولاہوں سے تخمیناً نصف صدی قبل مشرق اور شمال کے گوشہ میں قادیان
گورداسپورہ کے ضلع میں ہے۔ یہ عرض کرتا ہے۔ کہ اگرچہ اس ملک کے عوام نام نہ نہ
دراول کو جوہر ان ارامول کے جو حضور قیصر ہند کے عدل عام اور رعایا پروری اور
کسرتی کی حاصل ہو رہے ہیں۔ اور جوہر ان تدابیر امن عامہ اور تجدید اساس میں طبعاً
رعایا کے جو کردار و بار و پیر کے خیر اور بے انتہا فیاضی سے بہرہ ور ہیں آئی ہیں پنجاب ملک
معظمہ ادام اللہ سے بقدر اپنی فہم اور عقل اور شناخت احسان درجہ بدرجہ محبت اور
دل اطاعت ہے۔ اور جو معین قلیل الوجود افراد کے جو میں گمان کہتا ہوں کہ درپردہ کچھ ایسی ہی
ہیں جو وحشیوں اور درندوں کی طرح بہہ کرتے ہیں لیکن اس عاجز کو جو جس معرفت اور
علم کے جو اس کو ہمنٹ عالیہ کے حقوق و نسبت مجھے حاصل ہے۔ جس میں اپنے رسالہ

تختہ قیصر بہ ہر خصلت کچھ بکھریں یہ اعلیٰ درجہ کا انعام اور محبت اور جوش اطاعت
 حضور ملک معظمہ اندام کے محو زائندوں کی نسبت حاصل ہے۔ جو ایسے الفاظ نہیں
 پایا۔ جن میں اس انعام کا اندازہ بیان کر سکیں اسی سچی محبت اور انعام کی طرف سے
 جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک سالہ حضرت قیصر ہند ام قبا لہا
 نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تختہ قیصر یہ رکھ کر جناب سرور کی خدمت میں
 بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا۔ اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کی جواب سے مجھے
 عزت دی جائیگی اور امید سے بڑھ کر میری سر فرازی کا موجب ہو گا۔ اور اس امید
 اور یقین کا موجب حضور قیصر ہند کے وہ اخلاق فاضلہ تھے۔ جن کی تمام ماکمل شرف
 میں محوم ہے اور جناب ملک معظمہ سے وسیع ملک کی طرح وسعت اور کشادگی میں
 ایسے پیش ہیں۔ جو ان کی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا خیال محال ہے۔ مجھے مجھے نہایت
 تعجب ہے۔ کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کانشش ہرگز ہر
 بات کو قبول نہیں کرتا۔ کہ وہ یہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصر یہ حضور ملک معظمہ میں پیش
 ہوا۔ اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے
 جس میں جناب ملک معظمہ سے یہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں
 لہذا اس ضمن میں نے جو میں حضور ملک معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں مددوار
 مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصر یہ کی طرف جناب سرور کو توجہ دلاؤں
 اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی نوعیت سے یہ
 سونے پتھر روانہ کرنا ہوا۔ اور میں حضور عالی حضرت جناب قیصر ہند دام اقبالہا
 کی خدمت میں یہ چند الفاظ بیان کرنے کے لئے جرات کرنا ہوں کہ میں بچا کے ایک مسخر
 خاندان مخلص میں سے ہوں اور سکھوں کے زمانہ سے پہلے میرے بزرگ ایک
 خود مختار ریاست کے دالی تھے۔ اور میرے پردادا صاحب مرزا گل محمد اسفند وانا

مذہب اور عالی مرتبت
 دہلی کے چٹائی بابا
 کھڑو ہو گئے۔ تو
 بیدار مغزی اور
 دہلی کے تخت پر بیٹھ
 ہو چکا تھا۔ اس
 سفیاء ہوئیں
 ایک سلطنت ہی امر
 آنے سے پہلے
 اور میرے والد
 بڑے بڑے سرد
 جیسے کہ کوئی سند
 ملک پر دخل ہو گا
 کہ گویا ان کو ایک
 نشان تھے۔ اسی
 پہنچا کہ سرکار انگریز
 کے لئے مستعد
 گورنمنٹ کو مدد
 بھی مدد دینے کو ط
 بعد یہ عاجز دنیا کے
 سرکار انگریز کے

مذہب اور عالی ہمت اور نیک مزاج اور ملک اری کی خوبیوں کو صوفیہ کے جب
دہلی کے چغتائی بادشاہوں کی سلطنت باعث تالیفاتی اور عیاشی اور سستی اور کم ہمتی
کمزور ہو گئے۔ تو بعض دزدان اس کو شش میں لے گئے کہ مرزا صاحب صوفیہ کو جو تمام
بیدار مغزی اور رعایا پروری کے اپنے اندر رکھتے تھے اور خاندان شاہی میں تھے
دہلی کے تخت پر بٹھایا جائے لیکن چونکہ چغتائی سلاطین کی قسمت اور عمر کا بالابلیریز
ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ تجویز عام منظوری میں نہ آئی اور ہم پر سکھوں کے عہد میں یہ تکی
سختیاں ہوئیں اور ہمارے بزرگ تمام دیہات ریاست سے بے دخل کر دیئے گئے اور
ایک سلطنت بھی اس کی نہیں گذری تھی اور انگریزی سلطنت کے قدم مبارک آئے تھے
آئے سے پہلے ہی ہماری تمام ریاست قاک بریل چلی گئی اور صرف باپ کے گاہن ثانی رہ گئے
اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جنہوں نے سکھوں کے عہد میں
بڑے بڑے خدمات دیکھے تھے۔ انگریزی سلطنت کے آنے کے ایسے متعلق تھے
جیسے کہ کوئی سخت پیاسا پانی کا منتظر ہو رہا ہے اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس
ملک پر دخل ہو گیا۔ تو وہ اس قسمت یعنی انگریزی حکومت کی قاضی سے ایسے خوش ہوئے
کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا اور وہ سرکار انگریزی کے جسے خیر خواہ بنا
نشان تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ایام قدر عظیم میں پچاس گھوڑے سے سواران عجم
پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیئے تھے۔ اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات
کے لئے مستعد رہے۔ کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس
گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اگر مسلمانوں کے غدر کا کچھ اور بھی طول پتا تو وہ نوسو سال تک اور
بھی مدد دینے کو تیار تھے۔ غرض اس طرح ان کی زندگی گذری۔ اور پھر ان کے انتقال کے
بعد یہ عاجز دنیا کے مشغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو گیا اور وہ
سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی۔ وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب

درجہ کا انعام اور محبت اور خوش امت
ست حاصل ہے۔ جو اس ایسے انعام نہیں
اس ایسی ہی محبت اور انعام کی طرف سے
کہ ایک سال حضرت قیصر ہندو ام قبا
یہ کہہ کر جناب سرور کی خدمت میں
میں قوی یقین تھا کہ اس کے جواب مجھے
ڈی کا موجب ہو گا۔ اور اس امید
مطلق فاضل تھے۔ جن کی تمام ماکاں شریف
ملک کی طرح وسعت اور کشادگی میں
کرنا خیال محال ہو۔ مگر مجھے نہایت
ان نہیں کیا گیا اور میرا کائنات ہرگز اس
رسالہ تجلے قیصر ہندو ملک منظر میں پیش
کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث
کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں
ہماری خدمت میں رکھتا ہوں مدد دار
کی طرف جناب سرور کو توہ دل و جان
میں کون ایسی غرض سے یہ
حضرت جناب قیصر ہندو ام قبا لہا
ت کرنا ہوں کہ میں پنجاب کے ایک معزز
سے پہلے میرے بزرگ ایک
داد صاحب مرزا گل محمد اسفند دانا

کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی حق جو بہذا ہر ایک کے لئے کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے۔ اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو فارسی عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں بھیج دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہر مدینہ مکہ اور مدینہ منیہ میں بھی شائع کرویں۔ اور مذہم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاط اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں چھانٹا مکن تھا اشاعت کر دیجی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ کھوں مسلمانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے۔ جو تاہم تاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور نہیں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا اہم میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک تاراج ہوں میں اس گورنمنٹ پر کچھ مسلمان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اس بات کا اقوار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آتے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لے ہے کے ملتو ہوئے تھوڑے سے نجات پائی ہے۔ اس کو میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الہی اس مبارک قیصر ہندو ام ملک کا دیر گاہ تک ہماری سروسوں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما۔ اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر +

میں نے قلعہ قیصر یہ میں جو حضور قیصر ہند کی خدمت میں بھیجا گیا۔ یہی حالات اور خدمات اور دعوات گزارش کئے تھے اور میں اپنی جناب ملک مسئلہ کے اخلاق وسیعہ پر نظر رکھ کر ہر روز جواب لکھا امیدوار ہوتا۔ اور اب بھی ہوں۔ میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ ایسے جیسے دعا گو کا وہ عاجز اندھ جو جو بہ کمال اخلاص حق دل سے کھینچا تھا اگر وہ حضور ملک مسئلہ قیصر ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا۔ تو اس کا جواب نہ آتا بلکہ

س ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں
فریادیں ہم مسلمانوں کی حق پر۔ ہذا ہر ایک سے ملان
ناجی طاقت کرے۔ اور دل سے اس دولت
میں نے مختلف زبانوں میں اردو فارسی عربی
پیدا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس
میں۔ اور روم کے پای تخت قسطنطنیہ اور کلاں
شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی
کے وہ غلط خیالات چھوڑے۔ جو تاہم عقائد
میں خدمت جہ سے بہرہ ور نہ آئی۔ کہ مجھے اس
دن میں سے انکی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا
راہوں میں من گزشتہ پر کچھ احسان نہیں کرنا کیونکہ
من گزشتہ کے آئے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے
فی ہے۔ اس کو ہم سے اپنے تمام عزیزوں
یہی اس مبارک قیصر ہندو ام ملک کا دور گاہ
کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی بے کاسا پیشانی
تسلیم کرے۔

ہند کی خدمت میں بھیجا گیا۔ یہی حالات اور
اپنی جناب ملک معطر کے اخلاق وسیع
وراب بھی ہوں سیکر خیال میں یہ غیر ممکن ہے
کہ محال اخلاص خون دل سے بھی کیا تھا اگر
ست میں پیش ہوا۔ تو اس کا جواب ہے آنا بلکہ

مزد آنا ضرور آتا۔ اس لئے مجھے جو اس یقین کے کہ جناب قیصرہ ہند کے ہر خدمت
اخلاق پر کمال و فوق سے حامل ہے اس یاد دہانی کے عینہ کو کھنپا پڑا اور اس عینہ
کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے کھنکھایا بلکہ میرے دل سے یقین کا بھرا ہوا زور ڈال کر
ہاتھوں کو اس پورا دولت خطہ کے لکھنے کے لئے چلایا ہے۔ میں عاکرنا ہوں کہ خیر اور خیر
اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خطہ کو حضور قیصرہ ہندو ام اقبالہا کی خدمت میں
پہنچا دے۔ اور پھر جناب ہندو ام کے دل میں الہام کرے۔ کہ وہ اس سچی محبت اور سچے
اخلاص کو جو حضرت مہرزد کی نسبت میرے دل میں ہے اپنی پاک فراسی سے شناخت
کر لیں۔ اور حقیت پروری کے رو سے مجھے ہر خدمت جواب سے مستزن فرمادیں اور جس
اپنی عالی شان جناب ملک معطر قیصرہ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کیلئے
بھی سو رہوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال
رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرہ ہندو ام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور
دیگر ملک میں قائم کیا ہے۔ تاکہ زمین کو عدل اور امن سے سیرے۔ ایسا ہی اس نے آسمان
سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ مبارک قیصرہ ہند کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے
جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ خلائق اور رنج فساد اور تہذیب و اخلاق اور دینیات و ملتوں کا
دور کرنا ہے اس کے ہمد مبارک میں اپنی طرف سے اور غریب سے اور آسان سو کوئی ایسا مددگار
انتظام قائم کرے جو حضور ملک معطر کے دلی اغراض کو مدد دے۔ اور جس امن اور عافیت
اور صلح کا وہی کے باغ کو آب کھانا چاہتی ہیں۔ آسانی آسپاشی سے اس میں امداد فرمائیے۔
سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا آسمان
مجھے بھیجا ہے۔ تاہم اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللہ میں پیدا ہوا اور خدہ صوفیوں
پرورش پائی۔ حضور ملک معطر کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں
اس نے مجھے تہذیب انتہاء برکتوں کے ساتھ چھوڑا اور اپنا مسیح بنایا اور وہ ملک معطر کے پاک

انراض کو خود آسمان سے مدد دے

اے قیصر مبارک خدا تجھے سلامت رکھے۔ اور تیری عمر اور اقبال اور کامیابی سے ہماری دلوں کو خوشی پہنچائے۔ اس وقت تیرے عہد سلطنت میں جو نیک نیتی کے قور سے بھرا ہوا ہے۔ مسیح موعود کا آنا خدا کی طرف سے یہ گواہی ہے کہ تمام سلاطین میں سے تیرا وجود ان پسندی اور حسن انتظام اور ہمدردی رعایا اور عدل اور دادگری میں بڑھ کر ہے۔ نہ ملتان اور عیسائی دونوں فریق اس بات کو مانتے ہیں۔ کہ مسیح موعود آئے گا۔ اسی زمانہ اور عہد میں جبکہ بیٹریا اور بکری ایک ہی گھاٹی میں پانی پینے اور سانچہ سے بچے کھینچیں گے۔ سوائے ملک مبارک منظر قیصر ہندو تیرا ہی عہد اور تیرا ہی زمانہ ہے۔ جس کی آنکھیں پلیدیکھے اور جو قصص عالی ہو۔ وہ سمجھ لے۔ اے ملک منظر یہ تیرا ہی عہد سلطنت ہے۔ جس نے درندوں اور غریب چرندوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ راستہ باز جو بچوں کی طرح ہیں۔ وہ شریر سانچوں کیساتھ کھیلنے میں اور تیرے پر اس سایہ کے نیچے کچھ بھی ان کو خوف نہیں۔ اب تیرے عہد سلطنت کے زیادہ پراس اور کونسا عہد سلطنت ہو گا جس میں مسیح موعود آئے گا۔ اے ملک منظر تیرے وہ پاک ارادے ہیں۔ جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے۔ جس سے آسمان زمین کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے۔ اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے۔ جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے سوزوں اور سو خدانے تیرے ذرا فی عہد میں آسمان سے ایک ذرا نازل کیا۔ کیونکہ ذور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے۔ اے مبارک اور اقبال ملک زمان جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے۔ ان کتابوں میں مزید تیرے پراس عہد کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں مگر ضرور تھا کہ اسی طرح مسیح موعود دنیا میں آنا۔ جیسا کہ ایلیا بنی وعتا کے لباس میں آیا تھا یعنی وہ تھا ہی اپنی خواہر طبیعت سے خدا کے نزدیک ایلیا بن گیا۔

ستارہ قیصر

سوس جگہ سی ہا
لبیت دی گئی
کائنات میں نہیں
شاہ وقت تھا
عامہ اور گہی چہ
اس کا دل در
اس کی بہت تار
اس کا دل ریتا
ملائق پیدا کر
میں پیدا ہو کر
چاہتا ہے
ایک نیک تیر
کا طالب تھا
یہی تیری
ہے۔ یہی حال
دیر گاہ تک
جہیں ہے۔ کہ
جس قدر غور
ایک پہلو
رعیت ہر
کسی میں بجا

ستارہ قیصر

یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

ستارہ قیصر یہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126

ت کے۔ اور تیری عمر اور اقبال اور کامیابی
 اس وقت تیرے عہد سلطنت میں چونکہ نیک نیتی
 کا ناکہ خدا کی طرف سے گواہی ہے کہ تمام سلاطین میں
 سام اور ہمدانی رعایا اور عادل اور دلاکتری
 دونوں فوج اس بات کی مانند ہیں۔ کہ سیر مروجہ
 میں جبکہ بھیڑ یا اور بوجی ایک ہی گھاٹ میں پانی پیئیں گے
 سے ملکہ مبارک منظر قیصر ہمدانی تیرا ہی عہد دور
 اور جو قیصر کے عالی ہو وہ سمجھ لے اے ملکہ
 رندوں اور غریب چرندوں کو ایک جگہ جمع کرنا
 شریر سانپوں کیسا نہ کھیلے میں اور تیرے پُرسن
 اب تیرے عہد سلطنت سے زیادہ پُرسن اور کونسا
 نے گا۔ اے ملکہ منظر تیرے وہ پاک ارادے
 ہیں۔ اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے جس سے
 ہمارا ہے اس لئے تیرے عہد سلطنت کے
 عہد جو سیر مروجہ کے ظہور کے لئے موزوں ہو
 سے ایک نور نازل کیا کیونکہ نور نور کو اپنی طرف
 مبارک اور اقبال ملکہ زمان جن کتابوں
 میں مرتب ہے پُرسن عہد کی طرف اشارہ
 عہد موعود دنیا میں آتا جیسا کہ ایسا نبی رحمتا کے
 بیعت سے خدا کے نزدیک ایسا بن گیا۔

سوس جگہ ایسا ہی ہوا کہ ایک کوترے بابرکت زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی خواہ
 طبیعت دی گئی۔ اس لئے وہ مسیح کہلایا اور ضرور تھا کہ وہ آنا گئے گھنا کے پاک دشتوں
 کا فنا ممکن نہیں اے ملکہ منظر اے تمام رعایا کی فخریہ قدیم سے عادت اشراف کے کہ جب
 شاہ وقت تیک نیت اور رعایا کی بھلائی چاہنے والا ہو تو وہ جب اپنی طاقت کے موافق بہن
 عامہ اور نیک پھیلا دینے کے انتظام کر چکا ہے۔ اور رعیت کی امداد کی پاک تبدیلی کے لئے
 اس کا دل درد مند ہوتا ہے۔ تو آسمان پر اس کی مدد کے لئے رحمت بھی روشنی دے گا
 اس کی ہمت اور خوش کے مطابق کوئی روحانی انسان زمین پر بھیجا جاتا ہے اور
 اس کا دل ریفارمر کے دھند کا اس عادل بادشاہ کی نیک نیتی اور بہت اور ہمدانی عالم
 مطابق پیدا کرتی ہے۔ یہ تب ہوتا ہے کہ جب ایک عادل بادشاہ ایک نیک نیتی کی صورت
 میں پیدا ہو کر اپنی کمال ہمت اور ہمدانی بنی نوع کے رُوسے طبعاً ایک آسانی نیتی کو
 چاہتا ہے۔ اسی طرح منظر کثیر السلام کے وقت میں ہو۔ کیونکہ اس وقت قیصر دوم
 ایک نیک نیت انسان تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ زمین پر ظلم ہو۔ اولاً نون کی بھلائی اور نجات
 کا طالب تھا۔ تب آسمان کے خدا نے وہ روشنی بخشنے والا چاند ناصرہ کی زمین سے چر لیا
 یعنی عیسیٰ مسیح۔ تا جیسا کہ ناصرہ کے منظر کے معنی جو انی میں طراوت اور بارگاہ اور برکت
 ہے۔ یہی حالت انسانوں کے دلوں میں پیدا کرے سو کہ ہماری پیاری قیصر ہمدانی جیسے
 درگاہ تک سلامت رکھو۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی بھی ہمدانی اس قیصر دوم سے کم
 نہیں ہے۔ بلکہ ہم خود سے کہتے ہیں۔ کہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ تیری نظر کے نیچے
 جس قدر غریب رعایا ہے جس کی تو اے منظر قیصر ہمدانی کرنا چاہتی ہے۔ اور جس طرح تو ہر
 ایک پہلو سے اپنی عاجز رعیت کی خیر خواہ ہے۔ اور جس طرح تو نے اپنی خیر خواہی اور
 رعیت پروری کے نونے دکھائے ہیں۔ یہ کمالات اور برکات گذشتہ قیصلوں میں سے
 کسی میں بھی نہیں پائے جاتے۔ اس لئے تیرے ہاتھ کے کام جو سراسر نیک اور خالص

رہنمائی میں سب سے زیادہ اس بات کو چاہئے ہیں کہ جس طرح قوسوں کے مسئلہ اپنی تمام
 رعیت کی نجات اور بھلائی اور آرام کے لئے دردمند ہے اور رعیت پروری کی تہذیب
 میں مشغول ہے۔ اسی طرح خدا بھی آسمان سے تیرا ہاتھ بٹائے۔ سو تو یہ مسیح موعود جو دنیا
 میں آیا۔ تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور بھی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے
 خدا نے تیرے حمد و سلطنت میں دنیا کے دردمندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا
 اور وہ تیرے ہی ملک میں اور تیری ہی حدود میں پیدا ہوا۔ دنیا کے لئے ایک گواہی ہو
 کہ تیری زمین کے سلسلہ عدل نے آسمان کے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا اور تیرے رحم
 کے سلسلہ نے آسمان پر ایک حکم کا سلسلہ بپا کیا اور جو حکم اس مسیح کا پیدا ہونے اور اس
 کی تفریق کے لئے دنیا پر ایک آخری حکم ہے جس کے دوسرے مسیح موعود کو کھلاتا ہے اس
 ناصرہ کی طرح جس میں تازگی اور سرسبزی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا اس مسیح کے گاؤں
 کا نام اسلام پور قاضی بھی رکھا گیا۔ تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اس آخری حکم کی
 طرف اشارہ ہو جس سے ہرگز بدوں کو کوئی فضل کی بشارت ملتی ہے اور تیس مسیح موعود
 کا نام جو حکم ہے اس کی طرف بھی ایک لطیف ایسا ہوا اور اسلام پور قاضی بھی اس
 وقت اس گاؤں کا نام رکھا گیا تھا۔ جبکہ ابراہیم بادشاہ کے عہد میں اس ملک کا نام
 ایک بڑا علاقہ کھوس کے طور پر میرے بزرگوں کو ملا تھا اور پھر رفتہ رفتہ یہ حکومت خود
 مختار ریاست بن گئی۔ اور پھر کرنٹ استعمال سے قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا اور پھر
 بھی تیرا پاکر قادیوں ہو گیا۔ غرض ناصرہ اور اسلام پور قاضی کا لفظ ایک ہی ہے
 پر معنی عام ہیں۔ جو ایک ان میں سے روحانی سرسبزی پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا
 روحانی فیصلہ پر جو مسیح موعود کا کام ہے۔ ایسا کہ مغل قیصر ہند خدا نے اقبال اور
 خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد حکومت کیا ہی سہا رکھے کہ آسمان سے
 خدا کا ہاتھ تیرے معاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی ہر

کو فرشتے صاف کہتے ہیں
 تا تمام ملک کو شکست
 نہیں کرتا۔ اور بد ذات
 تحقیق شدہ ہے کہ ملک
 زبان کی قاضی سے اس
 دل میں خاص طور پر آپ
 آب دہاں کی طرح جاری
 بلکہ آپ کی اذاعہ و اقبال
 بابرکت قیصرہ ہند ہے
 پر ہیں۔ جس پر تیری نگاہیں
 ہی پاک نبیوں کی طرح
 صفاکاری کی راہوں کو دے
 خدا تعالیٰ کی طرف سے
 میں ایسا ہے جس سے
 ایک بچنے نہیں دیتا۔ بلکہ
 میں یہ دوستی نہایت
 اپنے مذہب کا ایک
 خیال کرتے ہیں کہ گویا انہوں
 انہوں میں یہ عقیدہ اگر
 کے دل میری باتیں
 کچھ شک نہیں۔ کہ

کو چاہتے ہیں کہ جس طرح تو اسے ملکہ معظمہ اپنی تمام
رام کے لئے درد مند ہے اور رعیت پروری کی تہذیب
سنان سے تیرا اتھ بنا دے۔ سنو یہ سچ موعود جو دنیا
اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے
دنیا کے درد مندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے سچ کو بھیجا
پہلی صدوں میں پیدا ہوا دنیا کے لئے یہ ایک گواہی ہو
سنان کے سلسلہ علی کو اسی طرف کھینچا اور تیرے دم
کا سلسلہ چا کیا اور چونکہ اس سچ کا پیدا ہونا اور اس
کی تکمیل جس کے دوسرے سچ موعود تک پہنچنا اس
بڑی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا اس سچ کے گاؤں
نیا۔ تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اس آخری حکم کی
کو دینی فاضل کی بشارت ملتی ہے اور تاسع موعود
ب لطیف آیا ہوا اور اسلام پور قاضی ماجھی اس
تھا۔ جبکہ بابر بادشاہ کے عہد میں اس ملک ناچھ کا
سے بزرگوں کو ملا تھا اور پھر رفتہ رفتہ یہ حکومت خود
استمال سے قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا اور پھر
صرف اور اسلام پور قاضی کا لفظ ایک نئے
سے روحانی سرسبزی پر دلالت کرتا ہے اور وہ ملکہ
م ہے۔ ای ملکہ معظمہ قیصرہ ہند خدا نفعی اقبال اور
تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے
کہہ کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی گواہی

کو فرشتے صاف کہتے ہیں۔ تیرے عدل کے لطیف بہارات بادلوں کی طرح اُٹھ رہے ہیں
تمام ملک کو رشک پہاڑ بنا دیں۔ شریر ہے وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر
نہیں کرتا۔ اور بد ذات ہو۔ وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گزار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ
تحقیق شدہ ہے۔ کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے ضرور پہنچیں کہ میں اپنی
زبان کی قاضی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ کے دلی محبت رکھتا ہوں۔ اور میرے
دل میں غامض طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی قیامیں آپ کے لئے
آپ دواں کی طرح جاری ہیں۔ اور ہم نہ سیاست تہری کے نیچے ہو کر آپ کے مطیع ہیں
بلکہ آپ کی انواع و اقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے اے
بارکت قیصرہ ہند تجھے یہ حیرت اور عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک
پر ہیں۔ جس پر تری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس عایا پہنچے جس پر تیرا ہاتھ ہو۔ تیری
ہی پاک نیوں کی سحر کیسے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا پر ہیز گاری اور نیکسا خلقی اور
صلحکاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ اے عالی جناب قیصرہ ہند مجھے
خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے۔ کہ ایک عیب ملاؤں میں اور ایک عیب صباؤں
میں ایسا ہے جس سے وہ سچی روحانی زندگی سے دور پڑے ہوئے ہیں اور وہ عیب انکو
ایک بونے نہیں دیتا۔ بلکہ ان میں باہمی پھوٹ ڈال رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں
میں یہ دو سنگے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دیں کے لئے قوارے کے جہاد کو
اپنے مذہب کا ایک ٹکڑا سمجھتے ہیں اور اس جنون سے ایک بے گناہ کو قتل کر کے ایسا
خیال کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے ایک بڑے بڑے کام کیا ہے۔ اور گویا اس ملک میں
انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا بہت کچھ اصلاح پذیر ہو گیا ہے۔ اور ہزار مسلمانوں
کے دل میری بائیس تیس سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں۔ لیکن اس میں
کچھ شک نہیں۔ کہ بعض غیر ممالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پھرتے جاتے

ہیں۔ گویا ان لوگوں نے اسلام کا سزاوارہ عطر لڑائی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے۔ لیکن یہ سزا
ہرگز معصوم نہیں ہے۔ قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار
مست اٹھاؤ۔ اور دین کی ذاتی حربوں کو پیش کر دو۔ اور نیک نیتوں سے اپنی طرف
آہنیچو اور بہت خیالی کر دکھاؤ۔ اسلام میں تلوار کا حکم ہوا کیونکہ وہ تو دین کو پھیلا کر نہیں
کھینچتی تھی۔ بلکہ دشمنوں کے دلوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور باطن قائم کرنے کے
لئے کھینچی گئی تھی۔ مگر دین کے لئے جبر کرنا بھی مقصد نہ تھا۔ انہوں نے کہ یہ عیب غلط کار
مسلمانوں میں اب تک موجود ہے جس کی اصلاح کے لئے میں نے پچاس ہزار کچھ
زیادہ اپنے رسائل اور مسودہ کتاب میں اور اشتہارات اس ملک اور غیر ملکوں میں
میں شائع کئے ہیں اور اس پر لکھا ہوں کہ جلد تر ایک زمانہ آجیگا ہے کہ اس جیسے
مسلمانوں کا دامن پاک ہو جائے گا۔

دوسرا عیب ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسے غوثی مسیح
اور غوثی مہدی کے منتظر ہیں۔ جو ان کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دے گا۔ حالانکہ وہ
خیال سراسر غلط ہے۔ ہماری معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کوئی لڑائی نہیں لے گا
اور نہ تلوار اٹھائے گا۔ بلکہ وہ تمام باتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خواہ مخواہ
اور ان کے رنگ سے ایسا رنگین ہو گا۔ کہ گویا وہ یہودی ہو گا۔ یہ دو غلطیاں حال کے
مسلمانوں میں ہیں۔ جن کی وجہ سے اکثر ان کے دوسری قوموں سے جتنی کمزوری ہو کر رہی
نہ اس لئے بھیجی ہے۔ کہ ان غلطیوں کو دور کر دوں۔ اور قاضی یا حکم کا لفظ جو مجھے عطا
کیا گیا ہے۔ وہ اسی فیصلہ کے لئے ہے۔

اور ان کے مقابل پر ایک غلطی مسیحائی میں بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ مسیح
جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جن کو بھیل شریعت میں توڑ کہا گیا ہے۔ ضرور بائبل سے
کالفاظ اطلاق کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے کہ سن اور لغت ایک ضد جو لڑائی اور غوثی میں لڑائی

اسلام کا سزا اور عطا رانی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے۔ جس پر اس نے
ن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لئے تمام
ذاتی طریقوں کو چھوڑ کر اور نیک نیتوں سے اپنے وطن
پر تمام اسلام میں سکوار کا حکم ہو گا کہ وہ تو دین کو پھیلا کر نہیں
دوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور باطن قائم کرنے کے
لئے جبر کرنا کسی مقصد نہ تھا اسوں کے یہ عجیب غلط کار
ہو رہے ہیں جس کی اصطلاح کے لئے میں نے پچاس ہزار کلمہ
در مسودہ لکھا ہیں اور اشتہارات اس ملک اور غیر ملکوں میں
در لکھا ہوں کہ جلد تر ایک زمانہ آجھا ہے کہ اس جیسے
ہونے کا۔

م مسلمانوں میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسے غوثی مسیح
ہیں جو ان کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دیگا۔ ملائح
کی صفت کا لہجہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کوئی ذاتی نہیں کرے گا
تمام قوموں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خوار و خفق پر
ن ہو گا۔ کہ گویا وہ ہودی ہو گا۔ یہ دو غلطیاں حال کے
ہے اکثر ان کے دوسری قوموں سے بعض دکتوں میں جو کچھ
ظہیوں کو دور کردوں۔ اور قاضی یا حکم کا لفظ جو مجھے عطا
کے لئے ہے۔

ظہی مہیا کرکے میں بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ مسیح
نسبت جن کا بھل شریف میں دور کہا گیا ہے خود بالہ نسبت
نہیں جانتے کہ سن اور نسبت ایک خطہ جونی اور عربی میں شکر ہو

جس کے یہ معنی ہیں کہ ملعون انسان کا دل خدا سے ٹکڑی پر گشتہ اور دور دور ہو کر ہو گیا
اندھا پاک ہو جائے جس طرح مقام سے جسم گنہ اور خواب ہو جائے کہ وہ عریا اور عریانی
کے الی زبان اس بات پر متفق ہیں کہ ملعون یا لعنتی صرف اسی حالت میں کسی کو کہا جاتا
ہے۔ جب کہ اس کا دل در حقیقت خدا سے تمام تعلقات محبت اور معرفت اور احسان کے
توڑے اور شیطان کا ایسا تابع ہو جائے کہ گویا شیطان کا فرزند ہو جائے لہذا خدا کا
سے بزار اور وہ خدا سے بزار ہو جائے۔ اور خدا اس کا دشمن اور خدا کا دشمن ہو جائے
اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے پس وہی نام حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے جو بڑا
احسان کے پاک اور منور دل کو خود بائند شیطان کے تاریک دل سے مشابہت دینا اور جو
مطل ان کے خدا سے نکلا ہے اور وہ جو سر اسرندہ ہے اور وہ جو اسلم ہے اور وہ جو علم کا
دعا اور خدا شناسی کی راہ اور خدا کا ورثہ ہے اس کی نسبت خود بائند خیال کرنا کہ
وہ لعنتی ہو کر یعنی خدا سے مردود ہو کر اور خدا کا دشمن ہو کر اور دل سیاہ ہو کر اور خدا
پر گشتہ ہو کر اور معرفت الہی سے نابینا ہو کر شیطان کا وارث بن گیا اور اس نسبت کا شق
ہو گیا۔ جو شیطان کے لئے خاص ہے یعنی لعنت۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے۔ کہ اس کے
سننے سے دل پاش پاش ہو تاکہ اور جان پر لڑہ پڑا ہے۔ کیا خدا کے سچ کا دل خدا
سے بڑا پر گشتہ ہو گیا جیسے شیطان کا دل؟ کیا خدا کے پاک مسیح پر کوئی ایسا زائد آیا جس
میں وہ خدا سے بزار اور در حقیقت خدا کا دشمن ہو گیا۔ یہ بڑی فطری اور بڑی بے ادبی ہے
قریباً جو اس کی عقل نے کھائے ہوئے ہوئے غرض کہ لعنتی کے جملہ حذیر و علوی کوں میں ایک اندیشہ ہو کہ ایسا بڑا
یہ عقیدہ خود خدا کے حق میں بے ادبی ہے۔ اگر یہ ممکن ہے کہ خدا کے ہوتے ہی اندھیل ہو
جائے۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ خود بائند کسی وقت مسیح کے دل نے لعنت کی زہر ناک
کیفیت اپنے اندر حاصل کی تھی۔ اگر انسانوں کی نجات اسے بے ادبی پر موقوف ہے۔ تو
بہتر ہے کہ کسی کی بھی نجات نہ ہو۔ کیونکہ تمام گمراہوں کا مرتبہ نسبت سب سے نیچا

ہے کہ کبھی جیسے نور اور ذرا نی کو گمراہی کی تار بچی اور منت اور خدا کی عداوت کے گمراہی میں ڈوبنے والا قرار دیا جائے۔ سو نہیں۔ کہ شش کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ اصل میں پذیر ہو جائے اور میں شکر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ان دونوں اردوں میں کامیاب کیا ہے۔ چونکہ میرے ساتھ آسمانی نشان اور خدا کے مہر ہوتے تھے۔ اس لئے مسلمانوں کے قائل کرنے کے لئے مجھے بہت محنت لگانی نہیں پڑی۔ اور ہزار مسلمان خدا کے عجیب اور فوق العادۃ نشانوں کو دیکھ کر کیسے تامل ہو گئے۔ اور وہ خطرناک عقائد انھوں نے چھوڑ دیئے۔ جو دشمنانہ طور پر ان کے دلوں میں تھے۔ اور اگر وہ ایک سچا غیر خواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا جو برٹش انڈیا میں سب سے اول درجہ رہے اس اطاعت دل میں رکھتے ہیں۔ جس سے مجھے بہت خوشی ہے۔ وہ عیسائیوں کا یہ عجیب دور کرنے کے لئے خدائے میری وہ مدد کی ہو چکی ہے پاس الفاظ نہیں۔ کہ میں شکر کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بہت سے قلمی دلائل اور نہایت پختہ وجوہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا نے اس پاک نبی کو صلیب پر بچا لیا۔ اور آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے عمر کر بلکہ زندہ ہی قبر میں خشتی کی حالت میں داخل کئے گئے۔ اور پھر زندہ ہی قبر سے نکلا کہ آپ نے انجیل میں طوف فرمایا تھا کہ میری حالت پوش نبی کی حالت سے مشابہ ہوئی آپ کی انجیل میں الفاظ یہ ہیں کہ پوش نبی کا سجدہ میں دکھلاؤں گا۔ سو آپ نے یہ سجدہ دکھلایا کہ زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے۔ اور زندہ ہی تھے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو انجیلوں سے نہیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ ایک بڑی خوشخبری جو ہمیں ملی ہو وہ یہ ہے کہ دلائل قاطع سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نکمیش میں موجود ہے اور یہ امر ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ یہودیوں کے نکاس سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے۔ اور ایک مدت تک وہ مغلان میں رہے۔ اور پھر کشمیر

کی تاریکی اور محنت اور خدا کی عبادت کے لئے
 ہر شے کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ اور
 فلسفہ اور میں مشکوک ہوں کہ خدا تعالیٰ نے
 کیا ہے۔ جو کچھ میرے ساتھ آسمانی نشان اور خدا
 کے قائل کرنے کے لئے مجھے بہت عجیب نشان
 عجیب اور فوق العادۃ نشانوں کو دیکھ کر مجھے
 دین سے چھوڑ دئے۔ جو وحشیانہ طور پر ان کے
 غیر خواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا ہے پر انڈیا میں
 میں دیکھتے ہیں۔ جس سے مجھے بہت غرضی
 ہونے کے لئے خدا نے میری وہ مدد کی جو چاہیے
 وہ یہ ہے کہ بہت سے قطعی دلائل اور ہدایت
 زب سے علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے
 ہوئے۔ اور آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے عمر کو
 ظل کے لئے اور پھر زندہ ہی قبر سے نکلا کہ
 یونانیوں کی حالت سے مشابہ ہوئی آپ
 وہ میں دکھلاؤں گا۔ سو آپ نے یہ سچہ دکھایا
 رکھے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو انجیلوں سے ہیں
 سا بڑی خوشخبری جو ہمیں ملی ہو وہ یہ کہ وہاں
 اسلام کی قبر سری جو کثیر میں موجود ہے
 ہوں کے ٹکڑے سے بھاگ کر نصیبین کی
 مدت تک کہ وہ مٹان میں ہے اور پھر کثیر

میں آئے اور ایک سو میں اس کی عمر باک سری میں آپ کا انتقال ہوا۔ اور سرنگر
 خان میں آپ کا مزار ہے۔ چنانچہ اس بابے میں میں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا
 نام ہے مسیح ہندوستان میں۔ یہ ایک بڑی فتح ہے۔ جو مجھے حاصل ہوئی ہے
 اور میں جانتا ہوں کہ جلد یا کچھ دیر سے اس کا یہ نتیجہ ہو گا۔ کہ یہ دو بزرگ قریب میں
 اور مسلمانوں کی ہمدردی ہوئی ہیں۔ باہم مشیر و شکر ہو جائیں گے۔ اور ہر ایک
 نرا عہد کو خیر باد کہہ کر محنت اور دوستی سے ایک دوسرے سے اتحاد ملائیں گی
 چونکہ آسمان پر یہی ارادہ قرار پایا ہے اس لئے ہماری گورنمنٹ انگریزی کو بھی تو اس
 اتفاق کی طرف بہت توجہ ہو گئی ہے۔ بیساکہ قاذن سڈین کے معنی و فہم کے
 ظاہر ہے اصل بھیدیہ ہے۔ کہ جو کچھ آسمان پر خدا تعالیٰ کی طرف ایک عبادی
 ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ویسے ہی خیالات گورنمنٹ کو دل میں پیدا ہوتے ہیں غرض
 ہماری ملکہ مسٹر کی ناک نین کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آسمان سے یہ اسباب پیدا
 کر دیے ہیں۔ کہ دونوں قوموں میں اتحاد پیدا ہو جائے
 کہ پھر ان کو دو قوم نہ کہا جائے

اب اس کے بعد مسیح علیہ السلام کی نسبت کوئی عقل مند یہ عقیدہ ہرگز نہیں
 رکھے گا کہ منوذاوند کسی وقت ان کا دل لوت علی زہر ناک کیفیت سے رنگین ہو گیا
 تھا۔ کیونکہ محنت مصلوب ہونے کا نتیجہ تھا۔ جس جبکہ مصلوب ہونا ثابت نہ ہوا۔ بلکہ یہ
 ثابت ہوا کہ آپ کی ان عاؤں کی برکت سے جو ساری طاقتیں میں کی گئی تھیں۔ اور
 فرشتے کی اس مشاعرہ کیو افق جو بلاطوس کی بوری کے خواب میں حضرت مسیح کے بچاؤ کی
 سفارش کے لئے ظاہر ہوا تھا۔ اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اس مثال کیو افق جو آپ نے
 یونانی کا تین دن پھیل کے پریشانی رہنا اپنے انجام کار کا ایک نمونہ مٹھرایا تھا
 آپ کو خدا تعالیٰ نے صلیب اور اس کے پس سے جو محنت ہی نجات بخشی اور آپ کی

۱۔ یہ بات کسی طرح قبول کے لائق نہیں اور اس امر کو کسی دانشمند کا کشتش قبول نہیں کرے گا کہ خدا تعالیٰ کا تو بارادہ
 صبر ہو کہ مسیح کو پھانسی سے لٹکا کر کاٹ دینا خواہ مخواہ مسیح کے چھوڑنے کے لئے نہ چاہتا تھا۔ کیونکہ بلاطوس کے دل میں
 مسیح کی امانت دلائے اور اس کے منہ سے یہ کہلا دیا کہ مسیح کو ہرگز کاٹ کر نہیں دیکھتا۔ اور کبھی بلاطوس کی بوری کے پاس

پاکستان کی اسلامی اساس پر حملہ

[illegible][illegible]

صفر خان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ قائد اعظم کا
 پاکستان کا سرگرم چاہنے ہیں۔ قائد اعظم اگر پاکستان
 کے دستور کی تشکیل کا کوئی نقشہ برائے نامہ طور پر
 نشان مصروف کر دے جسے سب سے پہلے تو خیر! ورنہ اس کے
 ایک اطاعت کے مطابق تو پاکستان کو ایک اسلامی
 خلافت کی پیروی کیلئے بنایا گیا تھا۔

”جس کا پاکستان کے قیام کیلئے ہم نے کوشش کی
 وہی ہمارا دھرم ہے۔ آج بظلمتِ قحطی ایک سلسلہ
 حقیقتہً سن چکا ہے۔ مگر کسی قوی راستہ کو جو
 خدا کا بندہ بنائے گا، جس کو سب سے بلکہ کسی خدا
 کے حصول کے واسطے کا درجہ رکھتا ہے۔ اس
 حسبِ ایمان، یہ قہار ہم ایک ایسی ملکیت کی حقیقت
 کر رہا ہے جس پر تمام انسانوں کی طرح ہمارے بھی جو
 ہماری تہذیب، دینوں کی روشنی میں پہلے مجھے اور
 ہمارے ساترنگ انسانیت کے اسلامی تصور کو پوری
 طرح سمجھنے کا موقع ہے۔ (موسما، 24
 اکتوبر 1947ء)

[illegible]

195۰ء کے دوران محترم جنس عمر میں نے کچھ
کمالیہ بھی قاتل کی وقت کے بعد۔ (۱۰ مارچ ۱۹۵۱ء)

پروفیسر محمد سلیمان دانش

کے مندرجہ ذیل مسائل اور اسلام جب ایک مکمل دین ہے تو پھر سوشلزم کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت نیکو اکبر کی عقلی بازی گری میں تو سمجھتے تو ہیں آج پاکستان کے سابق صدر ہوتے۔ لیکن جب تو یہ کہ آج خود حضرت نیکو پاکستانی سیاست سے اسلام کو خارج کر کے اس کی جگہ سوشلزم اور کپٹلزم لانا چاہتے ہیں۔ حضرت خان کا یہ انتخاب حائل ان کے دانشور بننے کا ہرگز نہ تھا۔

[illegible]

بکند

[illegible]

باشنی گئی یہ وہ کھلا کھلا ثبوت ہے
فتیاریوسی کے ساتھ اچھل پڑے گا

کا ایک پھل ہے جس نے حضرت
لی بیجا تم سے پاک کیا :

یہ نہ نیاز کو طول دوں۔ گو میں جانتا
ہے اخلاص اور اطاعت اور شکر

ہوں۔ پھر اسے طور پر میں اس جوش کو ادا
مافی جو زمین و آسمان کا ایک اور نیک

کے مختصر فیصلہ ہندو دھرم ملک کا گورنری
حال کو سے جو حضرت و شاہ محمد

وہیں حفاظت ہے۔ اس کو خوش
سامان ہتیا کرے۔ اور اپنے فرشتوں

مقدور مخلوقات پر نظر رحم رکھنے والی ہے
طبع ایک مہم میں دل میں نازل ہوتا

ایسا کہ قری طرف ایک بالائی

نہیں۔ آئین۔ اور رس کہیں کہ

۱۸۹۹

از قادیانی مسلح گروہ سز پنجا

بجے چھوڑا دیا۔

یہ حوالہ ص 81 پر در

یہ حوالہ صفحہ 85 پر درج ہے

نوائے وقت جمعہ 4 ربیع الثانی 1421ھ 7 جولائی 2000ء

یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

1268

بعض اعتراضوں کے جواب

۲۰۰

حقیقۃ الہی

اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ پچھلیس برس کا الہام ہو جو براہین اس میں لکھا گیا۔ اور ان دنوں میں پورا ہو گا جس کے کان سنتے کے ہیں وہ سننے۔

یہ تو ہم نے وہ دو تین پیش گوئیاں لکھی ہیں جن پر ہمارے مخالف مولوی اور انہیں کانیا چلا کر حکیم خان بار بار اعتراض کرتے ہیں۔ اب ہم ان کے مقابل یہ دکھانا چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے آسمانی نشان ہماری شہادت کیلئے کس قدر ہیں لیکن انہیں اس قدر کہ اگر وہ سب لکھے جائیں تو ہزار جزو کی کتاب میں بھی انکی گنجائش نہیں ہو سکتی اس لئے ہم بعض بطور نمونہ کے ایک سو چالیس نشان ان میں سے لکھتے ہیں۔ ان میں سے بعض وہ پہلے نبیوں کی پیش گوئیاں ہیں جو میرے عرصہ پوری ہوئیں۔ اور بعض اس وقت کے اکابر کی پیش گوئیاں ہیں اور بعض وہ نشان خدا تعالیٰ کے ہیں جو میرے ہاتھ پر ظہور میں آئے اور جو نیکو سیر پیش گوئیں پر ان پیش گوئیوں کو مقدم زمانی ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ تحریری طور پر بھی انھیں کو مقدم رکھا جائے اور یہ تمام پیش گوئیاں ایک ہی سلسلہ میں نمبر وار لکھی جائیں گی۔ اور وہ یہ ہیں:-

(۱) پہلے نشان۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لہذا الامة علما اس کل ما تہت من یجدد لہا دینہا۔ رواہ ابو داؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس تہ کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کیلئے دین کو تازہ کرے گا۔ اور اب اس صدی کا جو مہیاں سال جاتا ہو اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تحلف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلاویں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث

مجھے خدا تعالیٰ نے مجھے صرف ہی خبر نہیں دی کہ پنجاب میں زلزلے وغیرہ آفات آئیں گی بلکہ میں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کیلئے مامور ہوں ہیں سچ کہتا ہوں کہ یہ آفتیں اور یہ زلزلے صرف پنجاب کے لئے نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا ان آفات سے مستعد ہیں اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بہت سے تہذیب ہو چکے ہیں سچ کہتا ہوں کہ دنیا کے لئے درپیش ہو چکا ہے یہ ہولناک دن پنجاب اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ دنیا کے لئے مقدر ہے جو شخص زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا۔ ہفت

حقیقۃ الہی صفحہ 193 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 201 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 87 پر درج ہے

حقیقۃ الہی

ظہار اہمیت میں
تو ان مولوی کا
کا دعویٰ کیا
مسیح نہیں تو
مجددین کے
دعویٰ نہیں
ہے اور خدا کی
کامل کا کوئی
کہ حضرت آ
کہ تم یہ بتلا
نہیں آتا۔ ا
جو آخری زمانہ

وہ لوں تو میں

آ رہے ہیں۔

اسلام نے جو

ہیں۔ پس یہ تو

ہوں جس کے بارے

پچھلیس برس

دوسری قوما

انہیں صفا

مسیح موعود جو

حقیقۃ الہی صفحہ

حقیقۃ الہی

۲۰۰

پچھلے برس کا الہام ہو جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا۔ اور
سننے کے ہیں وہ سنئے۔ چ
یاں لکھی ہیں جن پر ہمارے مخالف مولوی اور انہیں کانیا چلا
اب ہم ان کے مقابل یہ دکھانا چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ
کس قدر ہیں لیکن انہیں سب کے سب لکھے جائیں تو
نہیں ہو سکتی اس لئے ہم بعض بطور نمونہ کے ایک سو چالیس
سے بعض وہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں جو میرے حق میں
برکی پیشگوئیاں ہیں اور بعض وہ نشان خدا تعالیٰ کے ہیں
نکستہ میری پیشگوئیوں پر ان پیشگوئیوں کو تقدیم نہ مانی ہے
درجہ بھی انہیں کو مقدم رکھا ہے اور یہ تمام پیشگوئیاں
ملی۔ اور وہ یہ ہیں۔

ہم صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بیعت لہذا الامۃ
تادینہا۔ رواہ ابوداؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر
اس کیلئے دینی کو تازہ کرے گا اور اب اس صدی کا جو مسلمان اس
نور علیہ وسلم کے فرمودہ میں مختلف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ
دول کے نام بتلاویں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث

میں زلزلہ وغیرہ آفات آئیں گی مگر میں صرف چوبیس کے مبعوث
لی اصلاح کیلئے مامور ہوں پس میں کچھ کہتا ہوں کہ یہ آفتیں اور
دنیا ان آفات کے حصہ لیگی اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بہت تھے تہہ
بہر پھر یہ جو ناک دن پنجاب اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ
نہایت کھلے گا۔ منتظر

حقیقۃ الہی

۲۰۱

بعض اعتراضات کے جواب

علماء امت میں مسلم علی آئی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضع بھی قرار دیا جائے
تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی سچ ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے
کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث
صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام
مجددین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا
دعویٰ نہیں مگر اسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اس کے یہ امت ایک بڑے حصہ دنیا میں پھیلی ہوئی
ہے اور خدا کی مصلحت کسی ملک میں مجدد پیدا کرتی ہے اور کسی ملک میں۔ پس خدا کے
کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہو اور کون اس کے غیب پر اساطیر کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ
کہ حضرت آدم سے لیکر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کئے گزرے ہیں۔
اگر تم یہ بتلاؤ گے تو ہم مجدد بھی بتلا دیں گے۔ ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شے لازم
نہیں آتا۔ اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے
جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اس نتیجے طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود و نصاریٰ
وہ لوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پچھ کر دیکھ لو۔ مری پڑ رہی ہو زلزلے
آرہے ہیں۔ ہر ایک قسم کی عاروق حادثات تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلوات
اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور جو دھویں صدی میں سے بھی نہیں مل گئے
ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہو کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور میں ہی وہ ایک شخص
ہوں جس کی اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے
پر پچھلے برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں۔ اور میں ہی وہ ایک ہوں جس کی عیسائیاں اور
دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ لازم کیا۔ پس جب تک میرے اس دعوے کے مقابلہ پر
انہیں مضامین کے ساتھ کوئی دوسرا دعویٰ پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ
مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں۔ زمانہ میں خدا نے نوبتیں رکھی ہیں۔

۱۹۷

۲۰۱

یہ حوالہ صفحہ 87 پر درج ہے

حقیقۃ الہی صفحہ 193 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 200 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 87 پر درج ہے

20 از مرزا صاحب

REGD. No. L-7774

GRAMS : LADDITION

BY PERMISSION OF THE GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF JUSTICE

VOL. XXVI

No. 8

The Supreme Court Monthly Review

COMPRISING OF SUPREME COURT CASES

Editors :

KHAWAJA MUHAMMAD ASAF, B.A., LL.B.

MR. MUHAMMAD ZUBAIR SABED, B.A., LL.B.

— AUGUST, 1993 —

Citation : 1993 S C M R 1687

(pp. 1557-1792)

SUPREME COURT MONTHLY REVIEW

35-NABHA ROAD, LAHORE

(Phone : 213497/214883)

★

Printed and Published by Malik Muhammad Saeed at the Pakistan
Educational Press, Lahore.Monthly for regular subscribers Rs. 40/-
For non-subscribers Rs. 50/-Annual Subscription : Rs. 400/-
(Postage/carriage extra)

تسمیر المذبح

1993]

Zakheeruddin v. State
(Abdul Qadeer Chaudhry, J)

1777

praise him. Therefore, if anything is said against the Prophet, it will injure the feelings of a Muslim and may even lead him to the breach of peace, depending on the intensity of the attack. The learned Judge in the High Court has quoted extensively from the Ahmadi literature to show how Mirza Ghulam Ahmad belittled also the other Prophets, particularly, Jesus Christ, whose place he wanted to occupy. We may not, however, repeat that material but two examples may suffice. Mirza Ghulam Ahmad wrote:

"The miracles that the other Prophets possessed individually were all granted to Muhammad (p.b.u.h.). They all were then given to me as I am his shadow. It is for this reason that my names are Adam, Abraham, Moses, Noah, David, Joseph, Solomon, John and Jesus Christ...." (Malfoozat, Vol. 3, page 270, printed Rabwah).

About Jesus Christ he stated:

"The ancestors of Jesus Christ were pious and innocent? His three paternal grandmothers and maternal grandmothers were prostitutes and whores and that is the blood he represents."

(Appendix Anjaama Atham, Note 7).

Qur'an on the other hand, praises Jesus Christ, his mother and his family. (See 3: 33-37, 3:45-47, 19: 16-32). Can any Muslim utter anything against Qur'an and can anyone who does so claim to be a Muslim? How can then Mirza Ghulam Ahmad or his followers claim to be Muslims? It may also be noted here that, for his above writings, Mirza Sahib could have been convicted and punished, by an English Court, for the offence of blasphemy, under the Blasphemy Act, 1679, with a term of imprisonment.

84. Again, as far the Holy Prophet Muhammad (p.b.u.h.) is concerned:

"every Muslim who is firm in his faith, must love him more than his children, family, parents and much more than any one else in the world."

(See Al-Bukhari, Kitabul Eeman, Bab Habbul Rasool Min-al-Eeman).

Can then anyone blame a Muslim if he loses control of himself on hearing, reading or seeing such blasphemous material as has been produced by Mirza Sahib?

85. It is in this background that one should visualise the public conduct of Ahmadis, at the centenary celebrations and imagine the reaction that it might have attracted from the Muslims. So, if an Ahmadi is allowed by the administration or the law to display or chant in public, the Shair-e-Islam, it is like creating a Rushdi out of him. Can the administration in that case guarantee his life, liberty and property and if so at what cost? Again, if this permission is given to a procession or assembly on the streets or a public place, it is like permitting civil war. It is not a mere guesswork. It has happened, in

REGD. No. L-774

BY PERMISSION OF THE
MINISTER

VOL. XXVI

The Supreme Monthly

COMPRISING OF

Editors :

KAWAJA MUHAMMAD
MR. MUHAMMAD

AUGUST

Citation : 1993

(pp. 1-10)

SUPREME COURT

35-NABH

(Phone)

Printed and Published by M. A. Education

Monthly for regular subscribers Rs. 10/-
For non-subscribers Rs. 15/-

بیورو القلم 92، 91 پر درج ہے

ظہیر الدین بنام سرکار 1718 SCMR 1993ء

fact many a time, in the past, and had been checked at cost of colossal loss of life and property (For details, Munir's report may be seen). The reason is that when an Ahmadi or Ahmadis display in public on a placard, a badge or a poster or write on walls or ceremonial gates or bannings, the 'Kalima', or chant other 'Shao'e' Islam' it would amount to publicly defiling the name of Holy Prophet (p.b.u.h.) and also other Prophets, and exalting the name of Mirza Sahib, thus infuriating and instigating the Muslims so that there may be a serious cause for disturbance of the public peace, order and tranquillity and it may result in loss of life and property. The preventive actions, in such situations are imperative in order to maintain law and order and save loss or damage to life and property particularly of Ahmadis. In that situation, the decisions of the concerned local authorities cannot be overruled by this Court, in this jurisdiction. They are the best judges unless contrary is proved in law or fact.

86. The action which gave rise to the present proceedings arose out of the order of the District Magistrate, passed under section 144, Cr.P.C. The Ahmadi community who are the predominant residents of Rabwah were informed of the order of the District Magistrate through their office-bearers, by the Resident Magistrate and directed to remove ceremonial gates, banners and illuminations and further ensure that no further writing will be done on the walls. The appellants could not show that the above practices are essential and integral part of their religion. Even the holding of centenary celebrations on the roads and streets was not shown to be the essential and integral part of their religion.

87. The question whether such a requirement is a part of freedom of religion and if they are subject to public safety, law and order etc. has already been discussed in detail, in the light of the judgments from countries like Australia, and the United States, where the fundamental rights are given top priority. We have also quoted judgments even from India. Nowhere the practices which are neither essential nor integral part of the religion are given priority over the public safety and the law and order. Rather, even the essential religious practices have been sacrificed at the altar of public safety and tranquillity.

88. It is stated by the appellants that they wanted to celebrate the 100 years Ahmadi movement in a harmless and innocent manner, inter alia, by offering special thanks-giving prayers, distribution of sweets amongst children, and serving of food to the poor. We do not find any order stopping these activities, in private. The Ahmadis like other minorities are free to profess their religion in this country and no one can take away that right of theirs, either by legislation or by executive orders. They must, however, honour the Constitution and the law and should neither desecrate or defile the pious personage of any other religion including Islam, nor should they use their exclusive epithets, descriptions and titles and also avoid using the exclusive

1993]

Zaheeruddin v. State
(Saleem Akhtar, J)

1779

names like mosque and practice like 'Azan', so that the feelings of the Muslim community are not injured and the people are not misled or deceived as regards the faith.

89. We also do not think that the Ahmadis will face any difficulty in adopting new names, epithets, titles and descriptions for their personages, places and practices. After all Hindus, Christians, Sikhs and other communities have their own epithets etc., and are celebrating their festivals peacefully and without any law and order problem and trouble. However, the executive, being always under a duty to preserve law and order and safeguard the life, liberty, property and honour of the citizens, shall intervene if there is a threat to any of the above values.

90. It may be mentioned here that the learned single Judge has passed a detailed and well-reasoned order and has sagaciously and candidly taken into consideration judgments from such foreign jurisdictions which would infuse confidence in this hypersensitive, non-Muslim minority, i.e. Ahmadis. Therefore, we instead of further burdening the record, would adopt his reasoning also. The Ordinance is thus held to be not ultra vires of the Constitution. The result is that we find that neither is Article 20 of the Constitution attracted to the facts of the case nor is there any merit in this appeal. The appeal is dismissed.

91. As a result of the above discussion, the connected appeals are also dismissed.

(Sd.) Abdul Qadeer, Ch. J

(Sd.) Muhammad Afzal Lone, J

(Sd.) Wali Muhammad Khan, J

SALEEM AKHTAR, J.—The appellants have claimed protection of their right under Articles 19, 20 and 25 on the basis of being a minority as declared by the Constitution. They admit to be a minority in terms of the Constitution as distinguished from the Muslims. Their claim being that they should be treated equally under law like other minorities enjoying freedom of speech and expression and they should be allowed to profess, practise and propagate their religion. The first claim is covered by Articles 19 and 25 while the second one is based on Article 20.

2. Law permits reasonable classification and distinction in the same class of persons, but it should be founded on reasonable distinction and reasonable basis. Reference can be made to *Government of Balochistan v. Azizullah Memon* PLD 1993 SC 314. The Qadianis/Ahmadis on the basis of their faith and religion as elucidated by my learned brother Abdul Qadeer Chaudhry, J. vis-a-vis Muslims stand at a different pedestal as compared to other minorities. Therefore, considering these facts and in order to maintain public order it was felt necessary to classify them differently and promulgate the impugned law to

ZZ

AAA

1778

Supreme Court Mo

fact many a time, in the past, and had been life and property (For details, Munir's report when an Ahmadi or Ahmadis display in poster or write on walls or ceremonial gates other 'Shace're Islam' it would amount to Prophet (p.b.u.h.) and also other Prophet Sahib, thus infuriating and instigating the serious cause for disturbance of the public may result in loss of life and property situations are imperative in order to maintain damage to life and property particularly decisions of the concerned local authorities in this jurisdiction. They are the best judges of fact.

86. The action which gave rise to the order of the District Magistrate, passed Ahmadia community who are the predators of the order of the District Magistrate by the Resident Magistrate and directed and illuminations and further ensure that walls. The appellants could not show that integral part of their religion. Even the the roads and streets was not shown to their religion.

87. The question whether such a religion and if they are subject to public been discussed in detail, in the light of Australia, and the United States, where priority. We have also quoted judgments practices which are neither essential nor priority over the public safety and the law religious practices have been sacrificed tranquillity.

88. It is stated by the appellants years Ahmadia movement in a harmless offering special thanks-giving prayers, and serving of food to the poor. We activities, in private. The Ahmadis like a religion in this country and no one can legislation or by executive orders. Constitution and the law and should personage of any other religion including exclusive epithets, descriptions and titles

یہ حوالہ صفحہ 92، 91 پر درج ہے

۱۰

یہ حوالہ صفحہ 92 پر درج ہے

ظہیر الدین بٹا، رکارڈ 1718 SCMR 1993

احمدی دوستو
منشی اسلام آباد

آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن اور خنڈے دل کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراطِ مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے حق اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: ”العقل اصل دینی“ عقل دین کی جڑ ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”حکمت کو اخذ کر لو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔“ مزید ارشاد فرمایا: ”عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور گھنڈ سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔“ قرآن مجید میں ہے: ”یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ گنٹے بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔“ ”اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔“ براہ کرم جماعت احمدیہ کے عقائد سے صدق نیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ شاہن کریمی آپ کے آنسو موتی سمجھ کر بہن لے گی۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاعِ کم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بد قسمتی سے بھگ گئے۔ آپ احمدیت کو ”اسلام“ سمجھ کر اس کے دامِ فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمتِ خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آ جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شخصے ”جو شخص سچائی کی حفاظت کے لیے قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔“ انسان تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا ایمان ضائع کر دے تو کیا فائدہ؟ ایمان دونوں جہاں میں فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر اپنی ہدایت کی دعا مانگیں۔ اس کے غفور و کرم کا سمندر غیر محدود ہے۔ ان شاء اللہ اس کی رحمت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

علم و فن پبلشرز